دینی، سماجی، اخلاقی اور ملّی اقدار کا محافظ

سہ ماہی انوارِ رضا

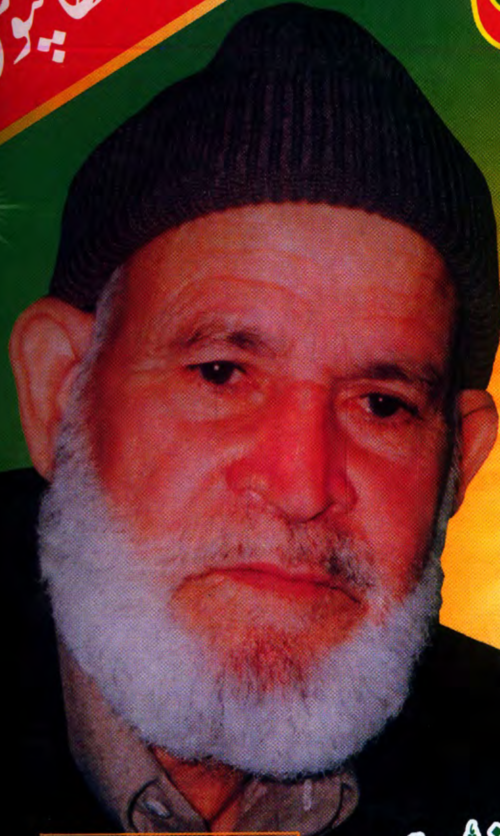
جوہر آباد

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

2009ء کا تیسرا شمارہ

فنِ تاریخ گوئی کے حوالے سے
نامور قادر الکلام شاعر کے لیے اعتراف

حضرت طارق سلطانپوری



عبیدِ محمد عبدالقیوم
طارق سلطان پوری



مدحتِ سرکار میرا خاندانی وصف ہے
میں کئی پشتوں سے ہوں طارق غلامِ مصطفےٰ



شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہر آباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری
جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 2,3
اشاعت خاص

قیمت فی شمارہ
360 روپے

سالانہ رکنیت فیس
1000 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۱۴ جوہر آباد ضلع خوشاب
0300 / 0321-9429027
Ph: 0454-721787





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین
الرحمن الرحیم مالک یوم
الدین ایاک نعبد وایاک
نستعین اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین

برائے ایصال ثواب

ماہر اقبالیات
علامہ سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مدفون چک نمبر 15 شمالی منڈی بہاؤالدین

درویش اہلسنت
حضرت سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ مدفون تاس برحان شریف (اٹک)

یادگار اسلاف
مولانا عبدالعزیز خان رحمۃ اللہ علیہ مدفون سلطانپور (اٹک)

غازیٔ اسلام جانثار پاکستان
ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (جوہر آباد)

حسن ترتیب

مضامین و مقالات

طارق سلطانپوری اپنے کلام کے آئینہ میں

طارق سلطانپوری...... معاصر شعراء کی نظر میں

طارق سلطانپوری......تصنیف و تالیف کی دنیا میں

طارق سلطانپوری...... انٹرویوز کے آئینے میں

سلامِ رضا اور طارق سلطانپوری

ارباب دین و دانش کی نظر میں (اختصار کے ساتھ)

حضرت طارق سلطانپوری.........کیمرے کی آنکھ میں

ضمیمہ..... از قبیل شعر و سخن

English Section

اپنی بات

حُبِ حق حُبِ محبوبانِ حق

اللہ تعالیٰ کی سنت مبارکہ رہی کہ وہ مخلوق کی فوز و فلاح، ہدایت و عرفان اور راہنمائی و پیشوائی کے لئے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا حتیٰ کہ تاجدار ختم نبوت امام المرسلین سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا صدور و ظہور فرما کر اس سلسلہ کی تکمیل فرما دی اور یہ مشن، مبارک و مقدس مشن، ابلاغ دین کا مشن، صلحا و علماء اور اولیاء امت کے سپرد کر دیا جو تقریباً ساڑھے چودہ صدیوں سے جاری و ساری ہے اور صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

وطن عزیز کا مردم خیز خطہ.......... ہزارہ.......... اولیاء و صلحا کی سرزمین بھی ہے اور مجاہدین اسلام کا خطہ بھی، زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں سرکردہ افراد کا تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ عہد حاضر میں ایک ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت جناب علامہ محمد عبدالقیوم طارق رضا سلطانپوری حفظہ اللہ تعالیٰ کا آبائی تعلق بھی اسی دھرتی سے ہے وہ ایک عالم و فاضل، باعمل شخصیت ہیں۔ علم الاعداد کے ماہر قادر الکلام شاعر اور فن تاریخ گوئی میں یدطولیٰ رکھتے ہیں وہ نہایت وجیہہ و شکیل اور خوبصورت انسان ہیں اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہت زیادہ صاف و شفاف ہے ان کے فکر و عمل میں اکابر و اسلاف کی واضح اور نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ درویشی و استغناء، صبر و شکر، زہد و تقویٰ، سچائی و دیانت داری، اولیاء و صلحا سے فی اللہ قلبی تعلق، ملک و ملت، امت اور مخلوق کی ہمدردی و محبت، وسیع مطالعہ، زود رقم اور قادر الکلام ہونا ان کی خصوصیات میں سے چند ہیں اس عہد زوال میں وہ ایک شب زندہ دار اور متبع شریعت ہستی ہیں ان کے اطوار و اخلاق بتاتے ہیں کہ حضرت طارق سلطانپوری تو عہد رفتہ کے ایک قابل رشک انسان ہیں اسی لئے ہم نے .... حضرت طارق سلطانپوری نمبر.......... کی اشاعت کا فیصلہ کیا جو الحمد للہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس نمبر کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کے سلسلہ میں ہم کس قدر کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ ہمارے پیارے قارئین مطالعہ کے بعد کرینگے۔ ان شاء اللہ یہ 'اشاعتِ خاص' حضرت طارق

سلطانپوری کی شخصیت، فکروفن اور منصب و مقام کے حوالے سے ایک آئینہ ثابت ہوگی۔ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ احمد میروی قدس سرہٗ نے بڑا روح پرور سبق دیا تھا جو ہمیشہ یاد اور پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

حُبِ حق حُبِ محبوبانِ حق
در دلِ احمدؐ بود ہر دم سبق

اولیاء متقدمین میں سے کسی کا ارشادِ گرامی ہے کہ مقبولانِ بارگاہ کے ارشادات و تذکرے خدا کی فوج کے لشکری ہوتے ہیں۔ اسی امر کے پیش نظر ہم نے اولیاء و صلحاء امت کے تذکار و تعلیمات کو سمیٹنا اور مجتمع کرنا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص وللہیت سے بحسن وخوبی اس کی توفیقِ ارزانی نصیب کرے اور ملت و امت کے لئے اس کام کو نفع و خیر کا باعث بنائے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری
(چیف ایڈیٹر)

mahboobqadri787@gmail.com 0300/0321-9429027

مدحت کے گلاب

ہے میرا ربطِ غلامی شہِ ابرار کے ساتھ
اب غرض ہے کسی سلطان نہ جہاں دار کے ساتھ

حب توحید ہے اس کے لئے بالکل بے سود
جس موحد کو محبت نہیں سرکار کے ساتھ

ان کے گستاخ کا مقبول نہیں کوئی عمل
لاکھ سجدے کرے وہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ

دن کا ہر لمحہ تھا خوشبو کی طرح طیبہ میں
ہر گھڑی شب کی بسر ہوتی تھی انوار کے ساتھ

بے زبانی ہی مواجہ میں ہے، اندازِ بیاں
کون جاتا ہے وہاں طاقت گفتار کے ساتھ

ہیں سیوطیؒ کی طرح لوگ کئی خوش قسمت
دیکھ لیتے ہیں انہیں دیدۂ بیدار کے ساتھ

یاد ہے اب بھی مدینے سے جدائی کا سماں
ہم بھی روئے تھے لپٹ کر درو دیوار کے ساتھ

حشر تک مجھ کو عطا کر دے جگہ تھوڑی سی
اے خدا، سرورِ کونین کے دربار کے ساتھ

ان کو کیا خوف، دوعالم میں جو رکھتے ہیں نیاز
مدنی، مطلبی، ہاشمی سردار کے ساتھ

خوب تر ان کی ثنا کی تو رضاؒ نے کی ہے
نعت لکھی ہے تو اقبالؒ نے معیار کے ساتھ

اُن کی مدحت ہو دمِ نزع زباں پر طارق
حشر آئے تو اٹھوں نعتیہ اشعار کے ساتھ

☆☆☆

جو مجرم ہیں وہ آئیں گنبدِ خضرا کے سائے میں
خطائیں بخشوائیں گنبد خضرا کے سائے میں

جو آنسو جگمگائیں گنبد خضرا کے سائے میں
وہ قیمت کیوں نہ پائیں گنبد خضرا کے سائے میں

غمِ دنیا کی دھوپ اور گرمیٔ روزِ قیامت سے
جو خائف ہیں، وہ آئیں گنبد خضرا کے سائے میں

ہوئیں ساری کی ساری اپنے اپنے وقت پر پوری
جو کیں ہم نے دُعائیں گنبد خضرا کے سائے میں

سنہری جالیوں کے سامنے کچھ وقت مل جائے
ہمیں آقا بلائیں گنبد خضرا کے سائے میں

سنیں ذوق آفریں، پرکیف آوازیں سلاموں کی
درودوں کی صدائیں گنبد خضرا کے سائے میں

خدا وہ وقت طارق زندگی میں لائے دوبارہ
کریں ہم التجائیں گنبد خضرا کے سائے میں

ایک عظیم ادیب کا اعتراف و عظمت

'حضرت طارق سلطانپوری نمبر' کے لیے ڈاکٹر وزیر آغا کے تاثرات

☆☆☆

میرے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد کے مدیر جناب محبوب قادری، حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی قابل قدر خدمات کے اعتراف میں اپنے جریدے کا "حضرت طارق سلطانپوری نمبر" شائع کر رہے ہیں جس میں انہوں نے حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے بارے میں لکھے گئے مضامین اور تاثرات یکجا کر کے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے شاعری کی ہر صنف میں پورے جذب اور ارتکاز کے ساتھ بے مثال کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے نیز علم الاعداد اور فن تاریخ گوئی کے حوالے سے جریدۂ عالم پر اپنے فن کا نقش اس خوبی سے ثبت کر دیا ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے کے علاوہ آنے والے زمانے بھی اس سے مستفید ہوں گے۔ ضروری تھا کہ ان کی گرانقدر خدمات کا اعتراف کیا جاتا یہ کام جناب محبوب قادری نے انجام دے کر اہل وطن کا دل موہ لینے کی سعی جمیل کی ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

دستخط

ڈاکٹر وزیر آغا

(اس مکتوب کا اصل عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

○

میرے لئے یہ باعث مسرت ہے کہ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد
مدیر جناب محبوب قادری حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کی قابل ق
خدمات کے اعتراف میں اپنے جریدے کا "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" شا
کر رہے ہیں جب کہ حضرت ابوالبیان محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کے بار
میں لکھے گئے مضامین اور تاثرات یکجا کر کے ایک عظیم الشان کارنامہ انجا
دیا ہے ۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضرت محمد عبد ا
سلطان پوری نے شاعری کی ہر صنف میں پورے جذب اور ارتکاز
ساتھ بے مثال کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے نیز علم الاعداد او
فن تاریخ گوئی کے ذریعے سے جریدۂ عالم پر اپنے فن کا
نقش اس خوبی سے ثبت کر دیا ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے کے
علاوہ آنے والے زمانے بھی اس سے مستنیر ہوں گے۔ ضروری تھا کہ ا
کی گرانقدر خدمات کا اعتراف کیا جاتا۔ یہ کام جناب محبوب قا
نے انجام دے کر اہل وطن کا دل موہ لیا ہے۔ جنہوں نے کاوش کی
کی ہے۔ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ہم برصغیر کے نامور کا دارالکلام، تاریخ گو شاعر

حضرت محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری دامت برکاتہم العالیہ

کی

دینی | مسلکی | تاریخی | ملی خدمات

کی قدر کرتے ہوئے

سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں

منجانب

محمد ظہیر عباس قادری و صاحبزادہ پیر کمال الدین معظمی صاحب

صدر و اراکین حی القیوم سہارا فاؤنڈیشن سکھیکی

0301-4040271,-0345-8649297

حضرت طارق سلطانپوری
کے تاریخی مادوں سے مزین ماہنامہ نعت لاہور کے سرورق کا عکس





مقدمۂ قادریہ

محترم محمد عبدالقیوم خان یوسف زئی المعروف بہ طارق سلطانپوری مدظلہ حسن ابدال ضلع اٹک کے باسی ہیں وہ بے یک وقت نعت گو، غزل گو، نظم گو، منقبت گو، تضمین نگار اور تاریخ گو ہیں۔ انہوں نے شاعری کی ہر صنف میں بہت کچھ لکھا ہے ان کا قلم اور ذہن بڑے جوش و جذبے سے رواں دواں ہیں وہ اتنا وقیع کام کر چکے ہیں کہ اہل ذوق اور صاحب نظر ارباب انہیں مدتوں یاد رکھیں گے۔

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھا ایرانی فرماتے ہیں ۔

کمال حضرت طارق بود گوینده تاریخ   بہ نظم و نثر اردو آمده بابائے تاریخ داں

کہ طارق در سخن گوئی بود چون سعدیؔ دوراں ۔

طارق سلطانپوری صاحب نے شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے آج بھی اُن کا قلم رواں دواں ہے اہل ذوق اُن کے کام کے معترف ہیں۔ ملک بھر کے ادباء شعراء، علماء، مشائخ سے ان کے تعلقات ہیں۔ میں نے طارق صاحب پر مشاہیر سے تاثرات اکٹھے کرنے شروع کئے تاکہ اُن کی بھرپور علمی زندگی سامنے آسکے اس سلسلہ میں اُن کا اور اُن کے معتمد خاص ملک محمد محبوب الرسول قادری جوہر آبادی کا بڑا عمل دخل ہے۔ ۵۰ کے قریب، اہل علم کے تاثرات شامل کتاب کئے گئے ہیں۔ کچھ احباب کوشش و خواہش کے باوجود کچھ نہیں لکھ سکے۔ ویسے بھی ہمارے ہاں زندہ لوگوں پر کام کرنے کا رواج نہیں ہے۔ بحیثیت مجموعی ہم مرنے کے بعد ہی جھنڈے گاڑتے ہیں۔ خدا بھلا کرے محترم و مکرم ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب زید مجدہٗ کا کہ وہ ...... حضرت طارق سلطانپوری نمبر ...... شائع کر رہے ہیں۔ وہ اس لیے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں کہ حضرت طارق سلطانپوری کا نام اور کام بھی قصۂ پارینہ بن کر نہ رہ جائے ویسے بھی ہم نہایت اہم شخصیات کو طاقِ سیان میں رکھ دیتے ہیں۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری اور طارق سلطان پوری میں گہری چھنتی ہے وہ ان کے عالی نیاز مند ہیں ...... ملک صاحب ہرفن مولا شخصیت ہیں۔ گوہر شناس اور چہرہ شناس

ہیں۔ پھر وہ ایسے کام کرتے رہتے ہیں جن کو دیکھ کر اہل علم عش عش کر اٹھتے ہیں۔ وہ سالوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا ہفتوں میں کرتے ہیں اور خصوصی نمبر شائع کرنے میں تو وہ خاص مہارت رکھتے ہیں۔

میں تمام مشاہیر کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے طارق سلطانپوری کی شخصیت سے دبیز پردہ اٹھایا اور کئی راز افشاء کئے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل بطفیل نبی روف الرحیم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہماری دنیا و آخرت آسان فرمائے اور ایسے کام کرنے کی توفیق بخشے جن سے خیر کا پہلو نکلتا ہو آمین ثم آمین! میں ملک محمد محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ کی معاونت کا ممنون ہوں......!

سید محمد عبداللہ قادری ابن سید نور محمد قادری
چک ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین
پنجاب، پاکستان
0301-5031096

ایک خطاب سے اقتباس

پیر آف گولڑہ شریف شاعر ہفت زباں حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی قدس سرہ

فرمودہ حضرت نصیر ملت قدس سرہٗ

طارق سلطانپوری کے قطعات اور اشعار مختلف مقامات پر پڑھنے اور سننے کو ملے بہت ہی اچھا لکھتے ہیں۔ سلطان پور اتنا مشہور گاؤں نہیں لیکن علم وادب میں کافی متعارف ہو چکا ہے۔ کچھ مقامات لوگوں کی پہچان بنتے ہیں جبکہ بعض لوگ مقامات کی پہچان کا باعث بنتے ہیں اور سلطان پور کے علم وادب میں جو مقام طارق صاحب کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کا حصہ نہیں۔

مجھ سے کسی دوست نے پوچھا کہ یہ طارق سلطانپوری کون ہیں؟ میں نے کہا کہ علم و ادب ان کی پہچان ہے۔ یعنی دو چیزیں ہیں ایک علم وادب اور دوسری طارق۔ انہوں نے کہا یہ کیا؟ میں نے کہا کہ میں قرآن سے ثابت کروں۔

والسماء الطارق   آسمان اور طارق   طارق یعنی ستارہ

جس طرح ستارہ آسمان پر اچھا لگتا ہے اسی طرح طارق علم وادب کے آسمان پر اچھا لگتا ہے۔

تم بتا سکتے ہو کہ طارق کون ہے؟

وما ادرٰک ما الطارق

اور تمہیں کیا معلوم کہ طارق کون ہے؟

النجم الثاقب

یہ تو علم وادب کے آسمان پر چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

طارق صاحب نے مجھے اپنے اشعار پڑھنے کو دیے کہ ایک نظر دیکھ لیں۔ میں کوئی اتنے علوم کا ماہر تو نہیں پھر بھی۔

معرا ہوں ہنر سے میں، سراپا عیب ہوں اکبر   عنایت ہے احباء کی اگر اچھا سمجھتے ہیں

خدا انہیں خوش رکھے۔

☆ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۸ء۔ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں خطاب (سی ڈی سے عزیزم محمد وقاص احمد نے اتار کر تحریر کا جامہ پہنایا) 0346-4049810

SHAH MUHAMMAD OWAIS NOORANI SIDDIQUI
VICE CHAIRMAN



World Islamic Mission Pakistan (Trust)
Suite # 502-3, 5th Floor, Uni Shopping Centre
Abdullah Haroon Rd, Saddar, Karachi - 74400, Pakistan.
Phone : (+92-21) 5670400 / 5219537 Fax:(+92-21)5682521

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

معروف تاریخ گو شاعر جناب طارق سلطان پوری جن کا حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے ساتھ گزشتہ چار دھائیوں سے انتہائی مضبوط و مستحکم تعلقِ محبت وارادت قائم رہا اور انہوں نے ملک وملت، اہلسنت اور پوری امت کے لیے فنِ تاریخ گوئی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ دنیائے شعر وسخن میں بجائے خود انتہائی اہمیت کی حامل صنف ہے جو آج مفقود ہوتی جارہی ہے ایسے قحط الرجال اور علمی زوال کے دور میں جناب طارق سلطان پوری کا وجود ایک نعمت ہے۔

میں سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد کی طرف سے جناب طارق سلطان پوری کی فکروفن شخصیت، افکارونظریات اور طویل ترین علمی وادبی اور دینی خدمات کے اعتراف میں خصوصی اشاعت کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انہوں نے زندگی ہی میں اعترافِ عظمت کی روایت قائم کر کے اہلسنت کو ایک بہت خوبصورت راہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری کی صحت وسلامتی کے ساتھ، طویل عمر، سہ ماہی انوار رضا کی کامیابی وکامرانی، جمیع اہلسنت کی وحدت واخوت، دھرتی پر انقلابِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی دُعا کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام مع الاحترام

فقیر شاہ محمد اویس نورانی صدیقی

RESIDENCE
Bait-e-Rizwan, F-18/2, Block-4, K.D.A. Scheme # 5, Kehkashan Clifton,
Karachi-75600 Pakistan . Tel. : (+92-21) 5823737.

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

پیغامات

مرتبین

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

DISTRICT PRESS CLUB Khushab at Jauharabad

ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہر آباد (رجسٹرڈ) 0454722722

President:
Hafiz Khan Muhammad Mahl
Off: (0454-722067, Res: 720747

General Secretary:
Altaf Chughtai
Off: (0454) 720938 Res: 720638

پیغام

الطاف چغتائی (جنرل سیکرٹری)
ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہر آباد

یہ امر ہمارے لئے دلی خوشی و مسرت اور اطمینان کا باعث ہے کہ برادرم ملک محبوب الرسول قادری کی زیر ادارت شائع ہونے والا سہ ماہی 'انوارِ رضا' جوہر آباد ہمارے ضلع ہی نہیں پورے پنجاب بلکہ ملک بھر میں دینی صحافت کے حوالے سے ایک منفرد اور توانا آواز ہے جو اسلام اور پاکستان کی نظریاتی حوالے سے ترجمانی کا فریضہ نبھا رہا ہے اس کا ہر شمارہ خاص شمارہ ہوتا ہے اور کسی نہ کسی موضوع پر اشاعت خاص کا حامل ہوتا ہے اس وقت ہمارے سامنے سہ ماہی 'انوارِ رضا' جوہر آباد کے...... حضرت طارق سلطانپوری نمبر...... کا مسودہ ہے جو علمی 'ادبی' سوانحی حوالے سے جمع کئے گئے معیاری مواد پر مشتمل ہے ہمارے بھائی ملک محبوب الرسول قادری نے اپنے استاد اور فن تاریخ گوئی کے حوالے سے برصغیر پاک و ہند کے نامور قادر الکلام شاعر حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے فکر و فن پر ان کی حیات ہی میں اعتراف عظمت کے طور پر شایان شان اور کئی سو صفحات پر محیط نہایت وقیع اور جامع نمبر شائع کر رہے ہیں یہ تاریخی حوالے سے ایک اہم علمی دستاویز کا درجہ رکھتا ہے ملک محبوب الرسول قادری گذشتہ دو عشروں سے 'ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہر آباد' کے نہایت فعال اور متحرک کارکن بلکہ اہم کابینہ ممبر کی حیثیت سے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں آپ چھ سال تک 'ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہر آباد' کے جوائنٹ سیکرٹری بھی رہے ان کی گرانقدر صحافتی خدمات اس ضلع کیلئے قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔ میں "انوارِ رضا" کے...... حضرت طارق سلطانپوری نمبر...... کی اشاعت پر برادرم ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس صحافتی سفر میں مشکلات کو آسانیوں میں بدلے۔ آمین

15/06/09

الطاف چغتائی
جنرل سیکرٹری
ڈسٹرکٹ پریس کلب جوہر آباد

...... پیغام ......

ازاں جناب محقق العصر حضرت مولانا **مفتی محمد خان قادری** صاحب مدظلہٗ ☆

امیر .... کاروان اسلام

میرے لیے یہ بات خوشی اور مسرت کا باعث ہے کہ اس وقت ہمارے طبقہ کے لوگ مرنے سے پہلے ہی قدر افزائی کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں ورنہ تو اکثر یہ ریت روایت دیکھتے آئے ہیں کہ جیتے جی کسی نے سکھ کا سانس نہ لینے دیا اور مرنے کے بعد زمین و آسمان کے قلابے ملا کر غوث' قطب' ابدال سے کم کسی درجے پر فائز کرنے پر بھی راضی نہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ میرے عزیز ملک محبوب الرسول قادری کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس فرسودہ روایت کو توڑتے ہوئے اپنے دور کے عظیم استاذ قادر الکلام شاعر' محب وطن اور محب اسلام عالم حضرت علامہ محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری مدظلہ العالی کی گراں قدر علمی خدمات کے اعتراف میں سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد کی اشاعتِ خاص ان کے نام کی۔ بلاشبہ حضرت طارق سلطانپوری زید مجدہٗ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں حضور ﷺ کی محبت میں ڈوب کر نعت لکھنے کا اعزاز و شرف حاصل ہے اور دوسرے وہ اپنے کلام کے ذریعے اہل علم کے ساتھ ساتھ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کر کے رجالِ کار تیار کرنے کا فریضہ نبھا رہے ہیں۔ میں عزیزم ملک محبوب الرسول قادری کے اس روایت شکن اقدام کا خیر مقدم کرتا ہوں اور انہیں مبارک باد کے ساتھ ایسے کاموں کے جاری رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نیکی اور خیر کے کاموں میں ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆ شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ لاہور گلشن رحمان (ایچی سن سوسائٹی) ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042-35300353, 0323-4430516

امیر اہلسنت پیر طریقت تاجدار بھرچونڈی شریف

پیغام...... حضرت میاں عبدالخالق قادری مدظلہٗ ☆

محترم علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کا نام آج سے نہیں بلکہ اپنی اوائل عمری سے ہی سنتا آرہا ہوں اور میں ان کے فکروفن اور دینی خدمات سے بھی بخوبی آگاہ ہوں انہوں نے اکابر اسلام، اولیاء وصلحا کے سنین ولادت ورحلت کے تاریخی مادے استخراج کرنے کا جو اہم کام سرانجام دیا ہے وہ بجائے خود ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے اور پھر اس تاریخی مادے کو قطعۂ تاریخ میں سمو دینا اس سے بھی اگلی بات ہے۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب جیسے قادر الکلام شاعر سے کسی نے قطعۂ تاریخ لکھنے کی فرمائش کی تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ''مادۂ تاریخ تم لے آؤ قطعہ تاریخ میں لکھ دوں گا''۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مادۂ تاریخ استخراج کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں اور حضرت طارق سلطانپوری ایسے خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ''مادہ ہائے تاریخ'' استخراج فرمائے اور پھر قرآن کریم کی آیات طیبات سے بیسیوں تاریخی مادے حسب حال استخراج کئے۔ جس پر وہ لائق تحسین اور قابل قدر ہیں ان کا وجود ہمارے ملک وملت کے لئے اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور وہ نادر الوجود ہستی ہیں۔ سہ ماہی ''انوار رضا'' کی طرف سے ان کے فکروفن پر وقیع نمبر کی اشاعت مستقبل میں ہماری تاریخ کا اہم باب ثابت ہوگی نیز اس خصوصی حوالے کے ساتھ یہ اشاعت بھی ''انوار رضا'' کے لیے اولیات میں سے ہوگی اس اہم کارنامہ پر میں اپنی جماعت کے رکن رکین گرامی قدر ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے ''انوار رضا'' کے ذریعے علم وعرفان کا یہ چشمۂ فیض جاری وساری رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت، خطے اور وطن عزیز کی تاریخ کو محفوظ کرنے کا یہ کام پورے عہد کو محفوظ کرنے کی خوبصورت اور کامیاب کوشش ہے اگر اللہ تعالیٰ شعور عطا کرے تو اہل خیر اور ارباب ثروت ایسے کاموں کی نگرانی اور سرپرستی کا فریضہ ادا کریں تاکہ آنے والی نسلیں اعتقادی حوالے سے محفوظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کاموں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ سجادہ نشین: خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف تحصیل ڈھرکی ضلع گھوٹکی۔ مرکزی امیر: مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان۔0300-2111146

..........پیغام..........

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ، صوفیٔ باصفا حضرت اقدس

ابو الرضا گلزار حسین قادری رضوی مدظلہٗ ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب محبوب الرسول قادری مدیر اعلیٰ "انوار رضا" جوہر آباد میرے یہاں تشریف لائے اس خوش خبری کے ساتھ کہ اس بار اُن کا جریدہ معروف نعت گو شاعر حضرت علامہ طارق سلطان پوری پر اپنا خاص نمبر شائع کر رہا ہے یہ جان کر دلی تسکین حاصل ہوئی کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جن کے سینے میں دل ہے جو دھڑکتا بھی ہے، سر میں دماغ ہے جو سوچتا بھی ہے، آنکھوں میں نور ہے جو پہچانتا بھی ہے، قلم میں خم ہے جو چلتا بھی ہے اور ہاتھ میں دم ہے جو لکھتا بھی ہے ...... سینے میں ولولہ بھی ہے جو بے چین رکھتا ہے، قدم میں استقامت بھی ہے جو دشوار راستوں کو خاطر میں نہیں لاتا اور سوچ میں استقلال بھی ہے جو کر گزرنے کا خوگر بنائے دیتا ہے۔

آپ ایک ایسی جماعت کے فرد ہیں جو جماعت سے محروم، قائد سے محروم، قیادت سے محروم، سالار ہے نہ سردار ہے، زاد راہ ہے نہ شب بسری کا سائبان، تمام تر دنیاوی آسائشوں سے پرے دھن اور لگن کے پکے، دن چڑھے رات ڈھلے کچھ کر گزرنے کے مضبوط ارادوں کے ساتھ جن کی زندگی کی سانسیں ایک مقصد و مشن کے گرد گھومتی ہیں ...... اسلامیان اہل سنت ایسے گوہر گراں مایہ کی قدر کریں اور ان کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس قحط الرجال میں جناب محبوب الرسول قادری ایسے وجود غنیمت ہیں۔

کیوں کہوں بے کس ہوں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا تم پر کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

☆ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ برکاتیہ...... لاہور 0333-4311134

ارشاد باری تعالیٰ ہے "احسان کا بدلہ احسان ہے" اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ حضرت مخدوم طارق سلطان پوری اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت رکھے اور آپ کا قلم قرطاس پر اپنے موتی بکھیرتا رہے اور یہ جواہر پارے ان کے لئے دارین کی سرخ روئی کا سبب بنیں (آمین)۔ حضرت سلطان پوری سے احقر کی ایک ملاقات ہوئی ہے جو کہ میرے دفتر میں جناب محبوب الرسول قادری صاحب کے ساتھ ہی ہوئی ہے اسی دن حضرت پیر سید محمد فاروق القادری صاحب کے ساتھ میرے ظہرانے میں بھی شریک ہوئے۔ یہ لمحات میرے لیے سعادت کا باعث بنے ہیں۔

روشن چہرا، ملاحت و استقامت پیشانی سے ہویدا۔ گفتار میں سلامت روی و پاکیزگی نمایاں تھی۔ حضرت کا شعبہ حمد و نعت اور تاریخ گوئی میں کیا عظیم مقام ہے؟ اس کا صحیح خراج تو اس فن کا ماہرا اور سخن ور ہی دے سکتا ہے جیسا کہ میرے دیرینہ بزرگ دوست اور دورِ عصر کے مایۂ ناز نعت و حمد گو شاعر جناب راجا رشید محمود صاحب۔ البتہ جو نظر آتا ہے وہ یہ کہ حضرت سلطان پوری ایسے پاکیزہ فکر کے حامل خاص فیضانِ غیب سے فیض یاب اپنے فن میں استاذ یگانہ کا مقام رکھتے ہیں۔ ایسے افراد دہر میں گردوں زمانہ کے دُور اُفق پر بڑے انتظار کے بعد طلوع ہوتے ہیں اور دیرپا خوب صورت اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔

ان کی حیات میں احباب کی جانب سے دادِ تحسین و آفرین حضرت صاحب کے لئے طمانیت کا باعث تو ضرور بنے گی مگر ایسے لعل و گوہر کسی داد و تحسین کے محتاج نہیں ہوتے ...... اُمید ہے یہ جریدہ آپ کی شخصیت کا احاطہ کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔ اپنے ممدوح کو شاباش دینے کا یہ عمدہ اظہار ہے۔

اس کاوش پر جناب محبوب الرسول قادری صاحب ہم سب کی طرف سے دادِ تحسین و شکریہ کے مستحق ہیں۔

...... پیغام ......

استاذ العلماء، یادگارِ اسلاف حضرت علامہ

ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہٗ ☆

طارق سلطان پوری اردو نعت گوشاعری میں ایک معتبر نام ہے۔قومی جرائد، مذہبی رسائل وکتب میں ان کا کلام عموماً شائع ہوتا رہتا ہے۔ان کی شاعری میں عجز وادب بھی ہے اور سوز وگداز بھی۔محبوب کے در تک پہنچنے کا طریقہ بھی ہے اور ان سے خیرات لینے کا سلیقہ بھی۔آپ کے کلام میں دعوئ عشق کے بجائے دامن طلب پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔آپ کے نعتیہ کلام کو پڑھ کر بسااوقات یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ زبان وقلم کے بجائے دل کو کاسۂ گدائی بنائے ہوئے ہیں۔آپ فارسی کا استعمال عمدہ سلیقے سے کرتے ہیں۔فن شاعری کے اعتبار سے تو اس فن کے ماہرین ہی معتبر تبصرہ کر سکتے ہیں۔میرے خیال میں آپ کے کلام میں محبت بھی ہے اور عقیدت بھی۔ پڑھنے والا روح کائنات ﷺ کی محبت کی چاشنی اور عقیدت کا نور دل میں محسوس کرتا ہے اور کچھ وقت کے لئے اس کا دل عظمتوں سے لبریز رہتا ہے۔بعض اشعار میں انتہائی درجہ کا سوز وگداز ہے جس کا اثر قاری یا سامع ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ طارق صاحب معروف معنوں میں عالم وفاضل یا فقیہہ ومحدث تو نہیں مگر اکابرین اہل سنت کے خوشہ چین ہونے کی وجہ سے اپنے علم کی حد تک حسنِ شعری اور پاس شرعی کا خیال رکھتے ہیں اس سلسلہ میں اصلاح کو ''عزتِ نفس'' کا مسئلہ نہیں بناتے بلکہ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

آپ کی نعت گوئی کا یہ پہلو مجھے زیادہ اچھا لگا کہ آپ صرف کمالات اور فضائل کو نظم کا زیور پہنانے کے بجائے خلقِ عظیم اور سیرتِ مقدسہ کو بطور نعت پیش کرتے ہیں۔نعت شریف کا یہ عملی پہلو عموماً متروک ہے۔نعت لکھنے والوں کی بہتات نے اپنے مقاصدِ طلب و

☆ سرپرست اعلیٰ: تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان، بانی ومہتمم: جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی 051-4419999, 0321-5178692, 0300-9564441

خواہش کو نعت کا روپ دے دیا ہے۔ حالانکہ ایسے مضامین پر اشعار شاعر کی اپنی تعریف ہے رسول اللہ فداہ ابی وامی ﷺ کی نعت نہیں۔ یا ایسے اشعار کو استغاثہ، التجاء آرزو کا نام تو دے سکتے ہیں نعت نہیں کہہ سکتے۔

طارق نے جتنی نعتیں اور مناقب تحریر کیں وہ اس وقت میرے پیش نظر تو نہیں مگر ان کے طرزِ تحریر اور اندازِ کلام سے میں اندازہ کر سکتا ہوں کہ وہ کافی محتاط شاعر ہیں۔ اچھے اہل فن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے میرے والد گرامی فقیہہ العصر استاذ الاساتذہ حضرت علامہ پیر سید ضیاء الدین شاہ چشتی سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ بانی، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی، نقیب گلستان مہر علی رضی اللہ عنہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز اور خطیب العصر حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطان پوری نور اللہ مرقدہٗ کی جو منقبتیں لکھی ہیں ان میں ان کی سیرت واخلاق اور کردار وخدمات کی حسین انداز میں لفظی ترجمانی فرمائی ہے۔

اس اندازِ کلام کی مناسبت سے ایک بات کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ امام اہل سنت، مجدد دین وملت، تاجدار بریلی امام الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار منقبتیں لکھی گئیں جس میں فضلاء قادر الکلام شعراء نے نذرانہ ہائے عقیدت پیش کئے مگر اس ذخیرۂ کمال کے جس جوہر کے حسن سے میں زیادہ متاثر ہوا وہ عالی مرتبت، شاعر ہفت زباں محترم علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی منقبت ہے۔ اس کی وجہ میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں کہ میرے خیال میں نعت لکھنے والے چند ایسے ماہر فن شعراء ہیں جو حقیقت کو الفاظ کا جامہ پہنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ ایسے شعراء کی صف میں ہی ایک روشن نام طارق سلطان پوری کا بھی ہے جو آپ کو بالخصوص کسی بھی تقریب، جشن، تاریخ پیدائش و وفات کی مناسبت سے تاریخی مادہ استخراج کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص کمال اور فن میں ید طولیٰ عطا فرما رکھا ہے۔

کراچی میں جا کر طارق سلطان پوری کو قدرے بہتر ماحول میسر آیا جس میں انہیں سخن گوئی میں ترقی کرنے کا کوئی موقع ملا مگر کوئی ادبی مجلس، تصنیفی ادارہ یا کوئی ادبی تنظیم ان سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام نہ لے سکی۔ یہ ایک طارق کا ہی المیہ نہیں بہت سے تحقیق،

تدریسی، تصنیفی اور قیمتی اثاثوں سے بھرپور لوگ گذرے ہیں اور موجود ہیں کہ وسائل و سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے ان سے اجتماعی فائدہ نہ لیا جاسکا۔ دردمند دل لکھنے والے طارق سے جب کبھی بھی ملاقات ہوتی ہے تو وہ اہل سنت کی زبوں حالی اور اجتماعی سوچ کے فقدان اور غیر منظم ہونے کی فریاد کرتا ہے ایسی تجاویز پر بحث کرتے ہوئے ہمیشہ سوال کناں رہتا ہے کہ آخر ایسے جمود محض اور کاہلی و سستی کی بیماری کا علاج کیونکر کرنا ممکن ہے؟

جب کبھی قابلِ اعتناع اجلاس و کنونشن منعقد ہو، قومی و ملکی تقاضوں کے مطابق بروقت بیان آئے یا کسی غلط اقدام پر برمحل اجتماعی آواز اُٹھے تو ایسے خبر پڑھ کر فوراً مبارکباد پیش کرتا ہے گویا وہ اُن چند مخلص محبین میں سے ہے جو رابطہ رکھنے کے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے۔ ایسے مخلص احباب اس مادیت پرستی کے دور میں خال خال دکھائی دیتے ہیں۔

طارق اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود بہت شہرت نہ حاصل کر سکا اس کی وجہ ایک ناقد نے دو شاعروں پر اخبار میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھی تھی کہ دونوں بڑے پائے کے شاعر ہیں۔ ادبی مقام کی بلندیوں پر ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کی شہرت زیادہ ہے مگر دوسرے کو مخصوص حلقہ کے افراد ہی جانتے ہیں اس کی وجہ فنی کمزوری یا ادبی تنزل نہیں بلکہ قلتِ وسائل ہے۔ ایک کو اچھے وسائل، عمدہ حالات، مخلص دوست اور قدر دان لوگ میسر آگئے تو وہ شہرت کی بلندیوں کو چھو گیا۔ دوسرا ان نعمتوں سے تہی داماں رہا تبھی وہ شہرت کا متحمل نہ ہو سکا۔ لعل اگرچہ گدڑی میں ہی کیوں نہ ہو بہرحال وہ لعل ہی ہوتا ہے۔ اس کی اپنی قدر و قیمت میں فرق نہیں پڑتا تاہم اسے نہ جاننے کی وجہ سے لوگ اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جن کے پاس صلاحیتیں ہیں وہ وسائل سے محروم ہیں ایک صاحب بصیرت کا کہنا ہے کہ ہمارا اجتماعی معیار ایسا ہے کہ ہم زندوں کے قدر شناس نہیں بلکہ رخصت ہو جانے والوں کے قدر دان اور عقیدت مند ہیں۔ بقول جناب ملک محبوب الرسول قادری کے، ہمارا المیہ ہے کہ ہم اپنے زندہ اکابرین کی قدر شناسی اور قیمتی لوگوں کی دلجوئی نہیں کرتے۔

طارق سلطان پوری کی تربیت ہی مذہبی ماحول میں ہوئی ان کے والد گرامی مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جید عالم تھے اور اس زمانے میں کئی زبانوں پر عبور بھی حاصل تھا۔ اکثر باہر

رہتے سال دو سال بعد کچھ عرصے کے لئے گھر تشریف لایا کرتے۔ کم گو تھے۔ طلبا یا نمازیوں کے سامنے علمیت کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔ کبھی کوئی مسئلہ پوچھ بھی لے تو آگاہ ہونے کے باوجود کسی مصلحت یا سادات گرامی کے ادب و احترام کے پیش نظر عرض گزار ہوتے کہ حضرت شاہ صاحب (فقیہ العصر حضرت علامہ سید ضیاء الدین شاہ سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھ لیں اس وقت تقاریر کے بہت کم مواقع دیہات میں میسر آتے تھے۔ ایک دو تقریبات میں ان کی تقریر سننے کا موقع ملا بہت علمی خطاب فرماتے اور موضوع کے مطابق گفتگو کرتے۔

میں طارق سلطان پوری کی قدر دانی کرتے ہوئے سہ ماہی ”انوارِ رضا“ کا خصوصی نمبر شائع کرنے پر ادیب شہیر، ترجمان و محقق اہل سنت جناب صاحبزادہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے معاونین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ادارے کو ترقی عطا فرمائے اور انہیں اہل سنت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

لئن شکرتم لأزیدنکم

حافظ ١٤١٤

...........پیغام...........

پیر طریقت حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی ☆

الحمد للہ! اہل سنت کو اللہ تعالیٰ نے ایک سے ایک بڑھ کر قیمتی، ذہین، معاشرے کے لئے مفید اور قابل قدر ہستیاں عطا فرمائی ہیں جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے وہ اعداد اور ہندسوں کی بولیاں جانتے ہیں اور الفاظ کو ہندسوں میں ڈھال لیتے ہیں۔ اس فن میں ان کی ہستی فی زمانہ یکتائے روزگار کی سی ہے میں نے محترم ملک محبوب الرسول قادری کے ساتھ ملاقاتوں میں بیسیوں مرتبہ ان کا ذکر سنا ہے کیونکہ وہ طارق سلطانپوری صاحب کے شاگرد بھی ہیں شاید اس لیے انہیں اپنے عظیم استاد کے ساتھ محبت بھی ہے۔

میرے دل میں ملک صاحب کے لئے بہت ساری محبت ہے کہ انہوں نے میرے مرشد کریم حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی دامت برکاتہم القدسیہ پر نہایت ضخیم اور جامع تاریخی نمبر شائع کیا جو اپنی حیثیت میں ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتا ہے اب کی بار جب وہ اپنے عظیم استاد کی خدمات کے اعتراف میں ....حضرت طارق سلطانپوری نمبر.......... شائع کرنے جا رہے ہیں یہ امر بھی میرے لئے بہت زیادہ خوشی کا باعث ہے اگر آج بھی معاشرے میں استاد کا وقار بحال ہو جائے تو بہت ساری خرابیاں خودبخود ختم ہو جائیں اور معاشرے میں موجود بے برکتی کی نحوست سے نجات مل جائے۔ ملک صاحب نے اپنے استاذ پر نمبر چھاپنے کا فیصلہ کر کے دین، دنیا اور آخرت میں نفع کا سودا کیا ہے میں انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں میری دُعا ہے کہ ہمارے معاشرے کا ہر فرد اپنے استاد، پیر و مرشد اور پیشوا کی قدردانی کے جذبے سے سرشار ہو جائے تا کہ کماحقہ فیض پا سکے۔ آمین

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ راوی ریاں شریف 0321-6686205, 0321-6202022

..........پیغام..........

سہ ماہی ''انوار رضا'' کا حضرت طارق سلطانپوری نمبر ......ایک اہم کارنامہ

عصمتِ قلم کے پاسبان

پیر طریقت سید صابر حسین شاہ بخاری القادری ☆

حضرت محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری صاحب دنیائے علم و ادب میں محتاج تعارف نہیں، آپ کو بچپن ہی سے علم و ادب سے شغف رہا، زمانہ طالب علمی کے دوران ہی شعر کہنے شروع کر دیئے تھے۔ ابتداء میں غزل گوئی کی طرف مائل ہوئے، سیاسی نظمیں بھی لکھیں لیکن جب آپ کے ایک دوست نے آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' پڑھنے کے لئے دیا تو آپ کی کایا پلٹ گئی، آپ کا دل و دماغ روشن ہو گیا، غزل گوئی ترک کر کے نعت گوئی کو وظیفۂ حیات بنا لیا، اس حقیقت کا اعتراف آپ نے راقم کے نام ایک خط میں یوں فرمایا ہے:

> ''نعت نگاری ایک زمانے سے میرا وظیفہء حیات ہے اس وظیفہء حیات کو اختیار کرنے پر مجھے ''حدائق بخشش'' نے آمادہ کیا، اب نعت نگاری میرا سامان زندگی ہے' میری غذائے روح اور میری متاع حیات ہے۔ کہ ''حدائق بخشش'' کے مطالعے کا ثمرۂ شیریں وصلہ دل پذیر ہے۔ ''حدائق بخشش'' کا مطالعہ نصیب نہ ہوتا تو کئی دیگر ہم عصر حضرات کی طرح میں بھی بے مقصد اور لاحاصل روایتی شاعری کے لق و دق صحرا میں بھٹکتا پھرتا۔''

(مکتوب بنام راقم محررہ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۳ء)

''حدائق بخشش'' سے انداز نعت سیکھنے کا اعتراف آپ نے اپنی نعتوں میں بھی کیا ہے۔

☆ مدیر اعلیٰ مجلہ الحقیقہ۔ سربراہ: ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف (اٹک) اوکاڑہ 0301-5437701

جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارقؔ فیضانِ رضا جانا
آداب ثنائے شاہِ امم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے

رسولِ پاکؐ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں
یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارقؔ

آپ نے نعت نگاری کو وظیفۂ حیات ایسا بنایا کہ وقت نزع کے حوالے سے بھی اپنی معصوم اور روح پرور خواہش کا اظہار یوں فرمایا۔ ؎

حشر آئے تو اٹھوں نعتیہ اشعار کے ساتھ
ان کی مدحت ہو دمِ نزع زباں پر طارقؔ

آپ کی نعتوں میں آورد نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ آمد ہی آمد ہے سلاست اور روانی کا یہ عالم ہے کہ خامۂ طارق رُکنے کا نام ہی نہیں لیتا عشق رسول ﷺ آپ کی نعتوں میں خوشبو بن کر سمایا ہوا ہے۔ ''کاروانِ نعت'' کے مسافران میں آپ نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں تمام سنی رسائل واخبارات میں آپ کا کلام نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔

تضمین نگاری ایک نہایت مشکل راہ ہے لیکن آپ نے اس راہ کو بھی اختیار کیا اور نہایت کامیابی و کامرانی سے اسے بھی سر کیا۔ راقم کی خواہش پر آپ نے سلام رضا پر تین تضامین لکھ کر دُنیائے رضویات میں ایک منفرد ریکارڈ قائم کیا ہے، پہلی تضمین ''بارانِ رحمت'' اور دوسری ''برہانِ رحمت'' کے نام سے ایک ہی سال ۱۹۹۵ء میں مکمل ہوئیں اور پھر حسنِ اتفاق سے یہ دونوں تضمینیں راقم کی تحریک پر ایک ہی سال ۲۰۰۵ء کو الگ الگ کتابی صورت میں رضا اکیڈمی لاہور نے شائع کر کے عام کر دیں تیسری تضمین ''بُستانِ رحمت'' مجلہ انوار رضا جوہر آباد شمارہ ۲۰۰۸ء ''حضرت خواجہ احمد میروی نمبر'' کی زینت بنی۔

تضمین نگاری کی طرح تاریخ گوئی بھی ایک مشکل ترین فن ہے مگر طارقؔ سلطانپوری اس فن میں بھی باکمال نظر آتے ہیں آپ اس فن کو بھی فیضِ رضا ہی تصور کرتے ہیں، کسی اہم شخصیت کے وصال یا کسی کتاب کی تکمیل یا اشاعت یا کسی رسالے کے خاص نمبر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی جائے تو چند منٹوں میں ایمان افروز مادوں کا انبار لگا دیتے ہیں پھر قطعہ بھی ایسا موزوں کرتے ہیں کہ اگر کسی اہم شخصیت کے متعلق ہو تو اس کی تمام خوبیاں جمع کر دیتے ہیں اگر کسی کتاب کے بارے میں ہو تو کتاب کا خلاصہ منظوم فرما دیتے ہیں، سلاست اور روانی کا یہ عالم ہے کہ کوئی قطعہ بھی دس گیارہ اشعار سے کم نہیں ہے۔

۱۹۹۹ء میں حضرت طارق سلطانپوری اپنی اہلیہ اور اکلوتی دختر کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف

اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے اس سفرِ مقدس کی تمام کیفیات، مشاہدات اور محسوسات کو منظوم انداز میں قلم بند کر کے "تجلیات حرمین" کے نام سے شائع کر دیا ہے جو منظوم سفر ناموں میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت طارق سلطانپوری آسمانِ نعت کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ اگرچہ رسائل و جرائد میں آپ کا کلام برابر شائع ہو رہا ہے لیکن ابھی آپ کے کئی نعتیہ مجموعے مثلاً "علائق بخشش" (۱۴۱۳ھ) اور "چادر بخشش" (۱۴۱۰ھ) منتظر اشاعت ہیں۔

"رحمت حق بهانه می جوید" راقم نے غالباً ۱۹۹۴ء میں آپ کے بارے میں ایک تعارفی مقالہ "گلستانِ نعت کا ایک مہکتا ہوا پھول" لکھا جو ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے کسی شمارے میں شائع ہوا۔ ایک مقالہ "تعارف محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری" ترتیب دیا جو ماہنامہ کنز الایمان لاہور شمارہ اگست ۱۹۹۴ء میں چھپا۔ "اٹک کے نعت گو شعراء" کے نام سے ایک مقالہ مکمل کیا تو اس میں بھی آپ کا نمایاں طور پر ذکر خیر کیا جو ماہنامہ نعت لاہور شمارہ دسمبر ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ سلام رضا پر آپ کی لکھی گئی پہلی تضمین "باران رحمت" کے بارے میں مقالہ "امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں طارق رضا سلطانپوری کا خراج عقیدت" لکھا۔ دوسری تضمین "برہان رحمت" کے بارے میں ایک مفصل مقالہ "سلام رضا پر طارق رضا کی تضمینِ ثانی" لکھا، یہ دونوں مقالات ایک ہی سال ۱۹۹۴ء میں رضا اکیڈمی لاہور نے شائع کر دیئے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی حیات کے مختلف پہلوؤں پر حضرت طارق سلطانپوری کے تقریباً دو سو مادوں اور قطعات کے بارے میں مقالہ "امام الوقت رضا بہ زبان طارق" (۱۹۹۷ء) ترتیب دیا جسے صابر براری مرحوم کے مقدمہ کے ساتھ رضا اکیڈمی لاہور نے ۱۹۹۷ء میں ہی شائع کر دیا تھا۔ پہلی تضمین "بارانِ رحمت" کے بارے میں مختلف اہلِ علم سے مقالات لکھوا کر ایک مفصل ابتدائیہ لکھ کر "جواہر تضمین" کے نام سے ۲۰۰۵ء میں رضا اکیڈمی لاہور سے شائع کرایا تھا۔ ملک محمد محبوب الرسول قادری نے ۲۰۰۱ء میں حضرت طارق سلطان پوری سے ایک مفصل انٹرویو لیا جسے ماہنامہ سوئے حجاز لاہور نے اپریل ۲۰۰۱ء میں شائع کر دیا تھا۔ یہی انٹرویو مجلہ انوار رضا جوہر آباد سیرت و میلاد ایڈیشن ۱۴۲۶ھ میں بھی شائع کیا گیا تھا۔

سید محمد عبد اللہ قادری نے "طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری" کے عنوان سے مواد یکجا کیا جسے سید روح الامین ایڈیٹر "رزم نو" گجرات شمارہ جون جولائی ۲۰۰۲ء کی خصوصی اشاعت کی صورت

میں شائع کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ کا ایک انٹرویو...... ایشین میگزین...... اسلام آباد میں بھی شائع ہوا تھا۔ جو صحافی صدیق صابر ایاز نے لیا تھا حضرت طارق سلطانپوری کے فکر وفن نے "جہان نعت" کو متاثر کیا' آپ ہر وقت اہل علم کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کیے ہوئے ہیں۔ جس کسی نے بھی قطعہء تاریخ کی خواہش ظاہر کی آپ نے فوراً تعمیل کی۔ جس شاعر نے بھی اصلاح کیلئے رابطہ کیا تو آپ نے ذرا تاخیر نہ فرمائی آپ ایک علم دوست انسان ہیں۔ ضرورت تھی کہ آپ کی زندگی میں آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کی حوالے سے کسی رسالے کی خصوصی اشاعت عمل میں لائی جاتی۔

یہ سعادت راقم کے مہربان اور قدردان اہل سنت کی محبوب شخصیت ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی کے حصے میں آئی اور انہوں نے سہ ماہی مجلّہ ''انوار رضا'' جوہر آباد کا پیش نظر شمارہ ''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' کے طور پر شائع کر کے ایک اہم کارنامہ سرانجام دیا۔

کرم فرما جناب سید محمد عبداللہ قادری نے بھی مختلف اہل علم سے رابطہ کیا اور ان سے طارق سلطانپوری کے بارے میں تاثرات و جذبات اور خیالات لے کر ملک محبوب الرسول قادری کی خدمت میں پیش کئے، یہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ حضرت ملک محمد محبوب الرسول قادری اہل سنت کے ایک بے باک اور دردمند صحافی و قلمکار ہیں۔ آپ خود متحرک رہتے ہیں اور دوسرے کو بھی متحرک رکھتے ہیں۔ اس سے قبل بھی مجلّہ انوار رضا کے کئی شاندار نمبر شائع کر کے اہل علم سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں قائد ملت اسلامیہ نمبر، مجاہد ملت نمبر، تاجدار بریلی نمبر، پیر سیف الرحمٰن نمبر، یادِ رفتگان نمبر، سیرت و میلاد نمبر، حضرت خواجہ احمد میروی نمبر اور ختم نبوت نمبر نے تو دنیائے صحافت میں دھوم مچا رکھی ہے اور اب یہ عظیم نمبر بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک حسین کڑی ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے ''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' میں حضرت طارق سلطانپوری کی شخصیت، شاعری اور ان کی دیگر خدمات کا مکمل احاطہ کیا ہے۔ پھر پوری آب و تاب کے ساتھ شائع کر کے اہل علم کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں یقین کامل ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں میرے محبوب کے اس محبوب کام پر فخر کریں گی اور داد و تحسین پیش کریں گی ویسے بھی آپ ایسے عظیم کام کی وجہ سے اہل سنت کی ''محبوب شخصیت'' بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل آپ کو سلامت پیرامت رکھے اور دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سنجیدہ مزاج قادر الکلام شاعر، مصنف، قلمکار اور صحافی

......پیغام...... جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی صاحب☆

محترم محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری سے میری شناسائی کا عرصہ ڈیڑھ دو عشروں پر محیط ہے وہ نہایت ذہین و قابل، مخلص و محنتی، ذی علم اور باعمل شخصیت کے حامل قادر الکلام اور صاحب فن شخصیت کے مالک ہیں۔ اخلاص ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے ان کی فکر اور قلبی کیفیات ان کے فن کی بلندی کے ساتھ مل کر کمال درجہ نتیجہ خیزی پیدا کرتی ہیں انہیں اہل اللہ سے قلبی محبت ہے اور وہ ان کے فیض یافتہ ہیں ان کی نسبت روحانی سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے ہے مگر وہ طریقت کے تمام سلاسل کے اکابر و اصاغر کا حد درجہ احترام کرتے ہیں۔ انہیں تاجدار گولڑہ حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ اور اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے از حد محبت ہے۔

جناب طارق سلطانپوری میرے بہت کرم فرما ہیں میں نے ہر خوشی اور دکھ کے موقع پر انہیں اپنے بہت قریب پایا۔ وہ بڑے رکھ رکھاؤ والے اعلیٰ خاندانی روایات کے حامل عظیم انسان ہیں۔ میری اہلیہ کے سانحہ ارتحال کا موقع ہو یا میرے جریدہ ماہنامہ ''درویش'' لاہور کا اجراء۔ اس کے خاص نمبر یا دیگر مواقع، طارق سلطانپوری نے ہمیشہ اپنی تعلق داری نبھائی انہوں نے اپنے احساسات منظوم و منثور بلکہ تاریخی قطعات اور مادہ ہائے تاریخ سمیت مجھے باقاعدگی کے ساتھ بھجوائے جو کڑے وقت میں طمانیت و تسلی کا باعث بنے۔

عزیز محترم ملک محبوب الرسول قادری بھی ایک قدردان اور باصلاحیت آدمی ہیں انہوں نے گرامی قدر طارق سلطانپوری کی خدمات کے اعتراف میں جس اشاعتِ خاص کا اہتمام کیا ہے اس کی خبر اپنے دامن میں میرے لئے خوشی کا سامان لائی۔ طارق صاحب واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر ''خاص نمبر'' شائع کیا جائے پھر ''انوارِ رضا'' کا خاص نمبر تو نورٌ علی نور ہے میں طارق سلطانپوری کی درازیٔ عمر، صحت و سلامتی اور فکر و فن میں ترقی کے لئے دُعا گو ہوں اور ملک محبوب الرسول قادری، سہ ماہی انوارِ رضا اور ان کے ساتھیوں کی کامیابی اور دارین میں بہتر اجر کی دُعا کرتا ہوں۔ اللہ کرے علم اور اہل علم کی قدر افزائی کی یہ روایت ہمارے معاشرے میں فروغ پائے تا کہ نیکی اور خیر کی قدریں فروغ پائیں۔ آمین

☆ چیف ایڈیٹر: ماہنامہ 'درویش' لاہور (خواجہ عبدالکریم روڈ) بالمقابل لاہور ہوٹل لاہور

042-35424646, 0300-4376171

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



درس عقائد اسلام

تحقیق و تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

ترتیب

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

ارضِ خدا ملکیتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت محقق العصر مفتی محمد خان قادری ☆

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو شانیں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے آپ ﷺ کے قبضہ و اختیار میں دے دی گئی ہے اس میں سے آپ باذن الٰہی جتنا چاہیں کسی کو عطا فرمائیں، آپ ﷺ کی اس شان و فضیلت کو قرآن و سنت میں بڑے ہی واضح انداز میں آشکار کر دیا گیا ہے مثلاً ارشاد الٰہی ہے

انا اعطینا ک الکوثر — ہم نے آپ کو ساری کثرت عطا کر دی

یہاں کثرت کا ذکر تو ہے مگر اس کی تصریح و تعیین نہیں کہ فلاں میں کثرت عطا کی ہے کیونکہ اگر کسی شی کا ذکر کر دیا جاتا تو کثرت محدود ہو جاتی لہذا عموم کی خاطر اس کا ذکر نہیں کیا اب مفہوم یہ ہوگا کی انسان جس کا بھی تصور کرے مثلاً علم، کمال، حسن ظاہری و باطنی، اخلاق کاملہ، طاقت و قوت، ملکیت و تصرف اسی میں آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر کثرت ملی ہے مثلاً اختیارات لیجئے اس کائنات میں سب سے زیادہ اختیارات سرور عالم ﷺ کو حاصل ہیں اس لئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوثر کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے

الکوثر ھو الخیر الکثیر کلہ — کوثر سے مراد تمام خیر میں کثرت ہے

علامہ محمد اشرف سیالوی تفسیر سورۃ الکوثر میں لکھتے ہیں

لفظ کوثر صفت ہے اور صفت کا تحقق و تعین بغیر موصوف کے نہیں ہو سکتا لہذا اگر کوئی موصوف مراد ہوتا تو لازماً اسے ذکر کر دیا جاتا جب کسی موصوف خاص کا ذکر نہیں کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر وصف کمال اور خلق حسن ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی ہے وہ کوثر ہے نہ نعمتیں کمیت کے لحاظ سے محدود ہیں نہ عظمت و شان اور رفعت مقام کے لحاظ سے احاطہ عقل میں آسکتی ہیں بلکہ موصوف کو حذف فرما۔

☆ شیخ الجامعہ: جامعہ اسلامیہ لاہور (ایچی سن سوسائٹی) گلشن میلاد ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042-3530353, 0323-4430516

کر ان نعم ظاہرہ و باطنہ دینویہ و اخرویہ اور روحانیہ و جسمانیہ کے عموم و شمول پر تنبیہ فرما دی اور ساری مخلوق کو بتا دیا کہ میں نے اپنے محبوب کو ہر نعمت عطا فرمائی ہے اور ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا بھی تم احاطہ نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کوثر ہے لہذا تم سے کسی کا مرغ عقل وہاں تک پرواز نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کے سمند خیال کو وہاں تک رسائی ہے۔ (کوثر الخیرات: ۳۰۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو بتا دیا کہ ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو سب سے زیادہ کثرت عطا کی مگر اس کا تعین نہیں فرمایا کہ کثرت کس میں ہے؟ مقصد یہ کہ انسان جس وصف و کمال کا بھی تصور کرے اسی میں حبیب ﷺ کو ہم نے کثرت عطا فرمائی ہے مثلاً علم دنیا و آخرت کی بات کرو تو رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر ان کا علم رکھتے ہیں۔

تمام نعمتوں میں آپ ﷺ نے کثرت پائی ہے اور ان کے تقسیم کنندہ ہیں تو تسلیم کر لینا چاہیے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی (ت۔۱۳۶۹) نے مذکورہ آیت کے تحت لکھا،

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کوثر دے کر ہر قسم کی دینوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں عطا فرما دی ہیں۔ (تفسیر عثمانی، ۷۸۸)

حتیٰ کہ شیخ ابن تیمیہ (ت۔۷۲۸) نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے۔

اتانا ببرکۃ رسالتہ ویمن سفارتہ خیر الدنیا و الاخرۃ (الصارم المسلول: ۸)

رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور سفارت کی سعادت کی برکت سے ہمیں دنیا اور آخرت کی خیر عطا فرمائی۔

دوسرے مقام پر لکھا۔

لیس فی الارض مملکۃ قائمۃ الابنبوۃ اواثر نبوۃ وان کل خیر فی الارض فمن اثار النبوات (ایضاً۔۲۵۰)

جو بھی زمین پر مملکت قائم ہے وہ نبوت یا اثر نبوت سے قائم ہے کیونکہ زمین پر ہر خیر نبوتوں کا ہی اثر ہے۔

اسی طرح شیخ ابن قیم (ت، ۷۵۱) نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں اجاگر کیا ہے۔

ان كل خير نالته امته في الدنيا و الاخرة نالته على يده ﷺ

تمام وہ خیر جو امت کو دنیا و آخرت میں ملی وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے ملی ہے۔

(زاد المعاد۔۱؍۲۶۳)

محتاج ہے ساری خدائی تیرے در کی

ایک اور مقام پر شیخ ابن قیم اس بات کو کھول کر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر محتاج بنا لیا تو ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا محتاج بنا دیا

لما كمل الرسول ﷺ مقام الافتقار الى الله سبحانه احوج الخلائق كلهم اليه في الدنيا والاخرة اما حاجتهم اليه في الدنيا فاشد من حاجتهم الى الطعام و الشراب والنفس الذى به حياة ابدانهم واما حاجتهم اليه في الاخرة فانهم يستشفعون بالرسل الى الله حتى يريحهم من مقامهم فكلهم يتأخر عن الشفاعة فيشفع لهم وهو الذى يستفتح لهم باب الجنة

(الفوائد:۱۱۶)

جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف شان محتاجی میں کامل ہو گئے تو تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ کا محتاج بنا دیا لوگوں کے لیے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی ضرورت، کھانے پینے بلکہ ان سانسوں سے بھی زیادہ ہے جس سے بدنوں کی حیات ہے بندوں کے لیے آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی ضرورت یوں ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں رسولوں کے ذریعے سفارش کروائیں گے تاکہ وہ تنگی کے مقام سے آرام پا سکیں تمام اس شفاعت سے رک جائیں گے تو اس موقعہ پر حبیب خدا ﷺ ہی شفاعت کریں گے اور یہی ذات ان کے لیے جنت کا دروازہ کھلوائے گی

شرق و غرب کے جن وانس کی ذمہ داری

رسول اللہ ﷺ کے افضلیت پر امام رازی، سولھویں دلیل امام محمد بن علی حکیم ترمذی (ت۔۲۱۰) کے حوالے سے یوں ذکر کرتے ہیں کہ اصول یہ ہے کہ ہر سربراہ کی ذمہ

داری اس کی رعایا کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ کسی بستی کا سربراہ ہے تو اس بستی کے مطابق اس کی ذمہ داری اور بجٹ وضروریات ہوں گی اور جو مشرق ومغرب کا بادشاہ ہو گا وہ اس بستی والے سے کہیں زیادہ اموال وذخائر کا ضرورت مند ہو گا تو جب رسول صرف اپنی قوم تک آئے تو انہیں اس کے مطابق رموز توحید اور جواہر معرفت عطا کیے تو جو شرق وغرب، انس وجن کا رسول بنا اس کے لیے ضروری تھا

لابدان یعطی من المعرفة بقدر ما یمکنه ان یقوم بسعیه بامور اهل المشرق و المغرب

کہ اسے اس قدر معرفت دی جائے کہ جس سے اہل شرق وغرب کی تمام امور میں ضروریات پوری کر سکیں

چونکہ حضور ﷺ کی نبوت دیگر انبیاء کی نسبت اس طرح ہے جیسے بستی کے مقابلہ میں تمام مشارق ومغارب

ولما کان کذلك لا جرم اعطی ﷺ من کنوز الحکمة والعلم مالم یعط احد قبله فلا جرم بلغ فی العلم الی الحد الذی لم یبلغه من البشر قال تعالی فی حقه فاوحیٰ الی عبده ما او حیٰ وفی الفصاحة الی ان قال اوتیت جوامع الکلم

(مفاتیح الغیب، ۱۳۔۵۷)

جب صورت حال یہ ہے تو لازم ہے کہ آپ ﷺ کو حکمت وعلم کے ایسے خزانے عطا کیے جائیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے لہذا آپ ﷺ علم کی اس حد پر پہنچے کہ کوئی انسان وہاں کا تصور نہ کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حق میں فرمایا اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنا تھی اسی طرح آپ ﷺ کی فصاحت و بیان کے حوالے سے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے

الغرض جس قدر ذمہ داری سیدنا محمد ﷺ کی ہے وہ کسی کی نہیں لہذا ہر علم وکمال اور اختیار میں آپ ﷺ کو ہر ایک سے اعلیٰ وافضل ماننا ضروری ہے خواہ وہ علم وکمال دینی ہو یا دنیوی

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اسی شان اور عطائے الٰہی کو متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چند ملاحظہ کیجئے

۱۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق (مسند احمد، ۳۔۳۲۸)

گھوڑے پر لدی، دنیا کی چابیاں مجھے عطا کی گئی ہیں

امام نورالدین ھیثمی (ت۔۸۰۷) نے اس روایت کے بارے میں لکھا

رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوئد، ۸۔۵۸۴۔حدیث ۱۴۲۱۵)

اسے امام احمد نے نقل کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

انی اعطیت مفاتیح حزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنسا فسوا فیھا

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن یہ خوف ضرور ہے کہ تم دنیا دار بن جاؤ گے

(البخاری، ۱۔۵۰۸۔۲۔۵۸۵)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول ﷺ نے فرمایا

اوتیت مفاتیح کل شئی

ہر شے کی چابیاں مجھے عطا کر دی گئیں ہیں

(مسند احمد؛ ۲۔۸۶)

۴۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل زوی لی الارض رأیت مشارقھا ومغاربھا (مسند احمد، ۴۔۱۳۸)

اللہ عزوجل نے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا

یہی روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے

(دیکھیے مسلم ۲:۳۹۰، ترمذی:۲۔۴۰)

امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے

انہی ارشادات عالیہ کی بنا پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کرتے

اوتی نبیکم ﷺ مفاتیح کل شئی (مسند احمد، ۱۔۴۳۵، مسند حمیدی حدیث ۱۲۴)	تمہارے نبی ﷺ کو ہر شی کی چابیاں عطا ہوئیں ہیں

۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (بخاری و مسلم)	مجھے تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں۔

شیخ المحدثین امام عبد الرؤف المناوی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خص حبیبہ ﷺ باعطاء مفاتیح خزائن المواھب فلا یخرج منھا شیء الا علی یدہ. (فیض القدیر:۱۔۵۶۴)	اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے نعمتوں کے خزانوں کی چابیاں مخصوص کر دی ہیں، اب کوئی شے بھی ان سے نہیں نکلتی مگر آپ ﷺ کے ہاتھ سے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین میں تصرفات سپرد کئے اور آپ ﷺ نے عاجزی کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید شفقت فرماتے ہوئے۔

فعوض التصرف فی خزائن السماء برد الشمس بعد غروبھا و شق القمر ورجم النجوم و اختراق السموات و حبس المطر و ارسالہ و ارسال الریاح	اس کے عوض آسمانوں کے خزانوں میں تصرف عطا فرما دیا مثلاً غروب کے بعد سورج کا لوٹنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، ستاروں کا شیطان کو لگنا، آسمانوں کا پھٹنا

وامساکھا و تظلیل الغمام و غیر ذالك من الخوارق. (فیض القدیر:۱-۱۴۸)

بارش کا برسنا اور رک جانا، ہواؤں کا چلنا اور بادل کا سایہ کرنا اور دیگر خلاف معمول چیزوں کا ظاہر ہونا

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا، رعب و دبدبہ سے میری مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا۔

اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (مسلم:۱-۱۹۹)

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کرتے ہوئے میرے قبضہ میں دے دی گئیں

امام ابن حجر مکی (ت۔۹۷۴) آپ ﷺ کی ان احادیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

انہ ﷺ خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی منہما من یشاء و یمنع من یشاء (الجوہر المنظم،۴۲)

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے دسترخوان آپ ﷺ کے قبضہ اور ارادہ کے تحت کر دیے ہیں آپ ﷺ ان میں سے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور جس سے چاہیں روک دیں۔

شارح بخاری امام احمد قسطلانی (ت۔۹۲۳) فرماتے ہیں

فھو ﷺ خزانۃ السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنہ و لا ینقل خیر الاعنہ (المواھب مع زرقانی،۳۳۱)

آپ ﷺ رازوں کا خزانہ اور امور کے نفاذ کا مرکز ہیں ہر معاملہ آپ ﷺ ہی سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر آپ ﷺ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

۷۔ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ ﷺ کی رات کو خدمت کیا کرتا تھا ایک دن مجھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ربیعہ

سل فقلت اسألك مرافقتك فی الجنة — مانگو؟ عرض کیا: میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت مانگتا ہوں

فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی۔۔؟ عرض کیا "حضور یہی کافی ہے" فرمایا "کثرت سجود کے ساتھ اپنی ذات کے حوالے سے میری مدد کرو (مسلم، باب، فضل السجود)

اس فرمان نبوی نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامل اختیارات سے نواز رکھا ہے اگر انسان کے پاس اختیار ہی نہ ہو تو وہ کسی کو یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ جو مانگنا ہے وہ مانگ لو اور پھر صحابی کا سوال بھی واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو جنت تک عطا کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے کیونکہ اگر وہ یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوتے تو وہ ایسا سوال ہی نہ کرتے، پھر حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرما کر اپنے اختیار پر مہر ثبت کر دی ورنہ آپ ﷺ یہ فرما دیتے کہ یہ کام مجھ سے اونچا ہے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ چاہیے تو وہ بھی مل جائے گا اس کے بعد آپ ﷺ کے اختیارات کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حدیث کے تحت آئمہ کی عبارات بھی ملاحظہ کر لیں۔

آئمہ امت کی آرا

۱۔ اس حدیث کے تحت استاذ المحدثین ملا علی قاری (ت۔۱۰۱۴) رقم طراز ہیں۔

ای اطلب منی حاجة لان هذا هو شان الكرام و لا اكرم منه ﷺ ويؤخذ من اطلاقه ﷺ الامر بالسوال ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ انه يخص من شاء بما شاء كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين

مجھ سے حاجت مانگو کیونکہ کریموں کی یہی شان ہوتی ہے اور حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں، آپ ﷺ نے ہر شے مانگنے کا حکم دیا جس سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں کے عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آئمہ امت نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ جس کو

رواه البخاری و کعر خیصه فی النیاحة لام عطیة فی آل فلان خاصة رواه مسلم۔
(مرقاۃ المفاتیح ۲،۲۲۳)

چاہیں مخصوص کر دیں مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت دو کے برابر کر دی۔ جیسا کہ بخاری میں ہے اور حضرت اُم عطیہ کو آل فلاں میں نوحہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی جیسا کہ مسلم میں مروی ہے

۲۔ تقریباً حدیث مذکورہ کی تشریح میں یہی الفاظ امام محمد بن علان صدیقی (ت:۱۰۵۷) کے ہیں

(فقال سلنی) حاجة اتحفك بها فی مقابلة خدمتك لان هذا شان الکرام و لا اکرم منه ﷺ و یؤ خذ من اطلاقه السوال ان الله تعالی مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ ان یخص من یشاء بما شاء کجعله شهادة خزیمة بشهادین رواه البخاری
(دلیل الفالحین ۱،۳۱۷)

فرمایا مجھ سے حاجت مانگو تم میری خدمت کرتے ہو کیونکہ کریموں کی شان یہی ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں آپ ﷺ کا ہر شے مانگنے کا فر ما دینا بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں میں سے عطا کرنے پر قادر بنایا ہے اس وجہ سے آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خواص میں سے بیان کیا کہ آپ ﷺ جسے چاہیں اس کے لیے حکم مخصوص فرما دیں جیسے آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا اور یہ بخاری میں ہے

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت:۱۰۵۲) نے یہی بات ان الفاظ میں تحریر کی ہے

از اطلاق سوال که فر مود سل بخواه وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم شود که همه بدست همت

فرمایا، مانگو تو سوال کو مطلق رکھا کسی خاص مطلوب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمام امور حضور ﷺ

وکرامت اوست ﷺ ہر چہ خواھد ہر کرا خواھد باذن پروردہا رخود بدھد.

کیہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لیے چاہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا کردیں۔

(اشعۃ اللمعات: ا۔۳۹۶)

۴۔ اسی حدیث کی تشریح میں اہل حدیث فاضل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی پڑھ لیجئے۔

قال النبی ﷺ سل معناہ اطلب ای خیر شئت من خیر الدنیا و الاخرہ و یعلم من قولہ ﷺ سل مطلقاً من غیر تقیید بمطلوب خاص ان الامر کلہ بید ھمتہ و کرامتہ ﷺ یعطی ما شاء لمن شاء باذن ربہ تعالی فان من جودك الدنیا و ضرتھا و من علومك علم اللوح و القلم (مسک الختام)

حضور ﷺ نے فرمایا مانگو! اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی جو خیر چاہتے ہو مانگ لو، آپ ﷺ کے فرمان مطلق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی مخصوص شے کے ساتھ مقید نہیں کیونکہ تمام معاملہ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں ہے۔ عطا کریں جس کو جتنا چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا و آخرت آپ ﷺ کی سخاوت کا حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا حصہ ہے۔

شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (ت،۱۳۶۹) نے اس حدیث کے تحت لکھا۔

ذکرا بن سبع فی خصائصہ وغیرہ. ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منھاماشاء لمن شاء قالہ القاری فی المرقاۃ

امام ابن سبع اور دیگر محدثین نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت الاٹ کی ہے جسے چاہیں جتنی چاہیں عطا فرمائیں۔

(فتح الملہم،۳، ۶۳۸)

آخر میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی سن لیجیے۔

ان اکرم خلیفة الله علی الله ابو القاسم ﷺ — اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم خلیفہ آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے

امام حاکم اسے نقل کر کے کہتے ہیں

هذا حديث صحيح — یہ روایت صحیح ہے۔

(المستدرک: ۴۔۶۱۲)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نائب اور خلیفہ اعظم بنایا ہے' آپ ﷺ اس کے خازن اور اس کے خزانوں کی تقسیم کنندہ ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ میں اس پر تصریح موجود ہے ان میں سے چند کا ذکر کیئے دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم والله يعطی — میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ ہے۔ (البخاری: ۱۔۱۶)

۲۔ انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں

والله المعطی وانا القاسم — اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ (البخاری: ۱۔۴۳۹)

میں خازن ہوں

۳۔ تیسری روایت کے الفاظ ہیں

انما قاسم وخازن والله يعطی — میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (البخاری: ۱۔۴۳۹)

۴۔ مسلم کے الفاظ ہیں

انما انا خازن انما انا قاسم ويعطی الله — میں خازن وقاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے (مسلم: ۱۔۳۳۳)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم اضع حیث امرت — میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے (بخاری: ۱۔۴۳۹)

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

بعثت قاسماً اقسم بینکم — مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تا کہ میں تم میں (اللہ تعالیٰ کے خزانے) تقسیم کروں

ان تمام روایات کو پڑھیے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے۔ دیگر خزائن نہیں دیئے گئے۔
اگر ایسی قید لگا نا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے محض ضد و ہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہو گی؟ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں۔

ان روایات کے بعد دیگر کسی حوالہ کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی ہم کچھ آئمہ امت کے الفاظ نقل کیے دیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے ان احادیث سے کیا سمجھا ہے؟

۱۔ حضرت ملا علی قاری (ت: ۱۰۱۴) "انما جعلت قاسما لا قسم بینکم" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ای العلم والغنیمة ونحو هما وقیل البشارة للصالح والا نذار للطالع ویمکن ان تکون قسمة الدرجات والدرکات مفوضة له ﷺ

اس سے علم، غنیمت اور ان کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں، بعض نے صالح کے لئے بشارت اور بد کے لئے ڈرانے والا مراد لیا ہے ممکن ہے اس سے مراد درجات ومقامات ہوں جو آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے۔

آگے فرماتے ہیں۔

ولا منع من الجمع کما یدل علیہ حذف المفعول لتذھب انفسھم کل مذھب ویشرب کل واحد من ذلک المشرب۔۔۔۔ والحاصل انی لیست ابا القاسم بمجرد ان ولدی کان سمی بقاسم بل لو حظ فی معنی القاسمیۃ باعتبار القسمۃ الازلیۃ فی الامور الدینیۃ والدنیویۃ فلست کاحدکم لا فی الذات ولا فی الاسماء والصفات

ان تمام اقوال کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تاکہ اس سے مراد جو بھی لیا جائے درست ہو حاصل یہ ہے کہ میں قاسم محض اس لیے نہیں ہوں کہ میرے بیٹے کا نام قاسم ہے بلکہ میرے قاسم ہونے کا یہ معنی ومفہوم ہے کہ میں ازل سے دینی ودنیاوی نعمتوں کا تقسیم کنندہ ہوں اور میں تم جیسا ہرگز نہیں ہوں نہ ذات میں اور نہ اسماء وصفات میں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاسامی۔۸،۵۱۰)

۲۔ شیخ عبدالحق محدیث دہلوی (ت۔۱۰۵۲) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

قسمت مے کنم میان شما از جانب حق وآں چہ وحی کردہ شدہ است بسوئے من وفر ستادہ شدہ بر من از علم وعمل ومے رسانم ہریکے را آں چہ نصیب او ست ومستحق ست مرا نرا ومے کنم بر کس را در جائے کہ در مرتبہ اوست از فضل وشرف

میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں جو اس نے میری طرف وحی کی ہے اور جو مجھے علم وعمل عطا فرمایا ہے میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس کے مرتبہ وفضل کے مطابق مقام دیتا ہوں۔

(اشعۃ اللمعات:۴۔۴۴)

۳۔ امام محمد مہدی فاسی (ت:۱۰۵۲) ان مبارک الفاظ کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں۔

وھو خلیفۃ اللہ فی العالم وواسطۃ حضرتہ والمتولی لقسمۃ مواھبہ واعطیتہ فکل من

جہاں میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے

حصلہ لہ رحمۃ فی الوجود او خرج لہ قسم من رزق الدنیاوالاخرۃ والظاھر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانما خرج لہ ذلک علی یدیہ وبواسطتہ ﷺ

(مطالع المسرات؛۴۴۶)

امین ہیں ۔تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی یا جس کسی کو دنیاواخرت، ظاہرو باطن،علوم ومعارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود آپ ﷺ کے ہاتھوں اور واسطے سے ملا ہے۔

حذف مفعول کی وجہ سے عموم

حضرت ملاعلی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالی عطا فرماتا ہے حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں۔

محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیق غماری (ت۔۱۴۱۳)مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں۔

ھذہ الروایات الصحیحۃ تبین انہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین امتہ ما یر زقھم اللہ من معارف وعلوم اموال وغیر ھا ولیس قسمتہ علیہ الصلاۃ والسلام خاصا بمال الفئی والمغانم بل ھذا عام کما ذکرنا

(الاحادیث المنتقاۃ فی فضائل رسول اللہ:۷۲)

صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف اموال وغیرہ اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فئی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔

عموم پر دو دلائل

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

يؤيد هذا العموم ويؤ كده امران الاولى قوله انما بعثت قاسماً وهو انما بعث لقسم ما اوتى من الهدى والنور والعلم والعرفان فاما قسم الفئى والمغانم فهو امر ثانوى انما حصل بعد فرض الجهاد والامر بقتال المشركين بعد الهجرة الثانى انه عليه الصلاه والسلام نهى غيره ان يكتنى بابى القاسم وعلل النهى بانه يقسم ولو كان المراد قسم الفئى والمغانم لم يكن لهذاالنهى والتعليل معنى لان كل امام وخليفة يقسم المغانم بين المجاهدين كما كان يفعل عمر وغيره من الخلفاء وذلك هوا لمقرر فى الشرع فلولا انه عليه الصلاة والسلام اختص فى القسم بشئى لم يشركه فيه غيره لم يكن للنهى معنى كما ذكرنا

(ایضا :۷۴۔۷۵)

تقسیم کے عموم کی تائید وتاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور بلاشبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ ہدایت ،نور، علم اور عرفان ہے۔ رہا مال غنیمت کا تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے اور یہ عمل تو آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اجازت جہاد کے بعد کیا دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسروں کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام نہیں اگر مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع کرنے پر مذکورہ دلیل کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا کیونکہ وقت کا ہر امام وخلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہی اصول ہے اگر آپ ﷺ کی تقسیم ایسی نہ ہوتی جس

میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو پھر کنیت
سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا
جیسا کہ ذکر ہوا

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ (ت:۱۰۵۲) رقم طراز ہیں

۱۔ وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصریف الھی عزوعلا در حیطہ قدرت تصریف وے بود ﷺ

(اشعۃ اللمعات،۱، ۳۲۷)

ملک، ملکوت، جن وانس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کے فیصلہ واذن سے حضور ﷺ کے تصرف اور قدرت میں ہیں

۲۔ وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوے وظاہر ش آنست کہ خزائن ملوک فارس وروم ہمہ بدستِ صحابہ اُفتادو باطنش آں کہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد وقوتِ تربیت ظاہر وباطن بوے داد چناں کہ مفاتیح غیب در دست علم الٰھی است نمیداند آں را مہر وے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں در دستِ ایں سید کریم نہادند قولہ ﷺ انما انا قاسم والمعطی ھو اللہ

یعنی اور حضور ﷺ کے خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو دی گئیں اور آپ ﷺ کے سپرد کی گئیں اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم (جہان کی) ہر جنس کے خزانے مراد ہیں اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقتور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر وباطن کی تربیت کی قوت حضور ﷺ کو عطا کی جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دست قدرت میں ہے (جس کے لیے چاہے کھولے چاہے نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر)

(مدارج النبوت ۔۱،۱۲۰) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں رکھ دی گئیں حضور ﷺ کا ارشاد ہے میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے

احادیث عطاء مفاتیح اور احادیث قاسمیت کے صحیح سمجھنے کے لیے معترضین شیخ محقق محدث دہلوی کی اس عبارت کو بار بار دیکھیں

۳۔بود آں حضرت کہ تصرف می کرد در ایشاں ومی کرد اید ،غنی رافقیر ومے ساخت شریف را برابر وضیع ...داد خدائے تعالیٰ عزت وقدرت ومکنت ومدد ونصرت وقوت وشوکت کہ بر ہمہ بالا تر آمد کار او بر ہمہ بیشی پرفت اخعیار اولاوالله سو پند بخدائے	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے ہوتے غنی کو فقیر کر دیتے تھے اور شریف کو وضیع وادنیٰ بنا دیتے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اتنی عزت ،قوت ، طاقت ، نصرت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام سبقت لے گیا اور سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا
کہ مسخر کرد اید اور ا ایں ہمہ امور شک نمی کند دریں ہیچ عاقلے (مدارج النبوت ۔۱،۱۷۴)	اللہ کی قسم !یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لیے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا
۴۔وکنیعہ ابو القاسم لانہ یقسم الجنۃ بین اھلھا (مدارج النبوت ۔۱،۲۶۶)	حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضور مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں

۵۔تـصـرف وے ﷺ بعصرف الٰھی جل جلالـه وعم نواله زمین وآسـمـان را شامل است بلکه تمام شراب ہا وطعام ہائے دنیا وآخرت وارزاق حسی وروحانی ونعمت ہائے ظـاھری وبـاطـنی بواسطه وطفیل آں حضرت است

اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے مشروب اور طعام اور حسی وروحانی رزق اور ظاہری و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطہ سے ہیں

آخرائے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

(اے بادِ صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے)

شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بہار کہ اہر خار و پر پل ہمہ پروردہ تست وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سره

اے بہار چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں شیخ عالم عارف محمد بکری قدس سرہ، نے پڑھا

مـا ارسـل الـرحـمـن اویرسل — مـن رحـمـة یعصـعـد او یـنـزل
فـی مـلـکـوت الـلـه او مـلـکـه — مـن کـل مـا یـخـتص او یشـمـل
الا وطـه الـمـصـطـفـےٰ عبده — ونـبـیـه الـمـخـتـار الـمـرسـل
واسـط فیهـا واصـل لهـا — یـعـلـم هـذا کـل مـن یـعـقـل

(اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے)

(مدارج ۔ا،۲۱۱۔مطالع المسرات ۔۲۶۴)

۶۔ ایک مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا

تصرف وقدرت سلطنت وے ﷺ زیاده بران بودو ملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بعقدیرو تصرف الٰهی عزو علا در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود

(اشعۃ اللمعات ۔۱،۲ ۴۳۲)

حضور کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ما سوا اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)

۷۔　نیز شیخ محقق حدیث "عادی الارض لله ورسوله ثم هی لکم منی " کے ما تحت ارقام فرماتے ہیں

زمین قدیم ... مر خدا ای راست ورسول خدا ای را پسعر آں زمین مر شمار است از من یعنی من تصرف مے کنم در ان بهروجه که مے خواهم ومی بخشم هر کرا که میخواهم وظاهر آں بود که پفته شود "منی ومن الله" زیرا که ہمہ از خدا است وخدا در ہمہ جا پیغمبر خود را تصرف داده است

(اشعۃ اللمعات ۔۳،۶ ۲ نحوہ فی المرقاۃ ۔۳،۱ ۳۷)

(حضور ﷺ نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لیے ہے یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا "صرف منی کے بجائے "منی ومن اللہ" ہوتا یعنی پھر وہ زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے اس لیے کہ ہر چیز کی عطا میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے رسول کو تصرف دیا ہوا ہے

۸۔　اس ارشاد الٰہی

تلك الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا .

یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے بناتے ہیں جو متقی ہوا

کے تحت لکھتے ہیں

اے نورث تلک الجنة محمداً ﷺ فیعطی من یشاء ویمنع عمن یشاء وھو السلطان فی الدنیا والآخرة فله الدنیا وله الجنة وله المشاھدات ﷺ

ہم اس جنت کا وارث محمد ﷺ کو بناتے ہیں پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں منع کریں۔ دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کے لیے دنیا ہے اور انہیں کے لیے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لیے مشاہدات ہیں

(اخبار الاخیار، ۲۱۶ از شیخ عبد الوہاب، بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

شیخ اشرف علی تھانوی (ت:۱۳۶۱) نے لکھا

آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں (نشر الطیب: ۱۶۶)

شیخ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں

آپ ﷺ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم القصہ آپ ﷺ اصل میں مالک ہیں

(ادلۃ کاملۃ ۱۲۰)

جنہیں کتاب وسنت کی سمجھ آئی ہے انہوں نے سچ کہا

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

حضرت تمیم داری کا واقعہ

انہی روایات کے پیش نظر اہل علم وفضل نے تصریح کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زمین کا مالک نہ مانے وہ کافر ہے اس بارے میں امام غزالی، امام تقی الدین سبکی، امام مناوی، امام ابن العربی، امام سیوطی اور امام شعرانی جیسے آئمہ امت نے باقاعدہ فتویٰ کفر جاری فرمایا، یہاں ہم اس کی تفصیل درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین کا ایک ٹکڑا عنایت

فرمایا تھا۔

وقدتعرض بعض الولاة لال تميم واراد انتزاع الا رض منهم ورفع امرهم الى القاضى ابى حاتم الهروى الحنفى قاضى القدس الشريف فاحتج الداريون بالكتاب فقال القاضى هذا الكتاب ليس بلازم، لان النبى ﷺ اقطع تميماً مالم يملك فاستفتى الوالى الفقهاء و كان ابو حامد الغزالى رحمه الله حينئذ بيت المقد س قبل استيلاء الفرنج عليه فقال : هذا القاضى كافر لان النبى ﷺ قال :زويت لى الا رض كلها ، و كا ن يقطع فى الجنة فيقول : قصر كذ ا الفلان ، فوعده ﷺ صدق و عطاء ه ﷺ حق فخزى القاضى والوالى و بقى آل تميم على ما بايديهم	کسی سربراہ نے آل تمیم سے جھگڑا کیا اور ان سے وہ زمین چھیننا چاہی وہ اس معاملہ کو قدس شریف کے قاضی ابو حاتم ھروی حنفی کے پاس لے گیا تو حضرت داری کی اولاد نے حضور ﷺ کی تحریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا تو قاضی نے کہا اس تحریر کی کچھ حیثیت نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے تمیم کو یہ زمین بطور عطیہ دی تھی جس کے وہ مالک نہ تھے تو والی نے فقہاء سے فتوی طلب کیا، امام ابو حامد الغزالی اس وقت بیت المقدس میں تھے اور ابھی فرنگیوں کا بیت المقدس پر قبضہ نہ ہوا تھا امام غزالی نے کہا کہ یہ قاضی کافر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے تمام زمین میرے قبضے میں دی گئی ہے اور حضور ﷺ تو جنت بھی (اپنے اصحاب کو) دیتے ہوئے فرمایا کرتے فلاں محل فلاں شخص کے لیے ہے اور آپ ﷺ کا وعدہ سچا اور آپ ﷺ
وكانت هذا الحادثة لما كان القاضى ابو بكر بن العربى با لشام (نظام الحكومة النبوية، ۱۔۲۰۹)	کی عطا حق ہے۔ تو قاضی اور والی دونوں رسوا ہوئے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب قاضی ابو بکر بن العربی شام میں تھے

امام غزالی کا فتویٰ

امام جلال الدین سیوطی نے بھی یہی فتویٰ ان الفاظ میں ذکر کیا

وکان یقطع الا راضی قبل فتحها لا ن الله ملکه الا رض کلها وافتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الدای فیما یقطعهم
(الخصائص الصغریٰ)

رسول اللہ ﷺ زمین قبل از فتح عطا فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے، امام غزالی نے اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر جھگڑا کیا

انہوں نے الخصائص الکبریٰ میں یہ باب قائم کیا

باب اختصاصه ﷺ با لحمی لنفسه و انه لا ینقض ما حماه

رسول اللہ ﷺ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اپنے لیے جس قدر چاہیں زمین رکھ سکتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا

حدیث مبارکہ سے تائید

اور اس کے تحت حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے

اخرج البخاری عن ابی عباس ان الصعب بن جثامة قال قال رسول الله ﷺ لا حمی الا لله و لر سو له اقال الا صحاب من خصائصه ﷺ ان له یحمی الموات لنفسه ولا یجوز ذلك لسائر الائمة قطعاً و انما یجوز لهم الحمی للمسلمین و تمیل لا یجوز ایضا وعلی الجواز یجوز ﷺ لا ینقض و لا یغیره بحال و

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاگیر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے علماء نے بیان کیا کہ آپ ﷺ بے مالک زمین کو اپنے لئے رکھ سکتے ہیں اور دیگر سربراہوں کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہاں وہ مسلمان کو جاگیر دے سکتے ہیں بعض نے اس جواز کا بھی انکار کیا ہے اگر یہ

کان یحمی ﷺ بقطع الا راضی قبل فتحھا لان اللہ تعالی ملکہ ایا ھا یفعل فیھا ما یشاء وقد اقطع لتمیم الداری و ذریعہ قریۃ بیت المقدس قبل فتحھا و ھی فی ید ذریعہ الی الیوم واراد بعض الولاۃ التشویشعلیھم فا فتی الغزالی بکفرہ قال : لان النبی ﷺ کان یقطع ارض الجنۃ فارض الدنیا اولی (الخصائص الکبریٰ:۲۔۴۲۱)

ان کے لیے جائز بھی ہوتو بعد کے سربراہ اس معاہدے کو ختم بھی کر سکتے ہیں لیکن جو جاگیر کسی کو رسول اللہ ﷺ نے عطا کی اسے نہ ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی حال میں تبدیل کیا جا سکتا ہے حضور ﷺ قبل از فتح زمین الاٹ فرمایا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا مالک بنایا لہذا اس میں جو چاہیں فیصلہ کریں آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری اور انکی اولاد کو بیت المقدس میں فتح سے پہلے جاگیر عطا کی جو آج تک ان کی اولاد کے پاس ہے کسی سربراہ نے ان کو پریشان کیا تو امام غزالی نے اس پر کفر کا فتویٰ جاری کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ آپ ﷺ جب جنت الاٹ فرماتے ہیں تو زمین بطریق اولی دے سکتے ہیں

امام شعرانی اور قسطلانی کی تائید

امام عبدالوہاب شعرانی (ت۔۹۷۴) آپ ﷺ کے خصائص کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

وکان یقطع الاراضی قبل فتحھا لان اللہ ملکہ الارض کلھا و لہ ان یقطع ارض الجنۃ من باب اولی ﷺ. واللہ اعلم

(کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ۔۶۵)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین صحابہ کو الاٹ فرما دیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنا دیا ہے اور آپ ﷺ کا جنت تقسیم فرمانا بطریق اولی جائز ہے

شارح بخاری امام محمد بن محمد قسطلانی (ت۔۹۲۳) الخصائص من المباحات کے تحت رسول اللہ ﷺ کا یہی خاصہ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

و کان یقطع الاراضی قبل فتحھا لان اللہ ملکہ الارض کلھا و افتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الداری فیما اقطعھم و قال انہ ﷺ کان یقطع ارض الجنۃ فا رض الدنیا اولی

(المواھب اللدنیہ:۲۔۶۲۶)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین کا ٹکڑا عطا فرما دیا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے امام غزالی نے اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو جنت الاٹ کرنے والے ہیں تو دنیاوی زمین بطریق اولی الاٹ فرما سکتے ہیں

امام ابن العربی اور سبکی کی تائید

اس کی شرح کرتے ہوئے امام زرقانی (ت،۱۱۲۳) رقمطراز ہیں

وکان یقطع الاراضی قبل فتحھا بخلاف غیرہ من الائمۃ فانما یقطع بعد فتحھا (لان اللہ ملکہ الارض کلھا) و لا ینقض شیء مما اقطعہ بعدہ بحال (و) لذا (افتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الداری فیما اقطعھم العی ﷺ) من الا رض با لشام (و قال انہ ﷺ کان یقطع ارض الجنۃ) ما شاء منھا لمن شاء (فا رض الدنیا اولی) و نقلہ ابن العربی عن الغزالی فی القانون و اقرہ وافتیٰ بہ السبکی ایضا

(زرقانی علی المواھب،۵۔۲۴۲)

رسول اللہ ﷺ زمین قبل از فتح عطا فرماتے اور یہ درجہ کسی اور سربراہ کو حاصل نہیں کیونکہ وہ بعد از فتح ہی دے سکتے ہیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا) اور بعد از فتح عطا فرمودہ زمین پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور اس لئے امام غزالی نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جنہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی شام میں عطا کردہ زمین کے بارے میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں تقسیم فرما سکتے ہیں تو دنیاوی زمین تو بطریق اولیٰ عطا فرما سکتے ہیں اسے امام غزالی سے امام

ابن العربی نے القانون میں نقل کیا اور اس
کی تائید کی اور امام سبکی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

امام محمد بن جعفر الکتانی (ت، ۱۳۴۵) اس قطعہ کی تفصیل، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ نبوی ﷺ کو ہی بحال رکھنا اور فتویٰ امام غزالی کے بارے میں رقمطراز ہیں

وقد ذکر بعض شراح مختصر خلیل فی الزکاۃ فی الکلام علی زکلۃ المعادن عند اسعرادھم لقضیۃ اقطاع النبی ﷺ لتمیم بن اوس الداری قریۃ عیتون بنواحی بیت المقدس قبل فتحہ و امضاء عمر ذلک لہ لما فتحہ ان اللہ تعالی ملکہ الارض کلھا و فی عبارۃ الدنیا و الجنۃ یقطع منھما ما اراد لمن اراد خصوصیۃ لہ و نص الشیخ عبد الباقی الزرقانی فی شرحہ لدی قولہ فی الزکاۃ و حکمہ للامام الی قولہ الا مملوکۃ لمصالح فلہ تنبیہ اقطا عہ ﷺ تمیماً الداری بعض ارض بنواحی بیت المقدس قبل فتحہ من خصائصہ علیہ الصلاۃ و السلام کما فی خصاص السیوطی الصغریٰ زاد المناوی فی شرحھا و اقرہ و نقلہ عنہ ابن العربی فی القانونُ.

بعض شارحین مختصر خلیل نے کتاب الزکاۃ کے باب زکاۃ معدنیات میں یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس فتح ہونے سے پہلے اس کے نواح میں عیتون کے مقام پر قطعہ اراضی عطا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اس فیصلہ نبوی کو جاری فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ شان و خصوصیت ہے کہ تمام دنیا اور جنت میں سے جس کو جتنا چاہیں عطا فرمائیں امام عبد الباقی نے اس کی شرح میں ایک اہم نوٹ لکھا کہ حضور ﷺ کا بیت المقدس کے نواحی میں قبل از فتح حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعہ زمین کا الاٹ کرنا یہ آپ ﷺ کا خاصہ و امتیاز ہے جیسے امام سیوطی نے خصاص الصغری میں ذکر کیا۔ امام مناوی نے اس کی شرح میں یہ اضافہ

کیا کہ امام ابن العربی نے القانون میں
نقل کر کے اسے ثابت رکھا۔

اس کے بعد امام عبد الوہاب شعرانی کی عبارت نقل کی اور لکھا۔

وجه كون اقطاع النبی ﷺ تميماً من الخصائص كونه اقطاعاً جازماً لا تقدير فيه و لا تعليق حسبما يظهر من كلامهم و اقطاع غيره من الائمة الارض الحرب لا بد فيه من التعليق على الفتح اذ لا تصرف لهم فی ارض الحرب ما دامت ارض حرب و كونه اقطاعا ماضيا يلزم الائمة بعد انفاذه مطلقاً و ان كانت ارضه ارض معدن و فرضنا انه صولح اهل الارض عليها و غيره من الائمة انما يقطع ارض المعدن على ما ذهب اليه المالكية و من وافقهم انتفاعاً بحيث لا يبيعها من اقطعها ولا تورث عنه و بهذ اتعلم ما فی قول بعض المتأخرين من اصحابنا المالكية لا يظهر كون اقطاع تميم قبل الفتح من الخصائص على مذهبنا لما ذكره ابن يونس من الاتفاق على ان المعدن فی ارض حكمه للامام و كذا فتيا الغزالی فی ذلك ليست على مذهبنا لما ذكره

رسول اللہ ﷺ کے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمودہ قطعہ زمین کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دینا بتا رہا ہے کہ یہ قطعہ قطعی طور پر ان کا ہی ہوگا اس میں کوئی فتح کی شرط وحد نہیں جیسے کلام آئمہ سے ظاہر و واضح ہے لیکن آپ ﷺ کے علاوہ اگر کوئی سربراہ ارض حرب میں سے کسی کو دے تو اس کے لیے شرط فتح ضروری ہے کیونکہ جب تک ارض حرب ہے سربراہ اس میں تصرف ہی نہیں کر سکتا اگر ماضی میں کسی نے جاگیردی تھی تو بعد کے حکمرانوں پر اسے جاری رکھنا لازم ہے اگر زمین معدنیات میں سے ہے اور بالفرض اہل زمین اور سربراہ کے درمیان صلح ہوئی ہے تو ان کے موافقین کے ہاں اپنی زمین کو بطور نفع دیا جا سکتا ہے مگر وہ شخص نہ اسے بیچ سکتا اور نہ ہی اس میں وارث جاری ہوں گے اس سے ہمارے متاخرین مالکیہ کے اس قول میں جو گڑبڑ ہے وہ بھی سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے

ابن عرفة من ان من اقطعه الامام معدن لا يورث عنه فان كلام ابن يونس انما هو في الارض العرب يعني التي اسلم اهلها عليها و تصحف ذلك لصاحب التوضيح وهو الشيخ خليل بارض الحرب و ارض الحرب لا تصرف فيها للامام الاان يعلق الامر على الفتح وفتيا الغزالي مبينة على ان اقطاعه عليه السلام لتميم تمليك له كما ذكرنالا انتفاع و عليه فلا بد من حمل اهل مذهب ذلك على الخصوصية .والله اعلم

(جلاء القلوب،۲۔۲۳۹)

مذہب کے مطابق فتح سے پہلے حضرت تمیم داری کو جاگیر دینا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ نہیں کیونکہ شیخ ابن یونس نے لکھا کہ اس پر اتفاق ہے کہ ارض حرب میں معدنیات کا معاملہ سربراہ کے سپرد ہے اس طرح امام غزالی کا فتویٰ ہمارے مذہب کے مطابق نہیں کیونکہ شیخ ابن عرفہ نے لکھا جسے سربراہ قطعہ معدنی دے اس میں وراثت جاری نہ ہوگی گڑ بڑ کی وجہ یہ ہے کہ شیخ ابن یونس کی گفتگو ارض حرب کہ جس کے اہل اس شرط پر ایمان لائے صاحب توضیح شیخ خلیل کے سامنے ارض عرب کے بجائے نسخہ ہی ارض حرب تھا اور ارض حرب میں سربراہ تصرف نہیں کر سکتا ہاں شرط فتح ضروری ہے امام غزالی کا فتویٰ اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری کو اس قطعہ کا مالک بنایا ہے نہ کہ فقط نفع کا لہذا ہمارے علماء سرور عالم ﷺ کا خاصہ ہی مانتے ہیں.

مذکورہ تمام دلائل حضور ﷺ کے اختیارات پر اس قدر واضح ہیں لہذا کسی صورت میں بھی آپ ﷺ کو بے اختیار قرار دینا درست نہیں ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا کامل نائب وخلیفہ مقرر کر کے مختار کائنات بنایا ہے کیا سب سے بڑا خلیفہ بے اختیار ہوتا ہے؟ انہی دلائل کی روشنی میں امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے حضور ﷺ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

(احوال، آثار)

مضامین و مقالات

مرتبین

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

مقالۂ خصوصی

احوال و آثار.........فکر و فن

حضرت طارق سلطانپوری

سیّد محمد عبداللہ قادری ☆

حضرت طارق سلطانپوری زید لطفہٗ جن کا اصل نام محمد عبد القیوم خان ہے والد گرامی قدر کا نام مولانا سردار عبدالعزیز خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۹ء) اور دادا کا اسم گرامی سردار مولانا عبدالجبار خان رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ طارق سلطانپوری پٹھانوں کی مشہور گوت ''قبیلہ یوسف زئی'' سے تعلق رکھتے ہیں یہ خاندان ابتداء میں مصاقات پشاور صوبہ سرحد میں آباد تھا جو بعد میں ہجرت کر کے ''سلطان پور'' ضلع اٹک پنجاب میں آگئے اور یہیں کے ہو کے رہ گئے ہیں۔

طارق سلطانپوری ۵ جون ۱۹۴۱ء کو سلطان پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ لوئر مڈل تک تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی ۱۹۵۵ء میں مڈل کا امتحان وظیفہ کے ساتھ پوڑ میانہ (اٹک) سے پاس کیا۔ ۱۹۵۹ء میں میٹرک حسن ابدال سے نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ باقی تعلیم دوران ملازمت حاصل کی' منشی فاضل' اردو فاضل کے امتحان پاس کیے ۱۹۷۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی اے کیا اور وہی سے ایم اے فارسی کراچی یونیورسٹی میں درج ذیل اساتذہ کرام سے فیض یاب ہوتے رہے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی' ڈاکٹر محمود حسین خاں' ڈاکٹر غلام سرور' پروفیسر شعبہ فارسی علی گڑھ یونیورسٹی اور کراچی یونیورسٹی۔

۱۹۶۱'۶۲ء کے لگ بھگ سلسلہ چشتیہ کے روحانی پیشوا حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف (راولپنڈی) کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت سیّد پیر غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (بابو جی) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

طارق سلطانپوری دور حاضر کے قادر الکلام اور کہنہ مشق شاعر ہیں جو بیک وقت غزل گو' نعت گو' منقبت گو' تاریخ گو اور تضمین ہیں انہیں اردو' فارسی زبان پر مکمل دسترس ہے۔

☆ مصنف، قلمکار، ذی علم، مخلص، بے لوث اور دانش مند شخصیت۔ (اس 'اشاعتِ خاص' کے اصل محرک اور ترتیب و تدوین میں خاص معاون) ایڈریس: 20/ الف 225 واہ کینٹ (47040) 0301-5031096

فارسی زبان کے قادر الکلام شعراء کے کلام کا دلچسپی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ قدرت نے طارق سلطانپوری کو ہر وصف سے نوازا ہے بلکہ ہر فن میں طاق ہیں۔

فن تاریخ گوئی جیسے ناپید فن میں بھی خوب مہارت رکھتے ہیں یہ فن اب خال خال نظر آتا ہے۔ تاریخ گو بہت کم رہ گئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ فن تاریخ گوئی سے دلچسپی رکھنے والے بھی کم ہیں۔ بہر حال طارق سلطانپوری پر رب کریم عزوجل شانہٗ کا خصوصی انعام ہے کہ مادہ ہائے تاریخ اُن کے ذہن میں یوں اُترتے ہیں جیسے بارش کے قطرے موتیوں کی شکل میں:
بقول حضرت غالبؔ

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں　　غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

طارق سلطانپوری کی شاعری میں بڑی ندرت اور نکھار ہے پھر انسان جوں جوں عمر کے آخری حصہ میں جاتا ہے اُس کی تحریر، تحقیق اور شاعری میں مزید پختگی آتی جاتی ہے اور ان چیزوں میں اُس کی زندگی کے تجربات اور وسعت نظری شامل ہوتی اسی لئے وہ اپنے مشاہدات کو بہت اچھے انداز میں بیان کرسکتا ہے۔

طارق سلطانپوری غزل گوئی میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد متاثر ہیں بلکہ دیوان حافظ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اُن کے تکیہ کے نیچے رہتا ہے حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اُن کی زندگی (شاعرانہ) پر غالبؔ، خسروؔ، سعدیؔ، رومیؔ، جامیؔ، پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی گہری چھاپ ہے۔

نعت گوئی کی طرف طارق سلطانپوری کیسے آئے اور کون سی شخصیت انہیں غزل سے نعت کی طرف لائی۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے ایک مکتوب مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء بنام نامور محقق و نقاد ماہر اقبالیات سیّد نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۲۵ء-۱۹۹۶ء) چک ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین' میں اس طرح کیا ہے۔

''محترمی جناب سیّد نور محمد قادری صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ دسمبر ۱۹۹۱ء کے ضیائے حرم لاہور میں حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بابرکت ذکر آپ (سیّد نور محمد قادری) نے کیا ہے اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف ضلع گجرات) کا بھی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کی سیّد پوری (راولپنڈی) قیام گاہ پر کئی مرتبہ یہ ناچیز اُن کی

ملفوظات عالیہ سے مستفید ہوا۔

وہ (حافظ مظہر الدین) سوز و گداز اور ذوق وشوق کا مجسمہ تھے منفرد نعت گو۔

میں نے (محمد عبدالقیوم خان) نے اُن کے اسلوب نعت سے اپنی محفل نعت کی آب وتاب قائم کی ہوئی ہے۔ خداوند کریم انہیں اعلیٰ علیین میں جاگزین فرمائے آمین ثم آمین۔"

والسلام

طارق سلطانپوری

حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ طارق سلطانپوری نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲۱ء) کی شعری تصنیف "حدائق بخشش" کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ برجستہ نعت گوئی میں مولانا ظفر علی خاں کے مداح ہیں عصر حاضر کے نعت گو شعراء میں سے حافظ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب حفیظ تائب سے متاثر ہیں۔

ذوق شعر اور مطالعہ "حدائق بخشش" کے متعلق طارق سلطانپوری صاحب اپنے دیرینہ دوست سید صابر حسین بخاری قادری، برہان اٹک کو ایک خط میں تحریر کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ ہیچ مدان کو جو ذوق شعر وسخن اور سرمایہ فکر و خیال ودیعت فرمایا ہے اُسے بچپن سے آغاز شعور تک بے مقصد و لایعنی موضوعات و معاملات کی نذر کرتا رہا۔ طالب علمی کے دور میں وقتی و ہنگامی نوعیت کے مسائل پر اور شعور کی پختگی کے ساتھ ساتھ روایتی طور پر گل و بلبل، لب و رخسار اور عارض و گیسو کی مبالغہ آمیز تعریف و تحسین میں اس متاع بے بہا کو صرف کرتا رہا۔ پھر کافی عرصہ تک سیاسی ضم کدے کی نیرنگیاں اور بوقلمونیاں موضوع نگارش رہیں اور نادانی سے اس فضول سعی و کاوش ہی کو اپنا عظیم کارنامہ سمجھتا رہا اور اس طویل عرصے میں نعت حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و احساس بمشکل ہی کبھی دل و دماغ میں جاگزیں ہوسکا۔

خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک سلیم الطبع و خوش فکر کرم فرما، حضرت حافظ مظہر الدین نے مطالعہ نعت اور نعت نگاری کی تلقین کی اور ساتھ ہی "حدائق بخشش" از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نسخہ بھی مرحمت فرمایا اور پورے ذوق وشوق سے اس کے تفصیلی مطالعے کا پرزور اصرار کیا اور اس نسخہ "کیمیا" کا مطالعہ شروع کیا تو دل و دماغ میں۔

گویا دبستان کھل گیا

اس سے پہلے اساتذہ فن کی کہی ہوئی نعتیں عموماً پڑھی تھیں لیکن مجھے اس حقیقت کا برملا اظہار و اعتراف کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ "حدائق بخشش" کے مطالعہ سے جو کیف و سرور جو قلبی انشراح و روحانی انبساط حاصل ہوا اور نعت کا جو فہم و ادراک نصیب ہوا وہ پہلے میسر نہ تھا میں ایک کج مج بیان ہیچ مدان کسی لحاظ سے بھی کسی فنی اور ادبی حیثیت کا مالک نہیں نعت نگاری ایک زمانے سے میرا وظیفہ حیات ہے۔ اس وظیفہ حیات کو اختیار کرنے پر مجھے "حدائق بخشش" نے آمادہ کیا اب نعت نگاری میرا سامان زندگی ہے میری روح اور میری متاع حیات ہے۔ یہ "حدائق بخشش" کے مطالعے کا ثمرہ شریں وصلہ دل پذیر ہے۔ حدائق بخشش کا مطالعہ نصیب نہ ہوتا تو کئی دیگر ہم عصر حضرات کی طرح میں بھی بے مقصد اور لاحاصل روایتی شاعری کے لق و دق صحرا میں بھٹکتا پھرتا۔

یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارق　　حبیب پاک ﷺ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

طارق سلطانپوری صاحب فن تاریخ گوئی میں مولانا حامد حسن قادری، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رئیس امروہوی اور ابوالطاہر فدا حسین فدا کے معترف ہیں۔ طارق سلطانپوری صاحب کو حکیم الامت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی لگاؤ ہے طارق صاحب اسلامی فکر میں حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے مداح ہیں سیاسی فکر میں حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین ہیں۔

۱۹۹۹ء میں طارق سلطانپوری۔ حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف یاب ہوئے ہیں جب کے طارق سلطانپوری صاحب کی اہلیہ اور اکلوتی بیٹی بھی ہمراہ تھیں۔

دوران حج طارق سلطانپوری صاحب نے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے ناموں کے عمرے ادا کیے وہ اس لئے کہ دونوں بزرگ ظاہری طور پر روضہ رسول اللہ ﷺ تک نہیں جا سکے تھے۔

طارق سلطانپوری۔ اقبالیات پر کام کرنے والوں میں سے جناب سیّد نذیر نیازی رحمۃ اللہ علیہ پروفیسر مرزا محمد منور رحمۃ اللہ علیہ اور سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ چک ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین

سے متاثر ہیں۔[سیّد نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے نسبت فرزندی ہے۔]

تصوف میں اپنے پیرو مرشد سیّد غلام محی الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بابو جی) کے علاوہ حضرت ڈاکٹر (ہومیو) بابا عبید اللہ درانی سابق پرنسپل انجینئرنگ یونیورسٹی پشاور کے معتقد ہیں۔

طارق سلطانپوری کے علمی احباب میں بہت سی اہم شخصیات شامل ہیں۔ یہاں مکمل فہرست نہیں دی جاسکتی۔ چند نام یہ ہیں:

جناب شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ' ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ ایم اے پی ایچ ڈی' خواجہ عابد نظامی' راجا رشید محمود' جناب حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ' حافظ لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ' ادیب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ' جناب صابر براری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مسرور کیفی' ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر' جناب تاج محمد مظہر صدیقی قادری چشتی' مرزا محمد منور (ماہر اقبالیات)' خواجہ رضی حیدر' نذر صابری اٹک' جناب نور محمد میرٹھی' جناب سیّد نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (ماہر اقبالیات)' قاضی عبدالدائم دائمؔ' ابوالطاہر فدا حسین فداؔ' حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ' ملک محبوب الرسول قادری' پروفیسر محمد سرور شفقت' ہومیو ڈاکٹر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ' جناب صدیق صابر' سیّد صابر حسین بخاری' پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی' جناب ظہور الدین خاں امرتسری' راقم الحروف (سیّد محمد عبد اللہ قادری) جناب میاں محمد صادق قصوری۔

حضرت طارق سلطانپوری صاحب حسن ابدال میں مقیم ہیں وہاں کے علمی' ادبی احباب سے مراسم ہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ حسن ابدال کے چند دوستوں نے انجمن ''کاروان درود و سلام'' قائم کی ہوئی ہے ہر جمعرات باقاعدہ محفل ہوتی ہے...... حسن ابدال میں ہی کیڈیٹ کالج کے پروفیسر محمد سرور شفقت صاحب کے ہاں عرصہ دراز سے محفل نعت منعقد ہوتی ہے۔ طارق سلطانپوری بھی شامل محفل ہوتے ہیں۔

۱۹۹۹ء میں جناب طارق سلطانپوری' حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف یاب ہوئے تو انہوں نے اس سفر کی تمام تر کیفیات کو اشعار کی شکل میں موزوں کر دیا۔ شاعر لوگ بات کرنے میں بڑے طاق ہوتے ہیں اور پھر جس کو فخر موجودات نبی آخر زماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق ہو تو اور بھی بات بنتی ہے۔ طارق سلطانپوری' عشق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہیں' عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زندگی لایعنی'

لاحاصل ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہماری ابرو عزت و ناموس صرف نامِ مصطفیٰ (ﷺ) کی وجہ سے ہے۔ بقول حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ ﷺ است
ابروئے ماز نامِ مصطفیٰ ﷺ است

طارق سلطانپوری نے اپنے سفرِ حجاز کو 'تجلیاتِ حرمین' کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ جس میں اپنی روحانی کیفیات اور تجلیاتِ حرمین' کے احساسات کو قلم بند کیا ہے۔ جو شعراء اور شعر فہم حضرات کے لئے بڑی مفید ثابت ہونگے۔

''تجلیاتِ حرمین'' کو جناب سیّد شہاب الدین صاحب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ سیّد شہاب الدین صاحب سلطان پور کے باشی ہیں اس خانوادۂ سادات میں، سیّد عبدالرحمٰن شاہ سلطان نپوری' سیّد حسین الدین شاہ سلطان نپوری جیسے لوگ شامل ہیں۔

''طارق سلطانپوری کی شاعری کے چند نمونے''

طارق صاحب کو ربّ تعالیٰ نے شاعری میں ایک خاص مقام عطا کیا ہے انہوں نے ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ نعت گوئی اور تاریخ گوئی نے اُن کی دوسری اصناف کی شاعری کو مدہم کر دیا ہے۔ یوں کہیں کہ ان کے ہاں دیگر اصناف شاعری ان کی نعت گوئی اور تاریخ گوئی کے نیچے ''دب'' کر رہ گئی ہیں اور اس وقت اُن کی نعت گوئی اور تاریخ گوئی عروج پر ہیں اُن کے کلام کا انتخاب ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ ''غزلیہ اشعار''

توبہ کی برف گرمیٔ مے سے پگھل گئی
ابر بہار سے میری نیت بدل گئی

ہر منظر حسیں ترا' نظارہ بن گیا
ہر شکل دل نشیں ترے پیکر میں ڈھل گئی

طول شب فراق کی رو داد کیا کہوں
طارقؔ تڑپ تڑپ کے طبیعت بدل گئی

رند جب دست ہنر کھولیں گے
بند میخانوں کے در کھولیں گے

نقاب رخ اٹھایا تھا ذرا سا اس دل آرا نے
...... پردوں سے باہر سینکڑوں عالم نکل آئے

رخ روشن دکھا کر ہو گیا تھا تو پس پردہ
کوئی وحشی تیری گلیوں میں آوارہ ابھی تک ہے

خوشی سے اس قمر طلعت پہ طارق جان دی میں نے
مری خاک عاشقوں کی آنکھ کا تارہ ابھی تک ہے

طارقؔ ہے شغل دشت نور دی کچھ اور دن
مجھ کو چبھے نہیں ابھی کانٹے ببول کے

جلوہ ہے ترے کعبہ جاں میں بھی اسی کا
فرصت ہی نہیں شیخ تجھے طواف حرم سے

خراج رشک دیا جب بھی تیری یاد آئی
ادائیگی میں نہ ہم نے کبھی ادھار کیا

طارقؔ ہے در پیر مغاں اپنا ٹھکانہ
ہم اہل خرابات کی دنیا ہے نہ دیں ہے

جو بھی فتنہ جہاں سے اُٹھتا ہے
حُسن کے آستان سے اٹھتا ہے

یہ ستم اور سکوت اہل سخن!
غلغلہ آسماں سے اٹھتا ہے

ہر دشت و دمن عکس بہار چمنی ہے
ہر سو رُخ جاناں تری جلوہ فگنی ہے

طارقؔ نے لٹا دی دل صد چاک کی ہر تاش
ہر چند کہ مفلس ہے مگر دل کا غنی ہے

محتاج نہیں طارقؔ میں چاند ستاروں کا
اس رخ کی تجلی سے روشن ہیں مری راتیں

ابھی رونق بزم باقی رہے گی
کئی منتظر نغمہ خواں اور بھی ہیں

کاغذی پیرہن کی خوشبو ہے
قریہ جاں مہک نہیں سکتا

ترے جمال جہاں زیب کے حسیں خدوخال
کچھ اور موسم گل میں نکھرنے لگتے ہیں

دنگ تھے اس کی بلا نوشی پہ کہنہ مشق رند
آج دیکھی شیخ کی پرہیز گاری واہ واہ

گو وصل کی لذت بھی بڑی چیز ہے طارقؔ
فرقت میں تڑپنے کا مزا اور ہی کچھ ہے

ہر حسیں دل نشین نہیں ہوتا
دلربا خال خال ہوتے ہیں

۲۔ "نعتیہ انتخاب"

جان جہاں خلاصہ دوراں تمہی تو ہو
روح روان عالم امکاں تمہی تو ہو

اجمل مہر علی طارقؔ کے محبوب نظر
جان ایمان رضا تم ہو محمد مصطفیٰ

یا عبادی ہے یہی ناقابل تردید بات
تو ہے عبد عبدہٗ اے عبد رحمان واہ واہ

بقعۂ نور عالم آب و گل از شمع رخش
از زمیں تا آسمان جلوہ مرے محبوب کا

خاک مدینہ سرمہ اہل نظر خوشا
اس خاک کو ترستے ہیں شمس و قمر خوشا

سدا بہاریں ہجر نبی ﷺ میں دل کے یہ داغ
خدا نے مجھ کو نہ منت کش بہار کیا

عمر رضی اللہ عنہ کو بخشی جہانگیری و جہانبانی علی رضی اللہ عنہ کو علم و بصیرت کا شہر یار کیا
تو حلقۂ احباب میں اک مرشد و ناصح ہر رنگ میں معیارِ قیادت تری سیرت
نافع ہے محمد ﷺ کی غلامی سے ہی توحید ایمان کا جوہر ہے یہی اصل عقیدہ
اب اور کوئی حسرت و ارماں نہیں دل میں دیکھوں رُخِ زیبا ترا مانندِ شنیدہ
اس کے لئے کافی ہے تری نعت کا اعزاز طارقؔ نہیں لکھتا کسی سلطان کا عقیدہ
کرتا ہوں رقم خواجۂ بطحا کی ثناء جب ہوتا ہے رواں میرا قلم اور زیادہ
میں نے پہچانا خدا کو بھی محمد ﷺ کے طفیل نام لیتا ہوں محمد ﷺ کا خدا سے پہلے
یہ سب اُس قاسمِ نعمت کا کرم ہے طارقؔ اپنے دامن میں تھا کیا اُنکی عطا سے پہلے
تو روحِ ابد رونقِ کاشانۂ ہستی تو نورِ ازل شمعِ شبستانِ دو عالم
پامال کفِ پا تری دارائی کونین قربان نگہ ناز کے ایمانِ دو عالم
کونین کو میں انہی ہاتھوں سے نعمتیں خالی ہیں دیکھنے میں مرے مصطفیٰ کے ہاتھ
بہارِ گلشن ایجاد کیا ہے ایک پر تو ہے ترے عارض کی طلعت کا تیرے گیسو کی نکہت کا
جمالِ مصطفیٰ ﷺ جب سے ہے عنوانِ سخن اپنا جہاں گرویدہ ہے طارقؔ مرے حسنِ طبیعت کا
تاثیرِ سخن ولولۂ نعتِ محمد ﷺ اے معتقدِ مہر و رضا اور بھی کچھ مانگ
اک زمانہ مرحبا ولدادۂ تاثیرِ نُطق اک جہاں گرویدہ حسنِ کلامِ مصطفیٰ
یہ خشک زراعت جاں میری محتاج توجہ ہے تیری اے ابرِ کرم اے سحابِ عطا "دو بوند ادھر بھی گرا جانا"
آدابِ ثنائے شاہِ اُمم سیکھے ہیں "حدائقِ بخشش" سے جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارقؔ فیضانِ رضا جانا
طارقؔ خدا حبیبِ خدا کے کرم کے بعد سایہ ہے میرے سر پہ بزرگانِ چشت کا
جو شیفتۂ حسنِ محمد ﷺ نہیں انساں وہ خاک کا انبار ہے بے رُوح جسد ہے
جو داغِ غمِ ہجرِ نبی دل میں تھا روشن وہ داغ پسِ مرگ میری شمعِ لحد ہے
طارقؔ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے اور حبِ نبی ﷺ و آل ﷺ ناگزیر ہے
ماہ و خورشید کیا دیکھتے رہ گئے اُن کے رُخ کی ضیاء دیکھتے رہ گئے
اس قدر حسنِ جاناں تھا حیران کن اور کرتے بھی کیا دیکھتے رہ گئے
تجھ کو سمجھا ہے تو سمجھا ہے فقط تیرا خدا کوئی انساں نہ ملک مرتبہ سمجھا تیرا

ناکمل ہے ابھی تک تری تصویر جمال نقش ہر دور کے بہزاد نے کھینچا تیرا

ثنائے خواجہ ہے ہر کاوش سخن میری کسی نے نعت کسی نے قصیدہ ہونا تھا

طارقؔ شہ بطحا کی طرح محسن عالم ہو گا نہ کوئی، کوئی نہ تھا، کوئی نہیں ہے

بقعہ نور بنی رہتی ہے عاشق کی لحد جلوۂ یار اندھیرا نہیں ہونے دیتا

یہ ترا لطف و کرم ہی تو ہے میرے آقا لکھے طارقؔ سا گنہگار تری نعت شریف

اس میں کوئی شک نہیں عابدؔ نے طارقؔ سچ کہا راحت جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

میں زمانے کے مسیحاؤں کے پیچھے کیوں پھروں میرا درماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

گلاب پاش و ثمر بار اسکی موج نفس سموم دشت کو باد چمن طراز کرے

اُمیدوار ہے طارقؔ گدائے کہنہ نیاز عطائے تازہ و سلطانِ حسن و ناز کرے

یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارقؔ رسولِ پاک ﷺ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

پرتو حسن مستورِ کونین میں ذاتِ باری کی حجت پہ لاکھوں سلام

عرصۂ حشر سے کیوں ڈریں ہم جہاں ہونگے. ہم اور ہو گا ہمارا نبی ﷺ

اعلیٰ حضرت نے کہا خوب طارقؔ کہا تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

طارقؔ یہ میرا کوئی نہیں ہے کمالِ فن گل ہائے نعت عرش کی محفل سے آئے ہیں

یاد رُخ جاناں ہی سے فرصت نہیں ملتی ہم نے کبھی دیکھا نہیں اغیار کا چہرہ

کیا شانِ عطا ہے کہ ثناء خوانوں میں اُنکے لکھا گیا طارقؔ سے گنہگار کا چہرہ

توفیق سخن ملی تو ہم نے توصیف نبی پسند کی ہے

طارقؔ مرے فکر و فن کی خوبی مدحت شہ ارجمند کی ہے

ہے نعت نبی شیوۂ ابرار مسلسل عشاقِ محمد کا ہے یہ کار مسلسل

رہتا ہے کھلا میکدۂ یار مسلسل رندوں پہ نوازش ہے لگاتار مسلسل

اقبالؒ و رضاؒ، خسروؒ و جامیؒ کا ہوں پیرو ہے نعت محمد مرے اشعار مسلسل

سنوں فسانہ غیر طارقؔ نہ اسکی خواہش نہ اسکی فرصت کہ ذوق افزا و روح پرور حکایت یار ہے مسلسل

مجھ کو کرم غیر کی حاجت نہیں طارقؔ محسن ہیں مرے احمد مختار مسلسل

صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ بوذر سلمانؓ ایک ایک جو ساتھی ہے شہکار تمہارا ہے

اس پر بھی بوصیری کی مانند نوازش ہو — طارق بھی قصیدہ گو سرکار تمہارا ہے

طارق نے رہِ نعت چنی سوچ سمجھ کر — عجمی سگِ حسان کی منزل ہے مدینہ

گرمیِ عشق نبی سے ہوں دل وجاں ہمہ سوز — ہر سخن ور سے محمد کی ثنا مشکل ہے

یہ سعادت نہیں ہر ایک کو ملتی طارق — نعت میں ہمسری "مہرؔ و رضاؔ" مشکل ہے

سرکار کا مخصوص نہیں دورِ ہدایت — ہر دور کے ہیں راہ نما سرورِ عالم

طارق ہے گنہگار مگر اس کی شفاعت — تیرے لئے دشوار ہے کیا سرورِ عالم

وہ مری حد تصور سے بہت دُور سہی — عکس کس کا ہے جو میرے دلِ صد چاک میں ہے

بزمِ کن میں سحر و شام ہے تیرا چرچا — روز و شب دھوم تری گنبد افلاک میں ہے

میں ہوں اک بلبلِ گلزارِ مدینہ طارق — سخت ناداں ہے جو صیاد مری تاک میں ہے

ناطق وہ روحِ عصر ہو جب تو لسانِ وقت — اُسکے اک ایک لفظ پرسو آفریں کہے

کوئی کرے سوال مکرر تو وہ سخی — اُس پر ہو خشمگیں نہ گدا کو "نہیں" کہے

طارق کہے ہیں نعتیہ اشعار عمر بھر — نادم ہوں اُن کی شان کے شایاں نہیں کہے

حشر تک نعتیہ تحریر مقالے ہوں گے — مگر ہر دور کے انداز نرالے ہوں گے

سحر دم اٹھ کے نعت مصطفیٰ لکھتا ہوں روزانہ — یہ عادت ہو گئی ہے مستقل سرکار کے دم سے

ذوقِ نعت نبی و عشقِ حبیب — نغمہ ہائے رضا سے ملتا ہے

گدا جو بن کے نہ ٹھہرے درِ محمد پر — وہ ہر مقام سے ہو کر خراب و خوار چلے

جہاں بھی دور ثنائے شہ ہدا کے چلے — وہاں پہ تذکرے حسّان کے رضا کے چلے

ایک طارق ہی نہیں، حسّان و اقبال و رضا — آپکے مدّاح سب ہیں آپکی کیا بات ہے

عطائے ولولہ سے ناتواں حوصلے کو — حریفِ پنجہ شاہین و شاہباز کرے

بندۂ خدا کا، خواجہ کونین کا غلام — عنوان خوب ہے یہ مری سرنوشت کا

قدرت نے عطا کی مجھے توفیق ثنا کی — مرغوب قلم نعت ہے محبوبِ خدا کی

ایوانِ تمدن میں ترے رُخ کا اجالا — تہذیب، تجلی ترے نقشِ کفِ پا کی

زمین و زماں میہمانِ محمد — سبھی ریزہ خوارانِ خوانِ محمد

کہہ رہی ہے آج بھی حسّان و بوصیری کی روح — اوج دارائی رسولِ پاک کی مدحت سے ہے

وہ ایک لمحے میں سو بار یاد آتے ہیں ہو میرے دل کو تڑپنے سے کس طرح فرصت
سگانِ کوچہ دل دار یاد آتے ہیں ہے تحفہ یہ جگر لخت لخت ان کے لئے

۳۔ ''اعتراف''

اجمل مہر علی طارقؔ کے محبوب نظر جان ایمانِ رضاؔ تم ہو محمد مصطفیٰ
تاثیر سخن ولولۂ نعت محمد ﷺ اے معتقد مہرؔ و رضاؔ اور بھی کچھ مانگ
آداب ثنائے شاہ اُمم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارقؔ فیضان رضاؔ جانا
اس میں کوئی شک نہیں عابدؔ نے طارقؔ سچ کہا راحت جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارقؔ رسولِ پاک کے مدحت نگار ہم بھی ہیں
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب طارقؔ کہا تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ
اقبالؒ و رضاؒ، خسروؒ و جامیؒ کا ہوں پیرو ہے نعت محمد ﷺ مرے اشعار مسلسل
اس پر بھی بصیری رحمۃ اللہ علیہ کی مانند نوازش ہو طارقؔ بھی قصیدہ گو سرکار تمہارا ہے
طارقؔ نے رہ نعت چنی سوچ سمجھ کر عجمی سگِ حسان رحمۃ اللہ علیہ کی منزل ہے مدینہ
یہ سعادت نہیں ہر ایک کو ملتی طارقؔ نعت میں ہمسریٔ مہرؒ و رضاؒ مشکل ہے
ایک طارقؔ ہی نہیں، حسانؓ و اقبالؒ و رضاؒ آپکے مداح سب ہیں آپکی کیا بات ہے
کہہ رہی ہے آج بھی حسانؓ و بوصیریؒ کی روح اوجِ دارائی رسول پاک کی مدحت ہے

۴۔ ''تضمین سلامِ رضا''

شہرِ علم و بصیرت پہ روشن درود بحرِ فہم و فراست پہ روشن درود
ماہ اوجِ فضیلت پہ روشن درود مہرِ چرخ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

وہ بلائیں تو آئیں شتاباں شجر وہ تقاضا کریں لب کشاہوں حجر
نائب کبریا ہیں وہ المختصر صاحب رجعت شمس و شق القمر

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

سامنے اسکے ناچیز حسن چمن جس کا ہر مو ہے پروردگار ختن
اک عطائے خصوصی ہے یہ بانکپن خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزہ مہر رحمت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

گر کرے غور گہری نظر سے کوئی کس قدر ہے تفاوت یہ دیکھے کوئی
طور و قوسین کا فرق سمجھے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

راحت جانؒ جگر گوشہ مصطفیٰ بنت معصومہ خانہ مصطفیٰ
پر تو کامل جلوہ مصطفیٰ اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

بارگاہ نبی کا ادب داں رضا منفرد واصف شاہ خوباں رضا
مرشد عصر احمد رضا خاں رضا مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

آشکار ہو گئی عظمت مصطفیٰ ان کے سر پر ہی تاج شفاعت سجا
ہو یہ ناچیز طارقؔ بھی نغمہ سرا جب رضا سے فرشتے کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۵۔ ’’تاریخ گوئی‘‘

☆ سید الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

میں نے محبوب خدا کا سال وصل
یوں کہا ہے ''جان'' ''دنیا'' سے گئی
۶۵ ۵۴

۶۵-۵۴=۱۱ھ

از وداع شاہِ خوباں جہاں
گشت عنقا از ''زمانہ'' زیب و زین''
۹۲ ۱۰۳

۱۰۳-۹۲=۱۱ھ

☆ خواجہ محمد شعیب قادری رحمۃ اللہ علیہ (مرشد حضرت خواجہ عبدالغفور اخوند قادری سوات شریف) توڑ ڈھیر مردان

کہا مجھ سے ہاتف نے طارقؔ کہ اُن کا
سن وصل ہے ''فیض نور محمد''
۱۲۲۸ھ

☆ حضرت خواجہ عبدالغفور اخوند رحمۃ اللہ علیہ سوات شریف

ولادت کا سن اُس مخدوم ارباب فضیلت کا
''ادب گاہ ضیا افروز بزم صدق و عرفاں'' ہے
۱۷۹۴ء

''نشان زیب دیں عبد الغفور'' اُس کا سن رحلت
۱۸۷۷ء

وجود اُس کا وقار و افتخار اہل ایمان ہے

☆ حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف ضلع گجرات

ہے سلطان جہان معرفت کا
سن ترحیل ''باب خیر و تقویٰ''
۱۳۳۷ھ

☆ حضرت صاحبزادہ قاضی محبوب عالم قادری، گجرات آوان شریف

سرِ "دوام" سے محبوب اہل عالم کا
۴
کہا ہے سال وصال "آفتاب فیض حبیب"
۱۳۹۷+۴=۱۴۰۱ھ

☆ حضرت صاحبزادہ مظہر الحق قادری آوانی

ز روئے "جلوہ" سال وصل اُن کا
۳
کہا "وہ زیب نجم فیض ابرار"
۱۴۱۷+۳=۱۴۲۰ھ

☆ سید محمود احمد رضوی لاہور

اُس کا سال وصال ہے طارق
"ماہ حسنات پیکر برکات"
۱۴۲۰ھ

☆ پروفیسر فیاض کاوش وارثی میر پور خاص سندھ

اُس کا سال وصل ہاتف کے خصوصی لطف سے
یوں کہا طارق "وہ زیبا نیک فرخندہ سرشت"
۱۹۹۹ء

☆ حضرت حافظ لودھیانوی

مکرر "آہ" سے اُس کا سن وصل
۱۲
"رئیس کشور نعت محمد"
۱۴۰۸+۱۲=۱۴۲۰ھ

☆ مرزا محمد منور (ماہر اقبالیات)

عاشق حضرت اقبال کا طارقؔ میں نے
سال رحلت کہا وہ ''شخص منور اقبال''

۱۴۲۰ھ

☆ حضرت علامہ محمد اقبال شاعر مشرق

وصالِ شاعر مشرق کی تاریخ
''نشان عظمت احزاب حق'' ہے

۱۹۳۸ء

''سیفتہ محمدؐ آہ سرو درفتہ باز آید نابد'' ۱۹۳۸ء

☆ مولانا باغ علی نسیم نقشبندی

میں نے طارقؔ اس کی تاریخ وصال
یوں کہی ہے ''باد صبح باغ فیض''

۲۰۰۰ء

☆ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی لاہور

ہو گیا چشم زمانہ سے نہاں وا حسرتا
ایک رعنا پیکر عرفان و علم و آگہی
بندۂ حق حضرت موسیٰ کی تاریخ وصال
میں نے ''حسن مرکز تبلیغ دین حق'' کہی

۱۹۹۹ء

دیگر

یوں کہی میں نے ''ادب'' سے اُس کی تاریخ وصال
۷
واقعی فخر زمن تھی ''وہ مثالی شخصیت''
۱۹۹۲+۷=۱۹۹۹ء

☆ مولانا محمد حسن فیضی ساکن بھیں چکوال

مجھ سے طارقؔ اُس کا سال وصل ہاتف نے کہا
آہ وہ "زیب چراغ محفل عرفان حق"

۱۹۰۱ء

☆ مولوی سیّد محمد چراغ شاہ مفتی سیالکوٹ (دادا جان سیّد نور محمد قادری)

[illegible]
وہ "چراغ بام علم و فقر و حق"

۱۸۸۷ء

☆ حضرت مولوی حافظ سیّد محمد عبداللہ شاہ بخاری قادری (والد ماجد سیّد نور محمد قادری)

اُس کی پیدائش کا سال "آواز اہل فیض و فضل"

۱۸۵۷ء

گوش عالم نے سنی یہ صورت فرحت آخریں
ہے سن وصل اسکا اے طارقؔ بہ تائید سروش
آہ "اک خورشید بام کا ملین و متقیں"

۱۹۴۱ء

☆ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

سال رحلت اُس خدا اندیش کا
بجھ گیا ہے "کہہ چراغ بزم چشت"

۱۹۸۱ء

☆ ہومیوڈاکٹر محمد یوسف (داماد پروفیسر محمد شریف کنجاہی) گجرات

اُس عالی قدر کی تاریخ رحلت
کہی ہے "ماہِ مصر فیض یوسف"

۱۴۲۲ھ

☆ سیّد کرامت علی بیجو کی ضلع سیالکوٹ (والد سیّد روح الامین قادری)

وصال صاحب عزو کرامت
ہے طارقؔ سن ''وہ فخر و ناز سادات''

۱۴۲۱ھ

☆ سیّد مظہر حسین قادری بوکن گجرات (سسر سیّد نور محمد قادری، نانا سیّد محمد عبداللہ قادری)

فقیر و صاحب کردار، درویش و قناعت خُو
سن وصل اُسکا طارقؔ ''مظہر اوصاف سیّد'' ہے

۱۳۹۷ھ

☆ سیّدہ رخسانہ اختر زوجہ سیّد محمد عبداللہ قادری چک ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین ۱۸ جون ۱۹۹۵ء کو گجرات بم دھماکہ میں معہ ۴ سال بیٹے داغ مفارقت دے گئی تھیں۔

سر ''بربادی'' سے اس حادثہ کی لکھ تاریخ
۲
''خانہ ویرانی یک لخت'' بہ صد حسرت و آہ

۱۹۹۳+۲=۱۹۹۵ء

شدت غم میں ۳ مرتبہ ''آہ'' سے
۱۸
سال ہے ''رحلت دختر فاطمہ''

۱۹۷۷+۱۸=۱۹۹۵ء

☆ سیّد محمد محمود عبداللہ بن سیّد محمد عبداللہ قادری

یوں مری تائید کی اُس نے بہ صد حسرت کہو
''طاہر باغ جناں محمود'' سال ارتحال

۱۴۱۶ھ

☆ شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری

اُس کی تاریخ وصال باکمال
''طالب حق مصدر فقر و غنا''

۱۹۲۱ء

☆ حضرت تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی

اس کا سال وصل ہے از یمن ''حیّ''
۱۸
مرشد آفاق ''مہر فیض بار''
۱۳۳۸ + ۱۸ = ۱۳۵۶

''ہمہ از ہو' گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں''
۶۹ ۱۸۶۸ + ۶۹ = ۱۹۳۷ء

☆ حضرت قائداعظم محمد علی جناح بانی مملکت خداداد پاکستان

کہا ہاتف نے طارقؔ مجھ سے اس کا
''وقار ارض مشرق'' سال رحلت
۱۹۴۸ء

☆ حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ گیلانی (بابو جی) مرشد طارقؔ سلطان پوری

کمال فقر و غنا ''باکمال بابو جی''
۱۱۸
فقیر پرور وبیکس پنہ ''غریب نواز''
۱۲۷۶ + ۱۱۸ = ۱۳۹۴ھ

☆ سیّد نور محمد قادری ماہر اقبالیات، رضویات (والد مکرم سیّد محمد عبداللہ قادری)

قادری نور محمد کا بتائید سروش
''فخر سادات جہاں بود'' ہے سال رحلت
۱۴۱۷ھ
سروش غیب سے طارقؔ مجھے ہوا القا
''عجیب پختگی فکر'' اس کا سال وصال
۱۴۱۷ھ

☆ پیر محمد کرم شاہ الازہری قریشی بھیروی

سن وصل ہاتف نے فرمایا طارق
ہیں "وہ زیب خورشید علم و بصیرت"

۱۴۱۸ھ

سن عیسوی میں بھی سال وصالش
کہا ہے "کرم شاہ بازیب عظمت"

۱۹۹۸ء

☆ مولانا سردار عبدالعزیز خان یوسف زئی (والد ماجد طارق سلطانپوری)

تمام عمر حق کی بزرگی بیان کی
وہ "مداح خیر البشر" بالیقیں تھا

۱۳۹۹ھ

☆ مولانا عبدالماجد بدایونی

برمحل مجھ سے سروش غیب نے طارق کہا
اس کا سال وصل "یمن گلستان فیض فقر"

۱۹۳۱ء

☆ مولانا نواب دین رمداسی (والد ماجد حافظ مظہر الدین)

سال وصال عاشق سیاح عرش کا
طارق کہا ہے "دورہ فیضان معرفت"

☆ ڈاکٹر نور محمد شیخ (مشہور عالم خلائی سائنس دان، ریاضی دان)

اس عبقری دہر کا طارق سن رحلت
وہ "نابغہ عصر" وہ ممدوح زمانہ

۱۴۱۸ھ

☆ پیان شب، از صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین نصیر

سحر دم کی جو میں نے فکر تاریخ
کہا ہاتف نے "فیض صبح تازہ"

۱۴۰۳ھ

☆ تاریخ ولادت منیرہ بانو دختر طارق سلطانپوری

تھی بغیر عنواں کے طارق کتاب زندگی
آج اُس کا ''فاخرہ یا قوت'' عنوان ہو گیا

۱۴۰۳ھ

☆ مولانا حسن بریلوی

''ظہور لباس گل و لالہ'' میں

۱۳۲۶ھ

ہے پوشیدہ سال وصال حسن

☆ حضرت پیر حکیم سیّد محمد سعید بخاری (والد ماجد پیر سیّد زاہد صدیق بخاری بوکن گجرات)

سعادت مند کا ہے وصل کا سال
''سعد دانش و عرفان و تقویٰ''

۱۴۲۸ھ

☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

مہ علم و حکمت کا سال غروب
کہا ہے ''وجیہ با شرف شخصیت''

۲۰۰۷ء

☆ پروفیسر محمد شریف خان المعروف بہ شریف کنجاہی

ہے ''نور فضل و ہنر'' سال اسکی رحلت کا

۱۴۲۷ھ

بہ سال عیسوی بھی ہے ''فروغ وجہ بہشت''

۲۰۰۷ء

''آہ'' سے طارق کہا سال وصال

"زیب باغ فکر کنجاہی شریف"

۲۰۰۱ + ۶ = ۲۰۰۷ء

☆ غازیٔ اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری جوہر آباد
(ملک محبوب الرسول قادری کے والد ماجد)

وصالِ بندۂ مومن کی تاریخ
کہی "مقبول عبد خیر اندیش"

۱۴۲۹ھ

از رہِ لطف و کرم مجھ سے ہاتف نے کہا
اس کی رحلت کی ہے تاریخ "بہشتِ اخلاص"

۱۴۲۹ھ

تجلیات حرمین ...... ایک جائزہ

سردار محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری' محلہ عطاراں' حسن ابدال ضلع اٹک' کو اللہ تعالیٰ عزوجل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ ۱۹۹۹ء میں معہ اہلیہ اور اکلوتی بیٹی کے حجازِ مقدس پر جانے کا موقع میسر فرمایا۔ طارق سلطانپوری صاحب نے سفر پر روانگی سے واپسی تک کی مکمل روائیداد نظم (شعر) میں تحریر کی ہے۔ انہوں نے اپنی تالیف کا نام "تجلیات حرمین" رکھا ہے تاریخی نام "رابطہ بخشش" (۱۴۱۹ھ) ہے۔ کتاب ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ٹائیٹل خوب صورت ہے۔ کتابت وطباعت عمدہ ہے آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے۔ کتاب میں پروف ریڈنگ کی غلطیوں کے علاوہ فنی اور تکنیکی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ کئی جگہوں پر تاریخی مادوں کے عدد نہیں لکھے گئے جو شعر سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے مشکل پیدا کرے گی۔

کتاب پر سخن ہائے گفتنی' مصنف نے خود تحریر کئے ہیں۔ طارق سلطانپوری کی سوانح حیات پر راقم الحروف (سیّد محمد عبداللہ قادری) کا مضمون ہے۔ "تجلیات حرمین" کی اشاعت سے پیشتر کئی اصحاب علم و دانش نے اُس کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات درج ذیل ناموں "ارض تمنا" پروفیسر محمد سرور شفقت قادری "تجلیات حرمین پر نگاہ اویس" پروفیسر محمد ارشد "تجلیات

حرمین پر ایک طائرانہ نظر" پروفیسر محمد حسن عسکری کاظمی "نوائے شوق" زاہد سرور قادری نے تحریر کئے۔ طارق سلطانپوری کہنہ مشق شاعر ہیں۔ قدرت نے انہیں شاعری کی تمام اصناف سے مالامال کیا ہے وہ بہ یک وقت غزل گو، نعت گو، نظم گو، منقبت گو، تاریخ گو اور تضمین نگار ہیں۔

تجلیاتِ حرمین کا انتساب عصرِ حاضر کی دو شخصیات:

نابغہ مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال نور اللہ مرقدہٗ

عبقری الآفاق امام اہلِ سنت "اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان القادری رحمۃ اللہ علیہ" کے نام کیا گیا ہے۔ طارق سلطانپوری دونوں شخصیات سے بے حد متاثر ہیں اور اُن کے مداح ہیں۔ اِن کی شاعری ہی گواہی کے لئے کافی ہے۔

"تجلیاتِ حرمین" کی اشاعت کا اعزاز جناب سیّد شہاب الدین مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی کو حاصل ہوا۔ سیّد شہاب الدین کے خاندان میں حضرت سیّد ضیاء الدین شاہ، حضرت سیّد عبدالرحمٰن شاہ، حضرت سیّد حسین الدین شاہ صاحب جیسے جید عالم، بزرگ شامل ہیں۔ کیسا حسین امتزاج ہے کہ تجلیاتِ حرمین، کے مصنف (طارق سلطانپوری) اور ناشر (سیّد شہاب الدین) دونوں سلطان پور ضلع اٹک کے باشی ہیں، مبارک باد کے مستحق ہیں مذکورہ بالا کتاب، شائع کر کے سیّد شہاب الدین صاحب نے اہلِ ذوق حضرات خصوصاً سفرِ حجاز پر جانے والوں کے لئے انمول تحفہ پیش کیا ہے۔

ایک اور خوشخبری یہ ہے کہ راقم الحروف نے تقریباً عرصہ ۳ سال میں "طارق سلطانپوری اور اُن کی شاعری" پر ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا۔ جون ۲۰۰۲ء میں "ماہ نامہ رزم نو گجرات" نے اسے خصوصی نمبر کے طور پر شائع کیا ہے جو ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ "رزمِ نو" کے چیف ایڈیٹر میاں محمد اشرف تنویر ایڈووکیٹ اور ایڈیٹر سیّد روح الامین قادری (مصنف پانچ دریا) ہیں۔ طارق سلطانپوری، خوش قسمت ہیں جن کی زندگی میں ہی دونوں چیزیں شائع ہو گئی ہیں۔ ویسے ہمارے ہاں زندہ لوگوں پر کام کرنے کا رواج نہیں ہے۔ اسی لئے بہت سے محقق، ادیب اور شاعر گمنامی کی زندگی گزار گئے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے؟ راقم الحروف (سیّد محمد عبداللہ قادری) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے زندہ لوگوں پر کام کرنے کو ترجیح دی ہے ...... میری دو کتابیں زندہ لوگوں پر ہی شائع ہوئی ہیں۔

☆ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایک ادارہ' ایک تحریک داتا گنج بخش اکیڈمی لاہور ۱۹۹۱ء

☆ طارق سلطانپوری اور اُن کی شاعری "رزم تو" گجرات جون ۲۰۰۲ء

میں کوشش کرتا ہوں کہ زندہ شخصیات کو متعارف کرو لیا جائے خصوصاً گوشہ گمنامی میں بسنے والوں کو۔ اُمید ہے کہ "تجلیات حرمین" میں غلطیوں کو آئندہ ایڈیشن میں صحیح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اَنتخاب "تجلیات حرمین"

جس قدر شہرہ آفاق ہیں شہر' اُن سب سے شہر پُر نور شہ حسن و جمال اچھا ہے

میری مٹی کو اُڑا لے جائے طیبہ کی ہوا مجتمع کر دے درِ خیر البشر کے سامنے

صدمۂ فرقت سے طارق دل ہے گرچہ مضطرب وہ سدا رہتے ہیں میری چشم تر کے سامنے

میری مجبوری و دُوری کی وہ رکھتے ہیں خبر کرتی رہتی ہے صبا نامہ رسانی میری

ایک دن مجھ کو بلائیں گے وہ طیبہ میں ضرور اُن سے پوشیدہ نہیں اشک فشانی میری

طارق نے رو نعت چنی سوچ سمجھ کر مجھی سگِ حسان کی منزل ہے مدینہ

نور نبیؐ مقام نبیؐ عظمت نبی حیرت کی بات کیا جو بشر کو خبر نہ ہو

طارق بھی الٰہی! در سرکار پر پہنچے اک سوختہ جاں بلبل گلزار محمد

ثنائے نور خدا اور کہاں یہ خاکِ حقیر ضرور ہے یہ خصوصی عطائے ربِّ قدیر

سلیقہ ہے نہ مجھے کچھ شعور مدحت ہے عطا خدا کی ہے یہ آپ کی عنایت ہے

یہ میرا ذوق ثناء اور بھی سوا ہو جائے مجھے کچھ اور بھی حسن یہاں عطا ہو جائے

میں نے گزاری اس کی تمنا میں ایک عمر یہ کیفیت جو آج مری چشم تر کی ہے

وہ موقع' انتظار سخت جس کا مجھے اک عمر سے تھا' آ گیا ہے

اب اُن کے در پہ پہنچوں گا یقیناً مجھے پلکوں سے چلنا آ گیا ہے

کیفیتیں لفظوں میں بیاں ہو نہیں سکتیں مت پوچھ مدینے کا سفر کیسا لگے گا

ہر دم از شوقِ تو معذورم اگر ہر لحظہ جامی آسا نامہ شوق دگر انشا کنم (جامی)

خُلد نظارہ جناں ہر دوش ہو' باب السلام یا ہو باب جبرئیل آنسو بہاتا جاؤں گا

میں ہوں معذور اضطراب و اشتیاق دید میں ہر گھڑی لکھتا ہوں نامہ اور لکھتا جاؤں گا

شکر خدا کہ آج گھڑی اُس سفر کی ہے جس کا اک عمر سے مجھے طارقؔ تھا انتظار
طارقؔ یہ خاص بات مرے اس سفر کی ہے پہلا سفر ہے ملک سے باہر مرا خوشا
''دن گنے جاتے تھے اس دن کے لئے'' آج کعبہ ہے میرے پیش نظر
''خوبی و زیب خانہ کعبہ پاک'' (۱۴۱۹ھ) اس کی تاریخ ہو گئی موزوں
چودھویں کا چاند اسکے سامنے حیرت فروش اسکی سج دھج سے خجل یہ پیکرانِ حلہ پوش
روشن اس سورج کی کرنوں سے ہے بزم کائنات اسکی رعنائی سے ہے رعنائی روئے حیات
اسکے نظارے سے ہاتھ آتا ہے روحانی فراغ جلوہ حسن ازل کا اس سے ملتا ہے سراغ
اس کا دیدار بھی عبادت ہے بندگی کی تو بات ہی کیا ہے
سنگ اسود جو دست قدرت ہے نصب ہے اسکے ایک کونے میں
بوسہ گاہ شہ رسالت ہے اس کا اعزاز تو کوئی دیکھے
گرچہ بے انتہا مسرت ہے محو حیرت ہوں پیش منظر سے
یہ بھی طارقؔ خدا کی قدرت ہے تو نے بھی گھر خدا کا دیکھ لیا
مرے جانی ''مبارک خلعتِ نو'' (۱۴۱۹ء) مرے دلبر ہو تیرے حسن کی خیر
تجلی گاہ خورشید رسالت یہ ہے سرکار کی جائے ولادت
یہ ہے کاشانہ سلطان رحمت مسلم اسکی تقدیس و طہارت
مگر پھر بھی ہیں مومن اور موحد پسند اُن کو نہیں توقیر احمد
ترحم یا نبی کل' ترحم'' (۱۴۱۹ء) کرم اے افتخار نوح و آدم
''خذ رائے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں'' کمر بستہ ہو استخفاف شان مصطفائی پر
گیا تھے وہاں ہر وقت زائر شیخ و شباب بارہا خُلد معلّی میں
''بے بدل لوگ' آخرت کے کامیاب'' اسکی از روئے یقیں تاریخ ہے (۱۰)
پر ہاجرہ کے عمل کی ہے تکرار سعی کیا ہے صفا و مروہ
اس حقیقت کا ہے حسیں اظہار سعی و قربانی و طواف دری
جو تھا گرد و غبار بہہ نکلا بن کے آنسو مرے بدن کا تمام
ہو گیا ''آج خاص لطف خدا'' (۱۴۱۹ء) لطف ہاتف سے اسکی ہے تاریخ

ہیں یہاں بھی وہ ''ناصحانِ کرام'' مصطفیٰ کی نہیں جنہیں پروا
شرک سے روکتے ہیں لوگوں کو ان کی توحید کا بھی کیا کہنا
حاضری کی کہی ہے یوں تاریخ ''قلزم آب و تاب، غارِ حرا'' (۱۹۹۹ء)
نکہت و نور کا ایسا دلکش مقام پہلے دیکھا نہ تھا دیکھتے رہ گئے
جس طرف آنکھ اٹھی دیکھا جس سمت میں نور ہی نور تھا دیکھتے رہ گئے
سروشِ غیب نے تاریخ کہہ دی یہ ''زیبا منظر صبح مدینہ'' (۱۴۱۹ء)
اپنا اب اور کوئی حسیں دلربا نہیں لو آپ سے ہے اے مرے سرور لگی ہوئی
یا رب نہیں ہے اب کسی پہلو اسے قرار کس کی نظر کی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی
نہاں تھے اس قدر طوفان اس میں مجھے حیرت ہے طارقؔ چشمِ تر پر
ہر تمکنت خسروی و سطوت شاہی سرکار کی چوکھٹ پہ غلامانہ کھڑی ہے
رکتے ہی نہیں اشک مواجہہ میں کسی طور ہے دیدہ نم ناک کہ ساون کی جھڑی ہے
اب نارِ جہنم کا مجھے ڈر نہیں طارقؔ میری بھی نظر گنبد خضرا پہ پڑی ہے
کر دیا ہے گنگ طارقؔ کثرتِ انوار نے کیا بتاؤں کیا سماں رہتا ہے میرے سامنے
کیا حسن کیا جمال درِ مصطفیٰ کا تھا ہر گام پر تھے نور کے پیکر کھڑے ہوئے
بوصیریؒ و سنائیؒ و قدسیؒ رضاؒ امیرؒ اقبالؒ و رومیؒ جیسے سخنور کھڑے ہوئے
کافیؒ گرامیؒ سعدیؒ ضیاءؒ محسنؒ و حسنؒ حسانؓ جامیؒ جیسے ثناء گر کھڑے ہوئے
محسوس ہو رہا ہے کہ طارقؔ ہم آج بھی سرکار کے ہیں بابِ کرم پر کھڑے ہوئے
مواجہہ ہے مقامِ احتیاط و ہوش و آگاہی جسے دیکھا وہ تصویرِ ادب اخلاص کا پیکر
اساسِ بزمِ ہستی ہے جو ذات اُسکا یہ مرقد ہے ''ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر''
رہیں گے رہتی دنیا تک محمد کی معیت میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی خوش نصیبی کا بھی کیا کہنا
مرے جیسے سیہ کاروں کی کیا اوقات ہے طارقؔ ''نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا''
جس دم ہوا برپا یہ اُسے دیکھ رہا تھا وہ معرکہ مشہور ہے جو باطل و حق کا
حق کا یہ سالار وہ غازی و مجاہد اس کوہ کے دامن میں ہوا معرکہ آرا
لطف و کرم خاص طفیل ان شہداء کے سرکار سے سرکار کے معبود سے مانگا

کشت ویران دل و جاں ہوئی میری سرسبز ابر لطف و کرم ہر وقت برستا دیکھا
انتہا بندہ نوازی کی ہے طارقؔ لاریب میں سیاہ کار نے بھی گنبد خضرا دیکھا

نہیں ہے اب کوئی ارماں اب اسکے بعد اگر صباحِ عمر دو روزہ کی شام ہو جائے
مُراد نعت نگاری سے آپ کی ہے رضا نہیں یہ میری تمنا کہ نام ہو جائے
گدا ہے ساقی کوثر تہی سبو طارقؔ عطائے خاص سے پُر اسکا جام ہو جائے

محفوظ رہا دامن جاں باب کرم پر چنگاری الم کی نہ کوئی غم کا شرارہ
کی عرض بصد عجز و تضرع پس تسلیم سرکار ملے حاضری کا اِذن دوبارہ

ایک ایک ثناء خوانِ محمد تھا نظر میں یاد آتے رہے رومیؔ و اقبال رضا اور
کچھ اشک ندامت کے، خجالت کے کچھ آنسو دامن میں میرے کچھ بھی نہ تھا اسکے سوا اور

شکستہ لفظ، جملے خام، انداز بیان ناقص عیاں ہے آپ پر میری سخن گوئی سخن دانی
سلام اے مظہر حسن و جمال ذات ربانی "سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی"

تسکین روح، عافیت جاں سکون قلب لے کر فروغ فکر و نظر جا رہا ہوں

جو دیکھا ایک سمندر تھا آنسوؤں کا رواں عجیب وادیٔ عرفات کا تھا وہ منظر
پُر نور صورتیں حسیں چہرے تھے ہر طرف "تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہوا"
طارقؔ نے بھی خدائے غفور و رحیم سے جو مانگنا تھا مانگا جو کہنا تھا وہ کہا

گزاری رات عبادت میں خاکسار نے بھی بیاد و پیروی شاہِ دین و شاہِ انام
نہیں بلندی و پستی و خارو سنگ کی فکر خوشی سے محو عبادت ہیں حاجیان کرام
"اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بو بہی ست" جو قول و فعل محمد ہے، ہے وہی اسلام
خدا نصیب کرے بار بار طارقؔ کو یہ رات دلکش و روشن، جمیل و خوب یہ شام

نہیں خورشید حق زوال پذیر عشق کی سلطنت نہیں فانی
میں نے تاریخ اس شرف کی کہی "لطف سبحان و فضل ربانی" (۱۴۱۹ھ)

اس میں کچھ دن رہے مقیم حضور ہے یہی غار ثور کی عظمت
ان کی "توحید" ہے عجیب و غریب ان کی طرفہ ہے منطق و حکمت
یہ خدا کے حبیب کے بیری اور خدا سے ہے دعویٔ الفت

"پاکیزہ خیابان شہادت" کی زیارت (۱۴۱۹ھ) طارقؔ کو میسر ہوئی صد شکر خدایا
بقیع پاک اہل حق کا مدفن یہ ہے اک گوشۂ گلزار جنت
یہاں مدفون ہیں اصحاب ذی شان محمد کی جلیل القدر عترت
یہیں ہے فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا مرقد وہ نور چشم سلطان نبوت
شریعت کے غواص کے وہ کشاف وہ بحر علم و عمانِ فقاہت
جو گستاخانِ محبوبانِ حق ہیں یہاں وہ کر رہے ہیں عیش و عشرت
حقیقت میں بقیع پاک طارقؔ ہے جلوہ زارِ تقدیس و طہارت
"ادب" سے یوں کہی تاریخ طارقؔ "جہان عظمت و مجد و جلالت"
ے
ے + ۱۹۹۲ = ۱۹۹۹ء

دیکھنے میں کم نہ تھا کچھ اُنکے در تک فاصلہ آ گیا سرکار کا در دیکھتے ہی دیکھتے
ہم بروز حشر جا پہنچیں گے طارقؔ خلا میں پڑھتے پڑھتے نعت سرورؐ دیکھتے ہی دیکھتے
تھا ازل سے میرے دل میں شوق جسکی دید کا ہے وہ باب خوب و فیض آثار میرے سامنے
اب نہ دیکھوں گا تو ہو جائیگا مشکل صبر و ضبط مستقل رہ اے جمال یار میرے سامنے
کر سکے پھر بھی حق نعت کہاں اُن کا ادا حشر تک اُن کا ثنا خوان مدینے میں رہے
انتہائے کرمِ شاہ عرب ہے طارقؔ ایک عجمی سگِ حسان مدینے میں رہے
تو قاسم اور ہم تیرے محتاج نعمت بحمد اللہ ہم ہیں ترا کھانے والے
ترے شہر میں موت آئے مجھے بھی ترے شہر والے ہوں دفنانے والے
نوریوں کی بزم میں جس کا نہیں عشر عشیر وہ چراغاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
بھیک کا طالب گدا صورت قطار اندر قطار خیل شاہاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
مرجع ارباب حق باب رسول حق نما حق نمایاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
اس میں کوئی شک نہیں عابدؔ نے طارقؔ سچ کہا "راحت جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے"
جائے تقدیس و تجلی و بزرگی قدمین جمگھٹا با ادب عشاقِ نبی کا دیکھا
طرفہ عالم تھا درخشانی و تابانی کا ہر رُخ مسجد شہ روشن و رعنا دیکھا
دیکھا ادب سے میں نے ابراہیم کا مقام پتھر پہ ثبت نقش قدم ہیں خلیل کے

سراپا سوز، مجسم نیاز، روشن رخ ملے ہیں لوگ عجب سے مواجہ کے قریب
ضرور ہوں گی وسیلۂ مصطفیٰ سے قبول دعائیں کی ہیں جو ربّ سے مواجہہ کے قریب
مرے لئے وہ بنیں گے ذریعہ بخشش کہے جو شعر ادب سے مواجہہ کے قریب
مری نظر میں ہے اب بھی وہی سماں طارق میں دیکھ آیا ہوں جب سے مواجہہ کے قریب
جب پہلی نظر گنبد خضرا پہ پڑی تھی وہ سب سے بھلی عمر گریزاں کی گھڑی تھی
کیا روح فزا کوئے نبی کے تھے نظارے ایک ایک قدم پر صفِ عشاق کھڑی تھی
ہر جنبش لب، دیدہ پرنم کا ہر آنسو گجرا تھا سلاموں کا درودوں کی لڑی تھی
وہ وَقت بھی کیا سعد و فرح بخش تھا طارق "جب پہلی نظر گنبد خضرا پہ پڑی تھی"
پرانا رابطہ ہے حق کی جلوہ گاہ سے ان کا تعلق ہے بہت دیرینہ بیت اللہ سے انکا
عجب تھی معرکہ آرائی اُن کمزور جانوں کی ابھی تک چرخ میں ہے آگہی تاریخ دانوں کی
جنودِ ابرہہ کی ہے نظر پھر آج کعبے پر ہیں فرزندانِ کعبہ کیا ابابیلوں سے کم تر؟
معزز ہیں کبوتر غول در غول مکرم ہیں ابابیلوں کے جتھے
یہ نسبت کی عجوبہ کاریاں ہیں یہ ہیں ربط خصوصی کے کرشمے
خوشی سے یا جدائی کے قلق سے چھلکتے تھے مری آنکھوں کے ساغر
نچھاور کر دیئے جی بھر کے میں نے نگار کعبہ پر اشکوں کے گوہر
کیا پیش ہدیۂ تسلیم و تعظیم عجب تھا دیدہ پُرنم کا منظر
تجلی ہی تجلی، نور ہی نور نبی کے شہر کے شام و سحر میں
در حضرت کے جلوے دیکھ سکتا یہ طاقت تھی کہاں میری نظر میں
برائے مغفرت ذوقِ ثنا بخشا گیا مجھ کو متاعِ عشقِ محبوب خدا بخشا گیا مجھ کو
جھلک جس میں ہے نعت رومی واقبال وجامی کی وہ طرز مدحت و رنگ ثنا بخشا گیا مجھ کو
مجھے شامل کیا خیل ثناء گویانِ خواجہ میں گداز کافی و سوز رضا بخشا گیا مجھ کو
میں اس قابل نہیں تھا آستانِ خواجہ سے طارق مرے دامن کی وسعت سے سوا بخشا گیا مجھکو
آنا تھا لازمی درِ سرکار سے مگر کچھ ہم ہی جانتے ہیں کہ کس دل سے آئے ہیں
جو ہو سکا آثار و مناظر کا کیا ذکر الفاظ میں کھینچ سکتا نہیں نقشہ حرمین

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

............کی عقیدت و محبت کا سنگم............

حضرت طارق سلطانپوری

علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی ☆

حضرت طارق سلطانپوری سے میری ایک بھی ملاقات نہیں مگر ان کے گراں قدر عالی افکار ان کے کلام سے مترشح ہو کر قلوب و اذہان کو روشن و منور کر دیتے ہیں اور صاحب نسبت قاری کے مشامِ جاں کو معنبر و معطر کر دیتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں اہل اسلام کی غالب اکثریت احناف پر محیط ہے اور اس خطے کے احناف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گذشتہ صدی میں بریلی کے تاجدار سیّدی امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ اور گولڑہ کی سرکار سیدنا مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ سے جو کام لیا ہے وہ مثالی ہے بریلی و گولڑہ کی عظیم نسبتیں شہروں کے تعارف سے ہٹ کر روحانیت کی سرحدوں کو چھونے لگیں اور پھر ان دونوں نسبتوں نے روحانی حوالے سے ساری دنیا میں اپنی ایک الگ پہچان قائم کر لی۔ حتیٰ کہ اب برصغیر کے یہ دونوں مراکز روحانیت کی سلطنت میں آفتاب و ماہتاب کی مانند جگمگ جگمگ کر رہے ہیں اور یہ دونوں ہستیاں عشق و محبت کی وادی کا مسلّمہ حصہ ہیں ساری دنیا کے کروڑوں مسلمان ان اکابر سے فیض پاتے ہیں۔ الحمد للہ مجھے بھی انہی مبارک ہستیوں کی نسبت ان روحانی مراکز سے اکتسابِ فیض کے مواقع نصیب ہوئے۔ ہم ان کی فکر، ان کے نظریے، ان کی تعلیمات اور ان کے مشن سے اپنے تاریک دلوں کی ویران وادیوں کی آبادکاری کا اہتمام کرتے ہیں اور حضرت طارق سلطانپوری کا وجود ان دونوں ہستیوں اور ان دونوں مراکز کی محبت و ارادت کا سنگم پاتے ہیں جب ہم حضرت طارق صاحب کے فکر و فن کا اس زاویۂ نظر سے جائزہ لیتے ہیں تو حیرت انگیز مگر انتہائی خوشگوار مسرت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تاجدار بریلی مولانا امام الشاہ احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے حوالے سے حضرت طارق سلطانپوری نے جو تاریخی مادے

☆ ریسرچ سکالر مرکز اہل سنت ابوظہبی (متحدہ عرب امارات) +971505800236

استخراج کیے ہیں وہ کتنے مبنی بر حقیقت ہیں اپنے ممدوح کی شخصیت و مقام کے حوالے سے کس قدر حسب حال ہیں اور حضرت ممدوح کی محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ خود حضرت طارق سلطانپوری کی فکری بلندی پر کس قدر گواہ ہیں اس وقت چند تاریخی مادے سال ولادت بحساب سنِ ہجری (۱۲۷۲ھ) اور بحساب عیسوی (۱۸۵۶ء) پیش نظر ہیں ملاحظہ ہوں۔

......پہلے بمطابق ہجری ۱۲۷۲......جلوۂ خورشید حق......دروازۂ فیضان حق......انعامِ عظیم اجملِ طیبہ......شمع معرفت ماہ طیبہ......خوشبوئے کرمِ حبیب اللہ......نسیم باغ مدینہ......تخصص محمد ﷺ......خوبیِ کردارِ مصطفیٰ......یم عشق و محبتِ رسول......قوتِ عشق رسول......نازش جمیت فقر طیبہ......یگانہ ذوقِ فقر......مرکز فیضانِ دین......تجدید آئین معرفت......آفاقِ منیر معرفت......خوبیِ اہل حقیقت......تابش بزم نعت......حسن خلدِ نعت......سرعتِ نعتِ حبیب......بصیرتِ شرع......بابِ کاشانۂ فیض......ذکر مردِ حق......چراغ بزم حجاز............

......اب بمطابق عیسوی ۱۸۵۶ء ....ضیائے رخ مصطفوی......کمالِ فیضانِ صداقت مصطفیٰ......جبین مصطفیٰ، شرق انوار قدرت......منہاج تمکنت وحشمت النبی......خوبیِ ایوانِ فیضانِ مصطفیٰ......ماہ خوبیِ فیوضِ رسول......جلوۂ باغ معرفتِ حجاز......تنویر شمس معرفت......ضیائے مہر معرفت......فروغ مجلسِ فقر مجید......چراغ طاق نعت حبیب......چراغ مدحتِ کامل مدینہ......مقام غوثِ حقانی......لوحِ محفوظ جہانِ طریقت......آواز تنظیم اُمت......منظر خوبیِ اولیا......آفتابِ رضا، صدق و صفا......پاکیزہ ذہن و ضمیر......ضوفشاں منہاجِ نعت......منہاجِ ریاض محبت رسول......فروغ شمع مجالس طیبہ......منزلِ حق کا خضر......عظمتِ فکر و عمل............رودبار فیوضِ علم و عرفان

پھر آپ نے قرآن کریم کی آیۂ مبارکہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ سن ولادت باسعادت استخراج کیا ہے ملاحظہ ہو۔

ا۔ سال ولادت

لِمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى...... (طٰہٰ)......

۱۸۵۶ء

اس تاریخی قرآنی مادہ کے استخراج سے طارق سلطانپوری کی قرآن فہمی اور قرآن کریم میں درک کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے اسی طرح آپ کے سن وصال کے حوالے سے ہجری اور عیسوی تقویم کے پیش نظر الگ الگ جو تاریخی مادے طارق سلطانپوری نے استخراج کیئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

.... بمطابق ہجری ۱۳۴۰ھ.......... رضائے الرحمٰن..... تجلیاتِ عرفانِ محبوبِ اوّل..... نعیمِ فیضانِ مصطفیٰ..... چراغِ طاقِ طیبہ..... مناظرِ حدائقِ طیبہ..... بابِ کاشانۂ فیضِ نبوی..... تجلیاتِ عشقِ طیبہ..... منظورِ اہلِ حق..... امیرِ شریعتِ مدینہ..... خیابانِ رُوحانیات..... حسن خورشید ایماں..... متاعِ دانش و حکمت..... منہاجِ فیضِ قرآن..... مرکزِ فیضانِ اسلام..... زینتِ مسند طریقت..... پیکرِ کشف و بصیرت..... تاجِ علم و معرفت..... پرشکوہ حزبِ معرفت..... اعتبارِ کشورِ علم..... صراطِ محبت و عقیدت..... فخرِ جہانِ عرفان..... آئینۂ رضائے ربانی.......... تصویرِ اکمالِ محبتِ محمد ﷺ.......... تجلیات عشق طیبہ.......... مرکزِ تجلیات مصطفیٰ.......... شمعِ رشد و ہدایت.......... بدر خوبیٔ تقویٰ.......... والہ المختار طیبہ.......... تصویرِ اکمال محبت محمد.......... نعیم فیضان مصطفیٰ.......... مکتب معرفت حبیب اللہ.......... تابع قرآن وسنت.......... شہنشاہ کشور علم و ادب..........

.... بمطابق عیسوی ۱۹۲۱ء .... جلوہ گاہِ رضائے خدا و مصطفیٰ..... مجموعۂ فیضانِ مصطفوی..... تابش صراط فقر و عشق نبی..... تنویرِ شبستانِ فقرِ نبی..... نور چراغِ فقرِ عبدہٗ..... رُوح پرور منظر مدینہ..... بہارستانِ فقر و معرفتِ طیبہ..... تابشِ خاکِ شہر محمد ﷺ..... مرغوب العشاقِ مدینۂ نبی..... زجاجِ عرفانِ غوث..... سرخیل جہاد و استقامت..... صراطِ باغِ حقیقت..... چراغِ منہاجِ حقیقت..... جلوۂ فیضانِ علم و معرفت..... ذخیرہ گاہِ فقر..... نشانِ صدق و فضیلت..... فضیلتِ صدق و عرفان..... خوبی بستانِ معرفت..... فیضانِ فقرِ متقین..... جہان خوبی اخلاص و تقویٰ..... فخر المشائخِ جہاں..... رضا، خوبی افکار.......... شمعِ بابِ غوث..... روضۂ فیضِ بطحا.......... ماہتاب عظمت نبی..... پیکر خوبی فیضان نبی..... قوت عرفان حضور..... کمال نعمت و بخشش نبی..... زیب باغ سیرت

مصطفیٰ...... چراغ منزل سرکار مدینہ...... فیض شہ کوثر...... روح پرور منظر مدینہ...... چراغ منہاج حقیقت...... ذخیرہ عرفان نعت......

اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا قرآنی مادۂ سال وصال ۱۳۴۰ھ جبکہ قطعۂ تاریخ وصال مبارک (ہجری تقویم) یہ ہے۔

اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

۱۳۴۰ھ

صنعتِ تناصف کو مدِ نظر رکھ کر طارق سلطانپوری نے آپ کا قرآنی سن وصال اس آیت مبارکہ سے استخراج کیا۔

۲۔ (ا) سالِ وصال سن عیسوی

لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ......

۳۸۴۲

(ب) سالِ وصال سن ہجری

اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ......

۱۳۴۰ھ

۳۸۴۲ کا نصف ۱۹۲۱ ہوتا ہے اور یہی اعلیٰ حضرت کا سنِ وصال ہے۔

اب قطعہ تاریخ، سالِ وصال ملاحظہ ہو۔

وہ کمالات و محاسن کی شبیہ بے مثال
وقت کے اہل نظر حیران ہیں کیا ہے وہ شخص

شرح و تبیان غوامض میں وحید روزگار
کشف واظہار دقائق میں بھی یکتا ہے وہ شخص

شہ دماغی زیرکی دیدہ وری کا بوتبیں
قلزم مواج فہم و آگہی کا ہے وہ شخص

حال و مستقبل کا شاہ کشور فکر و نظر
صاحب امروز ہے سلطان فردا ہے وہ شخص

دور کر دیں اس نے قلب و ذہن کی تاریکیاں
بزم معنی کا سراج نور افزا ہے وہ شخص

جان رحمت سے محبت کا پڑھاتا ہے سبق
مصطفیٰ سے پیار کی تلقین کرتا ہے وہ شخص

تذکرہ احمد رضا خاں کا ہے لوح وقت پر
علم و عشق و معرفت کا نقش زیبا ہے وہ شخص

مشرق میں بھی اس کی شہرت غرب میں بھی اس کی دھوم ہے جہاں بزمِ معارف جلوہ آرا ہے وہ شخص
آشکارا اہلِ دل پر اب ہوا ہے اس کا حسن آنکھ والوں کی نظر میں اب سمایا ہے وہ شخص
شخصیت اس پیکر افضال کی ہے یادگار کب بہ آسانی فراموش ہونے والا ہے وہ شخص
اُس کے سال وصال کا طالب تھا میں بولا سروش ''پیکرِ حسن و جمال فیض بلھا'' ہے وہ شخص

۱۳۳۰ھ

☆☆☆

اک زمانہ اُس کے فیضانِ نظر سے کامیاب ایک عالم اس کے میخانے کا لذت آشنا
یہ حقیقت ہے کہ صدیوں میں سر بزمِ وجود جلوہ گر ہوتا ہے اُس جیسا کوئی مردِ خدا
ایک ہی مصرع میں ہے سالِ ولادت، سالِ وصل ''مصدرِ فیضان'' طارق ''مہرِ عرفان وہدا''

۱۲۷۵ھ ۶۶۲ = ۱۹۳۷ء

یہاں حضرت طارق سلطانپوری نے اس قطعہ کے آخر میں اپنے دستخط کرنے سے قبل اس کی تاریخ یوں محفوظ کی ہے۔

''طالب زیبائی فیض سادات''

۱۴۲۸ھ

ایک قطعۂ سال وصال ملاحظہ ہو۔

اجملِ ہر جہاں کا دلدادہ
والۂ ماہِ انورِ طیبہ

مصطفیٰ کا غلام شاہ حشم عبدِ ذی شانِ سرورِ طیبہ
وہ ثنا خوانِ مصطفیٰ بے مثل بے بدل وہ نواگرِ طیبہ
اس کے اشعارِ نعت کا ہر شعر عکسِ زیبائے منظرِ طیبہ
اس کی تحریر و گفتگو کا خصوص ذکرِ ایمان پرورِ طیبہ
جان و دل سے عزیز تر اس کو ہر وہ شے جو ہے مظہرِ طیبہ
اس کا موصوف اک ملیحِ عرب اس کا ممدوح دلبرِ طیبہ
جیشِ اعدائے مصطفیٰ کے لئے تھا وہ تنہا ہی لشکرِ طیبہ

قائدِ کاروانِ عشقِ حبیب ترجمانِ قد آور طیبہ
عاشق و واصفِ محمد ﷺ تھا مثلِ حسّان منبرِ طیبہ
اس کی رحلت کا سال ہے طارقؔ
"جلوہ ہائے پیغمبرِ طیبہ"

۱۴۳۰ھ

آگے چلنے سے قبل "سلام رضا" پر طارق رضا سلطانپوری کا منظوم تاثر دیکھئے جو طارق سلطانپوری کی قلبی کیفیات اور جذبۂ حب رسول ﷺ کا بھی آئینہ دار ہے اور تاجدار بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ سے عقیدت و محبت کا بھی پتہ دیتا ہے۔

منفرد دنیائے فکر و شعر میں ہے مرحبا — حضرتِ احمد رضا خاں کا سلامِ دل ربا
اس میں قرآنی معارف ضوفگن ہیں جابجا — اس میں ایمانی حقائق کی ہے تنویر و ضیا
اسکے اوصاف و محاسن کا کرے گا ذکر کیا — کوئی کیا لکھے گا اس کی خوبیوں کا ماجرا
یہ قصیدۂ بردہ ہے اردو زباں کا واقعی — تبصرہ ہے یہ کئی اربابِ علم و فضل کا
ربِّ معطی کی ہے بیشک یہ خصوصی موہبت — یہ حقیقت میں ہے انعام خدائے مصطفیٰ
اس کی ترکیبیں نگینے اسکے الفاظ آئینے — اسکے مصرعے اسکے اشعار ہیں جواہر بے بہا
دیدہ ور اک عاشقِ صادق نے باصد احترام — خوب کھینچا نقشۂ حسنِ محمد مصطفیٰ ﷺ
خدمتِ اولاد و اصحابِ شہِ لولاک میں — باادب اس نے کئے ہیں پیش گل ہائے ولا
اولیاء و اصفیاء، شرع و طریقت کے امام — ان پہ بھی بھیجا سلام اس نے بہ طرزِ دل کشا
یہ سلام اردو ادب کا بالیقیں ہے فخر و ناز — بے مثال اس کا تجمل لاجواب اس کا علا
اسکا گرویدہ ہے جو ہے صاحبِ ذوقِ سخن — اسکا ہے مشتاق ہر حق کیش و عرفاں آشنا
کیفیت اندوز اس سے آج بھی ہر بزمِ شوق — آج بھی ہے فیض یاب ہر مجلسِ اہلِ وفا
کچھ بھی ہو اسکی جہانگیری کبھی ہو گی نہ کم — آج بھی مقبول ہے کل جس طرح مقبول تھا

ایک حیرت زار ہے طارقؔ زمانے کے لئے
وسعتِ فکرِ رضا وَ اوجِ فیضانِ رضا

ایک اور منقبت کے چند اشعار یہ ہیں۔

حق تعالیٰ کی، محمد ﷺ کی عطا احمد رضا
زورِ حیدر، قوتِ غوث الورا احمد رضا
پیکر حق، اہل حق کا رہنما احمد رضا
دیدہ ور، دیدہ وروں کا پیشوا احمد رضا
رہروانِ شوق کا منزل نما احمد رضا
طالبانِ علم کا عقدہ کشا احمد رضا
حسنِ بزمِ الفتِ خیر الورا احمد رضا
زینتِ گلزارِ عشق مصطفیٰ احمد رضا
باخدا احمد رضا با مصطفیٰ احمد رضا
عشق کا نغمہ محبت کی نوا احمد رضا
مصطفیٰ کی بے مثالی اُس کا موضوعِ سخن
نور کی سرکار کا نغمہ سرا احمد رضا
حفظِ ناموسِ محمد مصطفیٰ ﷺ میں اپنا فرض
عزم و ہمت سے ادا کرتا رہا احمد رضا
آج بھی روشن ہیں، جو روشن کیے اس نے چراغ
کار فرما آج بھی ہے جا بجا احمد رضا
ہر زمانے میں سنائی دے گی اس کی بازگشت
جو بلند آوازِ مدحت کر گیا احمد رضا
عصر حاضر، دور ہے اس عاشقِ سرکار کا
آج ہر سو ہے صدا احمد رضا، احمد رضا

بلکہ اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی قدس سرہٗ کے والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خان قدس سرہٗ کے تاریخی قطعۂ ولادت و وصال یوں موزوں کیا۔

اعلیٰ حضرت کے والدِ ماجد یہی ان کا ثبوتِ عظمت ہے
ایک اک فرد نسل میں ان کی شمع کاشانۂ ہدایت ہے
مرکز عشق ہے محمد ﷺ کا ان کے گھر کی یہی فضیلت ہے
"ایں سعادت بزور بازو نیست" یہ خداداد مجد و عزت ہے
ان کا بیٹا مجددِ ملت خاص ان پر خدا کی رحمت ہے
وہ "رضائے حبیبِ باری" ہے آپ کا جو سنِ ولادت ہے
۶ ۴ ۲ ۱ ھ
"قاسم فیضِ معرفت" طارق اس مکرم کا سالِ رحلت ہے
۱ ۸ ۸ ۱ ء

آیئے! اب ذرا طارق سلطانپوری کو بغدادِ صغیر خطۂ گولڑہ شریف کی مبارک گلیوں میں گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں انہوں نے تاجدار گولڑہ غوثِ زماں حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی قادری چشتی نظامی قدس سرہٗ کے قرآنی مادۂ تاریخ وصال اور پھر عیسوی و ہجری تقویم کو مدِ نظر

رکھ کر جو مادے استخراج کیے وہ دیکھتے ہیں۔

قرآنی مادۂ تاریخ سن وصال یہ ہے۔

ذالك هو الفوز العظيم

۱۹۳۷ء

.... بمطابق ۱۳۵۶ ہجری............ زین فیض شریعت......انتخاب معرفت النبی......فیضان شریعت طابہ......حصار عظمت محمد کونین......عظمت کردار اہل اللہ......درخشندگی لطافت مصطفیٰ......چراغ تطہیر مدینہ......فضیلت علم و کمال فقر......درناب فیض معرفت......ذریعہء فیض نبی

.... بمطابق ۱۹۳۷ء عیسوی...... ......باب خیر و سعادت......فیض الرسول الحق......مظہر حسن النبی......مرغوب حق......ذاکر رسول الحق......اوج تہذیب مصطفیٰ......شان طور معرفت......آفتاب فہم وفراست...... حسن گلزار شریعت......خوبی طریقت حجاز

آپ ہی کی ولادت ووصال کے چند مزید مادے اور قطعۂ ولادت وصال دیکھئے کس کمال سے طارق سلطانپوری نے ایک ہی مصرعہ میں تاریخ ولادت اور تاریخ وصال جمع کر دی ہے۔

سال ولادت: ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء کے تاریخی مادے یہ ہیں:......"کلیم طور فیضان حجاز" (۱۲۷۵ھ)......"معمہ جہات شخصیت" (۱۸۵۹ء)

سال وصال: ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کے تاریخی مادے یہ ہیں:......"فیضان شاہ مدینہ" (۱۳۵۶ھ)......"نشان عظمت دین نبیؐ" (۱۹۳۷ء)......

نیز عمر شریف: ۸۱ سال (ہجری) اس کے بہ الفاظ......"زیب نبیؐ"......جبکہ ۷۸ سال (عیسوی) کے (بہ الفاظ مادہ) "اوج نبوی" بنتا ہے۔

اور قطعہ یوں ہے۔

فخر دوراں، آفتاب آسمانِ چشتیا نور چشم مرتضیٰ، لختِ دلِ غوث الورا
محرم اسرار عرفاں عشق کا رمز آشنا ایک نقش کلک قدرت دیدہ زیب و دل ربا
قائدِ اربابِ دانش مقتدائے اہل فقر چار سو بجتا ہے ڈنکا اس کے علم و فقر کا

قافلہ سالار اہل سوز و ساز و ذوق و شوق
پیشوائے اہل معنی، صدرِ بزمِ اولیاء
مصطفائی دین کی حقانیت کا ترجماں
خوبیء اسلام کو واضح دلائل سے کیا
ضرب سے اس کی دو نیم ہر خیبر فکرِ و دروغ
وارثِ عزمِ حسین و جراتِ شیرِ خدا
وہ نظام الدینؒ و شمس الدین کا نورِ نظر
پرتوِ ہند الولی و مظہرِ غوث الورا
اک زمانہ اس کے فیضانِ نظر سے کامیاب
ایک عالم اس کے میخانے کا لذت آشنا
یہ حقیقت ہے کہ صدیوں میں سرِ بزمِ وجود
جلوہ گر ہوتا ہے اس جیسا کوئی مردِ خدا

ایک ہی مصرع میں ہے سالِ ولادت، سالِ وصل
''مصدرِ فیضان'' ''بزمِ فیض و عرفان و ہدا''
۱۲۷۵ھ ۱۳۵۶ھ

یہ بھی ایک حسنِ اتفاق ہے کہ وادیٔ عشق و محبت رسول ﷺ کے یہ دونوں بلبل خوش نوا یعنی امام احمد رضا اور سیدنا پیر مہر علی شاہ ؒ ماہ صفر المظفر میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے۔ امام احمد رضا کا ۲۵ صفر المظفر اور حضرت پیر مہر علی شاہ کا ۲۹ صفر المظفر یومِ وصال ہے۔ اس حوالے سے حضرت طارق سلطانپوری نے بمناسبت یومِ وصال ۲۵، ۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ ''مہر و رضا'' کے عنوان سے ایک منقبت لکھی ملاحظہ فرمایئے۔

مُرشدانِ وقت، مخدومانِ اربابِ صفا
جاں نثارانِ نبی، مدحت گرانِ مصطفیٰ
برقِ خرمن سوزِ باطل تھے یہ دونوں حق نوا
حفظِ ناموسِ محمد اُن کا نصبُ العین تھا
دونوں شمشیرِ برہنہ، مصلحت نا آشنا
کچھ نہ تھا اُنکی زباں پر کلمۂ حق کے سوا
تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے ذرا
مصطفیٰ کا پرچم عظمت سدا اُونچا رکھا
دونوں علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب
دونوں عالمگیر مدا حانِ محبوبِ خُدا
برسرِ پیکار گستاخانِ احمد سے رہے
تھا یہی محبوب اُن کی زندگی کا مُدعا
اصلِ دیں ہے مصطفیٰ، محبوبِ حق کا احترام
وہ موحد کیا، نہیں ہے جو محبِّ مصطفیٰ
ہند میں اسلام پر فتنوں نے جب یلغار کی
اِن بزرگوں سے خصوصی کام قدرت نے لیا
اس حقیقت کو کیا تسلیم آخر وقت نے
تھا درست اُن کا عمل کردار تھا اُن کا بجا

اُنکے علم و فقر کی سطوت سے بے بس ہر حریف ہر مقابل اُن کے آگے عاجز و خاسر رہا

جلوہ گر ہوتا ہے صدیوں میں کوئی مردِ خُدا

گولڑہ میں مہرؔ انور یا بریلی میں رضا"

اب اس حوالے سے حضرت طارق سلطانپوری نے اپنے لئے جو تاریخی مادہ استخراج کیا وہ بجائے خود مادۂ تاریخ بھی ہے حضرت طارق کی اندرونی وقلبی کیفیات کا آئینہ دار بھی ہے اور ان دونوں شخصیات سے ان کے روحانی تعلق ونسبت کا غماز بھی۔ وہ اپنے لئے

"طالب جلوہ ہائے لازوال مہر و رضا"

۱۴۲۹ھ

کا استعمال کرتے ہیں غور فرمایئے اور داد دیجئے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان بزرگوں کے ساتھ نسبت وتعلق میں استحکام و دوام عطا فرمائے۔ آمین



اہل سنت و جماعت کی معیاری درسگاہ، جدید و قدیم علوم کے
عظیم سنگم اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو منزل آشنا کرنے والے ادارے

گلستان غوث اعظم جامعہ رضویہ انوار العلوم

H-24 لالہ رُخ واہ کینٹ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کی طرف سے



کا ممتاز شاعر و ادیب

محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری

کی خدمات کے صلے میں ”طارق سلطانپوری نمبر“ شائع کرنے پر

مدیر اعلیٰ ملک محبوب الرسول قادری

کو ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں۔

منجانب

پیر عبد القادر (ایم اے ایل ایل بی) پرنسپل: جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
صدر تنظیم اہل سنت انٹرنیشنل ...... مدیر اعلیٰ: ماہنامہ فیضان مصطفیٰ واہ کینٹ
سجادہ نشین: دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف کھوڑہ

ہمدرد ملت ...... حضرت علامہ طارق سلطانپوری

محقق العصر مفتی محمد خان قادری ☆

محترم علامہ محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری حفظہ اللہ تعالیٰ سے میری شناسائی کا عرصہ کوئی ایک عشرہ پر محیط ہے غالباً ۹۔۱۹۹۸ء میں وہ جامعہ اسلامیہ لاہور تشریف لائے۔ اس وقت ہمارا ادارہ چوبرجی کے قریب۔ ون۔ فصیح روڈ پر واقع ایک کرائے کے مکان میں کام کر رہا تھا اور محترم طارق صاحب ہمارے ساتھی ملک محبوب الرسول قادری کے پاس ان کی دعوت پر "ماہنامہ سوئے حجاز" کے لیے ایک انٹرویو کے سلسلہ میں آئے۔ جامعہ کے دفتر میں طارق صاحب کے ساتھ یہ پہلی ملاقات مجھے آج تک برابر یاد ہے۔ اور اس کے بعد ہونے والی تمام ملاقاتیں اسی کا تسلسل ہیں۔

میں نے محترم طارق سلطانپوری کو درد دل رکھنے والا ایک باشعور، زیرک، مخلص، انتھک، محنتی انسان اور قادر الکلام شاعر پایا وہ فی اللہ محبت رکھنے والے ایک مثالی انسان ہیں۔ ماضی قریب غالباً (۳۔۱۹۶۲ء) میں آغا شورش کاشمیری نے چٹان میں اعلیٰ حضرت بریلوی، حضرت مولانا سردار احمد قادری چشتی محدث اعظم پاکستان، حضرت سید ابوالبرکات قادری، علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر محسنین ملت کے خلاف منظوم ہرزہ سرائی کا سلسلہ شروع کیا تو اس وقت طارق سلطانپوری ہی تھے۔ جنہوں نے میر حسان الحیدری کے ساتھ مل کر "طوفان" میں اس سے بڑھ کر اسی لہجے انداز اور اسلوب میں دندان شکن جواب دیئے اور بالآخر شورش جیسے شخص کو اپنی روش ترک کرنا پڑی۔

عجز و انکسار آپ کا خاص وصف ہے جو اتنی بڑی شخصیت میں کم از کم ہمارے عہد میں تو مفقود ہے۔ دنیائے شعر و سخن میں طارق صاحب یوں بھی مثالی شخصیت ہیں کہ وہ بہت زیادہ لکھتے ہیں اور بہت اچھا لکھتے ہیں حضرت طارق سلطان پوری کو ایک وصف جو اپنے عہد میں سب سے ممیز کرتا ہے وہ علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی ہے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ وہ ایک ہی

☆ آبروئے مسند تدریس، محقق، مصنف، مترجم، خطیب، شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ لاہور
042-35300353, 0323-4430516

نشست میں بیٹھے بیٹھے متعدد تاریخی مادے استخراج کر لیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ منظوم قطعات تاریخ بھی رقم فرما دیتے ہیں۔ ہماری کئی کتابوں کے لیے انہوں نے شفقت فرمائی خصوصاً جن دنوں عارف کامل حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی گیلانی قدس سرہ کی مشہور زمانہ نعت 'اج سک متراں دی ودھیری اے......' کی شرح کتابی شکل میں چھپ رہی تھی طارق صاحب ہمارے ہاں اتفاقاً تشریف لائے شرح دیکھ کر مسرور ہوئے اور فوراً قطعہ لکھ کر عطا فرمایا۔ اسی طرح 'علم نبوی اور امور دنیا' پر انہوں نے لکھا اور خوب لکھا۔

آپ ہمارے 'ماہنامہ سوئے حجاز' کو بڑی عرق ریزی اور باریک بینی سے دیکھتے ہیں اور پھر رائے بھیجتے ہیں ان کی تجاویز اور آراء ہمارے لیے خوشی و مسرت کے ساتھ تقویت کا باعث بھی بنتی ہیں۔

طارق سلطان پوری امت اور ملت کے لیے جس قدر محبت اور جذبات رکھتے ہیں وہی ایک سچے اور کھرے مسلمان کے جذبات ہونے چاہئیں میں نے انہیں ملت اور امت کے لیے روتے اور تڑپتے دیکھا ہے۔ محترم طارق صاحب کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عہد کے اہل علم کے ساتھ خاص محبت اور باقاعدہ تعلق رکھتے ہیں ورنہ (الا ماشاء اللہ) اکثر شعراء علماء و مشائخ کے ذکر ہی سے بدک جاتے ہیں۔ علامہ اقبال' قائداعظم' پیر مہر علی شاہ' امام احمد رضا قادری' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا محمد عبدالستار نیازی اور دیگر مشاہیر کے لیے ان کی محبت قابل رشک ہے' ایسی ہستیاں قوموں کے لیے اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتی ہیں اور مدت کے بعد عطا کی جاتی ہیں' ایسی شخصیات کی قدر ہونی چاہیے۔ محترم سید محمد عبداللہ شاہ قادری حفظہ اللہ تعالیٰ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے موصوف کی زندگی ہی میں ان کی قدر افزائی کا بیڑا اٹھایا ہے ورنہ ہم تو 'مرنے کے بعد' قدر کرنے والے معاشرے میں سانس لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں زندوں کی قدر دانی اور ان سے استفادہ کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت طارق سلطان پوری کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر خضری عطا فرمائے اور ان کا فیض جاری و ساری رہے......آمین

نگارِ شہرِ شعر و شاعری، بہارِ حدیقۂ سخنوری، ادیبِ ملکِ دلبری

حضرت علامہ طارق سلطانپوری

الحاج بشیر حسین ناظم ☆

حضرتِ جگر مراد آبادی مرحوم نے مدت ہوئی فرمایا تھا۔

آدمی آدمی سے ملتا ہے دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

اس شعر میں ہزار ہا دلکش صداقتیں مستور ہیں۔ حضرت طارق سلطانپوری مدظلہٗ ایسی دلکش و دلربا شخصیت ہیں جن سے ملتے ہی دل میں محبتوں اور مودتوں کے چراغ فروزاں ہو جاتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ ایک ملاقاتی اُن کا نورانی چہرہ دیکھتا رہے اور اُن کی علمی باتوں سے مزرعِ جاں کو سیراب و شاداب کرتا رہے۔ ان کی باتوں میں حلاوت، شرینی اور کشش ہے۔ گفتگو میں ایسے الفاظ لاتے ہیں جو انتخاب نہیں اِنتخاب لگتے ہیں۔ اُن کی گفتگو کے جملوں کی ساخت ایسی ہوتی ہے جو سامع ہے کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ہر جملے پر انہیں ہدیہ تبریک و سلام پیش کرے۔

حضرت طارق سلطانپوری اہل علم میں، اہل معارف میں، اہل شعر میں، اہل ادب میں اپنے گوناگوں حساس و اوصاف سے اشہر ترین ہیں، عروس ادب سے محبت کرنے والا ہر شخص اُن کی علمی و شعری استعداد کا معترف ہے انہیں استادِ شعر تسلیم کرتا ہے۔ مجھ ایسے ہیچمدان نے اُن سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ان کے شعر کہنے کا معیار خواجہ میر درد اور غالب سا ہے۔ طارق میری دیانت دارانہ رائے میں اپنے فکر کی کمندیں عالم مثال پر اسی مہارت سے ڈالتے ہیں کہ ان کا ہر مصرع و شعر جب مرکزی (عطارد) کا سینہ چاک کر کے عالم ناسوت میں چلا آتا ہے تو بہت کم اصلاح کا طالب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ طارق سلطانپوری اپنے اشعار پر مفاخر ہیں کہ اُن پر کسی کی نظر ثانی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ ایک نرالی اور نرالی شاعر کی بہت بڑی صفت ہے۔ ایسی صفت کے شعراء کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں۔

☆ تمغہ حسن کارکردگی، علامہ اقبال خصوصی گولڈ میڈل، لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ

ایڈریس: مکان نمبر 2026 سٹریٹ نمبر 32-I-10/2 اسلام آباد 0345-5096323, 051-4449170

حضرت طارق سلطانپوری مدظلہٗ ایسا شاعر ہے جو علوم جدیدہ و معارف حدثیہ کا پیکر ہے عربی فارسی سے اُسے جبلی لگاؤ ہے۔ اسے لفظوں کی پہچان ہے۔ وہ استعمال الفاظ میں مسلم استاد ہے۔ اس کے کسی حرف' لفظ ترکیب محاورے اور فقرے پر بڑے سے بڑے شاعر انگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے بعض مدعیان شعر اس کے اشعار کو پڑھ کر جھوم جاتے ہیں یا حسد و غیظ سے جل جاتے ہیں انہیں کیلئے فرمان حق ہے "مُوْتُوا بِغَيْظِكُمْ" لیکن طارق کو اللہ تعالٰی نے اتنا مصفا اور منزہ دل اور درخشاں افکار و روشن خیالات عطا فرمائے ہیں کہ اس نے کبھی کسی شعر گو سے حسد کا کسی بھی صورت میں اظہار نہیں۔ مگر افسوس ضرور کرتا ہے کہ دیکھ ان ان حضرات کی اعمار ضائع ہوگئی ہیں لیکن ان سے جدید تعریف شعر نہیں ہوتا۔

طارق سلطانپوری میری نظر میں اس دور کا بہت بڑا عروضی ہے وہ عروض کے رموز و عوارض کو تاحد فن سمجھتا ہے اور ہر مبہم کی تفہیم کیلئے تیار رہتا ہے جو علم عروض کو سیکھنے کا متمنی ہوں۔

یونانیوں اور عربوں نے عروض کو تبدیل میں لانے کے ساتھ ساتھ مقداری بھی رکھا' لیکن ایرانیوں نے جس عروضی نظام کو اختیار کیا ان کی سب سے نمایاں خوبی وخصوصیت یہ ہے کہ اس میں مقدار پر ہی زور دیا۔ اس سے ہم دیکھتے ہیں کہ فارسی شعر میں ایک طرح کا ترنم اور تموج پیدا ہو جاتا ہے جیسے ہمارے کان آسانی سے سن سکتے ہیں اور آنکھیں دیکھ سکتی ہیں حالانکہ وہ عربی شعر کے دقیق اور ان سے غیر مانوس رہتے رہیں۔

طارق سلطانپوری کے اشعار غزل میں ہوں یا نظم میں' یا نعت و منقبت میں' اپنے ترنم و تموج کے قاری کو لطف سے بھی محظوظ ہونے کے واقع بخشتے ہیں۔ فارسی اور ترکی میں استعمال ہونے والی بحریں تعداد میں کم ہیں۔ اہل ایران اور ترکی نے عموماً عربی کی مستعمل بحروں میں شعار کہے ہیں۔ ان بحروں کے نام' طویل' بسیط' کامل' وافر اور مدید ہیں۔ طارق کی عروضی منزاولت کا میں اس لئے معترف ہوں کہ وہ ان بحور کے علاوہ دیگر بحور میں بھی نہایت آسانی سے عمدہ ترین اشعار کہتا ہے۔ جو ترنم' متموح اور متلطف ہیں۔

مترنم، متموج اور متلطف ہیں

طارق کی ایک اور مہتم بالشان مقصود مہتم بالشان صفت یہ ہے کہ عربی و فارسی ادب پر گہری نظر رکھتا ہے۔ اس نے جاہلیہ شاعری کے عمیق مطالعے کے بعد فارسی شاعری کا رودکی

سے لے کر ملک الشعراء بہار کا مطالعہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی میں معیاری شاعری کرتے ہیں بعض اوقات اُن کے مختصر اشعار میں حافظ و جامی کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ جدید قدیم فارسی کی خوشبوئیں ملتی رہیں اور تخیلد مت کے شواہق نظر آتے ہیں۔ میں نے جب بھی اُنہیں سنایا پڑھا ایک دل ربا حظ اُٹھایا۔

ایں کا از تو آید و مردان چنیں کنند

گویا طارق شعر کی تکوینی دنیا سے نکل تمکینی دنیا میں آ گیا یعنی وہ متمکن علی السریر الاشعار ہے یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھے۔

طارق کے نعتیہ اشعار کی تشکیل اس طرح ہوتی ہے کہ وہ شعر کہنے سے پہلے سامان تزکیہ نفس، تصفیہ قلب تطہیر دل اور تنویر فکر کرتا ہے۔ اچھا، مقبول اور اثر آفرین شعر کہنے کے لیے ان چیزوں کی سخت ضرورت ہے۔ اور طارق کو یہ ربّ العزت سے خوب ودیعت ہوئی ہیں۔

بہت سے شعرا کو محض فن شاعری سے ہی نوازا جاتا ہے اور وہ شاعری کی دو اصناف پر ہی مشق کرتے رہتے ہیں لیکن طارق ایک ایسا ہر فن مولا شاعر ہے جیسے اس دور میں فن تاریخ گوئی کا اِمام کہا جا سکتا ہے۔ یہ جملہ میں نے مبالغے سے نہیں لکھا بلکہ یہ ایک حقیقت باہرہ ہے اس فن سے ننانویں فیصد شعراء عاری ہوتے ہیں۔ طارق سلطانپوری کی کوذعیت اور بلمعیت پر ایمان لاتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ فن تاریخ گوئی میں یدطولیٰ رکھتا ہے۔ مجھے معلوم ہے جس سرعت سے وہ تاریخ وصال، تاریخ رحیل یا تاریخ وفات نکالنے میں کمال رکھتا ہے اس کی شاذ و نادر ہی مثال ملتی ہے، پچھلے دنوں میر انورعین رئیس الصابرین میاں محمد معظم بشیر شہید رحمۃ اللہ علیہ پورے خاندان کو داغ مفارقت دے کر دُنیا چھوڑ گیا تو طارق سلطانپوری منطقہ نے اس کی ارتحال کی کئی تاریخیں نکال کر مجھے بھیجتیں الفاظ اس قدر منتخب تھے کہ اِن سے میرا ایک حد تک غم غلط ہو گیا اللہ طارق صاحب کو اس فن میں اور نوازنے اور وہ اقصائے عالم میں اشہر ترین شخصیت قرار پائیں۔ آمین۔

حال ہی میں ہمارے نہایت معزز و مکرم رفیق محترم عبدالحمید قمر رینئی رحمۃ اللہ علیہ نے فن تاریخ گوئی ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں حضرت طارق سلطانپوری کا ذکر جمیل نہایت ہی ادب و احترام سے کیا ہے اور اس کی اس فن میں مزاولت کو بہ قلب صمیم تسلیم کیا ہے طارق نے

بہت سے شعراء اُدباء صوفیہ علماء اور انشاء نگاروں کی تاریخیں کی ہیں جو فن تاریخ گوئی کے عمدہ ترین فن کی مظہر ہیں۔ مجھے اچھی طرح پتا ہے کہ جو تاریخ ارتحال انہوں نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی کہی تھی نہایت دلکش و دل آویز تھی۔

اِس دور کے شعراء کی صلاحیتوں لیاقتوں اور فن میں مزارلتوں پر نظر رکھیں تو ہمارے عزیز طارق سلطانپوری اِن کثیر تعداد پر گوئے سبقت لے جاتے ہوئے منظور ہیں۔ وہ اِس دَور کے عمدہ ترین بلکہ امیر ترین تضمین نگار ہیں۔

اگر تاریخ تضمینات کے مناظر میں دیکھا جائے تو ہمیں آسمان ادب پر تضمین نگاروں کی کہکشائیں نظر آتی ہیں۔ حضرت محسن کارکوروی کے قصیدۂ لامیہ میں جا بجا لعانِ تضمین نظر آتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے اردو اور فارسی کلام میں خوبصورت تضمینات ملتی ہیں۔

بملک جم ندہم مصرع نظیری را
کسے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست

حضرت اُستاد حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ نے اردو نعت پر نقوش کے رسول نمبر کی دسویں جلد میں نہایت ہی معلوماتی اور گراں قدر مضمون لکھا ہے جس میں مرقوم ہے کہ نعت تمام اصناف سخن میں لکھی جا رہی ہے۔ تضمین میں منور بدایونی' اختر الحامدی' عبد المجید سالک شورش کاشمیری' ناصر کاظمی' ناصر زیدی اور بشیر حسین ناظم نے خوبصورت اضافے کئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور توجہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ راقم الحروف نے کہ ایک سو تین پنجابی' اردو' فارسی اور عربی نعتوں پر تضامین کہی ہیں۔ تضمین ایک فن ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ مضمن اشعار اصل شعر کے ساتھ مل کر معنوی و صوری لحاظ سے ایک ہی مضمون میں منسلک ہو جاتی ہے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی معروف نعتیہ غزل ''شب جائے کہ من بودم'' پر راقم المعروف کی کہی ہوئی تضمین کا ایک بند ملاحظہ ہو۔ چار مصارع بشیر حسین ناظم (راقم) کے ہیں اور دو مصرع حضرت امیر خسرو کے ہیں۔

حبیب دلستانے لجکلا ہے دَرّ شہکارے
وفا پاشے ادا کیشے' عطا کوشے و دلدارے

جناں برکف سوارے دلنوازے ناز بردارے
جہاں پرور گماں سوزئے جہانگیرے جہاں دارے
پری پیکر نگارے سرو قد لالۂ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم

حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کی غزل پر فقیر کے خوبصورت اضافے کی مثال دیکھئے!

زنکرار بلی در دل شرارے کراہ ام پیدا
زا قرارے عجب لیل و نہارے کردہ ام پیدا
پے تخت روانم شہر یارے کردہ ام پیدا
بستان تجل گلعذارے کردہ ام پیدا
سراپا دلکشے رنگیں نگارے کردہ ام پیدا
انا آتش' خطا آتش ولا آتش وفا آتش
بلا آتش' رضا آتش' فنا آتش' بقا آتش
خرد آتش نفس آتش' رواں آتش' ہوا آتش
جگر آتش' دل آتش' سینہ آتش' دیدہا آتش
برایں ہر چار آتش کاروبارے کردہ ام پیدا

غالب مرحوم کی معرفت نعت "حق جلوہ گرز طرز بیان محمدست (اس میں الف نہیں ہے) کہ مقطع پر فقیر کی تضمین ملاحظہ ہو

بر لوح رُوح' صورت جاناں نگاشتم جز عشق او بہ کشت تمنانہ کاشتم
چوں زھرہ و مجال ستائش ندا شتم غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدست

برادر محترم ناصر زیدی جو دنیائے علم و ادب کا ایک معتبر نام ہے نے ایک دفعہ مجھ سے ہاتف پر استفسار کیا کہ لفظ "گزاشتیم ہے یا گزاشتم ہے میں نے کہا تقطیع کے لحاظ سے تو "گزاشتم" ہی ہے کیونکہ اس کا عروضی وزن "مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن" ہے۔ پھر میں نے مرزا نوشہ یعنی غالب رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان دیکھا تو اس میں "گزاشتم" ہی تھا۔

اب کچھ باتیں سلطانِ کشورِ تضمین حضرت طارق سلطان پوری مدظلہٗ کے بارے میں سن لیجئے۔ ہمارے فاضل دوست طارق سلطان پوری پیکرِ عشق ہیں اس لئے اس کی زبان پر حکیم الامت کے یہ اشعار سجے رہتے ہیں۔

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامانِ اوست
بحر و بر درگوشہ دامانِ اوست
رُوح را جز عشق اُو آرام نیست
عشق او روزیست کورا شام نیست

قارئین کرام! عشق عربی لفظ ہے' جاہلیہ شاعری میں جا بجا مستعمل ہے۔ بعض لوگ بشمول جوش ملیح آبادی اپنی جہالت اور بلادت کے باعث عشق کو عربی زبان کا لفظ نہیں مانتے۔ وائے حسرتا۔ میر ولی اللہ دکنی کی تحقیق کے مطابق عشق "عشقہ" سے ماخوذ ہے۔ یہ اسی بیل کا نام ہے جسے فارسی میں لبلاب' ہندی میں آکاش بیل اور پنجابی میں انبردل کہتے ہیں۔ یہ بیل جس میں درخت سے لپٹ جاتی ہے اُسے بے برگ و بار کر دیتی ہے۔ اسی طرح جب عشق قلب عاشق میں پیدا ہوتا ہے تو اس کا ناسوتی وجود معشوق معشوق کے جمال کی تجلی میں محو ہو کر رہ جاتا ہے۔ ناسوتی محبوب اس کے قلب سے فنا ہو جاتا ہے بلکہ خود عاشق کی ذات فنا ہو جاتی ہے اور معشوق ہی معشوق رہ جاتا ہے۔ بعض عشاق کا خیال ہے کہ عشق کا لفظ "غیر مشتق" ہے وہ خود اپنا مادہ ہے حضرت حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عشق کو Dynanic Force قوت فعال کا نام دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں عشق کے مقابلے میں محبت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مادہ حَبَّۃٌ ہے۔ حَبَّۃٌ ایک ایسا بیج ہے کہ جب اُسے زمین میں ڈالا جاتا ہے تو وہ زمین میں ستور ہو جاتا ہے۔ اس پر بارش ہوتی ہے آفتاب چمکتا ہے۔ یہ سرد و گرم موسم کی سختیاں سہتا ہے لیکن متغیر نہیں۔ اپنے وقت پر اُگتا ہے۔ اس میں خوشنما پھول لگتے ہیں اور وہ ثمر آور ہوتا ہے۔

اسی طرح جب محبت دل میں قرار پاتی ہے تو یہ بھی حضور و غیبت' بلا و محنت' راحت و لذت اور فراق و وصال سے متغیر نہیں ہوتی بلکہ متواتر نشو و نما پاتی رہتی ہے اور اس میں شاخ و برگ اور شگوفے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ علمائے نفسیات اس پر متفق ہیں لفظ کے اعتبار سے

محبت کسی مرغوب و موافق شے کی طرف قلب کا میلان ہے یا انجذاب ہے اور عشق وفور معیت ہی کا نام ہے' اور وفور معیت کچھ مدارج طے کر کے عشق پر منتج ہوتا ہے۔

حضرت طارق سلطان پوری نے اپنے ذوق و شوق اور عرفان و وجدان کے اِن مراتب کے جلوؤں سے تمتع کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہدایت محبت موافق کہلاتی ہے اور اس کے بعد کے مراتب' میل' موانست' ہوا' مودت خلت شغف' تیم' ولہ اور عشق ہے۔

نعت لکھتے ہوئے اور تضمین نعت کرتے ہوئے طارق سلطان پوری ادب و احترام' حفظ مراتب' انتخاب مضامین' عمدہ طرز اظہار' دلآرا انداز تخاطب سحا بلیغ توقیر و تکریم اور حقیقت نگاری ایسے عناصر کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ طارق سلطان پوری سیرت کے عمیق مطالعہ' ذات رسالتمآب ﷺ سے قلبی شیفتگی' والہانہ شیفتگی' تعلیمات ممدوح و منعوت کائنات سے دلی لگاؤ' علوم دینی اور مسائل دین سے تعارف' ایمانی و روحانی اور حقانی و عرفانی بصیرت سے بھی بہرہ یاب ہیں۔ وہ تزکیہ نفس کے طہارت قلب و نظر' پاکیزگی روح' پختگی عقیدہ' جذبات کی صحت و صداقت اور دل و نگاہ کی مسلمانی کو نعت' عقیدہ' منقبت اور تحمید کے مطلوبہ لازم سمجھتے ہیں۔

اِن معروضات کے بعد میں بارگاہِ ربّ العزت اور بارگاہ محبوب ربّ العزت میں دعا گو ہوں کہ وہ میرے بھائی طارق سلطان پوری کو اپنی مرحمت و شفاعت کے برگد کے سایہ راحت فزا میں رکھیں اپنی حاسدین و معاندین سے بچائیں اور دنیا و عقبیٰ میں نور عظیم سے ہمکنار ہونے کی توفیق دیں۔ آمین

حضرت طارق سلطان پوری مدظلہٗ وقائع نگاری اور سفری مشاہدات کو جس عمدگی سے قلمبند کرتے ہیں یہ انہی کا حصہ ہیں' تجلیات حرمین شریفین اُن کی منظوم سفرنامہ حجاز ہے۔ اس کے پہلے زائر حرم حضرت حمید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ لدھیانوی مرحوم منظوم و منثور سفرنامے لکھ کر اہل نظر سے تحسین و داد پا چکے ہیں۔

طارق سلطان پوری نے مقامات مقدسہ کی زیارت کے جو لفظوں میں نقشے کھینچے ہیں وہ قاری کے دل میں شوق زیارت کو اجاگر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شہر مکہ معظمہ میں حاضری و الحاح وزاری کیلئے ایک سچے عاشق کو تشویق دیتے ہیں۔ اس سفرنامہ منظوم کو پڑھ ایسا لگتا ہے جیسے قاری اس کے ساتھ ساتھ ہے۔

طارق سلطانپوری...... دبستانِ رضا کا گلِ سرسبد

ما حلقہ بگوشِ سخنِ عشق و جنونیم

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری ☆

سیّدی الوریٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت لکھنا، پڑھنا اور سننا بامرِ الٰہی ایک عظیم عبادت ہے۔ اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ سیّد عالم ﷺ میں درود و سلام بھیجنے کا جس میں زبان و قلم دونوں شامل ہیں، واضح حکم دیا ہے۔[1] یہ درود و سلام منثور بھی ہو سکتا ہے اور منظوم بھی۔ منثور صلوٰۃ و سلام کی بہترین مثال فنا فی الرسول، امامِ وقت، ولیِ کبیر، قطبِ شہیر، سید العارفین، حضرت الشیخ سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی سملالی حسنی رضی اللہ عنہ (ولادت ۸۰۷ھ/۱۴۰۴ء۔ وفات ۸۷۰ھ/ ۱۴۶۵ء) کی مشہور زمانہ تالیف دَلَائِلُ الْخَیْرَاتِ وَشَوَارِقُ الْاَنْوَارِ فِی ذِکْرِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

منظوم درود و سلام بے شمار لکھے گئے ہیں۔ سیّد عالم ﷺ کے دورِ ہمایونی سے لے کر آج تک ہر دور، ہر علاقہ اور ہر زبان کے اہل ایمان شعراء نے منظوم درود و سلام لکھنے میں طبع آزمائی کی ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ صبحِ قیامت تک جاری رہے گا بلکہ بروز حشر اور بعدِ حساب و کتاب جنت کی فضاؤں میں بھی جاری و ساری رہے گا۔ لفظ "نعت" کے لغوی و اصطلاحی معانی کی تفصیل میں جائے بغیر مختصراً یوں سمجھئے کہ ان منظوم صلوٰۃ و سلام کو ہی نعت کہا جاتا ہے۔

عربی نعتیہ قصائد میں حضرت امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ والرضوان کے قصیدۂ بردہ شریف کے جو شہرت و مقام ملا ہے، وہ اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح فارسی زبان میں جید اور افاضل شعراء کرام نے نعتیں کہی ہیں مثلاً ابو سعید ابو الخیر (م ۴۴۰ھ/ ۱۰۴۹ء)، حکیم سینائی (م ۵۴۵ھ)، خاقانی نظامی گنجوی، فرید الدین عطار، شیخ سعدی وغیرہم اور دورِ جدید میں علامہ اقبال معروف نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی (م ۱۹۲۱ء) نے

☆ صدر نشین: ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی

021-5805229, 0300-26462965, 021-2725150, 021-5805243

بھی فارسی میں نعتیں کہی ہیں [۲] لیکن مولائے روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف اور علامہ جامی قدس سرہٗ کے کلام کو جو مقبول عام نصیب ہوا' وہ شاید دوسروں کو نہیں مل سکا۔ ہندوستان کے دیگر فارسی شعراء میں حضرت امیر خسروؔ' عرفیؔ شیرازی' مرزا بیدلؔ' قدسیؔ' غالبؔ معروف ہیں۔

اردو نعت کا آغاز اردو زبان کی ابتداء کے ساتھ ہی ہوا۔ (سولھویں صدی عیسوی کا آخر اور سترہویں صدی کا آغاز) اردو زبان میں نعتیہ ادب کا پہلا نمونہ صوفیائے کرام کے قصائد' عارفانہ گیتوں اور جکریوں (ذکری اشعار) میں ملتا ہے جو انہوں نے تبلیغ اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے فضائل و خصائل کے بیان کے سلسلے میں لکھی گئی تصانیف میں شامل کیے ہیں [۳] جس میں دکن کے مشہور و معروف ولی اللہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ والرضوان سرفہرست ہیں۔ ان کا قصیدۂ نعتیہ بہت مشہور ہوا جس کا مطلع ہے:

اے محمد ﷺ ہجلو جم جم جلوہ تیرا ذات تجلی ہو گی سیں سپور نہ سیرا

بعض دیگر اشعار ملاحظہ ہوں:

واحد اپنی آپ تھا اپیں آپ نجھایا پر کٹ جلوے کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کو کاف نون بسایا لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد بجود آئے امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے

ان کے بعد فخر الدین نظامی' قطب علی شاہ اور ولی دکنی تک بہت سے صوفی شعراء کرام کے نام آتے ہیں۔

اسی طرح دوسرے دور میں شمالی ہند میں سوداؔ' میرؔ' مصحفیؔ' مومنؔ وغیرہ کے نام نعتیہ شاعری کے حوالہ سے بہت نمایاں ہیں۔ [۴]

شمالی ہند میں اردو نعتیہ شاعری کے دوسرے دور کی ابتداء کرامت علی شہیدیؔ' مولانا کفایت علی کافیؔ' مولانا غلام امام شہیدؔ' مولانا لطفؔ بریلوی اور مولانا تمناؔ مراد آبادی سے ہوتی ہے۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید' ان نعت گو شاعروں نے اردو نعت کو تقلیدی دور سے نکال کر تشکیلی دور میں داخل کیا۔ انہوں نے اپنے شغفِ نعت سے نہ صرف یہ کہ نعت گوئی کی ترویج و تشہیر میں قابلِ قدر خدمات انجام دیں بلکہ نعت کے اعلیٰ نمونے بھی تخلیق کیے ہیں۔ یہی وہ دور ہے جب غزل کے دیوان کی طرح پہلی بار ردیف وار نعتیہ دیوان مرتب کرنے کا آغاز ہوا۔ [۵]

شہید آزادی حضرت مولانا کافی قدس سرہٗ کا جب ذکر آیا ہے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے ایک واقعہ کا بیان اہلِ علم کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس کا اعتراف تمام ناقدینِ نعتیہ ادب نے کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نعت گوئی میں آدابِ شریعت کا خاص خیال رکھتے تھے اس لیے وہ صرف ان شعراء کے نعتیہ اشعار سننا پسند فرماتے تھے جنہیں وہ سمجھتے تھے کہ وہ نعت گوئی میں آدابِ شریعت اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں امام صاحب کے ملفوظات میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ کسی شاعر نے آپ کو نعت سنانی چاہی تو آپ نے جواب میں فرمایا:

"سوا دو کے کلام کے' میں قصداً کسی کا کلام نہیں سنتا۔ مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے...... باقی اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ حقیقت میں نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔"[۶]

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ شہید جنگ آزادی مولانا کفایت علی کافی علیہ الرحمۃ کی نعتیہ شاعری کے کس قدر دلدادہ تھے' وہ ان کی ایک رباعی سے بھی ظاہر ہے۔ جس میں انہوں نے علامہ کافی کو اقلیمِ نعت کا سلطان تسلیم کیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

مہکا ہے میرے بوئے دہن سے عالم یاں نغمۂ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافی سلطانِ نعت گویاں ہے رضا ان شاء اللہ میں وزیرِ اعظم

بعض ناقدانِ فنِ نعت گوئی کے مطابق مولانا کفایت علی کافی کے دور کے بعد یہی روایت امیر مینائی اور محسن کاکوروی کے دور تک پہنچ کر تکمیلِ فن کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

امیر مینائی (م ۱۳۱۸ھ) نے نعت کے علاوہ غزل اور دوسری اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی کی لیکن ان کا زیادہ تر کلام نعتیہ موضوعات پر ہے۔ انہوں نے میلاد النبی ﷺ کے تمام مروج اور معروف و مقبول موضوعات پر نعتیں لکھی ہیں۔ ان کی ایک ترجیع بند نعت جو تیرہ بندوں پر مشتمل ہے اور غزلِ مسلسل کے انداز میں لکھی ہوئی محامد خاتم النبیین ﷺ کے عنوان پر لکھی ہوئی ان کی نعتیں بہت مقبول ہوئیں اور مجالسِ میلاد شریف میں اکثر پڑھی جاتی رہی

ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

(۱) ترجیع بند:

کردو خبر یہ محفلِ میلادِ شاہ ہے — یاں آمدِ جنابِ رسالت پناہ ہے
اُمت چلے رسول (ﷺ) کی یہ جلوہ گاہ ہے — سیدھی یہی بہشت میں جانے کی راہ ہے
دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو — جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو [۸]

(۲) محامد خاتم النبیین ﷺ

مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں پیدا ہوا — انتخابِ صنعِ عالم آفریں پیدا ہوا
نور جس کا قبلِ خلقت تھا ہوا اس کا ظہور — رحمت آئی رحمت اللعالمیں پیدا ہوا

☆☆☆

چاہئے تعظیم کو اٹھیں جو ہیں محفل نشیں — نائبِ خاصِ خدائے ماہ وطیں پیدا ہوا [۹]

ان کی غزلیہ نعتیں بھی بہت مشہور ہوئیں۔ عقیدت و محبت، عشق و سرمستی، جاں نثاری، شیفتگی و جاں سپردگی کا جذبہ ان کی نعتوں کی جان ہے۔ ایک مشہور نعتیہ غزل کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں — حسرت آتی ہے یہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں
دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہی مجھ میں طاقت — شوق کھینچے لئے جاتا ہے، میں کیا جاتا ہوں
قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے — مددا ے شوق کہ میں پیچھے رہا جاتا ہوں [۱۰]

سیّد محمد محسن کاکوروی (م ۱۳۲۳ھ) کے ہاں دیکھا جائے تو اردو نعت گوئی کے گذشتہ ادوار کے مقابلے میں پہلی بار اردو نعت گوئی کا فن تکمیلی مراحل طے کرتا نظر آتا ہے۔ تقلیدی اور تشکیلی ادوار کی روش سے ہٹ کر محسن کا نعتیہ کلام پہلی بار اردو نعت گوئی کی تاریخ میں نعت کا ایک مثالی معیار پیش کرتا ہے۔ مزید برآں ایک جداگانہ صنفِ سخن کے طور پر فنِ لغت کو متعارف کرانے کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اس کے لیے ایک اعلیٰ درجہ کا تعین بھی کرتا نظر آتا ہے۔ بیشتر ناقدینِ فن نے محسن کاکوروی کے نعتیہ کلام کا جائزہ لیتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ان کی نعتوں میں تخلیقی شان پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے کہ اگرچہ نعت گوئی ہمیشہ سے موجود تھی اور اردو زبان کے ابتدائی مراحل میں بھی اس کا رواج تھا لیکن اسے فن کی حیثیت سے کسی

اردو شاعر نے محسن سے پہلے اختیار نہیں کیا اور نہ ہی ان سے قبل جن لوگوں نے محض عقیدت کی بناء پر نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا' انہوں نے کوئی شاعرانہ کمال پیدا کیا۔ محسن کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ ان کا کلام جذبات کی غیر فانی بنیادوں یعنی عشقِ صارق' شیفتگی اور عقیدت' جو ان کی زندگی کے عناصر تھے' پر استوار ہے۔[11]

غرض کہ محسن کاکوروی کا کلیات سراپا نعت ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری مختلف النوع اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ ان کی مثنویوں میں "صبحِ تجلی" اور "چراغِ کعبہ" زیادہ معروف ہیں جبکہ قصائد میں "مدیحِ خیر المرسلین ﷺ" جس کا دوسرا نام "قصیدۂ لامیہ" بھی ہے۔

مثنوی صبحِ تجلی تقریباً پونے دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا ابتدائیہ ملاحظہ ہو' کیا خوبصورت منظر نگاری ہے:

بیضاوی صبح کا سماں ہے / تفسیرِ کتابِ آسماں ہے
ہے خاتمہ شبِ دل افروز / دیباچہ نگارِ نسخۂ روز
آثارِ سحر ہوئے نمایاں / سیپارہ لیے ہوئے ہے دوراں
والیل کو ختم کر چکا ہے / آمادۂ دورِ والضحیٰ ہے
عنوانِ فلک ہے درِّ منثور / لوحِ زریں سے ہے سورۂ نور
اطرافِ بیاض مطلعِ صاف / والفجر کے حاشیہ پہ کشاف[12]

بے ساختہ رعایاتِ لفظی' جاندار تشبیہات و استعارات کا استعمال ان کے کلام کی خوبی ہے۔ مثنوی چراغِ کعبہ کے آخر میں مناجات کے چند اشعار میں یہی رنگ و آہنگ ہے:

اے پرتوِ مہرِ لایزالی / بے مثل مثالِ بے مثالی
شمعِ حرم خدانمائی / قندیلِ حریمِ کبریائی
جس طرح ملا تو اپنے ربّ سے / انداز سے شوق سے ادب سے
یوں ہی ترے عاصیانِ مجبور / اِک دن ہوں تری لقا سے مسرور
صدقے میں ترے یہ آرزو ہے / دم میں رہ آخرت کریں طے
ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید / جس طرح سے صبحِ صادق عید
یاں شوق' خلوص و التجاء ہو / واں میں ہوں' آپ ہوں' خدا ہو[13]

محسنؔ کاکوروی کے نعتیہ قصائد میں سرِ فہرست وہ لامیہ قصیدہ ہے جس کا عنوان مدیح خیر المرسلین ﷺ ہے، جس کا مطلع ہے:

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل[14]

محسنؔ کا یہ قصیدہ بہت مشہور ہوا۔ اس کی شہرت کی بناء پر ان کے دوسرے نعتیہ قصیدے "گلدستۂ رحمت"، "ابیاتِ نعت"، "نظمِ دل افروز" اور "انیسِ آخرت" اپنی فنی خوبیوں کے باوصف مشہور نہ ہوسکے۔

لیکن بایں ہمہ رنگ و آہنگ اور منفرد فنی خصوصیات اس قصیدہ کی بہاریہ تشبیب میں ہندوانہ مذہب رسم و رواج اور ہندوانہ مذہب و تہذیب سے خاص روایات، تقریبات و تلمیحات کی کثرت سے استعمال نے اس نعتیہ قصیدے کی فضاء کو "مناسباتِ کفر" کے رنگ میں رنگ دیا ہے جس کو بعض اہل علم اور ناقدانِ فن نے سخت گرفت کی ہے لیکن امیر مینائی اور بعض دیگر ناقدین شعر و ادب نے قصدہ کی بہاریہ تشبیب کے آغاز میں "مناسباتِ کفر" (ہندوانہ رسم و رواج اور مذہب کی اصطلاحات) کے غیر مشروع استعمال کا دفاع کیا ہے اور سند میں مشہور عربی قصیدہ "بانت سعاد" کہ جس کی تشبیب بھی مشروع نہیں، کی مثال پیش کی ہے کہ اس قصیدہ کو سیّد عالم ﷺ نے حضور پڑھا گیا اور رسول مجتبیٰ و مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اس کی تحسین فرمائی۔[15]

عصرِ جدید کی نعتیہ شاعری کی ابتداء جنگِ آزادی (۱۸۵۷ء) سے ہوتی ہے اور قیامِ پاکستان (۱۹۴۷ء) تک اردو شعر و ادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے موضوعات اور لب و لہجہ میں بھی بڑی تبدیلیاں آئیں۔ اسلوبِ بیان میں جدت طرازی کے ساتھ نعتیہ شاعری کی تشکیلی دور سے نکل کر ارتقاء پذیری کی طرف گامزن ہوئی۔ یہ دور ہندوستان میں قومی و ملی تحریکوں کا زمانہ ہے۔ اس عرصہ میں جو دیکھا جائے تو تقریباً ایک صدی پر محیط ہے، مسلمانانِ ہند کے جذبۂ جہادِ آزادی اور اس کے لیے چلنے والی قومی و ملی تحریکوں نے بھی اردو نعت کے موضوعات اور اسالیب کو متاثر کیا۔ چنانچہ نعت گوئی کے موضوعات میں سیّد عالم آقا و مولیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے حضور مصائبِ آلام پر انفرادی عرضِ حال، استمداد اور استغاثہ کی بجائے قومی و ملی آشوب پر اجتماعی استغاثے کی صورتیں سامنے آنا شروع ہوئیں۔

بقول ڈاکٹر ریاض مجید:

''عصر جدید کی نعت گوئی کا بڑا دھارا ملّی و قومی موضوعات لیے ہوئے ہے۔ اس میں رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے بیان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تذکارِ سیرتِ رسول اللہ ﷺ سے نعت گو شاعروں نے اصلاحِ احوال کا کام لیا اور معجزات اور جمالِ محمدی ﷺ کے بجائے آنحضرت ﷺ کے پیغام اور سیرت کو نعتوں کا موضوع بنایا گیا۔'' [۱۶]

امام احمد رضا خاں رضؔا بریلوی (م ۱۹۲۱ء) اسی دور کے مشاہیر نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔

اس دور کے دیگر مشاہیر نعت گو شعراء حسب ذیل ہیں:

۱۔ مولوی الطاف حسین حالؔی (م ۱۹۱۴ء)
۲۔ مولوی شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء)
۳۔ مولوی سید علی حیدر نظم طباطبائی (م ۱۹۳۳ء)
۴۔ مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی (م ۱۹۰۸ء)
۵۔ آسیؔ سکندر پوری (م ۱۹۱۶ء)
۶۔ درگا سہائے سرور (م ۱۹۱۰ء)
۷۔ دلّو رام کوثری (م ۱۹۳۱ء)
۸۔ مولانا محمد علی جوہر (م ۱۹۳۱ء)
۹۔ مولانا حامد رضا خاں حامد بریلوی (م ۱۹۴۲ء)
۱۰۔ راجہ کشن پرشاد شاد حیدر آبادی (م ۱۹۴۰ء)
۱۱۔ مولانا حسرت موہانی (م ۱۹۵۱ء)
۱۲۔ بیدم وارثی (م ۱۹۴۴ء)
۱۳۔ ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ (م ۱۹۳۸ء)
۱۴۔ اکبر وارثی میرٹھی (م ۱۹۵۴ء)
۱۵۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوریؔ بریلوی (م ۱۹۸۱ء)
۱۶۔ مولوی ظفر علی خاں (م ۱۹۵۶ء)

۱۷۔ حفیظ جالندھری (پ ۱۳۱۷ھ) ۱۷؎

"محسن کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے اردو کی نعتیہ شاعری میں چار چاند لگا دیے۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں اسی شہر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور کے ایک جید عالمِ دین، متبحر حکیم، عبقری فقیہہ، صاحبِ نظر صوفی، بے نظیر مفسر قرآن، عظیم محدث، سحر بیان خطیب، صاحبِ طرز قلم نگار، شاعر، ادیب اور تصانیف کثیرہ کے مالک تھے۔

ان کے عہد تک اردو شاعری عاشقانِ مجازی کے پیچ و خم میں الجھی رہی اور محرماتِ شرعیہ کی ترغیب و تشویق اس کی انتہائی منزل تھی۔ امام احمد رضا بریلوی کا یہ احسان ہے۔ کہ شعر و شاعری کی اس مکدر فضاء کو خواجہ میر درد نے مصفیٰ و مزکیٰ کیا اور عشق و محبت کے سچے جذبات سے اردو شاعری کو روشناس کیا اور بقول شاعر یہ پیش گوئی فرمائی۔

پھولے گا اس زبان میں گلزارِ معرفت　یاں میں زمینِ شعر میں یہ تخم بو گیا

اور مولانا احمد رضا اس گلزارِ معرفت میں نسیمِ سحر بن کر آئے۔ اگر وہ نہ آتے تو گلشن پر بہار نہ آتی"۔ ۱۸؎

اردو کے معروف نقاد ڈاکٹر ریاض مجید، امام احمد رضا کی شخصیت اور نعتیہ شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"(مولانا احمد رضا خاں بریلوی) برصغیر کے معروف عالمِ دین ہیں۔ محسن کاکوروی کے بعد اردو کے دوسرے بڑے نعت گو ہیں جنہوں نے اپنے شغفِ نعت اور اجتہادی صلاحیت سے اردو نعت کی ترویج و ارتقاء میں تاریخ ساز کام کیا۔ اردو نعت کی تاریخ میں اگر کسی فردِ واحد نے شعرائے نعت پر سب سے گہرے اثرات مرتسم کیے ہوں تو وہ بلاشبہ مولانا احمد رضا کی ذات ہے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود نعت میں وقیع شاعری کی بلکہ اپنے ہم مسلک شاعروں، خلفاء اور تلامذہ میں نعت گوئی کو ایک تحریک کی شکل دی۔ اردو نعت میں بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں شاعروں کے ذوقِ نعت کو جلا مولانا ہی کی نعت گوئی سے ملا۔

"حدائق بخشش' مولانا احمد رضا خان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے سب سے پہلا تاثر جو قاری کے ذہن پر مرتسم ہوتا ہے' وہ مولانا کے تجرِ علمی کا ہے۔ مولانا اردو نعت کی تاریخ میں واحد شخصیت ہیں جنھوں نے اپنے وسیع مطالعے کو پوری طرح اپنے فنِ نعت میں برتا۔ انہوں نے نعتیہ مضامین کے بیان میں قرآن و حدیث سے لے کر منطق و ریاضی' ہیئت و نجوم' ہندسہ و مابعد الطبیعیات وغیرہ علوم وفنون کی مختلف اصطلاحوں کو نہایت سلیقے سے برتا۔"[19]

ڈاکٹر ریاض مجید ایک اور جگہ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعت گوئی اور فروغِ نعت میں ان کی خدمات اور مستقبل کے نعت گو شعراء پر ان کے اثرات کا ایک نہایت جامع جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نعت کے باب میں اگر مولانا احمد رضا خاں کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اردو نعت کی ترویج و اشاعت میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ کسی ایک شاعر نے اردو نعت پر وہ اثرات نہیں ڈالے جو مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی نے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اعلیٰ معیاری نعتیں تخلیق کیں بلکہ ان کے زیرِ اثر نعت کے ایک منفرد دبستان کی تشکیل ہوئی۔ ان کی نعت گوئی کی مقبولیت اور شہرت نے دوسرے شاعروں کو نعت گوئی کی ترغیب دی۔ عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے آج بھی ان کا کلام ایک مؤثر تحریکِ نعت کا درجہ رکھتا ہے۔"[20]

حضرت رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری اور اس میں پنہاں ان کے فکری و علمی پیغامات اور عشقِ رسول ﷺ کو مہمیز لگانے والی حرکی قوت کے مستقبل کی نعت کی تاریخ پر اثرات کے حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر منظر عالم جاوید صدیقی صاحب کا یہ تبصرہ بھی بڑا فکر انگیز ہے۔

"یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اردو نعت کی تاریخ میں عصرِ حاضر کے نعت گوؤں پر سب سے گہرے اثرات مرتب کیئے ہیں۔ انہوں نے اپنے شغفِ نعت اور اجتہادی صلاحیت سے نعت کی ترویج و ارتقاء میں عہد ساز کام کیا۔ اپنے وسیع مطالعہ کو بھرپور انداز میں فنِ نعت میں سمویا۔ انہوں نے نعتیہ مضامین کے بیان میں قرآن و حدیث' منطق و ریاضی' ہیئت و نجوم' ہندسہ' مابعد الطبیعیات اور مختلف علمی و فنی اصطلاحات و

حوالہ جات کو نہایت نفاست اور تخلیقی انداز سے اپنی نعت گوئی کا جزو بنایا۔ انہوں نے نعتیہ مضامین کے اظہار میں مختلف علوم وفنون کے بیان سے نہ صرف اپنی نعت گوئی کو وقیع بنایا ہے بلکہ اردو نعت کے علمی وفکری دائرے کو بھی وسعت دی ہے۔" [۲۱]

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اپنے مقالۂ ڈاکٹریٹ "اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی" میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے مضامین وموضوعات پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"سید محمد محسن کاکوروی نے بلاشبہ نعت کو فن وادب کے مقام پر پہنچا کر اسے ایک اعلیٰ شاعری کا درجہ دیا۔ یہ فن پہلی بار انہی کے ہاں تکمیل آشنا ہوتا ہوا نظر آیا۔ لیکن امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے نعت کو نئی سمتوں اور جہتوں سے آشنا کیا۔ اسے علمی اور شرعی وقار کا بھی حامل بنایا۔ مضامین وموضوعات کی وسعت، تکنیک سازی، سا اختیاتی ولسانی تجربے کے اعتبار سے یہ محسنؔ سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ محسنؔ کی زبان بے شک دریا اور حسین ہے لیکن رضاؔ کے یہاں ایسی بھی غزلیں ہیں جن پر جدید شاعری کا گمان ہوتا ہے۔ رضاؔ کا انداز نرالا ہے۔ لگتا ہے الفاظ نگینوں کی مانند انگشتریٔ شعر میں خیال وجذبہ کے ساتھ خود بخود فٹ ہوتے چلے گئے ہیں۔ ان کا کلام بالکل وہبی اور الہامی معلوم ہوتا ہے۔ معنی آفرینی سے پر سادگی کا نمونہ ہے۔

محسنؔ کا کلام اس قدر اپیلنگ (appealing) اور اثر آفریں نہیں ہے جس قدر رضاؔ کا کلام ہے۔ محسنؔ کے یہاں خارجیت کا غلبہ ہے مگر رضاؔ کے ہاں داخلیت کا۔" [۲۲]

علامہ سیّد آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی فرماتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے شاعری کی سب سے مشکل صنف یعنی نعت کو مشقِ سخن کے لیے منتخب کیا۔ انگریزی ادب میں لارڈ ٹینی سن، فارسی میں سعدیؔ وشیرازی اور اردو میں جوشؔ کے ذخیرۂ الفاظ کی بڑی دھوم ہے۔ ذرا حدائقِ بخشش کے اوراق الٹئے، زبان وبیان کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں جس رنگ وآہنگ کو پیش کیا ہے وہ دوسروں کے نصیب میں اس لیے نہیں کہ دوسرے یا تو معشوق کی زلفوں کے خم میں پھنسے رہ گئے یا غلوو مبالغہ کے دلدل میں۔ اعلیٰ حضرت نے جو کچھ لکھا قرآنِ مقدس اور حدیث حمید کی روشنی میں لکھا، خود فرماتے ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

امام احمد رضا کے تبحر علمی اور وسعتِ فکری کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن آپ نے شاعری برائے شاعری نہیں کی بلکہ اسے اپنے اظہار مسلک کا ذریعہ بنایا اور اپنے کلامِ بلاغت نظام سے اردو شاعری کے دامن میں صالح شعر و ادب کے وہ موتی بکھیرے جس کی مثال پوری دنیائے شاعری میں بہت کم ملے گی' ان کی نعت کا یہ مقطع تعلّی نہیں بلکہ حقیقت کا بیان ہے۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ' مجھے شوخیٔ طبعِ رضاؔ کی قسم" ۲۳

خلاصۂ کلام یہ کہ امام احمد رضا کے نعتیہ کلام نے اپنے اور بعد کے آنے والے دور میں جس میں عصرِ جدید بھی شامل ہے جسے ۱۹۴۷ء کے بعد کا دور کہا جاتا ہے' شعر و ادب کے سرمایۂ شریعت و طریقت کے معمولات اور مسلم تہذیب و تمدن پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ تحریکِ آزادیٔ ہند بالخصوص تحریک پاکستان جو عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو کر اور نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے چلائی گئی اس پر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی فکر اور ان کے متوسلین علماء' ادباء' شعراء' دانشورانِ ملت کی مساعی جلیلہ کی گہری چھاپ ہے۔ اس لیے ان کا منثور و منظوم کلام ہماری قومی' تہذیبی اور ادبی وراثت کا حصہ ہیں۔ بقول ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی:

"جذبہ و فن' مضامین و موضوعات کی وسعت اور مختلف ادبی و علمی اوصاف کے اعتبار سے اردو نعت گوئی کی تاریخ میں امام احمد رضا کا مقام سب سے زیادہ بلند و بالا ہے اور اگر کیفیت کے اعتبار سے ان کی نعت گوئی پر کوئی شاعری اترتی ہے تو (وہ) صرف سید محسن کا کوروی کی نعتیہ شاعری ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی نے اردو شاعری کو ایک نئی راہ دکھائی ہے۔ تقدیس' جذبہ' اور طہارتِ لفظی کی راہ! نعت کی ترویج و اشاعت میں امام احمد رضا بریلوی کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ ان کے زیرِ اثر نعت کے ایک منفرد دبستان کی تشکیل ہوئی ہے۔" ۲۴

بقول ڈاکٹر انور سدید:

”حضرت رضا بریلوی نے نعت کے شجر سایہ دار کو پاکستان اور ہندوستان کی مٹی میں اگانے کی کوشش کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت ہندوستان و پاکستان کے لوگوں میں زیادہ مقبول اور ان کے دلوں سے زیادہ قریب ہے۔ اس نعت نے گم کردہ راہ مسافروں کو وحدت اور نبوت میں یقین پختہ کرنے میں بڑی معاونت کی ہے۔“ (خیابانِ رضا، ص: ۴۵)

عصرِ جدید کے دور کے آخر میں کچھ شاعر ایسے بھی سامنے آئے جنھوں نے قیامِ پاکستان کے بعد کی ادبی و شعری فضا بالخصوص نعت کو بہت متاثر کیا۔ ان میں درج ذیل نعت گو شعراء قابلِ ذکر حیثیت رکھتے ہیں: سہیل اعظم گڑھی، امجد حیدر آبادی، عزیز لکھنوی، حمید صدیقی، ماہر القادری، مولانا ضیاء القادری، حافظ مظہر الدین، حافظ لدھیانوی، راسخ عرفانی، اعظم چشتی، عاصی کرنالی، عزیز حاصل پوری، قمر یزدانی، بہزاد لکھنوی، شمس مینائی، دردکاکوروی، شمس بریلوی، اقبال کاظمی امروہوی، اثر صہبائی، اسد ملتانی، اختر الحامدی، انور صابری، کوثر جائسی، کوثر امجدی، ادیب رائے پوری، قتیل دانا پوری، حق بنارسی، فہیم جے پوری، عثمان عارف، طیش صدیقی، عمر انصاری، حیات وارثی، قیصر وارثی لکھنوی، والی آسی، تسنیم فاروقی، اسلم بستوی، نسیم بستوی، قمر سلیمانی، راز الہ آبادی، بیکل اتساہی، کوثر نیازی، عبدالعزیز خالد، خالد نقشبندی، فنا نظامی کانپوری، شفیق جونپوری، سرور انبالوی، مولانا ریحان رضا خاں ریحان بریلوی، مولانا اختر رضا خاں اختر بریلوی، معراج فیض آبادی، صابر براری، حفیظ جالندھری، حفیظ تائب، انور جلال پوری، وسیم بریلوی، اقبال عظیم، مظفر وارثی، طارق سلطانپوری، ابوالحسن واحد رضوی، راجہ رشید محمود، احسان دانش، محشر رسول نگری، راغب مرادآبادی، محمد علی ظہوری، تابش قصوری، عارف محمود مجہور رضوی، خواجہ غلام فخر الدین سیالوی، رحمان کیانی، ارم حسانی، نصیر الدین نصیر گولڑوی، نظمی مارہروی، دردا سعدی، اعجاز رحمانی، سرور اکبرآبادی، منیر الحق کعبی بہل پوری وغیرہم۔

پاکستان میں فروغِ نعت کے حوالے سے سن ۶۰ء اور سن ۷۰ء کی دہائی بہت اہم ہے۔ اس دور میں بڑے سیاسی انقلابات آئے اور معاشرتی تبدیلیاں ہوئیں۔ قادیانیت کے خلاف (خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں) علامہ ابوالحسنات قادری علیہا الرحمۃ کی قیادت میں تحفظِ ناموس و عقیدۂ ختم رسالت کی تحریکیں چلیں۔ ہندوستان سے دو جنگیں لڑی گئیں، پھر علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کی سربراہی میں تحریکِ نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ چلی، ملی نغمے لکھے

گئے، معروف شعراء کرام نے نعتیہ قصائد، غزلیں اور بزرگانِ کرام بالخصوص سیدنا علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا صاحب علیہ الرحمۃ، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور دیگر بزرگانِ کرام کی شان میں منقبتیں لکھیں اور عام جلسوں میں پڑھی جانے لگیں۔ غرض کہ جذبۂ حبِ رسول ﷺ اور اس کے ضمن میں حبِ وطن کے جذبے کو ہر طرح سے ابھارا گیا۔ اسی دوران برصغیر پاک و ہند کے اہلِ سنت سے تعلق رکھنے والے اہلِ درد علماء اسکالرز، دانشوروں اور اہلِ علم و قلم نے امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے غیر مطبوعہ فتاویٰ اور نایاب و مخطوط تصانیف کی اشاعت کی مہم چلائی۔ اس کے سربراہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صاحبزادۂ اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں تھے اور ان کے تلامذہ و تلامذۂ تلامذہ، اساتذہ و اراکین مصباح العلوم جامعہ اشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا) نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ادھر پاکستان میں حضرت حکیم موسیٰ امرتسری مرحوم نے مولانا عارف ضیائی صاحب، مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا عبدالنبی کوکب علیہما الرحمۃ اور دیگر مخلصین احباب کے ساتھ مل کر مرکزی مجلسِ رضا (مؤسسہ ۱۹۶۸ء) کی بنیاد ڈالی اور امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور علمی کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے علماء کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ طبقوں کے نمائندہ اسکالرز سے مقالات لکھوائے گئے اور ۲۵ صفر امام احمد رضا کے یومِ وصال کو یومِ رضا کے طور پر منانے کا اہتمام کیا جانے لگا۔ اس موقع پر ہر سال سیمینار کا اہتمام ہوتا جن میں جامعات اور کالجوں کے اساتذہ، علماء اور دانشور حضرات مقالات پڑھتے اور پھر یہ مقالات کتابی صورت میں شائع ہوتے۔ حکیم موسیٰ مرحوم اور علامہ اختر شاہجہاں پوری علیہما الرحمۃ کی ترغیب و تشویق پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری نقشبندی صاحب ☆ امام احمد رضا کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر اسّی اور نوے کی دہائی تک امام احمد رضا کے حوالے سے پروفیسر صاحب کے لکھے ہوئے تحقیقی مقالات مثلاً فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، فاضلِ بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، گناہِ بے گناہی، عبقریِ شرق وغیرہم نے جدید علمی، تحقیقی و ادبی حلقوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اہل علم و قلم امام احمد رضا کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ اسی دوران کراچی میں ۱۹۸۰ء کے اواخر میں حضرت مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ کی سربراہی اور قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب اور

علامہ شمس بریلوی مرحوم اور علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا قیام عمل میں آیا جس کا راقم بھی ایک بنیادی رکن ہے۔ پھر تو گویا دبستاں کھل گیا۔ امام احمد رضا پر تحقیقات کے دروازے وا ہو گئے۔ ملکی اور غیر ملکی سطح پر ایم۔فل اور پی۔ ایچ۔ڈی کے مقالات لکھے جانے لگے۔ بحمد اللہ اب تک ۲۵ ملکی اور غیر ملکی اسکالرز پی۔ ایچ۔ ڈی کی اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر مسعود صاحب اور ادارۂ ہذا کی کاوشوں کی بدولت پشاور سے چٹا گانگ اور وہاں سے لے کر جامعہ ازہر کے ایوانِ علم "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی گونج سے گونجنے لگے۔ اب حال یہ ہے "گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں"۔ اس پس منظر میں "دبستانِ رضا" سے حبِ رسول ﷺ کی خوشبوئیں چہار طرف پھیلنے لگیں، کلامِ رضا سے اٹھنے والی حبِ رسول ﷺ کی خوشبو کے بھبھوکوں نے "بلبلانِ باغِ مدینہ" کو مست کر دیا۔

☆ افسوس کہ دنیائے اہلِ سنت کا یہ عظیم محقق، رضویات کا ماہر ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو کراچی میں انتقال فرما گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ (وجاہت)

رضا بریلوی کے قصیدۂ نوریہ جس کا ایک مصرعہ "مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا" محافلِ نعت و میلاد میں جھوم جھوم کر پڑھا جانے لگا۔ فروغ نعت کو مہمیز ملی، شعراء کرام طرز و اندازِ رضا میں نعتیں کہنے اور پڑھنے لگے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضرت رضا بریلوی نے آج سے تقریباً سوا سو سال قبل سلطانِ نعت گویاں شہیدِ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء علامہ مولانا مفتی کفایت علی کافیؔ علیہ الرحمۃ کے "سوزِ دروں" کے حصول کے لیے یوں اظہار تمنا کیا تھا۔

پرواز میں جب مدحتِ شہ میں آؤں — تا عرش پروازِ فکرِ رسا میں جاؤں
مضمون کی بندش تو میسر ہے رضاؔ — کافیؔ کا دردِ دل کہاں سے لاؤں؟

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبۂ عشقِ رسول ﷺ کے صدقے ان کو خوب نوازا، ان کے قلب مجلّی و مصفّی پر علم و عرفان اور معرفت و حکمت کی وہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ ان کے قلم سے نکلی ہوئی ہر سطر اور زبان سے نکلا ہوا ہر شعر خلقِ خدا کی زبان بن گیا، اہلِ علم و معرفت نے انہیں "صاحبِ امروز"، "اعلیٰ حضرت"، "امامِ وقت"، "مجددِ عصر" کہا اور ان کا کلام "کلام الامام امام الکلام" کی سند حاصل کر گیا۔ "دبستانِ رضا" کے غنچے چٹکنے لگے، بلبلیں چہکنے لگیں،

خالدؔ نقشبندی نے دعا کی۔

دردِ جامی ملے نعت خالدؔ لکھوں اور اندازِ احمد رضا چاہیے

تابشؔ قصوری یوں مدحت سرا ہوئے۔

یا الٰہی حشر تک سنتا رہوں نعتِ حضرت (ﷺ)، مدحتِ احمد رضا

عزیزؔ حاصل پوری نئے انداز سے نغمہ سرا ہوئے۔

ہر طرف نہریں ہیں جاری آپ کے فیضان کی قلزمِ عرفان و حکمت حضرتِ احمد رضا
آپ ٹھہرے اِک امامِ نعت گویانِ رسول ﷺ میرِ بزمِ فنِ مدحت حضرتِ احمد رضا

"دبستانِ رضا" کے ایک گوشے سے محمد علی ظہوری کی یہ فردوس گوش آواز کانوں میں رس گھولنے لگی۔

مجھے بھی اقتداء حاصل ہے ان کی نعت گوئی میں ظہوریؔ درحقیقت وہ امامِ نعت گویاں ہیں

خم خانہ رضاؔ کے کیف وکم چشیدہ ارمؔ حسانی مست و بے خود ہو کر یوں لب کشا ہوئے۔

بقا ہے اس کی نعتوں کو ابھی ہے دم قدم اس کا خُمِ نعتِ نبی سے ہے عبارت کیف وکم اس کا

حافظ مظہر الدین حافظ دبستانِ رضا سے وابستہ دورِ جدید کے نعت گو شعراء میں ایک مستند و معتبر نام ہے۔ وہ حدائقِ بخشش کے گل چین بھی ہیں اور سیاح بھی۔ رضاؔ بریلوی کا طرز، اسلوب، علمی انداز، کیف و تاثر ان کے اشعار سے جابجا جھلکتا ہے۔ رضاؔ بریلوی کی طرح ان کی نعتوں میں حبِ رسول ﷺ مدحِ جمالِ رسول ﷺ کے ساتھ پیغام وارشاداتِ رسول ﷺ کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ ان کے اشعار جدت طرازی اور نکتہ آفرینی کے مظہر ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت کے برادرِ اصغر حسنؔ بریلوی کا رنگ نمایاں ہے۔

اللہ کو مرغوب ہیں کیا تیری ادائیں
"قُل" کہہ کے سنی بات بھی اپنی ترے لب سے [۲۵]

حسنؔ بریلوی کا اسی مضمون میں شعر ہے۔

"قل" کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند [۲۶]

بقول ڈاکٹر ریاض مجید "نعت گوئی حافظ کے فن کا کوئی مختلف زاویہ نہیں بلکہ ان کا فن ہی نعت گوئی ہے۔" [۲۷]

جب طارق سلطانپوری صاحب کا آتش جوان تھا اور وہ اردو شاعری کے "بے وفا" اور "ہر جائی"، "محبوب" کے خیالی لب و رخسار اور عارضی و فانی حسن اور اس کے مرجھا جانے والے لب و رخسار و عارض کی مبالغہ آمیز تعریف و تحسین کے نغمے الاپ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اپنی بہترین صلاحیتوں کو زندگی کے لق و دق صحراء میں صنم کدے کی نیرنگیوں اور بو قلمیوں پر بے محابہ نچھاور اور برباد کر رہے تھے کہ اچانک حافظ صاحب بصورتِ خضر ادھر آ نکلے اور ان کی دستگیری فرماتے ہوئے فرمایا۔

ادھر آ ہر قدم پر حسنِ منزل تجھ کو دکھلا دوں فلک کو یاس سے منزل بہ منزل دیکھنے والے

حافظ صاحب اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہ طارق کو "حدائق بخشش" کی سیر کو لے گئے۔ وہاں کے گل بوٹوں سے ان کی آنکھیں روشن ہوئیں اور دل و ذہن معطر۔ سیر سے فارغ ہوئے تو مڑ کر دیکھا کہ وہ اب تک بے مقصد اور لاحاصل روایتی شاعری کے لق و دق ریگستان میں محض چند لمحوں کی واہ واہ کی خاطر بھٹکتے پھر رہے تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی روح نے دستگیری فرمائی اور ان کی زندگی کا دریائے شور عبور کروا کر انہیں ساحلِ مراد تک پہنچا دیا جہاں ان کے دل میں "عشقِ رخِ شہ کا چراغ" روشن ہو چکا تھا جس نے ان کے تن و جاں کو پھونک ڈالا۔ یہاں ساحلِ مراد پر پہنچ کر طارق نے "جہادِ عشقِ صادق" کی راہ اختیار کی اور "عشقِ مجازی" کی وہ تمام کشتیاں جو انہوں نے اپنے فانی ہر جائی، خیالی محبوب کے بہلاوے کے لیے گل و بلبل اور جام و سبو کے استعاروں سے بنائی تھیں، امام احمد رضا کا یہ شعر پڑھ کر جلا ڈالیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے [۲۸]

جس جذبۂ عشقِ صادق کے تحت طارق بن زیاد نے اپنی کشتیاں جلا کر "جبلِ طارق" کی چوٹی سر کی تھی، اسی جذبہ کے تحت جناب طارق نے ایک عظیم پہاڑ کی چوٹی سر کی

جسے "جبلِ عشقِ صادق" کہا جاتا ہے۔ اس مہم کی سرکوبی میں جب تشنگی حد سے بڑھی تو یہ دعا کی۔

گدا ہے ساقیِ کوثر تہی سبو طارق عطائے خاص سے پُر اس کا جام ہو جائے[۴۹]

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ان کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ انہیں بارگاہِ نبوی ﷺ سے وہ کچھ عطا ہوا جو انہوں نے مانگا تھا اور وہ کچھ بھی جو نہیں مانگا تھا۔

مرے حالات سے حاجات سے وہ بے خبر کب تھے
جو مانگا اور جو نہ مانگا گیا' بخشا گیا مجھ کو

پھر جو کچھ عنایات سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے ان پر ہوئیں' انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

سنہری جالیوں کو دیکھنا بخشا گیا مجھ کو
مری اوقات تھی کیا اور کیا بخشا گیا مجھ کو
برائے مغفرت ذوقِ ثنا بخشا گیا مجھ کو
متاعِ عشقِ محبوبِ خدا بخشا گیا مجھ کو
مجھے وصفِ محمد (ﷺ) کیلئے اس کی ضرورت تھی
بہت سرمایۂ فکرِ رضاؔ بخشا گیا مجھ کو
جھلک جس میں ہے نعتِ رومیؔ و اقبالؔ و جامیؔ کی
وہ طرزِ مدحت و رنگِ ثنا بخشا گیا مجھ کو
مجھے شامل کیا خیلِ ثناء گویانِ خواجہ میں
گدازِ کافیؔ و سوزِ رضاؔ بخشا گیا مجھ کو
درِ حضرت پہ میری حاضری کا بن گیا موجب
جنوں بخشا گیا تو کام کا بخشا گیا مجھ کو

لیکن مدحت نگاری کی یہ عظیم صلاحیت جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کی طرف سے بلاشبہ طارقؔ سلطانپوری کے لیے ایک بہت بڑا انعام ہے۔ یہ سب کچھ کس کے رابطہ' کس کے واسطے' کس کی برکت اور کس کے فیضِ روحانی سے انہیں عطا ہوا؟ کس "نسخۂ کیمیا" کے استعمال سے ان کا قلبِ زنگ آلود مجلّیٰ و مصفّیٰ، چشمِ کور روشن و بینا اور قلم رو نعتِ سرورِ ہر دوسرا ﷺ میں رواں دواں ہوا؟ اس کی تفصیل خود ان کی زبانی سنیں:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ ہیچ مدان کو جو ذوقِ شعر و سخن اور سرمایۂ فکر و خیال ودیعت فرمایا ہے' اسے بچپن سے آغازِ شعور تک بے مقصد و لایعنی موضوعات و معاملات کی نذر کرتا رہا۔ طالبعلمی کے دور میں وقتی و ہنگامی نوعیت کے مسائل پر اور شعور کی پختگی کے ساتھ ساتھ روایتی طور پر گل و بلبل' لب و رخسار اور عارض و گیسو کی مبالغہ آمیز تعریف و تحسین میں اس متاعِ بے بہا کو صرف کرتا رہا۔ پھر کافی عرصہ تک سیاسی صنم کدے کی نیرنگیاں اور بوقلمونیاں موضوعِ نگارش

رہیں اور نادانی سے اس فضول سعی و کاوش ہی کو اپنا عظیم کارنامہ سمجھتا رہا اور اس طویل عرصے میں نعت حبیب پاک ﷺ کا خیال و احساس بمشکل ہی کبھی دل و دماغ میں جاگزیں ہو سکا۔

خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک سلیم الطبع و خوش فکر کرم فرما' حضرت حافظ مظہر الدین نے مطالعہ نعت اور نعت نگاری کی تلقین کی اور ساتھ ہی ''حدائقِ بخشش'' از اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا ایک نسخہ بھی مرحمت فرمایا اور پورے ذوق و شوق سے اس کے تفصیلی مطالعے کا پُر زور اصرار کیا اور اس نسخہ ''کیمیا'' کا مطالعہ شروع کیا تو دل و دماغ میں

گویا دبستاں کھل گیا

اس سے پہلے اساتذہ فن کی کہی ہوئی نعتیں عموماً پڑھی تھیں لیکن مجھے اس حقیقت کا برملا اظہار و اعتراف کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ ''حدائقِ بخشش'' کے مطالعہ سے جو کیف و سرور جو قلبی انشراح و روحانی انبساط حاصل ہوا اور نعت کا جو فہم و ادراک نصیب ہوا وہ پہلے میسر نہ تھا۔ میں ایک کج مج بیان ہیچ مدان کسی لحاظ سے بھی کسی فنی اور ادبی حیثیت کا مالک نہیں' نعت نگاری ایک زمانے سے میرا وظیفہ حیات ہے۔ اس وظیفہ حیات کو اختیار کرنے پر مجھے ''حدائقِ بخشش'' نے آمادہ کیا۔ اب نعت نگاری میرا سامانِ زندگی ہے' میری روح اور میری متاعِ حیات ہے۔ یہ ''حدائقِ بخش'' کا مطالعہ نصیب نہ ہوتا تو کئی دیگر ہم عصر حضرات کی طرح میں بھی بے مقصد اور لا حاصل روایتی شاعری کے لق و دق صحرا میں بھٹکتا پھرتا۔

یہ سب حدائقِ بخشش کا فیض ہے طارق حبیب پاک (ﷺ) کے مدحت نگار ہم بھی ہیں''[21]

گویا احمد رضا کے ''حدائق بخشش'' طارق سلطانپوری کے لیے آقا و مولیٰ سیّد عالم ﷺ کی عنایات کا ذریعہ اور ''رابطۂ بخشش'' بن گئے۔ دوسرے الفاظ میں اور خود طارق سلطانپوری پوری کے مندرجہ بالا اعتراف کی روشنی میں اعلیٰ حضرت ان کے روحانی مربّی اور استاذ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طارق کی نعت میں امام احمد رضا فاضلِ بریلوی کی طرح نعتِ رسول اکرم ﷺ سے وابستگی و عقیدت اور صاحبِ موضوع (ﷺ) سے شیفتگی و محبت کی شدت کی جولانی اور آپ (ﷺ) کے دشمنوں' گستاخوں سے نفرت و بیزاری کا اظہار شروع سے آخر تک یکساں اور موثر انداز میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ اگرچہ یہ مقالہ اس اعتبار سے طارق سلطانپوری کے کلام پر تفصیلی تبصرہ کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ راقم کا یہ مقام و منصب نہیں' دنیائے

شعر و ادب بالخصوص جہانِ نعت کا کوئی عارف ہی اس موضوع پر قلم اٹھا سکتا ہے لیکن "دبستانِ رضا" کے ترجمان دورِ جدید کے اس عظیم شاعر کے کلام پر اجمالاً کچھ گفتگو ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ سیّد الانبیاء ﷺ ہر حال و آن اپنے امتی کے احوال سے باخبر رہتے ہیں، خواہ آپ ﷺ حیاتِ ظاہری میں ہوں یا اپنے مزار شریف میں محوِ استراحت ہوں یا میدانِ حشر میں ہوں۔ امام احمد رضا نے اس عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے [۳۲]

طارق کس قدر سادگی و برجستگی کے ساتھ اسی جذبہ و عقیدہ کی ترجمانی درج ذیل اشعار میں کرتے ہیں۔

ہر جگہ وہ ہری بہبود کا رکھتا ہے خیال عرش پر یا ہرا سلطان مدینے میں رہے
حالِ امت سے وہ رہتا ہے بخوبی آگاہ لاکھ امت کا نگہبان مدینے میں رہے

حرمین طیبین کی حاضری کے موقع پر طارق نے اپنی وارداتِ قلب امام احمد رضا کے طرز و انداز بلکہ بعض "حدائق بخشش" کی بحروں میں پیش کی ہیں اور کہیں کہیں ان کے مصرعوں کی گرہیں بھی لگائی ہیں۔ مثلاً ان کی نعت کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں، مگر اس سے پہلے اعلیٰ حضرت کی ایک نعت شریف کے جذبۂ عشقِ رسول ﷺ سے لبریز چند اشعار پڑھیں:

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے ارے تیرا بُرا خدا نہ کرے
دل سے اِک ذوقِ مے کا طالب ہوں کون کہتا ہے اِتقا نہ کرے
لے رضا سب چلے مدینے کو میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

اقبال کا حسنِ تمنا اور رضا کی سرشاری و جانثاری صاف جھلک رہی ہے۔

اب ذرا طارق کا رنگ و انداز بھی اسی لے اور نے میں دیکھئے۔

یہ لطف خاص بھی اب وہ گدا نواز کرے مجھے بھی گامزنِ جادۂ حجاز کرے
رہِ حرم میں مجھے بھی ادب شناس کوئی رفیقِ راہ بنائے شریکِ راز کرے
(بانگ درا، اقبال)

یہ سوچتا ہوں کہ بے دیدِ طیبہ کیا ہو گا اگر وفا بری عمرِ گریز پا نہ کرے
کسی طرح جو پہنچ جاؤں تو قیامت تک خدا حضور کے در سے مجھے جدا نہ کرے

طارق کی "حدائق بخشش" کی سیر و سیاحت سے محبت اور بارگاہِ رضا میں "ادب شناسی" کا یہ ثمرہ تھا کہ ان کی دعا مقبول ہوئی اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے لیے رضا بریلوی کی روح ان کی پیشوا بنی۔ یہی نہیں بلکہ طارق کی یہ خوش نصیبی تھی کہ گذشتہ کئی صدیوں کے پیکرِ نورِ سخن ور اور ثناء گو بھی ان کے ساتھ زمزمہ خوانی کے لیے درِ رسول اللہ ﷺ پر حاضر تھے۔ اس کا اعترافِ طارق بھی بہت کھلی زبان سے کر رہے ہیں:

کیا حسن کیا جمال درِ مصطفیٰ کا تھا ہر گام پر تھے نور کے پیکر کھڑے ہوئے
بوصیریؔ و سنائیؔ و قدسیؔ، رضاؔ، امیرؔ اقبالؔ و رومیؔ جیسے سخنور کھڑے ہوئے
کافیؔ، گرامیؔ، سعدیؔ، ضیاءؔ، محسنؔ و حسنؔ حسانؔ، جامیؔ جیسے ثناگر کھڑے ہوئے

ان تمام بزرگ اساتذۂ فن کی روحانی (اور کیا عجب کہ تصویرِ ادب و اخلاق کے ان پیکروں کی جسمانی موجودگی کا خوشگوار لمس بھی طارق نے محسوس کیا ہو) موجودگی نے سرکارِ ابد قرار ﷺ کے بابِ جود و کرم کے دروازے طارق پر وا کر دیئے چنانچہ وہ برجستہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔

محسوس ہو رہا ہے کہ طارقؔ ہم آج بھی سرکار کے ہیں بابِ کرم پر کھڑے ہوئے [۳۵]

انہوں نے مذکورہ "عاشقانِ خیلِ مشاقانِ پیغمبر" کی جلو میں سیّد و سرور ﷺ کی بارگاہِ مقدس کے کچھ ایسے جلوے بھی دیکھے۔ جو ان کے تصور سے بھی ماورا تھے:

خوشا دیکھی مقدس جلوہ گاہِ سیّد و سرور ﷺ جمیل و خوب تر میرے تصور سے کہیں بڑھ کر
عیاں ہے اس کی بے تابی مگر کتنا مؤدب ہے ہجومِ عاشقاں و خیلِ مشاقانِ پیغمبر [۳۶]

امام احمد رضا کے قصیدۂ سلامیہ کے مقطع کا قطعہ بند ہے:

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

راقم کو جب بھی درِ اقدس پر باریابی نصیب ہوئی تو صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یہ دعائیہ مقطع بھی آہستہ آواز میں ترنم کے ساتھ پڑھا۔ طارقؔ سلطانپوری بھی اسی عاشقِ صادق کے

مداح ہیں جن کا نامِ نامی امام احمد رضا ہے۔ عجب اتفاق کہ ان کو بھی جب بارگاہِ اقدس میں باریابی نصیب ہوئی تو انہوں نے مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پیش کرنے کے بعد ایک نئے لب ولہجہ میں برجستہ امام احمد رضا کی اسی تمنا کو سرِ حشر اپنی مطلب برآوری کے لیے پیش کیا:

دیکھوں درِ رحمت کے دوبارہ بھی نظارے سرکار کی دہلیز پہ میں مانگتا کیا اور
طارق سے سرِ حشر کہیں کاش یہ قدسی ہاں مدحتِ سرکار میں اشعار سنا اور[۳۷]

سبحان اللہ غالب کی زمین ہے لیکن تمنا عرش نشینی کی! راقم کے ایک محبّ جناب الحاج نثار احمد صاحب (مالک پراچہ ٹیکسٹائل ملز' کراچی) جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے مداح اور سچے عاشقِ رسول اللہ ﷺ ہیں' ہر سال انہیں اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے فضل سے حرمین شریفین کی حاضری اور بالخصوص آقا و مولیٰ ﷺ کے قدمین شریفین میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ (۲۰۰۶ء) رمضان ۱۴۲۷ھ میں راقم عازمِ عمرہ ہوا تو ان سے ملنے گیا۔ فقیر نے ان سے دریافت کیا کہ جب مواجہ اقدس میں حاضری ہو تو یہ گنہگار وہاں کیا دُعا مانگے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ بارگاہِ اقدس میں صرف یہ عرض کریں یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ احمد رضا نے آپ سے مانگا تھا۔ وہی احمد رضا کا یہ غلام بھی آپ سے مانگ رہا ہے۔ بات ایک عاشقِ صادق کی تھی اور ایک عاشقِ صادق کے حوالے سے تھی' دل کو لگ گئی۔ فقیر نے گرہ میں باندھ لی۔ فقیر کے خیال میں برصغیر پاک و ہند کا اہلِ محبت سے وابستہ کوئی بھی فرد جب بھی سیّد عالم ﷺ کے درِ اقدس پر حاضری دیتا ہے تو رضا بریلوی کے قصیدۂ سلامیہ کے چند اشعار ضرور پڑھتا ہے اور "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کا مقطع پڑھ کر یقیناً مداح خوانِ رسول ﷺ کے اس پاکیزہ جماعت میں شامل ہو جاتا ہے جو سرِ حشر داورِ محشر ﷺ کی آمد پر صلوٰۃ وسلام کی صورت میں استقبالیہ نغمے یک زبان ہو کر سنائے گی "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" عصرِ حاضر میں عشاقانِ رسول اللہ ﷺ کے امام و پیشوا امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ ہیں اور جو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ان احسان یافتہ افراد کے گروہ سے ہیں جن کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ "وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا" یعنی اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ راقم یہ بات محض عقیدت و محبت کی بناء پر نہیں کہہ رہا ہے بلکہ اردو نعت گوئی کے معروف نقاد اور محققین کا یہی فیصلہ رہا ہے۔ چنانچہ یوسف

سلیم چشتی امام احمد رضا کے اس قصیدۂ سلامیہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ "اسے یقیناً شرفِ قبولیت حاصل ہو گیا کیونکہ ہندوستان و پاکستان میں شاید ہی کوئی عاشقِ رسول اللہ ﷺ ایسا ہوگا۔ جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لئے ہوں۔"[۳۸]

ظاہر ہے "وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" کے زمرے میں بروزِ حشر عشاقانِ رسول ﷺ ہی شامل ہوں گے جبکہ ان کے مخالفین کے مونہوں پر تو اس دن گرد پڑ رہی ہوگی' ان پر سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ (عبس ۸۰: ۴۰'۴۱)

طارق سلطانپوری بھی اپنے ذوقِ ثناء اور وصافیٔ رسولِ خدا (عزوجل و ﷺ) کی وجہ سے "وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" کے گروہ میں شامل ہیں' دنیا میں بھی اور انشاء اللہ عقبیٰ میں بھی' وہ اپنی اس ارجمندی کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

مرے خدا نے بڑا ارجمند مجھ کو کیا بنایا آپ کا وصاف دے کے ذوقِ ثنا[۳۹]

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نے جب دوسرے سفرِ حج کے بعد زیارتِ روضۂ اقدس کے لیے رختِ سفر باندھا تو بہجت و سرور کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ نے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور دو قصیدے فی البدیہہ تحریر کیے۔ پہلے کا عنوان رکھا "حاضری بارگاہِ بہیں جاہ (۱۳۲۴ھ)" وصل اول رنگ علمی' "حضور جانِ نور" (۱۳۲۴ھ) اور دوسرے کا عنوان "حاضریٔ درگاہِ ابدی پناہ (۱۳۲۴ھ)' وصلِ دوم رنگِ عشقی" رکھا۔ پہلے قصیدے میں ۶۲ اور دوسرے میں ۶۳ اشعار ہیں۔ پہلے قصیدے کے دو مطلع ملاحظہ ہوں:

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے
گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

دوسرے قصیدہ کے چند اشعار بھی دیکھیں:

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے سونپا خدا کو یہ عظمت کس سفر کی ہے
ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

ذرا اسی بحر' ردیف و قوافی میں طارق کے اشعار ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے

منظوریٔ درخواستِ حج کی خوشخبری پر ارتجالاً انہی جذبات کے تحت کہے:

آمد سعید آج مرے نامہ بر کی ہے
لایا نوید حاضریٔ شہر ہائے پاک

یہ کیفیت جو آج مری چشمِ تر کی ہے
میں نے گزاری اس کی تمنا میں ایک عمر

پھر "روانگی" کے عنوان سے ایک نعت لکھی جس کے پہلے شعر میں اعلیٰ حضرت کے پہلے قصیدۂ "حاضریٔ بارگاہِ بہیں جاہ" کے مطلع کے پہلے مصرعہ پر تضمین کہی۔ رنگِ تغزل اور رنگِ رضا کی آمیزش ملاحظہ ہو۔ صرف دو شعر پیش کیے جاتے ہیں:

"شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے"
جس کا ایک عمر سے مجھے طارق تھا انتظار

یہ بخششِ عمیم شہِ بحر و بر کی ہے
یہ لطفِ بے کراں ہے خدائے کریم کا

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلامِ رضا کا حسنِ تغزل اور طرز و ادا ہمیں طارق کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے لیکن ان سب کے باوجود طارق جدید نعتیہ شاعری میں اپنا ایک جداگانہ اسلوب اور منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ وہ اردو و فارسی کے ایک قادر الکلام نعت گو شاعر ہیں۔ عربی زبان سے بھی انہیں خاصا شغف ہے۔ وہ بیک وقت غزل' قصائد' منقبت' تاریخ گوئی اور تضمین نگاری اور دیگر اصنافِ سخن میں ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں اور شعر و ادب کی تاریخ کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ تضمین نگاری کے نمونے تو ان کے کلام میں جگہ جگہ ملتے ہیں لیکن تضمین نگاری پر ان کا بڑا کام امام احمد رضا کے قصیدۂ سلامیہ "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے ۱۷۱ اشعار پر ان کی دو تضمینیں ہیں' فی الحال اس تضمین پر نقد و نظر موضوعِ سخن نہیں لیکن راقم یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتا ہے کہ کم از کم اس کے علم تک برصغیر پاک و ہند میں کوئی ایسا شاعر نہیں۔ جس نے سلامِ رضا کے تمام اشعار پر دو تضمینیں کہی ہوں۔ یہ انفرادیت طارق سلطانپوری کو حاصل ہے۔ اگرچہ سلامِ رضا کے اشعار پر بہت سے نعت گو شعراء نے تضمین کے طور پر طبع آزمائی کی ہے جبکہ تمام اشعار پر مکمل تضمین معدودے چند نے کی ہے جس میں مولانا سید مرغوب احمد اختر الحامدی کی تضمین بہت مقبول و معروف ہوئی اور برصغیر پاک و ہند میں میلاد النبی ﷺ کی محافل میں کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ فارسی غزل میں حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ سے بہت متاثر ہیں جس کی جھلک ان کے فارسی کلام میں جا بجا ملتی ہے۔ اس کے علاوہ غالب' خسرو' سعدی' رومی' جامی اور علامہ اقبال کے فارسی کلام پر بھی ان کی گہری نظر ہے

جس کے نمونے ان کے کلام میں اکثر نظر آتے ہیں۔

حالی سے سہیل اعظم گڑھی تک نعت گوئی میں جو عنصر عصرِ جدید کی عطا ہیں' ان کا ذکر افتخار اعظمی نے سہیل کے فکر و فن کے حوالے سے کیا ہے۔ اقبال سہیل کی نعت جو اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے سبب عصرِ جدید کی نمائندہ نعت ہے' اس کی جو خصوصیات ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنی تحقیقی مقالہ "اردو میں نعت گوئی" میں تحریر کیے ہیں[۱۲۹] میں سمجھتا ہوں تھوڑے سے حذف و اضافہ سے طارق سلطانپوری کی نعت گوئی کے رویوں اور میلانات میں بھی جھلکتی ہیں:

۱۔ جوشِ عقیدت' خلوصِ جذبات اور غیرتِ عشق کا برملا اظہار۔

۲۔ تاریخ اسلام کے صحیح اور مؤثر واقعات کی تلمیح اور شاعرانہ پیرایہ میں مستند احادیث و روایات کا اقتباس (و ترجمہ) یا ان کی تفسیر و تشریح۔

۳۔ توحید و رسالت کا صحیح اسلامی شعور جو سلف سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت چلا آ رہا ہے اور جو ہمارے عقیدہ و ایمان کا اصل سرچشمہ ہے۔

۴۔ توحید کی آڑ میں شانِ الوہیت' مقامِ رسالت اور عظمتِ اولیاء کی تنقیص کی کوششوں کا نعت گوئی کے ذریعہ سدِّ باب اور گستاخانِ بارگاہِ رسالت کی ہجو اور گرفت' شانِ الوہیت اور مقامِ مصطفیٰ کا مثبت انداز میں دفاع۔

۵۔ سیّد عالم ﷺ' انبیاء علیہم السلام' صدیقین' شہداء و صالحین رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت بلند کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ لہٰذا ان سب کا اس طرح ذکر کرنا کہ ان کی عزت و عظمت اور احترام کا جذبہ دل میں پروان چڑھے نہ کہ معاذ اللہ ان میں سے کسی کی تنقیص کا پہلو نکلے۔

۶۔ سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر اس پیرائے میں اظہار خیال کہ اسلامی نظریات و عقائد کی مکمل توضیح بھی ہو جائے۔

۷۔ بزمِ رسالت ﷺ کے ارکانِ خاص کے مقام و مرتبہ کا صحیح تعین اور اس کے اعتبار سے ان کے فضائل و کمالات کا تجزیہ۔

۸۔ نعت و منقبت کے ضمن میں فلسفہ و حکمت کے بہت سے رازہائے سربستہ کی عقدہ کشائی۔

۹۔ شاعرانہ محاسن کی آمیزش مگر اس درجہ نہیں کہ جذبہ کی شدت اور خیال کی قوت میں کوئی کمی واقع ہو۔

۱۰۔ تخیل اور حقیقت میں کامل ہم آہنگی۔ [۴۳]

مذکورہ بالا ان خصوصیات کی روشنی میں اگر کلامِ طارقؔ کا جائزہ لیا جائے تو ان میں مجموعی طور پر مذکورہ رویے اور میلانات جھلکتے ہیں۔ ان کی نعتوں میں اگر امام احمد رضا فاضل بریلوی کی طرح الفاظ و معنی کا حسن اور مولانا حسن رضا حسنؔ بریلوی کی زبان و بیان کی گونج موجود ہے تو دوسری طرف ان کے پیش رو غالبؔ، حافظؔ، خسروؔ، سعدیؔ، رومیؔ، جامیؔ اور علامہ اقبالؔ کے نعتیہ اشعار کی ہلکی مگر مؤثر آواز بھی شامل ہے۔ طارقؔ کے ہاں حافظ مظہر الدین کی طرح ہیئت کے تجربے اور نعت گوئی میں عبارت کی یکسوئی اور انہماک پایا جاتا ہے۔ ان کے نعتیہ مجموعہ میں ایک عاشقِ رسول ﷺ کے سفرِ عشق کے سچے جذبات و کیفیات اور قلبی واردات و مشاہدات کی متنوع جھلکیاں ملتی ہیں۔ صبا کے ذریعہ بارگاہ سرکارِ دو عالم ﷺ میں پیغام رسانی کا جذبہ بھی نظر آتا ہے۔ ایک خوش نصیب زائرِ حرم کی معرفت ۱۱۲ اشعار پر مشتمل ایک التجا نامہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا گیا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

زیارتِ درِ والا نصیب ہو مجھ کو قیامِ شہرِ مدینہ نصیب ہو مجھ کو

التجا نامہ نامہ بر لے کر گیا لیکن بے تابیِ شوق نے سرکارِ کرم سے صبا کے دوش پر اذنِ حاضری چاہی۔

لائے گی صبا حاضری کا مژدہ کسی روز طارقؔ شبِ ہجراں کی سحر ہو کے رہے گی [۴۴]

یہ شعر شاعر کے حسنِ ذوق کی داد کا طلبگار ہے۔ طارقؔ کے ممدوح عشق مجسم حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامیؔ نور اللہ مرقدہٗ نے صبا کے دوش پر ایک التجا نامہ بارگاہِ سید الوریٰ ﷺ میں پیش کیا تھا جس کا وجد آگیں مطلع ہے۔

کہ بود یارب کہ رو در "طیبہ" و بطحا کنم گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

ہجر کی گھڑیاں بڑی کٹھن ہوتی ہیں۔ اس کا کرب و درد تو کچھ وہی عاشقِ صادق جانتے ہیں جو اس منزل سے گذرتے ہیں، بالخصوص اس حالت میں کہ نامہ بر عرض داشت لے گیا ہو اور عاشقِ صادق اس کی واپسی کی راہ دیکھ رہا ہو۔ اس کی کیفیت بقول حسنؔ بریلوی

انتظارِ وصل میں کچھ یوں ہوتی ہے۔

کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر [۴۵]

طارق کے درد و کرب کو حسن رضا حسنؔ بریلوی نے محسوس کیا کیونکہ وہ اس راہ کے رہرو ہیں۔ انہوں نے عالمِ بالا سے ان کی رہنمائی کی اور تنبیہ کرتے ہوئے کہا

اے حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو؟ یار کو چھوڑ کر اغیار سے ربط [۴۶]

تم سرکارِ مدینہ ﷺ کے دوست یعنی ان کے ولی اور عاشقِ صادق نور الدین جامیؔ سے کیوں رابطہ نہیں کرتے اور ان کے ذریعہ استغاثہ بارگاہِ شہنشاہِ مدینہ میں کیوں نہیں پیش کرتے؟ بات طارقؔ کی سمجھ میں آ گئی، ان کی آنکھیں کھل گئیں، وہ خود بھی جامیؔ کے شیدائی ہیں۔ ان کے مقام مرتبہ کے عارف اور سلطان دو جہاں ﷺ کے قدمین شریفین تک ان کی اعلیٰ رسائی کے معترف ہیں، انہوں نے عالمِ ارواح میں شہیدِ محبت حضرت علامہ جامیؔ قدس سرہٗ کی روحِ مبارک سے رجوع کیا اور ان کی معرفت اپنی زبان میں ان کا کہا ہوا منظوم استغاثہ بارگاہِ سرورِ کائنات ﷺ میں یوں پیش کیا:

کون سا ہوگا وہ دن یاربّ کہ بطحا جاؤں گا جلوہ زارِ مکہ دیکھوں گا، مدینہ جاؤں گا

خلد نظارہ، جناں بردوش ہو باب السلام یا ہو بابِ جبرئیل، آنسو بہاتا جاؤں گا

اپنے در پر یارسول اللہ بلا لیجئے مجھے سر کے بل جاؤں گا، باذوقِ تماشا جاؤں گا

مجھ کو جنت کی نہیں ہے آرزو، در آپ کا ہے مری جنت، نہ میں اس در سے حاشا جاؤں گا

میں ہوں معذورِ اضطراب و اشتیاقِ دید میں ہر گھڑی لکھتا ہوں نامہ اور لکھتا جاؤں گا [۴۷]

حبِ رسول ﷺ میں اخلاص اور استغراق کی تاثیر دیکھئے، دو ہی سال بعد یعنی ۱۹۹۹ء میں انہیں اذنِ حاضری کا مژدہ ملا۔ طارقؔ اسے اپنے عشقِ جنوں خیز کی کامرانی سے تعبیر کرتے ہیں۔

درِ حضرت پہ میری حاضری کا بن گیا موجب جنوں بخشا گیا تو کام کا بخشا گیا مجھ کو

پھر درِ حضور ﷺ پر پہنچ کر نوازشوں کی جو بارشیں ہوئیں، وہ خود ان کے الفاظ میں سنیں:

جو ہیں نامِ آقا پہ مٹ جانے والے وہ ہیں دائمی زندگی پانے والے

انہیں بھی نہ رحمت سے محروم رکھا ہمیشہ رہے جو ستم ڈھانے والے

بد اندیش کی بھی بھلائی کے خواہاں عدو پر بھی ہیں رحم فرمانے والے
نوازا ہمیں تُو نے اتنا کہ اب ہم کہیں بھی نہیں ہاتھ پھیلانے والے
تُو قاسم اور ہم تیرے محتاج نعمت بحمد اللہ ہم ہیں ترا کھانے والے
جب آئے تو یہ کس قدر شادماں تھے خفا ہیں ترے شہر سے جانے والے
درِ خواجہ سے اور جاؤں کہیں کیوں یہ لمحے نہیں بار بار آنے والے
ترے شہر میں موت آئے مجھے بھی ترے شہر والے ہوں دفنانے والے
رہے ان میں طارق بھی سرکار شامل درِ پاک پر ہیں جو لوگ آنے والے [۴۸]

(نوٹ): واضح ہو کہ یہ نعت شریف امام احمد رضا بریلوی کی اس مشہور نعت کی بحر' قافیہ اور ردیف میں ہے جس کا مطلع ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

بلاشبہ طارق نے زیرِ نظر نعت میں جدت طرازی اور انفرادیت دکھائی ہے۔

اس وقت طارق سلطانپوری صاحب کا مذکورہ بالا سفر حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ مقدسہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے مشاہدات ومحسوسات کا تذکرۂ دلنواز معنون بہ ''تجلیاتِ حرمین'' موسوم بہ اسمِ تاریخی ''رابطۂ بخشش'' پیش نظر ہے جس کی بنیاد پر ان کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے چند کلمات اس ہیچمدان کو لکھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ پروفیسر حسن عسکری کاظمی صاحب (حسن ابدال) نے ''تجلیاتِ حرمین پر ایک طائرانہ نظر'' کے عنوان سے ایک مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ اقتباس ہمارے ممدوح وصاف نبی مکرم ﷺ کی نعت گوئی کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالتا ہے' وہ ہے ان کی غیرتِ ایمانی اور حمیتِ عشقِ رسول اللہ ﷺ:

''طارق سلطانپوری نے منظوم سفرنامے میں مسجد الجن' غارِ حرا' غارِ ثور اور المولد النبی کے ذیل میں تفصیلی محاکمہ پیش کیا ہے۔ ان میں موجودہ سعودی حکومت کی توحید اور اس کے تصور کہ ''استخفافِ شانِ مصطفائی'' قرار دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ حبیب خدا کے گھر کو بے زیب وزین چھوڑ کر اسی ارضِ پاک پر بلند وبالا جاگیریں کھڑی کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ خانہ کعبہ کی بلندی قریباً اڑتیس فٹ ہے لیکن گردونواح میں کئی منزلہ عمارتوں کی بلندی ڈیڑھ سو فٹ

سے تجاوز کرتی نظر آتی ہے۔ بہر حال اصل بلندی اور ترفع اور معنوی سطوت خدا کے نزدیک ان ظاہری بلندیوں سے مختلف ہے۔ سعودی فرماں رواؤں اور ان کے ہم نواؤں کے نزدیک شعائر اللہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جتنے مقدس آثار ان کے عہدِ حکومت سے پہلے موجود تھے' ان سب کو مٹا دیا اور عالمِ اسلام کے احتجاج پر بھی یہ سلسلہ جاری ہے' اس لیے وہ ان آثار سے عقیدت کو بھی شرک تصور کرتے ہیں حالانکہ تعظیم کا مفہوم عبادت سے مختلف ہے اور تعظیم ان صاحبانِ عظمت کے لیے واجب ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات فرمائے اور جن کے راستے پر قائم رہنے کی دعا نماز میں شامل ہے۔ ظاہر ہے ان سے تمسک کے بغیر ہماری نجات ممکن نہیں۔ ان کے ورثے کو باقی رکھنا صاحبانِ ایمان کا وہ حسنِ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف اور جملہ مناسکِ حج اور وہ سب مقامات محترم ہیں جہاں جہاں حضور نبی اکرم (ﷺ) اور وفا شعار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے نقوشِ قدم ثبت ہیں۔ ان مقامات پر سجدہ بھی اس لیے کیا جائے کہ ہم گناہگاروں کو یہ اعزاز عطا کیا جاتا ہے اور ہم سجدۂ شکر بجالا کر بارگاہِ خداوندی میں اپنی دعاؤں کے تسلسل کو باقی رکھ سکیں کہ اس نے تعظیم کے لائق ہستیوں کے حضور ہماری حاضری کا اہتمام فرمایا اور آتشِ جہنم سے بچالیا:

ٹھنڈی ہوائے شہرِ پیمبر لگی ہوئی ۔۔۔ برا بدن چھوئے گی نہ دوزخ کہ اس سے ہے

ہم جیسے غلاموں کی انہیں فکر بڑی ہے ۔۔۔ بخشش کے لیے در پہ بلا لیتے ہیں آقا

میری بھی نظر گنبدِ خضرا پہ پڑی ہے ۔۔۔ اب نارِ جہنم کا مجھے ڈر نہیں طارق

طارق سلطانپوری نے تجلیاتِ حرمین میں مسجد قبلتین، مسجد قبا، کوہِ احد اور جنت البقیع کی زیارت کرتے ہوئے ان سب کی مختصر ترین تاریخ کو بھی سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ فرصت کے لمحوں کو غنیمت خیال کرتے ہوئے نعتِ رسول مقبول ﷺ کہنے اور اسی کیف زا اور پُر نور ماحول میں اس وسلسلہ تخلیق کو آگے بڑھانے کا عمل جاری رکھا۔ حضور کے روضۂ اقدس کی سنہری جالیوں کو نگاہوں سے چومنے اور سامنے کھڑے رہنے کے عرصہ قیام میں عابد نظامی کی زمین میں اشعار کہے۔ یہ تیرا اشعار کی نعت ان کی عقیدت اور حسنِ اظہار کا مظہر ہے۔

کب یہ امکاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے ۔۔۔ خالی رہ جائے کسی سائل کا دامانِ طلب [49]

یقیناً ہر زائرِ حرمِ رسول ﷺ اپنی تمام زندگی کا یہ خاص لمحہ کہ جب وہ حضور پاک سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے، اس کی خوش نصیبی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس منظوم سفرنامے کی خوبی یہ ہے کہ عام فہم، رواں اور پاکیزہ اندازِ بیان کا حامل ہے جسے پڑھتے ہوئے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ یہ جی چاہتا ہے کہ طارق سلطانپوری کی طرح ہم بھی اس سعادت سے بہرہ ور ہوں۔" (تجلیاتِ حرمین، ص: ۶۸ تا ۷۰)

طارق سلطانپوری حرمین شریفین پر قدم رکھتے ہی وہاں کے آثارِ اسلامی بالخصوص سرورِ کائنات ﷺ ان کے صحابۂ کرام، ازواجِ مطہرات، اہلِ بیتِ اطہار اور صلحائے امت سے منسوب مقابر، مساجد اور مکانات کی بے حرمتی اور تباہی دیکھتے ہیں تو خون کے آنسو رونے لگتے ہیں اور غیرتِ عشق و ایمان جوش میں آجاتی ہے اور والیانِ نجد و حجاز کے عزازیلی مسلک و مذہب کو عالمِ اسلام کی خرابی و تباہی و بربادی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے اپنے دلِ حزیں کے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں کہ یا اللہ ان پر قیامت کیوں نہیں ٹوٹ پڑتی؟ خاتم الانبیاء سرورِ ہر دوسرا ﷺ کی جائے ولادت، مکان عالیشان جنت نشان کی زیارت کے موقع پر اپنے جذبات کا اظہار "المولد النبی ﷺ" کے عنوان سے یوں فرماتے ہیں: ۵۰

درِ دولت پہ ان کے حاضری دی — یہ ہے لاریب میری خوش نصیبی
مقامِ عزت و تکریم ہے یہ — نہایت واجب التعظیم ہے یہ
یہ ہے سرکار کی جائے ولادت — تجلی گاہِ خورشیدِ رسالت
مناسب احترام اس کا نہیں ہے — محبانِ نبی کا دل حزیں ہے
خدا کے گھر میں کچھ بندے خدا کے — ادب نا آشنا ہیں مصطفیٰ کے
پسند ان کو نہیں توقیرِ احمد — مگر پھر بھی ہیں مومن اور موحد
عزازیلی ہے یہ وحدت مآبی — خرابی ہی خرابی ہی خرابی
کرم اے افتخارِ نوح و آدم — "ترحم یا نبی کل ترحم"

۱۴۱۹ھ

ضیائے مولدِ سرکار کی مرہونِ منت ہیں — جہاں میں آج ہیں جس نوع کی جتنی بھی تنویریں
نہیں اس کا تجمل حکمرانوں کو پسندیدہ — اِس ارضِ پاک پر ہر سُو ہیں جن کی خوب جاگیریں

حبیبِ حق کا گھر بے زیب انہوں نے چھوڑ رکھا ہے حسیں سے ہیں حسیں تر جن کی ہر بستی میں تصویریں
کمر بستہ ہو استخفافِ شانِ مصطفائی پر "حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں"

(بانگِ درا'خضرِ راہ) اقبالؔ

کوئی بھی ہو ساعت یہاں دلسوز سماں ہے یہ مولدِ محبوبِ خدائے دو جہاں ہے
بام و در و دیوار سے حال اس کا عیاں ہے تنویر پہ سلطانیٔ تاریک دلاں ہے

اے مالکِ کُل! روزِ مکافات کہاں ہے؟

طارقؔ سلطانپوری کی شاعری ایک اہم خصوصیت ان کی تاریخ گوئی بھی ہے۔ یہ فن اب شعراء کرام سے اٹھتا جا رہا ہے۔ دورِ آخر میں امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کو دیگر علوم فنون کی طرح تاریخ گوئی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ شاید جہاں تک راقم کے علم میں ہے' عصرِ جدید میں برصغیر کے شعراء کی صف میں طارقؔ کے علاوہ کسی اور کی اس فن میں دسترس کی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔ اگر کسی صاحب کے علم میں کوئی ایسی شخصیت ہو تو ضرور آگاہ فرمائیں۔

فن تاریخ گوئی کے متعلق ہندوستان کے معروف محقق ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا ایک مضمون دلچسپی سے خالی نہ ہوگا' ملاحظہ ہو:

"تاریخ گوئی ایک بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن کا ریاضی سے بڑا گہرا ربط ہے۔ شعراء و ادباء کے یہاں یہ فن خصوصی اہتمام کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس فن کا تعلق صرف کسی ایک زبان سے نہیں بلکہ اردو' فارسی' عربی' ہندی اور سنسکرت سے بھی ہے۔ انگریزی ادب میں بھی تاریخ گوئی کا ثبوت ملتا ہے۔ انگریزی میں اسے Chronogram کہتے ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد نے فرہنگ ادبی اصطلاحات میں اس کی بابت لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"کتبے میں بعض حروف نمایاں ہوتے ہیں جو رومن اعداد بھی ہوتے ہیں اور ان حروف کے اعداد مل کر تاریخ بناتے ہیں۔"

[فرہنگ ادبی اصطلاحات (Dictionary of Literary terms English-Urdu) ص۔۴۰]

جن لوگوں کو فن تاریخ گوئی میں درک حاصل تھا ان کے بارے میں کتب تواریخ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اسی فن کے آدمی تھے۔ شبانہ روز اپنی صلاحیتیں

صرف اسی فن میں صرف کرتے تھے جس کے سبب انہیں اس فن کا سرخیل تسلیم کیا گیا۔ فنِ تاریخ گوئی میں کمال حاصل کرنے والوں میں صاحب میزان التاریخ مرزا اوج لکھنوی، صاحب افادہ تاریخ جلال لکھنوی، منشی انوار حسین اور غرائب الجمل کے مصنف عزیز جنگ ولا کے اسماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

آئینہ بلاغت (ص ۳، ۴) میں مرزا محمد عسکری نے ''اقسام و متعلقات نظم و نثر'' کے تحت تاریخ گوئی کی تعریف بیان کی ہے اور اس کے سات اقسام کا ذکر کیا ہے اور مومنؔ و ناسخؔ کے اردو اور فارسی شعروں اور مصرعوں کی مثالیں بھی دی ہیں۔

درس بلاغت (ص ۱۵۳، ۱۵۴) میں شمس الرحمٰن فاروقی نے بھی تاریخ کی تعریف اور قاعدۂ ابجد (قاعدۂ جمل) اور زبر و بینہ کے قاعدہ کا ذکر کیا ہے۔

فنِ تاریخ گوئی سے اردو شعراء کو بھی دلچسپی رہی ہے۔ ناسخؔ، مومنؔ، انشاءؔ اور ذوقؔ وغیرہ اس فن میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ناسخؔ کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمہ وقت اسی فن میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے اس فن کی تعریف اس طرح کی ہے:

''تاریخ ایسے فن کا نام ہے جس سے متکلم سال ہجری کسی حادثہ کے وقوع کا فن جمل کے قاعدے سے بیان کرے۔ یہ فن ادیبوں کی نظر میں ایک دستاویز اور ظریفوں کی نگاہ میں ایک بازیچہ ہے۔ عرب مؤلفین کے یہاں اس فن کی طرف سے بے اعتنائی پائی جاتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اس کا شمار فن بدیع میں نہیں ہوا اور فن بدیع کے ماہرین میں کسی نے اس فن کو ہاتھ نہیں لگایا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل تھی۔ اس کے برخلاف فارس کے ادیبوں نے اس فن کی طرف بھرپور توجہ کی ہے اور اس کا مکمل حق ادا کر دکھایا ہے۔''

[سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، از: میر غلام علی آزاد، ص ۲۱۱]

امام احمد رضا خاں صرف شاعر یا تاریخ گو ہی نہیں تھے بلکہ ان کی عظیم شخصیت فضائل و کمالات کا مخزن تھی۔ وہ بیک وقت علوم نقلی و عقلی کے ایک عظیم ماہر اور ایک متجر عالم تھے اور اس نادر فن میں بھی وہ اپنی مثال آپ نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا خاں صاحب نے کئی صنعتوں میں تاریخیں نکالی ہیں۔ موقع و محل کی مناسبت بغیر کاغذ و قلم کا سہارا لئے برجستہ

تاریخی مادے نکال دیئے ہیں۔ ان کے اکثر کتب و رسائل کے نام تاریخی ہیں۔ ان کی کتابوں کے تاریخی نام میں یہ بھی خوبی ہے کہ کتاب کی تصنیف کا مقصد بھی سامنے آ جاتا ہے۔ اور تاریخ تصنیف بھی نکل آتی ہے۔

کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ انہوں نے ایک ہی موقع سے دو چار نہیں بلکہ دس دس تاریخی ماڈے نکالے ہیں۔ کئی شعراء کے دواوین کی تاریخیں انہوں نے خود نکالی ہیں۔ لوگ نو مولود بچوں کے تاریخی نام نکالنے کی ان سے اکثر فرمائش کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر مختار الدین آرزو سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کی ولادت پر ان کے والد ماجد مولانا ظفر الدین صاحب (مرید و خلیفہ امام احمد رضا خاں صاحب) نے بذریعہ خط امام احمد رضا خاں صاحب سے ان کا تاریخی نام رکھوایا۔ مولانا بریلوی نے فی البدیہہ مختار الدین (۱۳۳۶ھ) نام رکھ دیا۔

[حیات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ص ۱۴۲]

مولانا ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے کہ چودہ سال کی عمر سے امام احمد رضا نے اس فن کا کمال دکھانا شروع کر دیا تھا۔

[حیات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ص ۱۴۱]

لیکن قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا خاں نے بارہ سال کی عمر سے ہی اس فن کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ اپنے والد گرامی مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی کتاب ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' کا قطعہ تاریخی انہوں نے بارہ سال کی عمر میں لکھا۔

امام احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:

میرے والد نے جب کیا تصنیف یہ رسالہ بوصف شاہ ہدیٰ
جس کا ہر صفحہ تختۂ فردوس ہر ورق سدرہ و طوبیٰ
گیسوئے حور ہے سواد حروف مردم چشم حور ہر نقطہ
یا قلم اس کا ابر نیساں ہے ہر ورق اس کا علم کا دریا
ہر سطر رشک موج صافی ہے دائروں کو صدف لکھوں تو بجا
نقطے جن کے ہیں گوہر شہوار قیمت ان کی ہے جنت الماویٰ

سال تالیف میں رضا نے کہا وصف خلق رسول امی کیا

۱۲۸۳ھ

[حدائق بخشش حصہ سوم از: امام احمد رضا خاں مرتبہ مولوی محبوب علی خاں ص ۹۵]

تاریخ گوئی اور تاریخی مادوں کے استخراج کے سلسلے میں دبستانِ نعت کے شعراء میں طارق منفرد مقام رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا امام احمد رضا اس فن کے بھی امام تھے۔ شاید طارق سلطانپوری کی دبستانِ رضا سے بے لوث وابستگی، کلامِ امام سے بطورِ طالبعلم شغف اور اعلیٰ حضرت کی ذات اور علم وفن سے ان کی والہانہ وابستگی اس علم میں ان کی فتوحات کا سبب بنی ہے۔ طارق کو زیرِ نظر فن میں جو حیرت انگیز اور روز افزوں استعداد حاصل ہے، وہ یقیناً ان پر امام احمد رضا کے روحانی فیض کے غماز ہیں۔ پروفیسر ارشد "تجلیاتِ حرمین" کے مقدمہ میں طارق کی اس صلاحیت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"تاریخی مادے نکالنے میں طارق کو حیرت انگیز ملکہ حاصل ہے اور مہارت حدِ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس خصوصیت کا اظہار تجلیاتِ حرمین میں بھی جابجا ہوا ہے۔ آیاتِ ربانی سے نکالی گئی تاریخوں کے استثناء کے ساتھ میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ تاریخی مادے طارق کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ نمونے کے طور پر تجلیاتِ حرمین سے چند خوبصورت تاریخوں کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ مسجد قبلتین کی حاضری کی تاریخ کہی ہے۔

از سر و قلب "لطف" ہے تاریخ

۳۹

"خواہشِ مصطفیٰ ہوئی پوری"

۳۹ + ۱۳۸۰ = ۱۴۱۹ھ

نئے غلاف کعبہ کی تاریخ۔

میرے دلبر ہو تیرے حسن کی خیر

میرے جانی "مبارک خلعتِ نو"

۱۴۱۹ھ

سحابِ کعبہ کی بوندوں سے لطف اندوز ہونے کی تاریخ۔

لطفِ ہاتف سے اس کی ہے تاریخ
"ہو گیا آج خاص لطفِ خدا"

۱۴۱۹ھ

غارِ حرا کی زیارت کی تاریخ

حاضری کی کہے ہے یوں تاریخ
"قلزمِ آب و تابِ غارِ حرا" ۵۲

۱۹۹۹ء

تجلیاتِ حرمین میں کئی جگہ قرآنِ پاک اور حدیثِ نبوی ﷺ سے بڑی خوبصورتی سے اقتباس کیا گیا ہے، دو مثالیں نقل کرتا ہوں:

قَدْ نَرٰی سے فَوَلِّ وَجْهَكَ سے آشکارا ہے شانِ مصطفوی

اور

حضور میری خطائیں ہیں حدوعد سے سوا شفاعتی لکبائر سے حوصلہ ہے بڑا

اسی طرح بعض معروف نعت نگاروں کے مصرعے بھی بڑی خوبصورتی سے استعمال کئے ہیں مثلاً:

نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید ایں جا ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
(عزتؔ بخاری)

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
(حفیظؔ جالندھری)

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
(امام احمد رضاؔ بریلوی)

امیر مینائی کی ایک غزل کا مصرع بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔

آج کعبہ ہے مرے پیشِ نظر "دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے"

طارق نے مادہ ہائے تاریخ کے استخراج کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی شان میں منظوم خراجِ تحسین بھی پیش کیا ہے اور وہ اس موضوع پر گذشتہ

۲۵ سال سے لکھ رہے ہیں۔ امام احمد رضا کے علاوہ بھی دیگر علماء و مشائخ اور اہلِ علم شخصیات پر بھی لکھا ہے۔ ۲۰۰۸ء کی امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر ''زیبا باغِ معرفتِ حق'' (۱۹۲۱ء) کے عنوان سے چھوٹی بحر میں ایک خوبصورت منقبت کہی تھی جس میں اعلیٰ حضرت کی ذات میں علم و عشق کے حسین امتزاج کی اعلیٰ شان کو نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ منقبت سالنامہ معارفِ رضا ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی' راقم ان کی تاریخ گوئی اور منقبت گوئی کے ایک نمونے کے طور پر اہلِ علم کی تفننِ طبع اور دعوتِ فکر کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

زیبا باغِ معرفتِ حق

۱۹۲۱ء

(سالِ وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)

اجملِ ہر جہاں کا دِلدادہ والۂ ماہِ انورِ طیبہ
مصطفیٰ کا غلام شاہ حشم عبد ذی شانِ سرورِ طیبہ
وہ ثنا خوانِ مصطفیٰ بے مثل بے بدل وہ ثناگرِ طیبہ
اس کا ممدوح اک ملیح عرب اس کا موصوف دلبرِ طیبہ
اس کے اشعار نعت کا ہر شعر عکسِ زیبائے منظرِ طیبہ
اس کی تحریر و گفتگو کا خصوص ذکرِ ایمان پرورِ طیبہ
جان و دل سے عزیز تر اس کو ہر وہ شے جو ہے مظہرِ طیبہ
فاتحِ مکہ کا مدیح نگار نعت گوئے مظفرِ طیبہ
قائدِ کاروانِ عشقِ حبیب ترجمانِ قد آورِ طیبہ
عاشق و واصفِ محمد ﷺ تھا مثلِ حسّان منبرِ طیبہ
اس کا سالِ وصال ہے طارقؔ جلوہ ہائے پیغمبرِ طیبہ

۱۳۴۰ھ

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں تحریر کیا گیا کہ طارقؔ سلطانپوری کا شمار عصرِ جدید کے ان نعت گو شعرائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے روایاتی نعتیہ شاعری کی اہم خوبیوں کو برقرار

رکھتے ہوئے افکار و خیالات کو جدید اسلوب پر وسعت بخشنے کی کوشش کی ہے۔ گفتگو کے نئے ڈھنگ اور نئے سلیقوں کو متعارف کرایا ہے۔ اسی درج بالا منقبت کو دیکھ لیں: فاتحِ مکہ کا مدیح نگار نعت گوئے مظفر طیبہ، قائدِ کاروانِ عشقِ حبیب، ترجمانِ قد آور طیبہ کیسی اچھوتی اور زور دار ترکیب ہیں۔ سیّد عالم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے نئے زاویئے پیش کئے ہیں۔ عشق و سرمستی کا جذبہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کے حدود و قیود اور ادب و آداب کو ملحوظ رکھنے کی راہ دکھائی ہے اور پیغام مصطفیٰ ﷺ عام کرنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے۔ نعتیہ ادب میں فکر کی بلندی کے ساتھ الفاظ کے ذخیروں کو بڑھایا اور موجودہ ذخائر کے معانی کو وسعت دینے کی کوشش کی گئی جس سے اردو ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوا ہے۔ مثال کے طور پر طارقؔ کے کلام سے ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ نظم کا عنوان ہے "منیٰ"۔ یہ دورانِ حج مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد منیٰ میں قیام کی بظاہر ایک منظر کشی ہے لیکن طارقؔ نے منظر کشی کے ساتھ امتِ مسلمہ کو جگہ جگہ رُک کر جو پیغامات دیئے ہیں، اس نے نعت کی افادیت اور مقصدیت میں اضافہ کر دیا ہے۔[۵۴]

ہے سر کوبی شیاطیں کی ضروری شیاطیں بانیانِ فتنہ و شر
منیٰ کے تین شیطانوں کی خاطر چنے میں نے بھی مزدلفہ سے کنکر
ہجومِ خلق بے اندازہ و حصر اِک انسانوں کا متلاطم سمندر
تمازت کی نہ کوئی جس کی حد نہ گھبرایا غلامِ شاہِ کوثر
رسائی تھی ہدف تک گو نہ آساں چلا لیکن خدا کے آسرے پر
عنایت سے خدا و مصطفیٰ کی سہولت ہی سہولت تھی میسر
مسلسل تین دن باعزمِ راسخ لگائی ضرب شیطانوں کے سر پر
انہیں دھتکارا ابراہیم (علیہ السلام) نے جب نظر کے سامنے آیا وہ منظر
حریصِ مرضی و خوشنودیٔ رب خدا کا عبدِ خاص اللہ اکبر
ہوا بیٹے کی قربانی پہ تیار رضا جوئے خدائے پاک و برتر
ارادہ پختہ تھا نیت تھی صادق ملی اس کو رضائے ربِ اکبر
ہوا پیدا اُسی کے خانداں میں خدا کا آخری پیارا پیمبر

وہ جو ہے بدر کا سالار لشکر ادا کی اُس نے بھی سنت خلیلی
منیٰ کی داستاں ایمان پرور یقیں افروز ہے تاریخ اس کی
ادا کی جا رہی ہے باتواتر یہ سنت سینکڑوں سالوں سے اب تک
ہے واضح خوب اربابِ نظر پر رمی کی اور قربانی کی حکمت
شکوہِ اہلِ حق' اللہ اکبر (تعالیٰ اللہ حزب اللہ کی شوکت)
تعالیٰ شانہٗ "یہ پیارا منظر" ہوئی تاریخ اس منظر کی موزوں
۱۴۱۹ھ

پہلا شعر کس قدر ایمان پرور اور فکر انگیز ہے۔ منیٰ کے میدان سے امت مسلمہ کے لیے اس سے بڑا پیغام نشر نہیں ہو سکتا۔ یہ طارق سلطانپوری کی عشقِ رسول ﷺ کی روشنی سے مجلہ فکر' اقبال کے الفاظ میں "دانشِ نورانی" کا کمال ہے۔ آج اسلامی ممالک میں فتنہ و شر کی بھرمار ہے۔ ہمیں اپنے اندر کے شیاطین کی بھی سرکوبی کرنی ہوگی۔ ساتھ ساتھ شاعر حج کے مقصد کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے۔ ارکینِ حج کی ادائیگی محض ایک رسم نہیں ہیں بلکہ ان سے صفائی قلب' بالیدگی روح مقصود ہے' اگر یہ نہیں تو حج ایک سعی لاحاصل ہے اور وقت' مال اور وسائل کی بربادی۔ پھر منظر کشی کا کمال ایک ایک مصرعہ سے ظاہر ہوتا ہے' ملاحظہ ہو

انہیں دھتکار ابراہیم نے جب (علیہ السلام) نظر کے سامنے آیا وہ منظر

شاعر' قاری کو "دورِ ابراہیم" کی سیر کرا دیتا ہے جس کے لیے اقبال نے کہا ہے:
"یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے۔" اور لفظ "دھتکارا" شیطان کے مقابل کس قدر زور آور اور نفرت آگیں استعارہ ہے۔ اسی طرح اس سے قبل والا شعر ملاحظہ کریں، "باعزم راسخ شیاطیں کے سروں پر ضربِ کاری" نفسِ امارہ کو کچلنے کی کیسی اچھی ترغیب و تشویق ہے۔ پھر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے "حریص مرضی و خوشنودیٔ رب" کس قدر پیاری ترکیب و کنایہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے کی قربانی کے صلے میں جو نعمت کبریٰ عطا فرمائی' اسے ربّ کی "رضائے اکبر" کہہ کر نسلِ ابراہیمی میں سیّد عالم ﷺ کی بعثت کی طرف کیا خوبصورت کنایہ ہے۔ پختہ ارادہ اور نیت صادق کی برکات کا ثمرہ "رضائے اکبر" کا حصول قرار دے کر اخلاصِ نیت اور عزم مصمم کی اہمیت کو کس خوبصورتی سے اُجاگر کیا جا رہا ہے۔

دوسری جگہ رمی اور قربانی کی حکمت و فلسفہ کی طرف اشارہ کر کے ''اربابِ نظر'' کو غفلت سے ہوشیار کیا جا رہا ہے۔ غرض کہ اول شعر سے آخر شعر تک یہ نعت مقصدیت سے پُر ہے اور پھر منٰی کے ماحول کی منظر نگاری اس پر مستزاد۔ زیر نظر نعت طارق کی اعلیٰ شعری صلاحیتوں کا اچھا نمونہ، خوبصورت اور بامقصد شاعری کی عمدہ مثال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طارق کے کلام پر لب کشائی کرنا کسی ماہرِ فن کا ہی کام ہے۔ راقم کو اپنی بے بضاعتی کا احساس ہے لہٰذا اس مضمون میں الفاظ و بیان اور تشریح و تعبیر کی کوئی غلطی نظر آئے تو تعجب نہیں۔ راقم مفید مشوروں اور اصلاح کا کھلے دل سے خیر مقدم کرے گا۔

بلاشبہ طارق کا کلام ایسا ہے کہ عصرِ حاضر کے ممتاز نعت گو شعراء کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ طارق مزاجاً نہایت خلیق، منکسر المزاج، درویش صفت انسان ہیں۔ ذکر و فکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ میں ہمہ وقت مستغرق رہنا ان کی زندگی کا شعار ہے۔ طبیعتاً شہرت گریز ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہی نہیں، بلکہ ضرورت ہے کہ طارق سلطانپوری جیسے عظیم وصافِ نبی الکریم ﷺ کی نعتیہ شاعری کی طرف اہلِ علم، ادباء، شعراء اور ناقدینِ فن کی توجہ مبذول کرائیں۔ علمی و ادبی نشستوں کا انعقاد کر کے ان کی نعت گوئی پر تحقیقی مقالے لکھوائے جائیں۔ برصغیر کے مستند شعراء اور ناقدینِ فن سے ان کے مجموعہ کلام پر نقد و نظر اور تبصرے لکھوائے جائیں۔ میٹرک کی سطح سے لے کر جامعات اور کالجز کی سطح تک نصاب میں طارق سلطانپوری کے کلام کو منظور کرایا جائے۔ جامعات میں ان کے مجموعہ کلام پر ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے لکھوائے جائیں۔ جامعات اور تحقیقی اداروں کی جانب سے نعتیہ ادب کے فروغ کے سلسلہ میں طارق کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں اسناد اور تمغے دیئے جائیں۔ ان جیسی شخصیات ملت کا بہت بڑا اثاثہ ہیں۔ ہمیں چاہئیں کہ ہم ان کی قدر کریں۔

بنام آں کہ جاں را فکرت آموخت چراغِ دل بہ نورِ جاں برا فروخت

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا مولانا محمد وعلٰی اٰلہٖ

وازواجہٖ واصحابہٖ وذریاتہٖ والیاء ملتہٖ اجمعین وبارک وسلم

......حواشی وحوالہ جات......

(۱) الاحزاب: ۳۳/ ۵۶ (۲) عبد النعیم عزیزی' ڈاکٹر' اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی' ص: ۹۷ تا ۸۷' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا' کراچی (۳) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: ''اردو کی نشوونما میں صوفیاء کرام کا حصہ'' مصنفہ: مولوی عبد الحق اور ''دکن میں اردو'' مصنفہ: نصیر الدین ہاشمی (وجاہت) (۴) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۲۸۱ تا ۳۰۱' ناشر: اقبال اکیڈمی' لاہور' پاکستان (۵) ایضاً' ص: ۳۰۱ (۶) ملفوظات' مرتبہ: مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں' ص: ۱۶۱ تا ۱۶۳' حصہ دوم' ناشر: فریڈ بک ڈپو' لاہور (۷) احمد رضا خاں۔ حدائقِ بخشش' حصہ سوم' مطبوعہ بدایوں' ص: ۹۳' ۹۴ (۸) محامدِ خاتم النبیین (امیر مینائی)' ص: ۱۱۱ تا ۱۱۳ (۹) ایضاً' ص: ۲۸' ۲۹ (۱۰) ایضاً' ص: ۶۹ (۱۱) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الف۔ شعر الہند' مصنفہ: عبد السلام ندوی' حصہ دوم' ص: ۲۱۱' ۲۱۲، ب۔ لکھنؤ کا دبستانِ شاعری' مصنفہ: ابواللیث صدیقی' ص: ۵۴۵ تا ۵۴۸، ج۔ اردو میں نعتیہ شاعری' مصنفہ: ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق' ص: ۳۲۰' ۳۲۱ (۱۲) کلیاتِ محسن (۱۳) ایضاً (۱۴) ایضاً (۱۵) اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ ہوں: الف۔ اردو کی نعتیہ شاعری' مصنف: ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ب۔ کلیاتِ نعت' مصنف: مولوی محمد حسین، ج۔ کلیاتِ محسن میں اسی قصیدہ کی تشبیب میں ''مناسباتِ کفر'' کے استعمال کے جواز میں کہے گئے اشعار جس کے آخری دو شعر یہ ہیں:

کفر و ظلمت کو کہا کس نے کہ ہے دشمنِ خدا — ے و نغمہ کو لکھا کس نے کہ ہے حسنِ عمل

ہوا مبعوث فقط اس کو مٹانے کے لیے — سیفِ مسلولِ خدا نورِ نبی مرسل (ﷺ)

د۔ ستارہ یا بادبان' مصنفہ: محمد حسن عسکری (۱۶) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۳۹۸' ناشر: اقبال اکیڈمی' لاہور (۱۷) عبد النعیم عزیزی' ڈاکٹر' اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی' ص: ۱۳۲' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۸ء) (۱۸) جوہر شفیع آبادی' ڈاکٹر' حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعرِ نعت' ص: ۶' ۷' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۶ء) (۱۹) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۴۰۸' ۴۰۹' ناشر: اقبال اکیڈمی' لاہور (۱۹۹۰ء) (۲۰) ایضاً' ص: ۴۲۰ (۲۱) جوہر شفیع آبادی' ڈاکٹر' حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعرِ

نعت' ص: ۱۰' ۱۱' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۶ء) (۲۲) عبدالنعیم عزیزی' ڈاکٹر' اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی' ص: ۳۶۳' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۸ء) (۲۳) جوہر شفیع آبادی' ڈاکٹر' حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعرِ نعت' ص: ۷ تا ۱۰' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۶ء) (۲۴) عبدالنعیم عزیزی' ڈاکٹر' اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی' ص: ۶۶۲' ۶۶۳' ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل' کراچی (۲۰۰۸ء) (۲۵) حافظ مظہر الدین کی نعت گوئی کی خوبیاں جاننے کے لیے ان کے مجموعۂ کلام تجلیات' جلوہ گاہ اور بابِ جبرئیل ملاحظہ فرمائیں۔ (وجاہت) (۲۶) ذوقِ نعت (۲۷) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۵۰۸' ناشر: اقبال اکیڈمی (طبع اوّل ۱۹۹۰ء) (۲۸) حدائقِ بخشش' حصہ دوم (۲۹) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ حرمین موسوم بہ ''رابطۂ بخشش''، ص: ۱۶۳، ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' U-128، بازار نگواڑاں' راولپنڈی (۳۰) ایضاً' ص: ۱۹۸ تا ۲۰۰ (۳۱) ایضاً' ص ۱۴ تا ۱۶ (۳۲) حدائقِ بخشش' حصہ دوم (۳۳) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ رضا، ص: ۵۸ ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی (۳۴) ایضاً' ص: ۹۳ (۳۵) ایضاً' ص: ۱۳۶ (۳۶) ایضاً' ص: ۱۳۷ (۳۷) ایضاً' ص: ۱۴۰ (۳۸) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۴۱۳' ناشر: اقبال اکیڈمی' لاہور (۳۹) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ حرمین موسوم بہ ''رابطۂ بخشش''، ص: ۹۰ ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی (۴۰) ایضاً' ص: ۹۵ (۴۱) ایضاً' ص: ۱۰۳ (۴۲) ریاض مجید' ڈاکٹر' اردو میں نعت گوئی' ص: ۴۹۰' ۴۹۱' ناشر: اقبال اکیڈمی' لاہور (۴۳) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: اقبال سہیل' ارمغانِ حرم' ص: ۴۸' ۴۹ (مقدمہ: افتخار اعظمی) (۴۴) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ حرمین موسوم بہ ''رابطۂ بخشش''، ص: ۹۱' ۹۴' ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی (۴۵) حسن رضا بریلوی' ذوقِ نعت (۴۶) ایضاً (۴۷) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ حرمین موسوم بہ ''رابطۂ بخشش''، ص: ۱۰۲' ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی (۴۸) ایضاً' ص: ۱۵۶' ۱۵۷ (۴۹) ایضاً' ص: ۶۸ تا ۷۰ (۵۰) ایضاً' ص: ۱۱۴ تا ۱۱۷ (۵۱) عبدالنعیم عزیزی' اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی' ص: ۲۲۵ تا ۲۵۷ (۵۲) طارق سلطانپوری' تجلیاتِ حرمین موسوم بہ ''رابطۂ بخشش''، ص: ۵۲' ۵۳' ناشر: مکتبہ ضیائیہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی (۵۳) ایضاً۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو: ص: ۱۳۲' ۹۰' ۱۳۷' ۱۳۸' ۱۰۴' ۱۴۴' ۱۰۳ (۵۴) ایضاً ص ۱۷۷

نذرانہ بخدمت......طارق سلطان پوری......

''طارقِ اہلسنّت''

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ☆

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری اہلسنّت کے آسمان شعری صحافت کے درخشاں ستارہ ہیں۔آپ کے قلم وفکر نے اہلسنّت کی کتب اور رسائل کے صفحات کو اپنے اشعار سے مزین کیا ہے۔وہ شعروادب میں خاص مقام رکھتے ہیں۔خصوصاً تاریخ گوئی اور مادہ تاریخ کے استخراج میں کمال رکھتے ہیں۔یہ فن اگرچہ ان دنوں زوال پذیر ہے اور ادبی حلقوں میں خال خال اہل قلم موجود ہیں جو اپنے اسلاف کے ''طریقہ استخراج تاریخ'' کی یادوں کو تازہ رکھے ہوئے ہیں۔مگر حضرت طارق سلطانپوری ''طارق اہلسنّت'' کی حیثیت سے اپنے قلم وفکر کی ضیائیں پھیلانے میں معروف ہیں۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ان کی تمام تصانیف کے نام سال تصنیف کی غمازی کرتے ہیں۔اور سابقہ صدی کے اہل علم وفضل نے آپ کی تاریخ گوئی کو تسلیم کیا ہے۔حضرت طارق سلطانپوری نے جہاں مختلف مواقع پر تاریخ گوئی کے جوہر دکھائے ہیں وہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تتبع میں دنیاء اہل سنت میں چھپنے والی کتابوں اور رسائل کے صفحات کو اپنی تاریخ گوئی سے خصوصی طور پر نوازا ہے۔آج پاکستان میں شاید ہی کوئی کتاب ہوگی جس کے اولین صفحات پر طارق سلطان پوری کا مادہ تاریخ خوبصورت نظم میں نہ ملتا ہو۔

ایک زمانہ تھا ہم طارق سلطان پوری سے ناآشنا تھے۔نہ ان کے نام سے واقف نہ ان کے مقام سے واقف۔مگر جب ان کا شعر سامنے آتے تو دل میں خیال آتا ان سے ملیں۔مولانا ضیاء اللہ قادری مرحوم سے ایک دن پوچھا ''یہ طارق سلطان پوری کون ہیں؟'' فرمانے لگے ''طارق سلطان پوری'' ہیں۔پتا دریافت کیا تو فرمانے لگے۔پتا تو مجھے بھی معلوم نہیں مگر

☆ بزرگ عالم ومصنف، مدیر ''جہان رضا'' لاہور مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

042-37213560, 0300-4235658

آپ طارق سلطان پوری حسن ابدال لکھ دیں۔ ہم نے خط لکھا۔ تو واقعی جواب آیا۔ دل خوش ہو گیا۔ اس کے بعد جب کبھی دروازہ کھٹکھٹایا ''لبیک'' کی آواز آئی۔ جناب طارق سلطان پوری احباب کے خطوں کے جواب دینے میں اتنے مستعد ہیں کہ کئی بار تو یوں محسوس ہوا کہ خط لکھنے سے پہلے جواب آ گیا غالباً ''رجال الغیب'' ان کی مدد کرتے ہیں۔

''جہان رضا'' اعلیٰ حضرت کے افکار کا ترجمان ہے۔ انہیں رسالہ بھیجا تو انہیں پسند آیا۔ اس بعد آپ جہان رضا کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے۔ انہیں اعلیٰ حضرت سے جو عقیدت ملی تھی۔ اس کا کچھ حصہ ''جہان رضا'' کے صفحات کو عطاء کرتے۔ آپ بڑے خوش خط، خوش قلم اور خوش نویس ہیں۔ بعض دفعہ دل چاہتا کہ ان کی نظم ان کے خط ہی میں چھپے۔ ایک بار گذارش کی کہ اگر ''جہان رضا'' کا ایک مکمل شمارہ آپ کے فکر و قلم کا شاہکار بن کر سامنے آئے۔ تو قارئین ''جہان رضا'' خوش ہو جائیں گے۔ اگرچہ ان کے اشعار تاریخ گوئی کے شاہکار، استخراج مادہ ہائے تاریخ، کے فنی اشعار کا شمار حساب و کتاب سے باہر ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقات پر انہوں نے جو لکھا ہے۔ وہ کسی دوسرے شاعر کو نصیب نہیں ہوا۔

ہم نے کئی بار ارادہ کیا کہ اس فاضل یگانہ کی ''تاریخ گوئی'' پر جہان رضا کا ایک مستقل نمبر شائع کیا جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ ہم اپنی محدود معلومات کی وجہ سے ان کی تاریخ گوئی کا احاطہ نہیں کر سکے۔ مگر ان کے ایک شناسا نے بتایا کہ آپ نے ساٹھ ہزار سے زائد مادہ ہائے تاریخ لکھے ہیں۔

خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو!

طارق سلطان پوری ایک سادہ انسان ہیں۔ زندگی بنک کی ملازمت میں گزاری مگر بینکر ہونے کے باوجود علماء کرام کی مجالس کو اپنایا اولیاء و مشائخ کی محافل کو وقت دیا۔ اہل علم کی صحبتیں میسر رہیں۔ اہل قلم سے شناسائی رہی۔ اہل محبت سے آشنائی رہی۔ بعض اوقات خیال آتا ہے کہ آپ کو غالباً ''رجال الغیب'' سے بھی شناسائی رہتی ہے۔

گہے بازاہدان غم خوار بودہ گہے باممہ وشاں دلشاد بودہ
گہے در مجلسِ ارباب ہوشاں گہے در محفل بادہ فروشاں
گہے بر پشت پائے خود نہ بیند گہے بر ''طارق'' اعلیٰ نشیند

محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری کی علمی خدمات پر بھرپور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ اہل علم کو معلوم ہو کہ ایک گوشہ نشین درویش صفت شاعر "تواریخ گوئی" کے کتنی موتی بکھیرتا رہا ہے۔ سیّد محمد عبد اللہ قادری ایک محقق دانشور ہیں۔ انہوں نے از خود از راہ عقیدت طارق سلطان پوری پر لکھنے کا آغاز کیا۔ وہ طارق سلطان پوری کے نہایت قریبی دوست ہیں۔ اور ایک طویل عرصہ تک ان کے کلام اور رشحات قلم سے محظوظ ہوتے رہے ہیں۔ وہ قابل صد ستائش ہیں کہ انہیں بذات خود طارق سلطان پوری کے احباب سے رابطے کرنے کی ہمت ہوئی اور ایک خوبصورت کتاب مرتب کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہم طارق سلطان پوری کے علوم و فنون پر محققانہ کام تو نہیں کر سکے۔ مگر یہ دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان سکالر نے حضرت علامۃ العصر و فہامۃ الفن کی علمی خدمات کو بڑی خوبصورتی سے کتابی انداز میں جمع کر دیا ہے۔ اور اہل ذوق حضرات کو دعوت مطالعہ دی ہے۔

سفیرِ کتاب صوفی محمد مقصود حسین قادری اویسی ☆

چونکہ میں حضرت فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں کثرت سے حاضر رہنے کا شرف رکھتا ہوں میں نے ہر دو بزرگوں کی مجلس شریفہ میں حضرت طارق سلطانپوری کا ذکر خیر کثرت سے سنا میں نے ہر دو بزرگوں کو جناب سلطانپوری صاحب کی گراں قدر خدمات کا انتہائی معترف اور قدر دان پایا۔ وہ اکثر انہیں اپنے مکاتیب بھی ارسال کرتے تھے۔ میں حضرت مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لئے "جہانِ امام ربانی" کا ایک مکمل سیٹ بڑی محبت سے عطا فرمایا جو میں نے آپ کے ہاں حسن ابدال حاضر ہو کر پیش کیا اور دُعائیں لیں۔ کراچی تشریف لانے پر آپ میرے غریب خانے پر بھی تشریف لائے اور میری شدید خواہش پر قیام کا شرف بھی بخشا۔ اس کے علاوہ مجھے تین مرتبہ حسن ابدال اور دو مرتبہ راولپنڈی میں ان سے ملاقات کا اعزاز ملا۔ میں نے ہر مرتبہ انہیں شفیق، مہربان اور کریم پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے اور ان کے فیض کو عام کرے۔

☆ بانی: فیض رضا پبلی کیشنز، گلبرگ کراچی .... مفت کتابیں تقسیم کرنے کے شائق بے لوث دینی کارکن 021-6369684, 0300-2052869

الطارق النجم الثاقب

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ محمد آصف ہزاروی ☆

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

"والسمآء والطارق وما ادرک ماالطارق النجم الثاقب"

قرآن مجید کی سورہ ۸۶ میں ارشاد ربانی ہے کہ "آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارہ" سورۂ الطارق کے شان نزول کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ابو طالب نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں کھانا اور دودھ پیش کیا۔ آپ ﷺ اسے تناول فرما رہے تھے کہ ایک تارا ٹوٹا اور تمام فضا روشن ہوئی آگ پھیلی حضرت ابو طالب گھبرا گئے اور سوال کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ستارے سے شیطان کو مارا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے حضرت ابو طالب یہ سن کر حیران و پریشان ہوئے اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

طارق کے معنی ستارہ ہے جو رات کو طلوع ہوتا ہے اور اسے نجم الثاقب کہا گیا ہے جس کے معنی وہ ستارہ جو سب ستاروں سے بلند ہو۔ لغت کی کتب میں اس معنی کے علاوہ الطارق جمع طراق و الطراق کے معنی صبح کا ستارہ بھی لکھے ہیں اس تمہید سے مراد یہ ہے کہ طارق وہ ستارہ ہے جو روشن اور چمکنے والا ہے' رات کی تاریکی میں چمکتا ہے تو رات روشن ہو جاتی ہے۔

ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری گلستان اہل سنت کی بہار' شعر و سخن کا نجم الثاقب اور فن تاریخ گوئی کا طارق بلکہ عصر حاضر میں تاریخی مادوں کے استخراج کے امام ہیں۔ آپ کو تاریخی مادے نکالنے میں حیرت انگیز ملکہ حاصل ہے۔ اہل سنت کے ہاں شائع ہونے والے کتب و سائل کے قارئین کو اکثر آپ کی لکھی ہوئی مناقب پڑھنے کو ملتی ہیں۔ تاریخی مادوں کا استخراج ایک مشکل فن ہے پھر قرآنی آیات کریمہ اور

☆ پرنسپل: گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات

پوسٹ ایڈریس: ہزاروی ہاؤس مہر آباد وزیر آباد 0300-6256500

احادیث مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہوئی تاریخ گوئی میں جو حیرت انگیز اور روز افزوں استعداد حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ اپنے فن کمال سے اہلسنت کے لٹریچر کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔

راقم الحروف اپنے زمانہ طالب علمی (پنجاب یونیورسٹی ۸۴۔۱۹۸۶ء) کے دوران طارق سلطانپوری کے نام سے روشناس ہوا اکثر رسائل میں آپ کی لکھی ہوئی نعتیں اور منقبتیں پڑھنے کا اتفاق ہوتا لیکن مولانا طارق سلطان پوری سے براہ راست رابطہ اپنے ماموں حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام محبوب سبحانی ہزاروی خطیب مرکزی جامع مسجد غوثیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال کے ذریعہ ہوا۔ آپ کا آبائی گاؤں حسن ابدال کے قریب سلطان پورہ ہے جو کہ صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد باؤنڈری لائن پر واقع ہے۔ یوں راقم الحروف کو آپ کے ساتھ ظاہری روحانی اور علمی تعلق ہے۔ ظاہری تعلق اس لحاظ سے ہے کہ میرے آبائی گاؤں چھبہ پنڈا اور مولانا طارق سلطان پوری کے گاؤں سلطان پورہ کے درمیان بہت کم فاصلہ ہے اور سب سے بڑا روحانی تعلق یہ ہے کہ ہم دونوں کے شیخ طریقت صدر بزم خوباں مرکز جود وسخا' امیر کاروان ولایت آفتاب شریعت ماہتاب طریقت سلطان العارفین محبوب الٰہی حضور سید خواجہ غلام محی الدین شاہ گیلانی قادری قدس سرہ العزیز آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف ہیں اور باہمی طور پر علمی تعلق یہ ہے کہ میں نے جب بھی آپ سے کسی منقبت قطعہ تاریخ وغیرہ کیلئے رابطہ کیا آپ نے فوراً مثبت جواب دیا میری کئی ایک کتب کے آپ نے قطعات تاریخ سال طباعت لکھے یہاں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دیگر شعراء اہل سنت سے بھی رابطہ کیا جاتا ہے ان کی طرف سے تو ایک ہی منقبت اور قطعہ تاریخ وصول ہوتا ہے مگر عبدالقیوم خاں محمد طارق سلطانپوری کے ہاں یہ انفرادیت ہے کہ آپ کمال علمی حسن سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے متعدد قطعات اور مناقب ارسال کرتے ہیں۔

حجۃ الکاملین' کاشف رموز حقیقت' رئیس العلماء والمشائخ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق خواجہ محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی قادری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات جو راقم الحروف نے "فیضان شیخ القرآن" کے نام سے لکھی ہے جناب طارق سلطانپوری صاحب نے متعدد مناقب' قرآنی مادہ ہائے تاریخ سال وصال بعنوان "ماہ و سال کے آئینہ میں" کے عنوان سے

حیات حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک سال کے حساب سے اور اساتذہ کرام کے ناموں کی مناسبت سے مادہ ہائے تاریخ لکھے ہیں۔

قرآنی مادہ ہائے تاریخ وصال

"یذکرون اللہ قیما و قعودا"

۱۳۹۰ھ

"اصحب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون"

۱۳۹۰ھ

(آل عمران)

انی فضلتکم علی العلمین بحق حبیب اللہ

۱۹۷۰ء

"اوج جاوداں" انی متوفیک ورافعک الی و مطھرک

۷۵ ۱۳۱۵=۱۳۹۰ھ

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے لوح مزار کے کیلئے آپ نے یوں لکھا کہ اُس میں سال ولادت عمر بحساب ہجری وعیسوی سال اور سال وصال کا تذکرہ ہے۔

اس قبر میں وہ سراج حق ہے مستور
تھی بزم کہ زمانہ جس سے پرنور
فیضان صراط حبیب اللہ پیدائش
۱۳۲۹
چھبہ پنڈ ہزارہ ہے جائے ظہور
تھی "موج ہدا" حیات مرد مومن
۵۹
تھی عمر شریف اُس کی "طلب بطحا"
۶۱
کی اُس نے مثالی خدمت دین حضور

رحلت کا سال اُس نقیب حق کا
آواز عشق محمد عبد الغفور

۱۹۷۰

آوازہ فضلتکم سے ظاہر طارق
ہے نیز سن وصال مداح حضور

راقم الحروف نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر قاسم الیل صائم النہار حضرت ابو المعانی مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات بعنوان "تذکرہ عارف ربانی" لکھی مولانا طارق سلطانپوری صاحب نے منقبت' قطعہ تاریخ وصال' قرآنی مادہ ہائے تاریخ وصال اور کتاب کا قطعہ تاریخ طباعت لکھے قارئین کرام کیلئے قارئین کرام کیلئے ذیل میں لکھ رہا ہوں پڑھیے اور طارق سلطانپوری کے کمال فن علم کی داد دیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس قدر علوم و معارف کے خزانے عطا کیے ہیں۔

وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین

۱۹۷۸ء

اک پیکر خوب علم و عرفاں و عمل کا ولدادہ حق' عاشق سلطان مدینہ
اس مجمع افضال کی ترحیل کی طارق تاریخ کہی "چشمہ فیضان مدینہ"

۱۳۹۸ھ

کتاب تذکرہ عارف ربانی کا سال اشاعت

جاوداں تذکرہ عارف ربانی

۲۰۰۴ء

مجلس فیضان عارف

۱۴۲۵ھ

یہ ہے آصف ہزاروی کی کتاب مرحبا اس کی جلوہ سامانی
اک مرد خدا کی سیرت کی اس کے صفحات پر ہے تابانی
اس کا مرشد جو گولڑہ کا ہے مہر آفاق فقر لاثانی

بھائی اس کا ابوالحقائق ہے آشنائے رموز قرآنی
اس کتاب مبیں سے ظاہر ہے اس کا اوج و کمال روحانی
اس مبارک کتاب کی تاریخ کہی "کامل غلام ربانی"

راقم الحروف کی والدہ ماجدہ کے وصال پر لکھی گئی منقبت کے چند اشعار اس طرح ہیں۔

عطا حق تعالیٰ سے جس کو ہوئے علوم و فنون قدیم و جدید
وہ تھی اس قبیلے کی ممتاز فرد جو ہے جلوہ گاہ رجال رشید
مکرم پدر اس حق اندیش کے غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جلیل و سعید
عم محترم اس کے عبد الغفور خطابت میں علم و عمل میں وحید
دلم گشت افسردہ و غم زدہ صدائے وفاتش بہ گوشم رسید
سر آہ سے اُس کا طارق کہو سن مرگ "مغفورہ الجید"
۱۴۱۹=۱۴۲۰ھ
ا

وہ دیکھے مشرقین روضہ خلد وہ پائے مغربین باغ فردوس
وفات مادر آصف کی تاریخ کہی طارق نے "زین باغ فردوس"
۱۴۲۰

افق ولایت کے مہر درخشاں، معرفت مشرق کے نیر تاباں واقف اسرار لامتناہی حضرت خواجہ گوہر الدین احمد چشتی اویسی قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات راقم الحروف نے فیضان گوہر کے نام سے شائع کی اس کتاب پر طارق سلطانپوری کے لکھے ہوئے چند قطعات تاریخ طباعت کچھ اس طرح ہیں۔

①

ڈاکٹر آصف ہے معروف جہان علم و فکر
کچھ میرے رسمی تعارف کی اسے حاجت نہیں
اس کے تحقیقی مقالات و کتب سے ہے عیاں
شیخ قرآن گاہے وہ علمی و فکری جانشین

اس کتاب خوب میں ہے تذکرہ اُس کا جو تھا
کان حق کا گوہر تابندہ و در ثمیں
اس کتاب ذوق افزا کو سراہیں گے ضرور
ہے ولائے اولیاء جن کے دلوں میں جاگزیں
مرحبا اس کی طباعت کا نکل آیا ہے سال
جب کہا دو بار طارق نے ''کتاب گوہریں''

۱۴ء+۱۴ء=۱۴۲۸

۲

کبھی بھی محفل ارض و سما میں — عباد حق کا ختم ہوتا نہیں ذکر
زبان خلق پر رہتا ہے جاری — یہ شیریں مثال انگبیں ذکر
قلم سے ڈاکٹر صاحب کے لاریب — یہ طرز خوب تر ہے بہترین ذکر
کتاب خوب جس کے ہر ورق پر — ہے جلوہ بار گوہر کا حسیں ذکر
کہا سال طباعت اس کا طارق — یہ ''دین آمیز و حیرت آفریں ذکر''

۲۰۰۷ء

۳

کتاب دل افروز پر کیف سے ہے — بخوبی عیاں عظمت شان گوہر
خوشی سے طباعت کی تاریخ طارق — رقم میں نے کی ''نور فیضان گوہر''

۱۴۲۸

۴

اس کتاب ڈاکٹر آصف میں ہے — پیکر صدق و صفا کا تذکرہ
سال یوں اس کی کتابت کا کہا — ''اچھا دل آویز اُجلا تذکرہ''

۱۴۲۸ھ

۵

پسندیدہ ہے اہل حق کا موضوع — ابھی تک ندرت فیضان گوہر

یہ کار خوب آصف اس کی تاریخ "حصار وسعت فیضان گوہر"

۲۰۰۷ء

مولانا عبدالقیوم طارق سلطانپوری کا شمار عصر حاضر کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے ان کی نعتیں جہاں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں وہاں وہ بھتی طارق وہ ستارہ جس سے شیاطین کو بھگایا جاتا ہے اس لحاظ سے دیکھیں تو وہ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرۃ العزیز کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی نعتوں کے ذریعے عقائد اہل سنت کا اظہار کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ لوگوں کے باطل اور ناپاک عزائم کی خوب مذمت کرتے ہیں اپنے سفرنامہ حج کو انہوں نے "تجلیات حرمین" کے نام سے شائع کیا ہے مکۃ المکرمہ اور مدینہ طیبہ اور دیگر وہ تمام مقامات طیبہ جہاں جہاں سے سرکار دو عالم ﷺ کا گذر ہوا ان مقامات کا تذکرہ اپنے اشعار میں کرتے ہوئے اہل نجد کی ان خباثتوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کے ذریعہ وہ نبی اکرم ﷺ آپ کے صحابہ واہل بیت اطہار کے آثار کو مٹانے کے لئے دن رات سرگرم عمل میں مثلاً آپ ﷺ کے مکان ولادت پاک کے متعلق یوں اظہار کیا؟

نہایت واجب التعظیم ہے یہ مقام عزت و تکریم ہے یہ
تجلی گاہ خورشید رسالت یہ ہے سرکار کی جائے ولادت
محبان نبی کا دل حزیں ہے مناسب احترام اس کا نہیں ہے
ادب ناآشنا ہیں مصطفیٰ ﷺ کے خدائے گھر میں کچھ بندے خدا کے
مگر پھر بھی ہیں مومن اور موحد پسند ان کو نہیں توقیر احمد
خرابی ہی خرابی ہی خرابی عزازیلی ہے یہ وحدت مآبی
ترحم یا نبی کل ترحم کرم اے افتخار نوح و آدم

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کے ہزاروں لاکھوں فضائل و کمالات سے علماء مشائخ واقف ہیں لیکن آپ کے دو قابل ذکر کمالات ایسے ہیں جن سے ہر کوئی آشنا ہے ایک آپ کا ترجمہ قرآن مجید "کنزالایمان" اور دوسرا اسلام رضا "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پوری دنیا میں بھی شاید ہی کوئی ایسا شہر ہو جہاں نبی اکرم ﷺ

کے غلام امتی موجود ہوں اور وہ وہاں ہر یہ سلام نہ پڑھتے ہوں۔ جناب طارق سلطانپوری صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے سلام رضا کی تضمین پر لب کشائی کی ہے اور کیا خوب سے خوب کی ہے پھر ایک بار انہیں دو بار کی ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر آج تک پیدا ہونے والے تمام شعراء کرام پر آپ کو یہ ایک نمایاں انفرادیت حاصل ہو گئی ہے سلام رضا کے ایک ایک شعر پہ تضمین نگاری کا آپ نے حق ادا کر دیا ہے انشاء اللہ العزیز آنے والے دور میں جناب طارق سلطان پوری کے اس کمال سخن پر ایم فل پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جائیں گے۔

بڑی ناسپاسی ہو گی اگر آخر میں حضرت مولانا سید محمد عبد اللہ قادری صاحب مدظلہ العالی کا تذکرہ نہ کیا جائے جنہوں نے حضرت مولانا محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری کی حیات میں ہی ان کی سوانح عمری لکھنے اور خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے کتاب شائع کرنے کی سعی کی ہے ہمارے ہاں اہل سنت میں بڑی بڑی جلیل القدر شخصیات گذریں ان کو جس انداز سے اُن کی زندگی میں خراج تحسین پیش کرنے کی ضرورت تھی اس طرف کسی نے توجہ نہ دی ضرورت اس امر کی ہے ایسی شخصیات جو ہماری ملت کا عظیم سرمایہ ہیں ان کی عزت افزائی اور ان کی قدر کی جائے۔

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

ہمارے کرم فرما جناب طارق سلطانپوری مدظلہ العالی جو بلند پایہ اور کہنہ مشق شاعر ہیں۔ زیر نظر تضمین اُن کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ میں نے اُس کا حرف حرف پڑھا ہے اور مجھے از حد پسند آئی ہے۔ بعض بند تو ایسے خوب صورت ہیں کہ دل بے اختیار عش عش کر اُٹھتا ہے صحت اجازت دیتی تو کئی شواہد پیش کرتا فی الحال تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سلامی (طارق صاحب) کو اس ہدیۂ سلام پر سلام کرتا ہوں۔ میری دعا ہے ربّ السلام اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اعلیٰ حضرت کے سلام کی طرح اس تضمین کو قبول فرمائے اور قبول عام کا شرف بخشے آمین۔

قولِ صادق

حضرت علامہ پیر ابوداؤد محمد صادق رضوی مدظلہ ☆

شاعر اہل سنت نازش ملک و ملت جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب (حسن ابدال) کا اسم گرامی قارئین "رضائے مصطفٰے" کو زبانی یاد ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ اس جریدۂ حمیدہ میں آپ کا مخلصانہ محققانہ ادیبانہ شاعرانہ کلام عموماً شائع ہوتا رہتا ہے اور یہ ان کا خصوصی جوہر ہے کہ وہ اپنے کلام میں بحساب ابجد تاریخ ضرور رقم کرتے ہیں اور یہ شرف بہت کم ہی نصیب ہوتا ہے ہر کسی شاعر کے بس کی بات نہیں۔ جب وہ اپنے کلام سے مادۂ تاریخ نکالتے ہیں تو اکثر پڑھنے والے حضرات حیران رہ جاتے ہیں اور یہ ایک ان کی انفرادی صلاحیت ہے۔ مضمون نثر میں ہو یا نظم میں اس سے مادۂ تاریخ اخذ کرنا لائق صد تحسین ہوتا ہے۔ طارق سلطانپوری کسی شخصیت پر لکھ رہے ہوں یا کسی تہوار پر، کسی واقعہ کو بیان کر رہے ہوں یا کسی خاص تقریب کی نشاندہی...... جب وہ اس میں تاریخ کا رنگ بھرتے ہیں تو خواہ مخواہ واہ واہ زبان پر آجاتا ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ کریم انہیں صحت و سلامتی کی دولت سے ہمیشہ سرفراز رکھے اور ہم ان کی نئی نئی ادبی سرگرمیوں سے بہرور ہوتے ہیں۔

☆ ان کی فی البدیہہ شاعری کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

جہانِ علم و قرطاس و قلم میں...... "رضائے مصطفٰے" کا ہے بڑا نام
ابوداؤد حضرت اس کے بانی...... بلند ہمت بزرگ اہل اسلام
خوشی کا وقت ہے، فرمایا طارق...... سروش غیب نے، با فرحت نام
یہ ہے شانِ سوادِ استقامت...... نہیں ہر مدعی کے بس کا یہ کام

۱۴۲۴ھ

جناب ملک محمد محبوب الرسول قادری صاحب (مدیر سوئے حجاز لاہور) کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ایسی محبوب شخصیات کی دینی، ملی خدمات جلیلہ کو اجاگر کرتے رہتے ہیں اور عموماً اپنے جریدہ کے علاوہ پمفلٹوں کی شکل میں انٹرویوز شائع کر کے تاریخ کا حصہ بنا کر انہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ بنا دیتے ہیں رب کریم ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبول بخشے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آخر میں ان سے التماس ہے کہ فوٹو بازی سے لازمی اجتناب کیا کریں۔ (محررہ محمد حنیف نیازی ایڈیٹر ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ)

☆ بزرگ عالم دین و شیخ طریقت، خلیفہ مجاز حضرت مفتی اعظم ہند و محدث اعظم پاکستان
055-4217986, 055-4220893, 0333-8159523

محترم طارق سلطان پوری...... ایک قادر الکلام شاعر

شیخ الحدیث مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری ☆

سرکار ابد قرار ﷺ کی نعت گوئی بہت بڑی سعادت ہے' یہ سعادت جو دراصل عبادت ہے' خوش بختوں ہی کے حصہ میں آتی ہے...... نعت گوئی صرف الفاظ کی درو بندش کا نام نہیں' بلکہ اس کے لیے وسیع مطالعہ کے علاوہ حضور ﷺ کی محبت' آپ کے حسن و جمال کے تصور' آپ کی نسبتوں کے احترام اور آپ کے شہر' قریۂ محبت مدینہ طیبہ کی حاضری کی لگن اور تڑپ بھی ضروری ہے...... گویا نعت گو مسلسل تصور محبوب میں گم رہ کر حضوری کے مزے لیتا ہے۔

اگرچہ عہد حاضر نعت کا عہد ہے اور بہت سے شاعر نعت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں مگر دیکھا جائے تو معدودے چند افراد ہی ایسے ہوں گے جنھیں نعت گوئی کے آداب اور اس کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھنے میں کامیابی نصیب ہوئی...... محترم طارق سلطان پوری کا شمار بھی انھی ارباب بخت رسا میں ہوتا ہے۔

محترم طارق سلطان پوری غزل کے راستے سے نعت گوئی کے میدان میں اترے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے' انھوں نے اپنی زندگی مدح سرکار کے لیے وقف کر دی ہے' وہ محبت مصطفیٰ سے سرشار اور آداب نعت کے قرینوں سے واقف ہیں...... ان کے کلام میں ادبی چاشنی' سلاست و روانی' تلمیحات و استعارات کی فراوانی' چست اور برمحل بندشیں' ردیف و قافیہ کی ندرت ایسی گوناگوں خوبیاں یکجا ہو گئی ہیں۔

حسن و جمال محبوب خدا' آپ ﷺ کی محبت' اتباع نبوی' سیرت طیبہ' حاضریٔ مدینہ کی طلب اور تڑپ ان کی نعتوں کے بنیادی موضوعات ہیں' انھیں حج اور حاضریٔ مدینہ کی سعادت نصیب ہوئی تو اپنے تاثرات و مشاہدات کو نظم کر کے نعتیہ سفرنامہ تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا...... تضمین نگاری ایک مشکل فن ہے اور اعلیٰ حضرت ایسے نابغہ عصر کے علمی' ادبی اور

☆ شیخ طریقت، مصنف، محقق، شاعر، ادیب اور مدیر ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور شریف
ایڈریس: دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ 0300-4321088

فاضلانہ سلام پر تضمین جوئے شیر لانے کے مترادف ہے...... یہی وجہ ہے کہ مکمل سلام رضا پر تضمین نگاری کی سعادت بہت کم شاعروں کے حصے میں آئی' مگر طارق سلطان پوری نے مکمل سلام رضا پر ایک ہی نہیں بلکہ دو تضمینیں کر کے علمی و ادبی حلقوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

تاریخ گوئی ایک عمدہ فن ہے' جس کا سلف صالحین میں عام رواج تھا' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو اس پر بہت عبور تھا' ان کی ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل میں سے اکثر وبیش تر کے نام تاریخی ہیں...... افسوس یہ فن بھی ناپید ہوتا جا رہا ہے مگر طارق سلطان پوری لائق صد تبریک ہیں کہ انہوں نے اس فن کی لاج رکھی...... میری نظر میں وہ فی الوقت اس فن کے استاذ اور امام ہیں...... اشاعت کتب' شخصیات اور سوانح ارتحال پر وہ جس برق رفتاری کے ساتھ تاریخی قطعات اور مادوں کی تخریج کرتے ہیں' وہ ان کی فن پر مکمل گرفت اور مہارت تامہ کی بین دلیل ہے...... ان کے تخریج کردہ مادہائے تاریخ پڑھ کر بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآنی آیات اور دینی ادب پر ان کی گہری نظر ہے۔

نعت' منقبت' نظم' غزل اور تاریخ گوئی میں یکہ و طاق محترم طارق سلطان پوری کے فن پر کچھ لکھنا' اس کی گہرائی اور گیرائی معلوم کرنا تو ظاہر ہے' اساتذہ فن کا حق ہے' تاہم یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ وہ عہد حاضر کے ممتاز نامور اور قادر الکلام شاعر ہیں' جن کا دل حب رسول' حب اہل بیت عظام' حب صحابہ کرام اور عقیدت اولیاء و اصفیاء و علماء سے مملو ہے' مزید براں وہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار' یاروں کے یار اور صاحب درد انسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ عمر خضر سے نوازے' فن کی آب یاری کی مزید توفیق بخشے اور ان کے نعتیہ کلام کو بارگاہ مصطفوی ﷺ میں تقرب کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیه و علی آله و صحبه اجمعین

یکجائیِ فنون

حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی ☆

اِک زمانہ تھا جب اہلِ سخن اپنی شاعری میں تاریخ گوئی کو ممتاز مقام دیتے اور پُر خار وادیوں سے گزر کر بھی شاعری کا حُسن قائم رکھتے تھے۔

فتّو نامی طوائف نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس کا قطعۂ تاریخ لکھنے کے لیے علامہ فضلِ حق خیر آبادیؒ کی خدمت میں درخواست کی، تو آپ نے درج ذیل قطعہ لکھ کر اُسے شاعری اور تاریخ گوئی کا شاہکار بنا دیا کہ

زکسپ خاص مسجد ساخت فتّو به محرابش دخولِ خاص و عام است
قلم برداشتم چوں بہر تحریر ندا آمد کہ ایں بیت الحرام است

وقت نے ایسی کروٹ لی کہ دُنیائے شعر و ادب ویران ہو گئی اور تاریخ گوئی بھی یکسر ناپید ہو گئی البتہ نوشاہی خاندان اس روایت کا امین قرار پایا۔

نابغۂ عصر حکیم محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اس فن پر کامل عبور رکھتے تھے مگر شاعر نہ ہونے کی وجہ سے استخراجِ تاریخ کے باوجود اُسے شعری قالب میں ڈھالنے کے لیے وہ کسی شاعر کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ یوں شاعری کا دامن تاریخ گوئی کے اعزاز سے محروم ہوتا چلا گیا۔ اور گنتی کے لوگ رہ گئے جو بیک وقت شاعری اور تاریخ گوئی پر قدرت رکھتے تھے۔

عہد موجود میں جناب طارق سلطانپوری ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے ہاں متذکرہ بالا ہر دو فنون کی یکجائی ہے۔ تاریخ گوئی، ژرف نگاہی اور دقیقہ سنجی کا مطالبہ کرتی ہے جو جنابِ طارق سُلطانپوری کے ہاں پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اُن کے فکر کی رسائیوں کا یہ عالم ہے کہ معانی و مفاہیم کی گہرائیوں میں غواصی کرتے ہوئے ایسے ایسے گوہرِ آبدار معنۂ شہود پر لے آتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔

☆ شاعر، ادیب، قلمکار، سجادہ نشین: گڑھی شریف ضلع رحیم یار خان 0300-9411696

اس سب کچھ کے باوجود اُن کا عجز و انکسار دیکھ کر مجھے انگریز مفکر کا وہ قول یاد آ جاتا ہے کہ! ''شاعری اظہارِ ذات کا نام نہیں ذات سے فرار کا نام ہے''

اُن کے کلام میں تنوع بھی ہے بہت سی نامور شخصیات کے مناقب بڑی بے تکلفی کے ساتھ لکھتے چلے جاتے ہیں۔ خلفاءِ راشدین، سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مناقب انتہائی عقیدت و محبت کا پیکر ہیں انہوں نے جہاں علامہ اقبال اور قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے وہاں وہ اپنے شہر حسن ابدال کے لئے شہرِ ابدالاں کے عنوان سے ایک طویل دورانیے میں رطب اللساں نظر آتے ہیں لیکن اُن کا اصل اور معتبر حوالہ نعت کا ہے جو اس محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غماز ہے جسے وہ اپنا سرمایۂ حیات اور توشۂ آخرت سمجھتے ہیں یقیناً عشق کہ خونِ جگر کے بغیر رقم نہیں کی جا سکتی جسے وہ برجستگی، عمدگی اور شُستگی کے ساتھ لکھتے ہیں۔

اُن کے کلام میں بادۂ عرفان کی ابدی سرمستی و سرور کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے یوں انہوں نے نعت نگاری اور تاریخ گوئی کی معتبر اور معجز نما روایات کے امین ہونے کا سہرا اپنے سر سجالیا ہے۔ وہ شعراء کی ایسی نمائندہ شخصیت ہیں جو شاعر ہی نہیں عقیدتوں کے پاسبان بھی ہیں۔ انہیں تاریخ گوئی کے گراں قدر فن اور شاعری کا کما حقہٗ ادراک حاصل ہے۔ ان تمام تر محاسن کے علاوہ وہ ایک بہترین با اخلاق اور منکسر المزاج انسان ہیں۔ شہیر شاعر ہونے کے باوجود اُن کے ہاں کوئی تکلف نہیں ہے وہ انتہائی سادہ مزاج نرم گفتار اور وضع دار سخنور ہیں انہیں دیکھ کر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔

للہ درّ القائل!

''سچ پوچھیے تو حُسن کا زیور ہے سادگی''

سورۂ والضحیٰ کا منظوم ترجمہ بھی اُن کی شاعری کے کمالات میں شامل ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ بیت سے والہانہ محبت ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ جناب طارق صاحب بھی اس میدان میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں لیکن انہوں نے سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کی منقبت میں آشوبِ امت کو بھی بڑی دردمندی کے ساتھ سمو دیا ہے، ملاحظہ!

طارقؔ یہ دور بھی نہیں کچھ کربلا سے کم ہر روز بڑھ رہی ہے ضرورت حُسینؓ کی

اس کی علاوہ بھی مناقب کے اشعار رُوح پرور اور لائقِ تقلید عقیدت سے لبریز ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جن کی وجہ سے تاریخ گوئی کا بھرم قائم ہے۔

بحضور سرورِ کونین ﷺ یوں عقیدت گذار ہیں۔

جہانِ حُسن و خوبی میں مسلّم اُس کی یکتائی وہ دیدہ زیب پیکر شاہکار دستِ قدرت ہے

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

کلیمِ طورِ عرفاں شاہبازِ اوجِ روحانی زعیمِ فقر، مخدومِ جہاں، محبوبِ سُبحانی

O

رُخِ پُر نور تیرا مطلعِ انوارِ ربانی دلِ بیدار تیرا مہبطِ اسرارِ رحمانی

O

یہ عجز و صدق یہ نذرِ عقیدت پیشِ خدمت ہے نہ زُعمِ شعر گوئی ہے نہ پندارِ سُخن دانی

الحاج ملک محمد جمیل اقبال ☆

میں اہل سنت کی عظیم علمی شخصیت حضرت طارق سلطانپوری کی گراں قدر تاریخی اور علمی خدمات کا نہ صرف معترف ہوں بلکہ ان کا تصور کر کے خوش گوار حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ وہ اس قدر لکھتے ہیں کہ یقین نہیں آتا کہ واقعی یہ فردِ واحد کا کام ہے۔ پھر اعلیٰ معیار کے ساتھ لکھنا تو اور بھی زیادہ مشکل ہے اہل سنت کے تقریباً تمام رسائل و جرائد ان کے علمی کاموں کی گواہی دے رہے ہیں اور ہر قابل ذکر قلمکار کی کتاب پر ان کا منظوم فلیپ ان کے اخلاص و قابلیت، مشنری جذبے، انتھک محنت اور مقبولیت کی شہادت دے رہا ہے۔ میں ان کی صحت و سلامتی کی دُعا کرتا ہوں تاکہ اہل سنت ان کے وجود سے برکتیں حاصل کرتے رہیں۔

☆ صدر، مرکزی جماعت اہل سنت آزاد جموں و کشمیر۔ ناظم اعلیٰ و سرپرست: قدیم مرکزی جامع مسجد حنفیہ اہل سنت و جماعت مین بازار ڈڈیال آزاد کشمیر۔ 0355-6501660, 0582747374

سونے جیسا انسان

حضرت علامہ سید شاہ حسین گردیزی ☆

زمین کے بعض خطے زرخیز اور بعض مردم خیز ہوتے ہیں۔ وہ سونا بھی اگلتے ہیں اور سونے جیسے انسان بھی، ضلع اٹک جو کسی زمانے میں ضلع راولپنڈی کی تحصیل ہوتا تھا۔ ایک زرخیز اور مردم خیز خطہ تھا۔ اس میں اربابِ علم اور اصحابِ ہنر کی کمی نہیں تھی۔ اس میں زرِ خالص کی طرح چمکتے دمکتے انسان تھے۔ اگر ایک طرف سیاست میں سر سکندر حیات ایسے لوگ بادپا تھے۔ تو دوسری طرف درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے میدان میں مولانا فضل حق محدث شمس آبادی اور قاضی غلام گیلانی شمس آبادی جیسے لوگ چراغ روشن کئے ہوئے تھے اور زہد و اتقاء کی خانقاہوں کو خواجہ عبد الرحیم باغدروی اور خواجہ بسالوی آباد کئے ہوئے تھے۔ گویا اٹک کے اطراف واکناف بلند قامت لوگوں سے آباد تھے۔

دریا ہرو کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں ''سلطان پور'' جو صدیوں سے آباد چلا آ رہا ہے۔ اس گاؤں میں جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند اور اورنگ زیب عالمگیر بھی وارد ہوئے اور ان کے قدموں نے اس خاک کے ذروں کے بوسے لیے۔ اس گاؤں میں اس وقت اہلسنت کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا حسین الدین شاہ مدظلہ العالی کا خاندان ایک عرصہ سے آباد ہے۔ جو مسلسل علم کا نور پھیلا رہا ہے اور ان کی علمی ضیاؤں سے یہاں کی وادیاں پرنور ہیں۔

محترم عبد القیوم طارق سلطانپوری اسی تاریخی وعلمی بستی کے باشندہ ہیں جناب طارق سلطانپوری اپنے خاندان کے لحاظ سے زمینداروں میں شمار ہوتے ہیں مگر ان کے مزاج میں عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ عجز وانکسار ان کی خاندانی میراث ہے یا ''صحبت صالحاں'' کا اثر ہے، وہ حسن ابدال میں رہائش پذیر ہیں جو ابو الفتح گیلانی کا ابدی مسکن ہے، وہ جلال الدین اکبر کے نورتنوں میں سے تھے، اس لیے شجر دانش

☆ مصنف کتب کثیرہ، نامور محقق، خطیب اور شیخ طریقت...... حال مقیم کراچی 0300-8200277

کے جوار میں ہونے کی وجہ سے اس کے اثرات کا مترتب ہونا لازم ہے' ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ دانش وہ سلطان پور کی آبائی میراث میں سے لائے ہیں یا "محبت گیلانیاں" کا اثر ہے' کیونکہ ہم نے ابتداً انہیں کراچی میں دیکھا وہ منکسر المزاج علم دوست' درویش صفت' فیاض و جواد اور دانش مندانہ گفتگو کرنے والے تھے اور ساتھ ہی بلند قد و قامت اور صورت زیبا ان کی شخصیت کو چار چاند لگاتی تھیں۔

جناب طارق سلطانپوری صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک حسین مرقع ہیں اور اس گلدستۂ جمال کی ایک خوبی ایسی ہے جسے ہم "لفظی خوبی" سے تعبیر کرتے ہیں یعنی ان کے پاس الفاظ و کلمات کو موتیوں کی طرح دھاگے میں پروتے کا ہنر بھی موجود ہے جو کسبی نہیں وہبی خوبی ہے لیکن اس وہبی عطیہ میں انہوں نے اپنی محنت و مشقت سے کمال پیدا کر کے تاریخ گوئی کو اس میں شامل کر کے ایک ایسا حسین امتزاج کر لیا ہے' جو انہیں دوسرے بے شمار "اہلِ الفاظ" سے ممتاز کرتا ہے۔

جناب طارق سلطانپوری سے ہماری وطنی' روحانی' مسلکی و مذہبی اور فکری ہم آہنگی کی نسبت ہے اسی وجہ سے ہم ان سے ملتے رہتے ہیں اور جب کبھی اس سمت کا رخ ہوتا ہے تو ان سے ملاقات کی پوری کوشش ہوتی ہے اور جناب طارق سلطانپوری کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ جس محفل میں ان کا ذکر ہوتا ہے تو لوگ ان کا ذکرِ خیر ہی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز احمد ☆

طارق سلطانپوری صاحب کے اشعار جستہ جستہ پڑھنے کا موقع ملا۔ جس سے لفظ و خیال پر شاعر کی دسترس خوب عمدہ معلوم ہوتی ہے اور آپ کی یافت' خراجِ تحسین کی مستحق پاتی ہے۔ ورنہ دورِ حاضر میں قافیہ پیمائی ہی کو بس شاعری سمجھتے ہیں۔ اُن کے لئے اعلیٰ نمونہ ہے۔

☆ ہومیو ڈاکٹر گجرات

صاحبِ علم و دانش

راجا رشید محمود ☆

اُفقِ خاور سے خورشیدِ جہاں تاب طلوع ہوتا ہے تو خانوادۂ ظلمات میں بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ شاہِ خاور کی سورج سورج روشنی مغرب کی طرف جا کر غائب ہو جاتی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اندھیروں کی حاکمیت قائم ہو گئی ہے۔ اندھیاروں کا وجود تو عارضی ہوتا ہے۔ ستاروں کی نیم باز آنکھوں سے ترشح کرتی ہوئی ہلکی ہلکی روشنی' یہ حجت قائم کرتی ہے کہ ظلمت کی حکمرانی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ یہ روشنی اندھیروں کے وجود کے خلاف جدوجہد کا نشان ہوتی ہے۔ نجوم و کواکب ریاست ظلمت کو دار الحرب قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف علم جہاد بلند رکھتے ہیں۔ کچھ وقت کے لیے چاند بھی اُن کی ڈھارس بندھاتا ہے مگر ظلمت سے پیکارِ مسلسل کی جو کیفیت ستاروں میں پائی جاتی ہے' وہ لائقِ لحاظ ہے۔ روشنی کی ان بہت سی چھوٹی چھوٹی مشعلوں کی پشت پر سورج ہی کے نور کا رسوخ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے کردار کا قابلِ صد تحسین رُخ یہ ہے کہ ظلمت کے ساتھ ان کا جھگڑا اُس وقت تک چلتا ہے جب تک وہ شکست نہیں کھا جاتی۔ اور ظلمت کا مقدر شکست ہی ہے۔

ظلمت کے خلاف آخری بھرپور وار صبح کا ستارہ کرتا ہے۔ طارق۔ اسی لیے ربّ کریم نے آسمانوں کے ذکر کے ساتھ شب میں نمودار ہونے والے اِس ستارے کی قسم کھائی ہے۔ والسماء و الطارق...... طارق' اندھیرے کے ناپید ہونے کا مژدہ سناتا ہے اور سورج کی آمد کا نشان بنتا ہے۔

نعت کا سورج خالق و مالک حقیقی جل وعلا کا کلام ہے۔ اس کے نظروں کے سامنے نہ ہونے کی حالت میں ستارے بہرحال اس کی نمائندگی کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور اس کے سامنے ہر ستارے کی روشنی ماند یا معدوم ہو جاتی ہے لیکن جس طرح صبح کا ستارہ خورشید عالم تاب کا نقیب ہوتا ہے' اس کی آمد کا اعلان کرتا ہے' لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اسی

☆ قابلِ رشک شاعر و محققِ نعت، ادیب، دانشور، صحافی اور مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ 'نعت' لاہور
042-37463684, 0321-8409253

طرح طارق سلطانپوری کی نعتیں خورشید نعت (کلام اللہ) کی معلن ہیں۔ ان نعتوں کے بیشتر مضامین و موضوعات قرآن مجید سے مستعار لیے ہوتے ہیں اور ان میں ان عظیم نعت گوؤں سے استفادے کی صورتیں نظر آتی ہیں جو پوری طرح کلامِ ربِّ غفور سے مستفاد ہیں۔

کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" تک محدود نہیں بلکہ "محمد رسول اللہ" پر تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ اسی لیے میں حمد کو اسی صورت میں مکمل سمجھتا ہوں کہ اس میں ربّ کریم کے ممدوح حبیب ﷺ کی تعریف بھی ہو۔ اسی طرح میرے نزدیک نعت کا حق بھی جبھی ادا ہوتا ہے کہ شاعر نعتیں کہتے ہوئے، صحابہ، اہل بیت اور صلحاءِ اُمت کی توصیف سے بیگانہ نہ رہے۔ منقبت گوئی نعت گوئی کا لازمی پرتو ہے۔

جب خود خورشید نعت ان صورتوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو صبح کا ستارہ ان سے بیگانہ کیسے رہ سکتا تھا چنانچہ طارق سلطانپوری جہاں نعت کے معیارات کا حسن اظہار ہے، وہاں مناقب گستری کی معیاری راہ بھی متعین کرتا ہے۔

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری دورِ حاضر میں نعت و منقبت کی ماؤنٹ ایورسٹ پر ایک ہاتھ میں قرآن و احادیث سے استفادے کا علَم اٹھائے ہوئے ہے تو دوسرے ہاتھ میں تاریخ گوئی کی منفرد کتاب رکھتا ہے۔

جس طرح سخن طرازی کی کوشش میں الفاظ و تراکیب اس کے آگے دست بستہ نظر آتے ہیں اور ان میں سے جس جس لفظ اور جن تراکیب و صنائع کو وہ استعمال کر لیتا ہے، وہ اپنے اس انتخاب پر مفتخر دکھائی دیتے ہیں اسی طرح اس کی تاریخیں بھی "آمد" کا شاہکار دکھائی دیتی ہیں، ان میں بھی "آورد" کا شائبہ نظر نہیں آتا۔

معیاری نعت و منقبت اور تاریخ ساز تاریخ گوئی کا امتزاج ایسا افتخار ہے جس پر طارق اپنا روایتی انکسار تج بھی دیتا تو جائز تھا لیکن تعلّی سے اس کی نفرت اور منکسر المزاجی کے پیرہن میں لپٹی اس کی شرافت اس کو خدا اور رسول (جل شانہٗ ﷺ) کی بارگاہ میں ہمہ وقت سرنگوں رکھتی ہے...... البتہ طارق کے مجھ ایسے نام لیوا اس کی صلاحیتوں پر تفخر کا اظہار کرتے ہیں اور ایسی صاحبِ علم و دانش شخصیت کے ساتھ اپنی نسبتِ عقیدت پر مفتخر ہیں۔

کمال ہنر کی ایک اعلیٰ مثال

خواجہ رضی حیدر☆

محترم طارق سلطان پوری صاحب میرے نہ صرف قدیم کرم فرما ہیں بلکہ وہ اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجدد گولڑوی کے عقیدت گزار ہیں اور وابستگان گولڑہ شریف میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ مجھے بھی چونکہ گولڑہ شریف اور پیشوایانِ گولڑہ شریف سے ایک خصوصی عقیدت ونسبت رہی ہے اس لئے محترم طارق سلطان پوری روزِ اوّل سے ہی میرے لئے ایک روحانی اثاثہ قرار پا گئے تھے...... یہ بات مجھ کو بعد میں معلوم ہوئی کہ وہ شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں اور باقاعدگی سے مشق سخن کرتے ہیں۔ میں بھی چونکہ مصرع الٹا سیدھا کرنے کا داعی ہوں لہٰذا محترم طارق سلطان پوری کی ذات گرامی نہ صرف میرے لئے مزید توجہ کا مرکز بن گئی بلکہ اُن سے تعلق کو میں پیرانِ گولڑہ شریف کا تصرف تصوّر کرنے لگا...... وہ کچھ عرصہ کراچی میں بھی مقیم رہے ہیں اور اِس عرصہ میں اُن سے میری پابندی سے ملاقات بھی ہوتی رہی ہے۔ میں اِسی دوران اُن کے شعرئی ہنر سے واقف ہوا اور مجھ پر کھلا کہ اُن کو تاریخ گوئی میں مہارت تامہ حاصل ہے...... ہمہ وقت الفاظ کے بطن سے اعداد کو برآمد کرنا پھر ان اعداد کی جمع وتفریق اور تخرجہ وتخلیص سے اپنے معنوی ہدف تک رسائی حاصل کرنا اُن کا مشغلۂ روز وشب ہے...... لازمی بات ہے تاریخ گوئی چونکہ ایک اسلامی فن ہے اس لئے محترم طارق سلطان پوری حمد ونعت گوئی کو بھی اپنے لئے سعادت تصوّر کرتے ہیں۔ ویسے بھی اگر کسی فنکار کی بنیاد میں مذہب موجود ہو اور وہ کسی بھی تخلیقی راہ پر نکل جائے بالآخر مذہبی اظہار اُس کا انتہائی مقدرّ قرار پاتا ہے۔ مجھے اس بات پر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے کہ محترم طارق سلطان پوری جس راہ کے مسافر ہیں اُس راہ میں اُن کا سفر بڑا صائب اور معائب سے پاک ہے۔ اب تک انہوں نے ہزاروں تاریخیں نکالی ہیں اِن تاریخوں میں کاریگری کم اور تخلیقی ہنر زیادہ نمایاں ہے...... ایک زمانہ میں تاریخ گوئی کو کمال ہنر سمجھا جاتا تھا اور تمام علماواکابر اِس ہنر کو نہ صرف

☆ نبیرۂ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ...... حال مقیم کراچی 0333-3640643

اختیار کرتے تھے بلکہ اپنے تاریخی مادوں پر ناز کیا کرتے تھے۔ ماضی قریب میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان بریلوی کو تاریخ گوئی کے فن میں مہارت تامہ حاصل تھی اور آج بھی اُن کی برآمد کی ہوئی تاریخیں اپنی مثال آپ ہیں ...... طارق سلطانپوری صاحب نے بھی بہت صاف مادّے کہے ہیں ورنہ عموماً تاریخ گو گنجلک اور روکھے مادّے نکالتے ہیں جو یقیناً شعری حوالے سے ناقص قرار پاتے ہیں۔ انہوں نے میرے جدِ گرامی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی تاریخ وصال سورۂ بقر کی ایک آیت سے برآمد کی تھی جو باکمال ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَة

۱۳۳۴ھ

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے بھی حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے وصال پر قرآن پاک کی ایک آیت سے تاریخ وصال نکالی تھی جو آج بھی اہل علم کے لئے باعثِ رشک ہے۔

يُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے بعد محترم طارق سلطانپوری دوسرے شخص ہیں جنہوں نے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے حوالے سے قرآن کریم کی آیۂ مبارکہ سے تاریخ وصال برآمد کی۔ میں اپنے علم میں خام ہوں اس لیے محترم طارق سلطان پوری کے تخلیقی فن پر تو کوئی واضح اظہارِ خیال نہیں کرسکتا بس اپنی پسندیدگی کا ہی اظہار کرسکتا ہوں اور دُعا کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت میں برکت و وسعت کے ساتھ اُن کی عمر دراز فرمائے کہ وہ ایک ایسے فن کو رواج دے رہے ہیں جو یقیناً معدوم ہوتا جا رہا ہے .... کسی معدوم ہوتے ہوئے فن سے خود کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ وابستہ کر دینا کیا محترم طارق سلطان پوری کی شرافتِ نفس اور اسلاف سے وابستگی کی دلیل نہیں ہے............؟ .... اللہ اُن کے سے علم و ہنر سے میرا بھی سینہ معمور فرما دے...... آمین۔

ایک راسخ العلم، باعمل منفرد ہستی

حضرت طارق سلطانپوری

ملک محمد محبوب الرسول قادری ☆

اہل سنت کے مایہ ناز قلم کار، مورخ اور ماہر اقبالیات علامہ سید نور محمد قادری قدس سرہ کے فرزند دلبند محبی فی اللہ سید محمد عبد اللہ شاہ قادری زید مجدہ نے بارہا خوشخبری سنائی کہ وہ عصر حاضر میں دنیائے شعر وسخن کے تاجدار اور علم الاعداد کی روشنی میں فن تاریخ گوئی کے بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ماہر استاذ مخدوم ومحترم استاذی مکرم محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے فکروفن کے حوالے سے کسی خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ انہوں نے متعدد بار مجھے بھی اس موضوع پر کچھ لکھنے کا حکم فرمایا۔ ہر طرح کے رکھ رکھاؤ، رسم و رواج اور رائج الوقت اسلوب سے ہٹ کر واقعی میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پا رہا تھا۔ مگر ان کے اصرار کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی گزرا کہ ایک درجے میں ہم بھی حضرت طارق سلطانپوری کے خوشہ چینوں میں سے ہیں اور ان کے حوالے سے کچھ نہ کچھ لکھنا خوش بختی وسعادت ہے لہٰذا اس سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ حصول برکت وسعادت کی غرض سے اپنے مشاہدات کی روشنی میں چند باتیں نذر قارئین ہیں۔ واضح کہ یہ محض چند تاثراتی سطور ہیں۔

طارق سلطانپوری مشاہیر واسلاف کی اعلیٰ روایات کے امین ہیں۔ موجودہ عہد کم ظرف میں تو بڑے بڑے جبہ ودستار والوں کا مشغلہ اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھانا بن گیا ہے مگر سب سے بڑا وصف میں نے دیکھا ہے کہ طارق صاحب کی مجالس شکوہ وغیبت سے پاک ہوتی ہیں۔ میں نے کبھی ایک بار بھی ان کی زبان سے کسی کا گلہ نہیں سنا۔ میں طارق سلطانپوری کے وجود میں اپنے بزرگوں کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ صاحب علم وتقویٰ اور نہایت

☆ مدیر اعلیٰ، سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد۔ مدیر، ماہنامہ سوئے حجاز لاہور۔ انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) mahboobqadri787@gmail.com, 0321/0300-9429027

معاملہ فہم و زیرک' اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کے عقیدہ میں عقیدت کا رنگ غالب ہے۔ وہ دوستوں کے دوست اور محض اللہ کی رضا کے لیے بے پناہ محبت کرنے والے عظیم انسان ہیں۔ تکلف نام کی کوئی شے حضرت طارق صاحب کے مزاج میں داخل ہی نہیں ہو سکی۔ وہ ہر ایک سے راہ و رسم کے قائل نہیں مگر جس سے ان کی تعلق داری ہے وہ اسے خوب نبھاتے ہیں۔

پٹھان قبیلے کی خاندانی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ دھڑے کے پکے اور بات کے کھرے ہوتے ہیں چونکہ ہمارے ممدوح حضرت سلطان پوری حفظہ اللہ کا تعلق بھی پٹھان قبیلے کی شاخ ''بڑیچ'' سے ہے تو میں نے ان کے مزاج میں اس وصف کا غلبہ بھی بارہا دیکھا ہے۔ واقعی وہ بات کے پکے اور قول کے سچے ہیں۔ آپ ایک باعمل شخصیت کے مالک اور شب زندہ دار ہیں۔ سحر خیزی ان کا معمول ہے۔ اسلاف' مشاہیر اور اکابر کی روایات آج بھی ان کے ہاں عملاً رائج ہیں۔ مجھے جن لوگوں سے ملنے کی خواہش رہتی ہے ان میں سے ایک حضرت طارق سلطانپوری بھی ہیں۔ طارق صاحب ہر سال صفر المظفر میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے عرس مبارک میں حاضری کے لیے لاہور تشریف لاتے ہیں تو بڑی عقیدت و محبت سے ہفتہ بھر یہیں قیام رکھتے ہیں اور ہمیں اس بہانے (حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے طفیل) ان سے استفادہ کے خوب مواقع نصیب ہو جاتے ہیں۔ تو اس حوالے سے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے موجودہ مادی مشینی دور میں ان جیسا صاف ستھرا اور حقیقی انسان بہت ہی کمیاب ہے۔ وہ نہایت صابر و شاکر اور شب زندہ دار انسان ہیں۔ ملمع سازی اور چالبازی کے زمانے میں مصنوعی رکھ رکھاؤ سے پاک شخصیت کا ملنا واقعی اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ہمیں بزرگانہ شفقت سے نوازا ہے' رہنمائی کی ہے حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور دعائیں عطا کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بعض کامیابیوں میں کافی حد تک طارق صاحب جیسی راسخ العلم' باعمل اور منفرد ہستی کی نوازشات کا بھی ہاتھ ہے۔

طارق سلطانپوری کو اللہ تعالیٰ نے کمال فضل و کرم سے اپنے گھر اور اپنے پیارے حبیب' حبیبِ قریب ﷺ کے مبارک در کی حاضری سے سرفراز فرمایا۔ انہوں نے حج بیت اللہ زاد اللہ شرفہ اور حاضری و زیارت روضۂ مقدسہ کے موقع پر اپنے ''مشاہدات و محسوسات'' کو

"تجلیات حرمین" کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس تذکرۂ دلنواز کا تاریخی نام "رابطہ بخشش (۱۴۱۹ھ)" رکھا ہے۔ یہ کتاب جہانِ عشق و محبت کی ایک داستان تو ہے ہی سہی مگر فنی اعتبار سے بھی شہ پارہ ہے۔ منظوم سفرنامہ ہونا اس کی جداگانہ صفت ہے یہاں یہ بات جس سے ان کی قلبی کیفیات اور جذبۂ حب رسول ﷺ کا پتہ چلتا ہے بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ کہ اس کتاب پر آپ نے اپنا نام لکھنے سے پہلے "زائر حرمین" کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہوئے اپنے لیے تاریخی مادے کی رعایت سے جو الفاظ منتخب کیے ہیں وہ ہیں۔ "عبد خیر البشر (۱۴۱۹ھ) طارق سلطانپوری"

علم الاعداد علم الہندسہ علم فلکیات علم نجوم کے حوالے سے بالخصوص یہ بات معروف ہے کہ لیاقت و قابلیت عروج پر پہنچے تو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور پھر ہندسوں کی زبان میں بات کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

جانے کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

طارق سلطانپوری ہندسوں کی بولیاں بھی خوب جانتے ہیں بلکہ ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہہ دیا اور بالکل درست کہا تھا کہ "اللہ تعالیٰ نے طارق سلطانپوری کے لیے حروف و اعداد کو مسخر کر دیا ہے۔" حیرت تو یہ ہے کہ اکثر اہل زبان کو بھی طارق سلطانپوری صاحب کی اس لیاقت پر خوشگوار حیرت ہے۔

علم الاعداد کی روشنی میں جس قدر قطعات اور تاریخی مادے حضرت سلطان پوری نے استخراج کیے ہیں اس کی مثال ماضی و حال میں تو نظر نہیں آتی اور مستقبل کے حوالے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ علم روبہ زوال ہے۔ کسی کو سیکھنے کا شوق و شعور نہیں رہا۔ اس لیے کوئی توقع نہیں کہ مستقبل میں کوئی اس قدر زیادہ اور عمدہ حسب حال تاریخی مادے استخراج کرے گا ویسے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے خدا کرے کہ اس علم و فن کو فروغ ملے۔ حکومتوں کی ذمہ داریوں میں ایک اہم ذمہ داری علم و فن کا تحفظ اور ابلاغ بھی ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ حکمران طبقہ کو توفیق دے تو وہ حضرت طارق صاحب کی سربراہی میں علم الاعداد کے فروغ و ابلاغ اور تحفظ کے لیے کوئی ادارہ قائم کرے تاکہ یہ فن زندہ و سلامت رہے اور ملت و امت کی یہ عظیم امانت آنے والی نسلوں تک منتقل ہو سکے۔

ان کے کلام میں رنگِ رضا جھلکتا ہے۔ تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ کا اسلوب وانداز دکھائی پڑتا ہے۔ حقیقی معنوں میں وہ رومی و اقبال کے فکری ونظری وارث ہیں۔ حضرت اقبال سے تو جناب طارق سلطانپوری کو عشق کی حد تک پیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اکلوتی صاحبزادی کا نام بھی اقبال ہی کے تتبع میں انہی کی بیٹی کے نام پر رکھا ہے (اللہ تعالیٰ اس کی عفت وعصمت کی حفاظت فرمائے اور اسے دونوں جہانوں میں ردائے سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کا سایہ نصیب رہے)۔ طارق صاحب کے سینے میں ایک مومن کا دل دھڑکتا ہے وہ کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھتے ہیں تو صرف زبانی طور پر اظہار افسوس نہیں کرتے بلکہ بلکتے ہیں' روتے ہیں اور آہ وزاری کر کے اپنے ربّ کے حضور رحم کی اپیل کرتے ہیں اور پھر اپنا منظوم تاثر رقم کر دیتے ہیں۔

ماضی قریب میں اللہ کا ایک بندہ ''عبد الرسول بکھروی'' اس فن کا ماہر تھا اس کے تاریخی قطعات میں نے بے شمار قبروں کے کتبوں پر پڑھے یا سوانحی کتابوں میں نظر سے گزرے مگر حالات حاضرہ اور اکابر کے احوال کے حوالے سے نہیں دیکھے۔ طارق سلطانپوری نے صرف مشنری جذبہ کے تحت ہر اہم موقع پر تاریخی مادہ استخراج کیا اور قطعۂ تاریخ لکھا ہے۔ ولادت نبوی' وصال نبوی' خلفائے راشدین' ائمہ اہل بیت اطہار' شہدائے کربلا' ائمہ شریعت' حضور سیّدنا غوث اعظم' اکابر اولیاء وصلحاء' قیام پاکستان' علامہ اقبال' قائداعظم' مجاہدین تحریک پاکستان' جنگ آزادی' سقوط ڈھاکہ' پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء' یوم تکبیر' نائن الیون کا تاریخی واقعہ' سقوط بغداد' افغانستان کے دلخراش حالات' عراق میں امریکی جارحیت' امت مسلمہ کا انتشار وافتراق' گستاخانہ خاکوں کی اشاعت' حضرت سیدہ آمنہ محسنۂ کائنات سلام اللہ علیہا کے مزار مبارک کی شہادت' تاریخی بادشاہی مسجد سے نعلین مبارک کے سرقہ کے شرمناک واقعہ' تحفظ ناموس رسالت تحریک' ہزاروں کتابوں کے سن طباعت واشاعت' سینکڑوں مساجد و مدارس کے سنگ بنیاد یا تکمیل اور معاصرین کے حوالے سے انہوں نے حسب حال اور مبنی بر حقیقت مادے استخراج فرمائے ہیں انہوں نے عالمی اُفق پر رونما ہونے والی دیگر تبدیلیوں کو بھی اپنے اس عظیم فن کی روشنی میں محفوظ کر دیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ حضرت سلطان پوری نے تن تنہا اتنا کام کیا ہے کہ باقاعدہ معرض وجود میں آنے والے بعض ادارے اپنے اپنے اہداف

میں اس قدر "پراگرس" نہیں دے سکے۔ گویا طارق صاحب اپنی ذات میں مکمل کامیاب ادارہ اور منظم انجمن ہیں اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

جانثار مصطفیٰ غازی محمد عامر چیمہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے مئی ۲۰۰۶ء میں ناموس رسالت پر اپنی جان نچھاور کی۔ انہیں جرمنی میں شہید کیا گیا تو حضرت طارق سلطانپوری نے ان کے دو قطعات تاریخ شہادت رقم کئے اور یہ دونوں قطعات ویسے بھی تاریخی حیثیت کے حامل ہیں۔ اربابِ علم و بصیرت کے ساتھ ساتھ اصحاب فکر و فن ان سے پوری طرح مستفید اور محظوظ ہو سکتے ہیں، ملاحظہ ہوں قطعہ تاریخ شہادت ...... سن عیسوی ۲۰۰۶ء کے اعتبار سے یہ ہے۔

وہ ہے لعلِ معدنِ عشقِ حضور (ﷺ) خاک میں بھی وہ رہے گا تابناک
وہ "اساسِ گلشنِ عشقِ حضور" (ﷺ) اس کی تاریخ شہادت یوں کہی

۲۰۰۶ء

اور قطعہ تاریخ شہادت ...... سن ہجری ۱۴۲۷ھ ملاحظہ ہو۔

تھا عزیز اس کو وقار و اعتبار مصطفیٰ (ﷺ) نقدِ جاں اس کے تحفظ کیا ہے اس نے پیش
"اوج ماہ طیبہ عامرؒ جانثار مصطفیٰ" (ﷺ) میں نے یوں اُس کی شہادت کی رقم تاریخ کی

۱۴۲۷ھ

مجھے فخر ہے کہ میں حضرت طارق صاحب کے حلقے میں بیٹھنے والے خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں وہ نہایت سنجیدہ اور باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ مگر طبیعت میں خشکی نام کی شے کا وجود نہیں وہ باغ و بہار اور زندہ دل انسان ہیں۔ خوش خلقی، مہمان نوازی، عجز و انکساری، کتاب دوستی، چھوٹوں سے از حد پیار اور بڑوں کا انتہائی احترام ان کے اوصاف میں سے ہیں۔ وہ غیرت و استغنا کا پیکر ہیں۔ بہت سخت حالات میں بھی ان کی سفید پوشی برقرار رہتی ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ واقعی ان کے کلام میں رنگ رضا جھلکتا ہے اور ترنگ اقبال پائی جاتی ہے مثلاً طارق سلطانپوری نے اعلیٰ حضرت کی زمین "اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے" میں ایک قطعہ اس وقت ارتجالاً کہا جب ۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء کو ان کی حج کی درخواست منظور ہوئی، قطعہ ملاحظہ ہو۔

لایا نوید حاضریٔ شہر ہائے پاک — آمد سعید آج مرے نامہ بر کی ہے
میں نے گزاری اس کی تمنا میں ایک عمر — یہ کیفیت جو آج مری چشم تر کی ہے

پھر انہوں نے اس سفر مبارک پر روانگی کے وقت ۹ مارچ ۱۹۹۹ء کو چند اشعار کہے وہ بھی ملاحظہ ہوں۔

جس کا اک عمر سے مجھے طارقؔ تھا انتظار — شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
یہ لطف بے کراں ہے خدائے کریم کا — یہ بخششِ عمیم شہ بحر و بر کی ہے
احباب جمع ہیں میری رخصت کے واسطے — ڈوبی ہوئی خوشی میں فضا میرے گھر کی ہے
بے زیب یہ بہ فضل محمد ﷺ نہ تھا کبھی — سج دھج کچھ اور ہی مگر دیوار و در کی ہے
پہلا سفر ہے ملک سے باہر مرا خوشا — طارقؔ یہ خاص بات مرے اس سفر کی ہے

وہ فکرِ رضا کے علمبردار ہیں انہوں نے زندگی کے ہر موڑ میں افکار رضا کو ملحوظ خاطر رکھا ہے ان کا کلام بھی امام اہل محبت رضی اللہ عنہ کے افکار عالیہ کی خوشبو سے معطر ہے۔ مثلاً امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا مشہور زمانہ اور مقبول بارگاہ عالی جناب ﷺ کلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کا مقطع ہے۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ — مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اب طارق صاحب کو دیکھیں مدینہ طیبہ حاضری کے موقع پر کیسی آرزو کا اظہار کرتے ہیں اور پھر اس آرزو کا انداز ملاحظہ ہو۔

ہوا و رمرا جذبۂ توصیف توانا — خوش رنگ و حسیں ہو مرا گلزارِ ثنا اور
طارقؔ سے سر حشر کہیں کاش یہ قدسی — ہاں مدحت سرکار میں اشعار سنا اور

طارق سلطانپوری نے بارگاہ عالی جناب ﷺ میں حاضری کا خوب نقشہ کھینچا ہے اگرچہ اسی زمین میں قبل ازاں غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ اور بعدازاں شاعر ہفت زباں حضرت شاہ نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی نے بھی لکھا ہے مگر طارق سلطانپوری کا رنگ جداگانہ ہے ملاحظہ ہو۔

کیا مواجہ کے احوال طارقؔ کہیں — شانِ نور خدا دیکھتے رہ گئے

اسی طرح محمد حیات کوثر نیازی مرحوم کا بہت عمدہ شعر ہے۔

میں گنبد خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں کوثر مرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

اب شافع محشر ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت کے بعد طارق صاحب کا تاثر ملاحظہ فرمائیں۔

انتہا بندہ نوازی کی طارق لاریب میں سیاہ کار نے بھی گنبد خضرا دیکھا

اس کے بعد کہتے ہیں۔

اب اگر بند بھی ہو جائیں تو افسوس نہیں ان نگاہوں نے شہنشاہ کا روضہ دیکھا

سبحان اللہ!.......... اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلطان پوری کو عشق رسول ﷺ میں دھڑکنے والا دل عطا فرمایا ہے اور سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ ان کا قلبی انس ایک سچے مسلمان کا آئینہ دار ہے۔ طارق صاحب اس سعادت پر کس قدر شاداں وفرحاں ہیں ملاحظہ ہو۔

جب حاضری ہوئی در سرکار پہ میری دونوں جہاں تھے میرے برابر کھڑے ہوئے

کیا حسن کیا جمال در مصطفیٰ کا تھا ہر گام پہ تھے نور کے پیکر کھڑے ہوئے

بوصیری و سنائی، قدسی، رضا، امیر اقبال، رومی جیسے سخن ور کھڑے ہوئے

کافی، گرامی، سعدی، ضیاء، محسن و حسن حسان و جامی جیسے ثنا گر کھڑے ہوئے

پھر کہتے ہیں۔

رہے ان میں طارق بھی سرکار شامل در پاک پر ہیں جو لوگ آنے والے

اور شہرِ محبت سے روانگی کے وقت حضرت طارق سلطانپوری دل کی کیفیت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

جب آئے تھے تو یہ کس قدر شاداں تھے خفا ہیں تیرے شہر سے جانے والے

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اب طارق صاحب کی بارگاہ عالی جناب ﷺ سے واپسی پر کیا کیفیت ہے اسے دیکھئے اور پھر رنگ رضا کا غلبہ ملاحظہ ہو طارق صاحب کا کہنا ہے۔

واپسی کیا یہی ہوتی ہے جب عالم یہ ہو دل مدینے میں رہے جان مدینے میں رہے

اسی طرح امام احمد رضا خان قدس سرہٗ کی مشہورِ زمانہ نعت کا مقطع ہے۔

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں   کہ رضائے عجمی ہو سگ حسانِ عرب

اور طارق سلطانپوری کی شان تتبع کو دیکھیں وہ فکرِ امام احمد رضا سے کس قدر فیض یاب ہیں' ملاحظہ ہو۔

انتہائے کرم شاہ عرب ہے طارق   ایک عجمی سگِ حسان' مدینے میں رہے

اور اسی مناسبت سے طارق صاحب کا کہنا ہے کہ

ایک ایک ثنا خوان محمد تھا نظر میں   یاد آتے رہے رومی و اقبال و رضا اور

مرحوم کوثر نیازی کی ایک خواہش بڑی روح پرور' ایمان افروز' دلچسپ اور شعوری ہے۔وہ کہتے ہیں۔

آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے   جب مروں کوثر زباں پر ہو ثنائے مصطفیٰ ﷺ

یہاں حضرت طارق سلطانپوری کی ایک تڑپتی آرزو ملاحظہ کریں' بارگاہ ربّ العالمین میں کس قدر وارفتگی اور سادگی سے عرض گزار ہیں۔

جمال گنبد خضرا الٰہی   دمِ آخر ہو طارق کی نظر میں

بہت اہم بات یہ ہے کہ حضرت طارق سلطان پوری سے ہماری قلبی اور روحانی پختہ تعلق داری ہے اور اس کا سبب حضور پرنور سیدنا غوث العالمین' غوث الثقلین' غوث اعظم میراں محی الدین الشیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ان کا گہرا قلبی و روحانی تعلق محبت ہے اس وجہ سے طارق صاحب ہمیں اپنے حلقۂ احباب میں بھی بہت عزیز اور پیارے لگتے ہیں۔

میرے والد گرامی غازیٔ اسلام مجاہد پاکستان ملک عبد الرسول قادری قدس سرہٗ (م۔ ٦ مئی ٢٠٠٨ء) کے ختم چہلم کے موقع پر ١٤ جون ٢٠٠٨ء کو بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد غوثیہ جوہر آباد میں منعقدہ "فکر آخرت کانفرنس" سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے حضور غوث الاعظم سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی منقبت پیش کی جس کے دوران شرکاء کی کیفیات کا منظر دیدنی تھا منقبت کے مضامین بھی الہامی محسوس ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

برگ ہائے منقبت، گل ہائے عقیدت

بخدمت فلک درجت محبوب سبحانی، غوث الاعظم،

حضرت الشیخ السید سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نام جس نے بھی لیا بغداد کی سرکار کا
فضل اُس پر ہو گیا بغداد کی سرکار کا

محفلِ ہستی میں ہر سُو اُن کا چرچا اُنکی دُھوم
تذکرہ ہے جابجا بغداد کی سرکار کا

مشرق و مغرب میں وہ مشہور ہیں پیرانِ پیر
یہ تجلّی یہ عُلا بغداد کی سرکار کا

ظاہری ہر سلسلے کا جو بھی ہے اندازِ فقر
رنگ ہے سب پر چڑھا بغداد کی سرکار کا

"ملک عرفان و جہانِ فقر ہے زیرِ نگین
حیدرِ کرّار یا بغداد کی سرکار کا

از سرِ نو مصطفیٰ کے دین کو زندہ کیا
کارنامہ ہے بڑا بغداد کی سرکار کا

آندھیاں چلتی رہیں طوفان بھی آتے رہے
دیپ جلتا ہی رہا بغداد کی سرکار کا

دین کی خدمت زباں سے بھی کتابوں سے بھی کی
فیض ہے بے انتہا بغداد کی سرکار کا

اُنکے منہ میں سرورِ عالم ﷺ نے ڈالا تھا لعاب
وعظ پُر تاثیر تھا بغداد کی سرکار کا

اَفصح الکونین ہے جامع ترین جن کا کلام
خود خطاب آ کر سنا بغداد کی سرکار کا

بول بالا ہو خُدا و مصطفیٰ کے دین کا
بس یہی تھا مُدعا بغداد کی سرکار کا

اُن کا جملہ اولیاء کی گردنوں پر ہے قدم
ہے مقامِ خاص کیا بغداد کی سرکار کا

ٹال سکتا تھا نہ اُن کے حکم کو سلطان وقت
ایسا رُعب و داب تھا بغداد کی سرکار کا

اُنکے کوچے کا جو سگ ہے وہ ہے غالب شیر پر
زور ہے قدرت نما بغداد کی سرکار کا

کون لے سکتا تھا ٹکر مرتضیٰ کے شیر سے
کون کرتا سامنا بغداد کی سرکار کا

نغمۂ عظمت زبانِ وقت پر ہے مستقل
تاجدارِ اولیاء بغداد کی سرکار کا

معترف ہے معتقد ہے مخلص و مشتاق ہے
ہر حقیقت آشنا بغداد کی سرکار کا

علم کی عرفان کی دُنیا میں جو ہے آب و تاب
وہ ہے بیشک چاندنا بغداد کی سرکار کا

جب کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ ہو کس کے مرید
میں نے فوراً کہہ دیا بغداد کی سرکار کا

میرا مرشد مہرِ علم و آفتابِ معرفت
جو ہے بیٹا لاڈلا بغداد کی سرکار کا

رہنما میرا بریلی کا اِک عبدِ مصطفیٰ — وہ جو پہریدار تھا بغداد کی سرکار کا
قادری چشتی ہوں میں ہے ہاتھ میری پشت پر — ہند کے سلطان یا بغداد کی سرکار کا
بیکسی کے وقت ہر مشکل میں تو اُن کو پکار — پھر تحفظ دیکھنا بغداد کی سرکار کا
ہر ضرورت ہر طلب پوری بخوبی ہو گئی — کیوں نہ ہو میں ہوں گدا بغداد کی سرکار کا
کیا غرض مجھ کو عطائے خسروانِ وقت سے — مجھ کو کافی ہے دِیا بغداد کی سرکار کا
جو مجھے مرغوب ہیں نام اُن میں شامل نام ہے — حضرت غوث الوریٰ بغداد کی سرکار کا

میں نے طارقؔ جو کہا ہے وہ نہیں عشرِ عشیر
ہے مقام اِتنا بڑا بغداد کی سرکار کا

مختصر یہ کہ میں اس مستغنی مزاج اور قلندر صفت انسان کو اللہ تعالیٰ کا ولی اور سرکار شافع محشر ﷺ کی بارگاہ عالی کا منظور نظر خوش نصیب خیال کرتا ہوں۔ انہیں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خاص توجہات حاصل ہیں اور اس میں ذرا بھر مبالغہ نہیں کہ ان کا وجود ملک وملت کے لیے باعث برکت وخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نور بصیرت کو عام کرے ملت کو فیضیاب فرمائے اور ہمیں بھی اس سے وافر حصہ نصیب ہو۔ آمین!

یہ محض چند معروضات ہیں خیال تو تھا کہ حضرت طارق سلطانپوری کے حوالے سے تفصیل سے لکھوں گا مگر ہمہ جہت نوعیت کی بے پناہ معروفیات نے اس کی اجازت مرحمت نہ کی بہرحال اس وقت یہ چند سطور ہیں جو منتشر افکار ہیں اور ہمارے ممدوح کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے تاثراتی نوعیت کی چند باتیں ہیں۔ حضرت طارق صاحب کے حوالے سے تو یقیناً یہ سب کچھ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہیں البتہ ؎

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

............اعتذار

''حضرت طارق سلطانپوری نمبر'' کے سلسلہ میں بعض مضامین کمپوزنگ کے مختلف مراحل میں تلف ہو جانے کے سبب شامل اشاعت نہ ہو سکے خصوصاً ہم کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب برادر محمد نواز کھرل صاحب کی گراں قدر خوبصورت تحریر کے ضائع ہونے کے سبب عدم اشاعت پر معذرت خواہ ہیں۔......(ادارہ)

سلطان الشعراء

مولانا محمد منشاء تابش قصوری ☆

شعرائے اسلام اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ ان کے اسمائے گرامی کا شمار ممکن نہیں' صحابہ کرام' اہل بیت عظام' ائمہ دین' مفسرین و محدثین' علمائے ملت' رہنمائے شریعت' سالکین و عارفین' صالحین و صادقین' محبین و عاشقین' اولیاء و اصفیاء علماء و مشائخ الغرض ہر شعبۂ حیات سے متعلقین میں شعرائے حق شناس کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں' جنہوں نے حمد و نعت' مناقب و قصائد بلکہ ہر صنف شاعری میں نام کمایا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی زبان نہیں جو پاکیزہ شاعری سے خالی ہو' عربی' فارسی کے تو اس سلسلہ میں کئی سمندر بھرے پڑے ہیں' لیکن پاک و ہند کی دیگر زبانوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اردو زبان کو ہی لیجئے' جس نے عدیم المثال' شاعر پیدا کئے جنہوں نے صرف اور صرف نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام' اولیائے عظام کی خدمت عالیہ میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا یا اپنے شعروں سے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا' عشق رسول امام علیہ السلام کی آبیاری کی حضرت سید کفایت علی کافی مراد آبادی شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء' مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی' حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی المعروف حضرت اشرفی میاں حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی' حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی' حضرت راز الہ آبادی جناب اختر الحامدی' علامہ نسیم بستوی' حضرت صابر براری' حافظ محمد افضل فقیر' حافظ مظہر الدین چشتی' علیہم الرحمۃ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے ماضی قریب میں نعتیہ شاعری میں نام پیدا کیا۔

اس وقت پاک و ہند میں نہایت پاکیزہ فطرت شعراء کی کمی نہیں' بیکل بلرامپوری' علامہ بدر القادری' علامہ قمر الحسن بستوی' حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری' مولنا قمر یزدانی' حافظ عبد الرشید گکھڑ (گوجرانوالہ) جناب صبیح رحمانی' جناب واحد رضوی حضرت نذر صابری' جناب خالد محمود خالد' جناب راجا رشید محمود اچھی شہرت کے مالک ہیں' مگر اس دور کے ان تمام گرامی قدر شعراء میں ایک بلند ترین مقام پر فائز شخصیت جن کی نعتیہ شاعری کو نصف

☆ صدر شعبہ فارسی، جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور 0345-4680027

صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے چند کلمات ان کی نذر کر رہا ہوں جسے دور حاضر کا سلطان الشعراء کہا جائے تو قطعاً مضائقہ نہیں ہوگا۔ جن کی شعری رفتار کو موبائل کی تیزی سے تعبیر کیا جائے تو صاحبان ذوق یقیناً تائید فرمائیں گے۔ وہ ہے قابل صد تکریم ہستی مکرم جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری دامت برکاتہم العالیہ وہ نہ صرف شاعری میں بلند مرتبت شخصیت ہیں بلکہ قد و قامت میں بھی خوب اور محبوب ہیں۔ جمال و کمال کے اس حسین پیکر میں جلال کا شائبہ تک نہیں۔ نہایت متواضع ملنسار' عاجزی و انکساری کے پتلے' خنداں رو' ہونٹوں پر تبسم کی سرخی نگاہیں دیدار مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی طالب' دل و دماغ نعت حبیب سے مرصع اور اس دور میں قصائد و قطعات تواریخ کا مرقع ہے۔

راقم السطور کو زمانہ طالبعلمی (۱۹۶۲ء) میں لسان الحسان استاذ الشعراء استاذی المکترم مولانا شاہ ضیاء القادری بدایوی شاعر آستانہ دہلی (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی آپ نے نہایت شفقت سے اپنے کاشانہ اقدس فیڈرل بی ایریا کراچی میں اپنے پاس ٹھہرائے رکھا۔ ایک روز بے حد کرم فرماتے ہوئے مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی زیارت و ملاقات سے شاد کام فرمایا' ۲۱ ماہ صیام ۱۹۶۲ء کو آپ نے ان کی صدارت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یاد میں مناقبی تقریب منعقد کی' شعراء کرام کو جن میں اکثر آپ کے تلامذہ تھے یہ طرح مصرع دیا۔

آج تک آفاق میں ہے ہیبت شیر خدا

اس پر راقم تابش قصوری نے بھی منقبت کہی شعراء جب اپنا اپنا کلام پیش کر چکے تو علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے شانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بڑی جامع تقریر فرمائی۔ ایک شب باتوں باتوں میں حضرت مولانا ضیاء القادری علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ طوطی شیریں مقال حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے بارے سنا ہے کہ ان کے شعروں کی تعداد (۹۰) ہزار تک پہنچ چکی تھی' الحمدللہ مجھے اپنے نوے ہزار شعر یاد ہیں ایسے ہی میرا وجدان کہتا ہے کہ ممدوح اکابر حضرت طارق سلطانپوری دامت برکاتہم کے اس وقت تک اشعار کی تعداد اتنی ہو چکی ہو

گی' آپ کی تیز رفتار شاعری بھی اس طرف غماز ہے۔

ایک ملاقات میں احقر نے آپ سے عرض کیا۔ حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمتہ نے اپنے دور کے جن اکابر علماء و مشائخ سے ملاقات و زیارت کا شرف پایا انہوں نے ان تمام کو ایک طویل نظم مشرقانِ قُدس میں منظوم کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ بھی جن جن بلند مرتبت شخصیات سے ملاقات کر چکے ہیں ان تمام کے اسمائے گرامی شعری سلک میں پروڈالیں' موصف نے وعدہ فرمایا ہے اللہ کرے جلد ایفا ہو۔

محمد عبد القیوم نام کی کئی مقتدر شخصیات کو شہرت نامہ حاصل ہوئی' صوبہ سرحد میں خان عبد القیوم خان' آزاد کشمیر میں مجاہد اول سردار عبد القیوم خان' غازی محمد عبد القیوم شہید' مفتی اعظم مولانا محمد عبد القیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' شیخوپورہ کئی اور نامی گرامی شخصیات کے نام پیش کیے جا سکتے ہیں مگر نعتیہ کلام میں اپنی حیثیت منوانے والی شخصیت اس وقت تک میرے حاشیۂ خیال میں ایک ہی ہے جسے سلطان الشعراء محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری مدظلہٗ کے نام و تخلص سے آفاقی شہرت حاصل ہے اور پھر طارق کا تخلص بھی اپنی جامعیت میں خاصا مقبول ہے۔ مجاہد اسلام طارق بن زیاد علیہ الرحمتہ جس نے اندلس میں لشکر اسلام اتارے ہی کشتیاں جلا کر ایک انفرادی کمال صفحہ تاریخ پر ثبت کیا۔ جب مجاہدین نے کہا اگر خدانخواستہ شکست کا سامنا کرنا پڑے تو کیا کریں کہ ہم تو اپنے ملک سے دور ہیں اس پر حضرت طارق علیہ الرحمتہ نے ایک جملہ سے مسلمانوں کو انوکھا سبق دیا وہ تاریخی جملہ یہ ہے۔

"ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است"

اور آج نعت کی سلطنت میں طارق سلطانپوری بھی تاریخی کردار سرانجام دے رہے ہیں' کیا یہ تاریخی واقعہ نہیں کہ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمتہ کے شہرۂ آفاق سلام۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

پر دو تضمین لکھ کر شعراء کرام میں امتیازی ڈگری حاصل کی آپ کی یہ دونوں تضمین رضا اکیڈمی لاہور سے شائع ہو چکی ہیں اور ان پر راقم الحروف نے نشانِ منزل رقم کرتے

ہوئے حضرت طارق صاحب مدظلہ کی خدمت میں کلمات محبت پیش کیے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی خوش نصیب آپ اور آپ کے کلام پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرلے نیز اہل عشق و محبت کو بھی توجہ دلائی جائے تاکہ آپ کی کلیات کو طباعت و اشاعت سے آراستہ کریں۔

زیادہ کیا درج کروں۔ موصوف چند الفاظ میں نہیں سما سکتے وہ تو ایسے ہیں کہ ان پر خوب کتابیں لکھی جائیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اجل وعلیٰ اپنے حبیب ﷺ کے اس منفرد نعت گو کو اپنی عنایتوں لطافتوں اور کرم نوازیوں سے ہمیشہ نوازتا رہے اور ہم ان کے پرسوز روح پرور، ایمان افروز کلام سے محظوظ ہوتے رہیں۔

آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ العالمین ﷺ

وعلیٰ الہ وصحبہ و بارک وسلم

صدیق صابر ایاز ☆

جناب طارق سلطانپوری ہمہ جہت شخصیت ہیں ایک نعت گو شاعر کے طور اُن کی شہرت علمی و ادبی حلقوں میں اپنے عروج پر ہے۔ آپ NBP کا شیر شاہ کراچی میں آفیسر تھے۔ تو اُس زمانہ میں فاران کلب کے ممبر تھے۔ جو کراچی کے اہل علم و دانش کا مرکز تھا۔ قیام کراچی میں آپ نے حضرت سیدنا طاہر علاء الدین القادری گیلانی حضرت ذہین شاہ تاجی، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، رئیس امروہوی، عنبر وارثی جمیل الدین عالی، حکیم محمد سعید دہلوی، نور احمد میرٹھی، ادیب رائے پوری، نواب مشتاق احمد خاں (حیدر آبادی) سیّد قاسم رضوی، جون ایلیا، سرور کیفی ......! حضرت الشاہ احمد نورانی، ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی اور مستفید ہوتے رہے۔

طارق سلطان پوری خانقاہ اور خانقاہی نظام کے حامی و موئید ہیں تصوف پر گہری نظر ہے آپ مولانا روم، سعدی، رومی، جامی، حافظ شیرازی اور اقبال کے خوشہ چین ہیں۔ آپ کے حضرت عبید اللہ خاں درانی، سیّد امیر شاہ گیلانی اور تاج محمد مظہر صدیقی سے بھی علمی روابط رہے۔ حسن ابدال شہر میں علم و دانش کے چراغ روشن کرنے میں آپ پیش پیش رہتے ہیں۔ میرے مربی و مہربان ہیں۔

☆ صدر، کاروانِ ادب، حسن ابدال ضلع اٹک

عبدالقیوم طارق سلطان پوری

ظہور الدین خان امرتسری ☆

جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری کے ساتھ تعلق خاطر تو کچھ ایسا نیا نہیں ہے۔ ان کی شاعری کا بھی بطور ایک عام سامع، ہمیشہ مداح رہا ہوں، لیکن ان کے کمالِ فن کی بلندیوں کا صحیح ادراک تو کوئی اُستادِ فن ہی کرسکتا ہے۔ میں شاید بطور شاعر اُن کی سرفرازی سے آگاہ نہ ہو پاتا۔ میرے لئے وہ دن خاصا چونکا دینے والا تھا، جب استاذ الشعراء حضرت فدا حسین فدا مرحوم کی یاد میں منعقدہ تقریب میں جناب طارق سلطان پوری کے کلام کو عام سامعین سے کہیں زیادہ محفل میں موجود معروف شعرائے کرام نے سُنا اور دل کھول کر داد دی۔

جناب فدا حسین فدا مرحوم کا ذکر آیا ہے تو یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ قادر الکلام شاعر، فن تاریخ گوئی میں ایک منفرد و ممتاز مقام رکھتے تھے۔ مجھ جیسے لوگ یہ گمان کرنے میں بہت حد تک حق بجانب تھے کہ آسمانِ شاعری کے اس آفتاب کے غروب کے بعد شاید تا دیر کوئی قمر تاباں جلوہ گر نہ ہوگا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت طارق سلطان پوری اِس میدان میں بڑی برق رفتاری کے ساتھ نئے نئے اہداف حاصل کر رہے ہیں۔ ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

یوں تو تاریخ گوئی کے ان کے کئی نادر نمونے میری نظر سے گذرے ہیں۔ لیکن حال ہی میں میرے غریب خانہ پر تشریف آوری کے موقع پر انہوں نے "النور" کی طباعت جدید کے حوالہ سے اس کتاب کے فاضل مصنف پروفیسر سیّد محمد سلمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات (۱۹۳۹ء بمطابق ۱۳۵۹ھ) کے سلسلہ میں فی البدیہہ ایک منقبت کہی جس کے مقطع میں دو تاریخی مادے کہے گئے ہیں۔ بلاشبہ یہ اُن کے کمالِ فن کا ایک اچھا نمونہ ہے۔

شاعری ہر دَور میں اثر انگیز رہی ہے۔ اس کے منفی اور مثبت اثرات کی ان گنت مثالیں، ہر زبان میں موجود ہیں۔ ماضی قریب میں مملکت خداداد پاکستان کے تصوّر پیش کرنے والے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے انقلاب آفریں کلام کو اس نوع کی شاعری میں ایک بہتر مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

☆ سیکرٹری: "مرحومہ" مرکزی مجلس رضا لاہور 2/24 سوڈھیوال کالونی ملتان روڈ لاہور
042-37414862, 0322-4005952

جناب طارق سلطان پوری کے کلام میں ملی تقاضوں، امنگوں اور قائدین سے وابستہ اُمیدوں کا جابجا تذکرہ ملتا ہے۔ جس سے ان کے حساس دل میں موجزن قومی درد کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ مولانا عبد الستار خاں نیازی مرحوم و مغفور کا شمار تحریک پاکستان کے نوجوان قائدین اور بعد ازاں پاکستان کے نمایاں ترین سیاسی زعما میں ہوتا ہے۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰ ﷺ میں ان کے بے مثال کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا لیکن بعض مفاد پرستوں کے جال میں پھنس کر جب وہ جمیعت علمائے پاکستان کو توڑنے کے مرتکب ہوئے تو بہت سے دوسرے درد دل رکھنے والوں کی طرح جناب طارق سلطان پوری بھی بُری طرح کبیدہ خاطر ہوئے۔ ان کے دورِ وزارت میں کچھ ابن الوقت قسم کے لوگ مفادات سے جھولیاں بھرتے رہے اور الزامات سے مولانا کی گٹھڑی کا بوجھ بڑھاتے رہے۔ طارق صاحب نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ نفاذ شریعت کی جانب مبذول کرانے کیلئے کئی منظوم عریضے لکھے۔ ایک ایسی ہی نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

واشگاف الفاظ کے منشور کی کچھ لاج رکھ — جو نہ رکھی جا سکی تھی کل وہ بنیاد آج رکھ
امن و راحت کا ہے گہوارہ نظامِ مصطفےٰ — خیر و برکت کا ہے سرچشمہ نظامِ مصطفےٰ

اب کچھ تذکرہ حضرت طارق سلطان پوری کے مولد سلطان پور کا بھی ہو جائے۔

سلطان پور گاؤں، حسن ابدال جیسے تاریخی شہر کے پڑوس میں ہے۔ کہتے ہیں اس گاؤں کا تذکرہ مغل بادشاہوں اکبر اور جہانگیر نے اکبر نامہ اور تزک جہانگیری وغیرہ میں کیا ہے۔ اس گاؤں کو اصل شہرت عظیم فقیہ اور جید عالم دین حضرت مولانا سیّد ضیاء الدین شاہ صاحب کی ضیاء پاشوں سے ملی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں فرزندانِ ارجمند نے خدمت دین کی درخشاں مثالیں قائم کیں۔ سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بے مثال سیّد عبد الرحمٰن شاہ رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو چکے۔ سیّد حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان، اپنی علمی ثقاہت اور خدمات جلیلہ کے باعث دینی حلقوں میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

اس مردم خیز گاؤں میں حضرت عبد القیوم طارق سلطان پوری معروف عالم دین حضرت مولانا عبد العزیز یوسف زئی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے علمی سید خانوادے کے گل سرسبد ہیں، جس کی خوشبو سے دامن ملت مہک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بجاہ سیّد المرسلین ﷺ ان کے علم و عمل کو ہر آنے والے لمحہ میں فزوں تر فرمائے۔ آمین۔

طارق سلطانپوری ایک منفرد شاعر

علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری ☆

محترم طارق سلطان پوری جن کا اصل نام محمد عبد القیوم خان ہے عصر حاضر کے سخن وروں میں ایک منفرد اور ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ یوں تو انہوں نے حمد اور نعت پر بھی طبع آزمائی کی ہے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام (مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام) پر ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین تضمینیں لکھی ہیں لیکن ان کا امتیاز ان کے وہ تاریخی قطعات ہیں جو انہوں نے وقتاً وقتاً مشاہیر اسلام کے سال ہائے ولادت و وصال کے استخراج کیلئے موزوں کیے۔ یہ تاریخی مادے بھی بے حد متنوع ہیں۔ انہوں نے صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی کاوشوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے 300 سے زائد تاریخی مادے موزوں کیے ہیں جو کہ رضویات میں محفوظ ہو چکے ہیں جبکہ انہوں نے صحابہ کرام، اولیا عظام، علماء و مشائخ اہلسنت اور خدام ملک وملت کے قطعات وصال اور مناقب بھی تحریر کیے ہیں۔ انہوں نے دینی جرائد کے خاص نمبروں پر بھی قطعات تاریخ موزوں کیے ہیں۔ انہوں نے اکابرین ملک وملت کے سال ہائے ولادت و وصال کا استخراج قرآن مجید سے بھی بڑی خوبصورتی اور مہارت کے ساتھ کیا ہے۔

طارق سلطان پوری ایک قادر الکلام شاعر ہیں ہر شاعر کی زندگی میں آمد اور آورد کی کیفیات آتی ہیں اسی طرح بڑے بڑے شعراء بھی کبھی کبھار انقباض کا شکار ہو جاتے ہیں کوشش کے باوجود ان کا اسپ تخیل دوڑنا تو درکنار چلنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے وہ الگ بات ہے کہ یہ انقباض و انجماد اکثر روانی طبع کا پیش خیمہ بھی ہوتا ہے۔ مرزا غالب جیسا نامور شاعر بھی ان کیفیات کا اعتراف کرتا نظر آتا ہے۔

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

☆ مصنف، دانشور، دینی صحافی، قلمکار، سماجی شخصیت، ڈائریکٹر: اسلامک ہیلپ یوکے
مدیر اعلیٰ: ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور 0300-4001802

لیکن طارق سلطان پوری کے معاملے میں ایسے گمان ہوتا ہے کہ ان کی طبع انقباض وانجماد کی کیفیات سے آزاد ہے ان کے ہاں بسط ہی بسط ہے بالخصوص تاریخی مادے موزوں کرنے میں تو وہ کبھی بھی انقباض کا شکار نظر نہیں آتے بلکہ حسب ضرورت وہ جب چاہتے ہیں سرعت کے ساتھ تاریخی مادے رقم کر دیتے ہیں۔ ان کی شاعری کا یہ پہلو دیکھا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ ان کے ہاں یا تو آمد ہی آمد ہے اور آورد نہیں ہے یا پھر انہوں نے آورد کو بھی آمد ہی کی مثل سہل اور سریع بنالیا ہے۔ انہوں نے بعض قرآنی سورتوں کے منظوم ترجمے کی بھی سعی کی ہے خصوصاً سورہ والضحیٰ کے منظوم ترجمہ میں کنزالایمان کے محاسن صاف جھلکتے دکھائی دیتے ہیں اگر وہ اس جانب مزید توجہ دیں تو یہ یقیناً ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ ان کے کلام پر ان کا شخصی وصف غالب نظر آتا ہے کہ وہ ایک صحیح اور راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ بلاشبہ یہ شخصی وصف ان کے کلام کا بھی نمایاں وصف ہے کیونکہ محض شعروشاعری اور مشق سخن وری سے وہ اثرات مترتب نہیں ہوتے جو عقیدے کی درستگی اور رسوخ سے پیدا ہوتے ہیں اس اعتبار سے طارق سلطان پوری خوش نصیب ہیں کہ انہیں اللہ رب العزت کی طرف سے یہ نعمت فراواں طور پر ملی ہے اس کا شاید ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ ذات کے اعتبار سے بڑیچ پٹھان ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی افغانوں کے اسی قبیلے کے ساتھ تھا انہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ نسبت بہت عزیز ہے اسی لیے انہوں نے لفظ رضا کو اپنے نام کا حصہ بنالیا ہے ان کی طبیعت میں اصاغر نوازی اور اکابرین کا ادب واحترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جس طرح ان کا کلام سادہ اور سلیس ہے اسی طرح ان کی طبیعت بھی سادگی اور خلوص ومحبت کا مرقع ہے ان کے بارے میں اس عاجز کی رائے ہے کہ وہ جس صنف سخن پر بھی طبع آزمائی کریں گے اپنی انفرادیت اور شاعرانہ حسن ووقار کو قائم رکھیں گے لیکن مشاہیر اسلام کے سن وصال اور ولادت کے استخراج اور بعض روحانی اور علمی مقتدایان ملت کے علمی اور تجدیدی کارناموں کو اجاگر کرنے کیلئے انہوں نے کثیر تعداد میں جو تاریخی مادے موزوں کیے ہیں وہ اردو ادب کا گراں قدر اثاثہ بھی اور اسلامی و دینی منظومات کا وقار بھی۔ اگر وہ سیرت طیبہ کے اہم پہلوؤں پر تاریخی مادے رقم کرنے پر طبع آزمائی کریں تو یہ یقیناً اردو ادب اور منظوم سیرت نگاری میں ایک بے مثال کام ہوگا اس سے قبل اگرچہ اردو ادب میں منظوم سیرت نگاری کے میدان میں

کئی قابل ذکر کاوشیں کی گئی ہیں لیکن مجوزہ کام اپنی نوعیت کا جداگانہ اور منفرد کام ہوگا۔ کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ رب العزت ان کو یہ سعادت عطا فرمادے کیونکہ

ایں سعادت بزور بازو نیست   نہ بخشد خدائے بخشندہ

فارسی زبان بھی اس وقت روبہ زوال ہے جبکہ اللہ رب العزت نے ہمارے ممدوح کو فارسی زبان میں بھی عبور عطا کیا ہے انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے فارسی کا امتحان امتیازی حیثیت میں پاس کیا ہے۔ اگر وہ فارسی زبان میں بھی تاریخی قطعات رقم کرنے کے حوالے سے طبع آزمائی جاری رکھیں تو یہ اردو ادب کے ساتھ ساتھ فارسی ادب کی بھی خدمت ہوگی اور شاید اس طرح وہ اس زبان کا قرض بھی اتار سکیں جس کی وجہ سے انہیں کراچی یونیورسٹی میں امتیازی حیثیت حاصل ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کے علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور ان کے قلم سیال کی جولانیوں کو یوں ہی قائم دائم رکھے اور ان کی تخلیقی کاوشوں میں مزید نکھار پیدا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ)

محمد یٰسین نقشبندی ایڈووکیٹ ☆

اہل سنت و جماعت کے مایہ ناز شاعر محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری فن شعرو سخن میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ حافظ، سعدی، احمد رضا بریلوی پیر سید مہر علی شاہ اور حضرت مظہر الدین سے متاثر ہیں۔ اردو و فارسی میں شعر کہتے ہیں۔ نعت گوئی، تاریخ اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ عشق رسول ﷺ میں اس قدر مگن ہیں کہ عرصہ سے ہر روز نعت کہنا اُن کا معمول بن گیا ہے اعلیٰ حضرت کے سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے ۱۷۱ اشعار پر تین تضامین لکھی ہیں یہ بھی اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے یہاں تو شعراء حضرات چند اشعار کی تضمین لکھ کر بیٹھ جاتے ہیں ایسے لوگ قارئین کو پریشان کر جاتے ہیں عام قاری سمجھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا اتنا ہی سلام ہے۔ واہ (کینٹ۔ راولپنڈی) میں ایک بزرگ سید محفوظ علی صابر القادری بریلوی گزرے ہیں جنھوں نے اعلیٰ حضرت کے سلام کی مکمل تضمین لکھی تھی وہ قابل مطالعہ ہے۔ میں طارق صاحب سے عرصہ سے واقف تھا باقاعدہ ملاقات میرے دیرینہ علمی ادبی دوست و برادر سید محمد عبد اللہ قادری بن سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ہوئی تھی۔

☆ مکان نمبر B/314/6 نیو آفیسر کالونی لالہ رخ، واہ کینٹ 051-4539870

فن تاریخ گوئی میں قابلِ فخر سپوت

علامہ کوکب نورانی☆

راول پنڈی سے ہزارہ کی طرف جانے والے راستے میں "سلطان پور" نام کی بستی ہے۔ اس بستی سے اہل سنت و جماعت کو استاذ العلماء حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ اور ان کے دو بزرگ برادران ملے ہیں جن کی دینی مسلکی خدمات کا سمتوں میں شہرہ ہے' ان بزرگوں پر اہل سنت کو فخر ہے۔ سلطان پور ہی سے تعلق رکھنے والے جناب محمد عبد القیوم کو طارق سلطان پوری کے نام سے شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ دین اور دینی شخصیات بالخصوص علمائے حق اہل سنت سے لگاؤ طارق صاحب کو ابتدائی عمر ہی سے رہا ہے' اسی کی برکت اور فیضان ہے کہ انہیں نعت شریف کہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تاریخ گوئی ایک خاص فن ہے اور اہل علم میں اس کی بہت قدر ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں یہ فقیر بھی اس فن سے کچھ شغف رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ الفاظ و اعداد کے انتخاب و شمار میں کتنی محنت درکار ہوتی ہے۔ طارق سلطان پوری صاحب کا اس فن سے شغل بھی قابل داد ہے۔ عربی' فارسی اور اردو میں عبارت سے تاریخی مادہ اخذ کرتے ہیں اور اسے منظوم کرتے ہیں اور کیا خوب کرتے ہیں۔

متعدد سنی جرائد و رسائل میں ان کی منظومات دیکھ کر ان کی مسلک حق اور اس کے لیے مشغول افراد سے وابستگی پر خوشی ہوتی ہے۔ میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت' خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑی علیہ الرحمہ کی یاد میں شائع ہونے والے کتابی سلسلہ "الخطیب" میں طارق صاحب ہر سال اپنی عقیدت و محبت کا منظوم نذرانہ خود بھجواتے رہے ہیں۔ ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ کے خطبات سننے اور ان سے ملتے رہنے کا شرف بھی رکھتے ہیں۔ انہی کی نسبت سے مجھ گناہ گار کو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کریم جل شانہٗ انہیں حق پر استقامت اور اپنی خاص رحمت سے نوازے۔

☆ خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خطیب جامع مسجد گلزار حبیب کراچی
مصنف، سفرنامہ نگار، خطیب، محقق اور دانشور 0301-8226692, 021-7216539

اہل اللہ کا محب...... طارق سلطانپوری

ڈاکٹر مجید اللہ قادری ☆

محترم المقام جناب عبد القیوم خاں یوسف زئی المعروف بہ طارق سلطان پوری (پ ۵ جون ۱۹۴۱ء) ولد مولانا عبد العزیز خاں (التوفی ۱۹۷۹ء) قلمی دنیا میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں بالخصوص تاریخی مادہ نکالنے کے حوالے سے پاکستان کے چند نامور تاریخ گو افراد مولانا جلال الدین قادری (گجرات)، محترم عارف مجور رضوی (گجرات)، مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (ماریشس) وغیرہ وغیرہ میں سے ایک ہیں۔ اہلسنت کے کسی عالم کا انتقال ہو جائے یا وہ اپنی زندگی میں کوئی تاریخی کارنامہ بصورت تصنیف و تالیف انجام دے تو محترم طارق سلطان پوری اس کی شان میں نہ صرف قصیدہ خوانی کرتے ہوئے ایک دو نظمیں یا منقبتیں ضرور کہتے ہیں بلکہ مقطع میں پورا مصرعہ یا کسی اہم لفظ سے تاریخی مادہ ضرور نکالتے ہیں اور بعض وقت تاریخی مادہ ایک دو نہیں، درجنوں پیش کر دیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ حروف اور عدد دونوں محترم کی نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اور یہ ان میں سے چن لیتے ہیں۔

محترم طارق سلطان پوری کے ساتھ راقم کی ملاقات کا دورانیہ ۱۵ سال سے زیادہ طویل ہے۔ جب آپ کراچی میں ہوتے تھے تو اکثر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں تشریف لاتے اور تبادلۂ خیال فرماتے۔ احقر نے مشاہدہ کیا کہ طارق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ فن گوئی میں ملکہ عطا فرمایا ہے اور فی البدیہہ تاریخی مادہ نکالنا ان کے لیے سیکنڈوں کا کام ہے۔ آپ باتوں باتوں میں یا تقاریر کے دوران فی البدیہہ تاریخی مادہ نکال لیتے ہیں۔

محترم طارق سلطان پوری صاحب کے ادارہ کے تقریباً تمام ہی حضرات کے ساتھ ہمیشہ بہت قریبی تعلقات رہے ہیں۔ خاص کر حضرت شمس الحسن شمس بریلوی (التوفی ۱۹۹۷ء) سے ان کے بہت ہی گہرے مراسم تھے۔ آپ جب بھی کراچی آتے تو شمس صاحب سے ضرور ملاقات فرماتے اور غالباً حضرت شمس بریلوی کے انتقال کے بعد آپ کا کراچی آنا بھی کم ہوا۔

☆ جنرل سیکرٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) ریگل چوک صدر کراچی 0322-2175095

آپ جب بھی کراچی آتے، اپنی نعتوں، نظموں کی حضرت شمس سے برابر اصلاح لیتے اور حضرت بھی شفقت فرماتے ہوئے ان کو شاعری کے رموز سے آگاہ کرتے جس کے باعث آپ کی شاعری میں پختگی اور نکھار آ گیا۔

محترم طارق سلطان پوری نے ادارہ کے اکثر مرحومین کے متعلق ان کے وصال کے موقع پر یا ان کی کسی تصنیف پر اکثر مادۂ تاریخ کہے ہیں۔ چند ملاحظہ کیجئے:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے بانی محترم القام حضرت مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ کے وصال ۱۹۹۲ء کے موقع پر جناب سلطانپوری صاحب نے تاریخ مادہ کے ساتھ ایک منقبت لکھی تھی، چند اشعار ملاحظہ کریں:

نازشِ اہلِ صفا سید ریاست قادری ‏ ‏ فخرِ اربابِ صفا، سید ریاست قادری
راست بازوں کا نمائندہ نقیبِ اہلِ حق ‏ ‏ ترجمانِ اولیاء سید ریاست قادری
مرضیِ حق تھی یہی اس دارِ فانی سے ہوئے ‏ ‏ عازمِ ملکِ بقا سید ریاست قادری
جمع اعدادِ "وفا" سے ان کی تاریخِ وصال ‏ ‏ "مشعلِ دستِ رضا" سید ریاست قادری
(۸۷) ‏ ‏ (۱۹۰۵ء)

۸۷+۱۹۰۵=۱۹۹۲ء

حضرت شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۹۹۷ء/ ۱۴۱۷ھ) کے وصال کے موقع پر محترم طارق سلطان پوری نے کئی تاریخی مادہ ہائے وصال نکالے تھے۔ چند ملاحظہ کریں:

"عالمِ دولتِ رضویت" (۱۹۹۷ء)

"ترجمانِ افکارِ رضا" (۱۹۹۷ء)

"آہ شمس اوجِ شرفِ رضا" (۱۹۹۷ء)

"خامۂ فکرِ رضا" (۱۹۹۷ء)

"بے مثل شمس بازغہ" (۱۹۹۷ء)

"احتشامِ بزمِ تحقیق" (۱۴۱۷ء)

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مظہری مجددی دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۰۰۸ء/ ۱۴۲۹ھ) کے وصال کے موقع پر محترم طارق سلطان پوری صاحب نے معارفِ رضا

شمارہ جون ۲۰۰۸ء کے لیے بیسیوں منقبتیں اور مادہ ہائے تاریخ وصال ادارہ کو ارسال کیے تھے جو ادارہ نے ماہنامہ "معارف رضا"، شمارہ جون ۲۰۰۸ء میں شائع کیے۔ ان میں سے چند مادہ ہائے تاریخ وصال ملاحظہ کریں:

کہا طارق نے اس کے وصل کا سال
یگانہ حسن وجہِ مظہر اللہ
۱۴۲۹ھ

بگفتم سالِ وصلش از "جہاد" آہ
۱۳
"حق آگاہ و سعادت یافتہ مرد"
۱۴۲۹ھ=۱۴۱۶+۱۳

والہٗ احمد رضا تصویرِ صدق و علم و فقر
اس کی رحلت کی کہی تاریخ "جہدِ رضویت"
۱۴۲۹ھ

طارق سلطان پوری صاحب قرآنی آیات سے بھی مادہ تاریخ نکالنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے لیے سورۂ توبہ کی ایک سو آٹھویں آیت سے وصال کی تاریخ نکالی۔ ملاحظہ کریں:

رجال یحبون ان یتطھروا ؕ واللہ یحب المطھرین (التوبۃ: ۱۰۸)
۱۴۲۹ھ

امام احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۳۲۲ھ ہجری میں بریلی شریف میں مدرسہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ ۱۴۲۲ھ کے موقع پر دنیا بھر میں منظر اسلام کا ۱۰۰ سالہ جشن منایا گیا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اس موقع پر ایک یادگار "معارف رضا منظر اسلام نمبر" ۳۲۰ صفحات پر مشتمل شائع کیا تھا۔ ہمارے اس معارف کے لیے محترم طارق سلطان پوری نے ۳ درجن سے زیادہ مادۂ تاریخ نکال کا ارسال کیے تھے جو ہم نے معارف رضا شمارہ ۲۰۰۱ء میں شائع کیے۔ اس کے علاوہ دو تاریخی قطعات بھی بھیجے تھے۔

اوّل میں اس کی تاسیس کی تاریخ ہے اور دوم میں سو سالہ جشن کی تاریخ۔ ملاحظہ کیجئے:

ہو بہار آشنا قیامت تک یہ علوم و فنون کا بستان
اس کے سالِ قیام کی تاریخ "مایۂ ناز مرکزِ فیضان"
۱۳۲۲ھ

جشنِ صد سالہ کی بھی کہہ تاریخ ہاتفِ غیب کا ہے یہ فرمان
"گلِ والا و دل فروز رضا" ہے مآلِ تفکر وجدان
۱۴۲۲ھ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی بنیاد ۱۹۸۰ء میں کراچی میں رکھی گئی جس کے بانی حضرت مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ تھے جبکہ سرپرست اولین میں حضرت مفتی تقدس علی خاں قادری حامدی بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۹۸۷ء) حضرت شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمۃ (۱۹۹۷ء) اور حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ادارہ نے ۲۰۰۵ء میں دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں عرب و عجم کے متعدد جید اسکالرز تشریف لائے اس موقع پر معارف رضا کا سالنامہ کا خصوصی شمارہ "سلور جوبلی" کے طور پر شائع کیا گیا۔ حضرت طارق سلطان پوری صاحب نے ہمیشہ کی طرح اس موقع پر بھی ہماری ہمت افزائی اور پذیرائی کرتے ہوئے ایک نظم ادارہ اور معارف رضا کے حوالے سے لکھی جس میں تاریخی مادہ بھی نکالے تھے۔ چند اشعار ملاحظہ کریں:

اس نظم کا عنوان ہے:

"مایۂ نازِ فیضِ رضا" (۲۰۰۵ء)

رضا کے معارف کا آئینہ دار مجلّہ یہ پاکیزہ و خوشنما
ریاست[1] نے بنیاد اس کی رکھی وہ دردِ حسیں قادری باغ کا
شفیعِ[2] اُمم اس پہ ہوں مہرباں مقام اس کو جنت میں بخشے خدا
رہا اس گلستانِ عرفان پر ضیا بار اک شمس فہم و ذکا
نظر اس پہ مسعودِ ملت[3] کی ہے جو ہیں افتخارِ جہانِ رضا

وجاہت[۴] نے اس کا بڑھایا وقار اس آئینے کو اور بخشی جلا
ہے اک اور بھی عبد ربِّ مجید[۵] وہ بھی مستحق داد کا ہے بجا
یہ ہے اعلیٰ حضرت کا فکری نقیب بڑا کام لاریب اس نے کیا
مکمل ہوئے اس کو پچیس سال زلطف خدا و حبیب خدا
یہ بے حد مسرت کا ہنگام ہے ثمر بار نخل تمنا ہوا
دلی تہنیت پیش کرتا ہوں میں بہ اتمام اخلاص و صدق و صفا
یہ نمبر کہ ہیں خاص اس کی جہات سرور آفریں ہے مسرت فزا
معانی کا خم خانۂ ذوق بخش معارف کا گلدستۂ کیف زا
یہ کاوش ہے اہلِ رضا کی اسے سراہیں گے عشاق احمد رضا
طباعت کا سال اس مجلّے کا ہے یہ ہے "زیبا منہاج شاہِ رضا"
۱۴۲۶ھ

"جدوجہد" سے اس کی تاریخ چھاپ کہی ہے "نذر ترجمان الرضا"
۲۵ ۱۹۸۰ء
۲۵+۱۹۸۰=۲۰۰۵ء

طباعت کی ہے اور تاریخ بھی خوشا "مایۂ نازِ فیضِ رضا"
۲۰۰۵ء

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محترم طارق سلطان پوری صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ دیر تک سلامتی نصیب فرمائے اور جس خلوص اور محبت سے یہ حضرات اہل اللہ اور علمائے کرام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر ان کو عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ: حضرت طارق سلطانپوری کے حوالے سے درج ذیل حضرات بھی اس موقف کے مؤید ہیں۔

(۱) حضرت سید ریاست علی قادری
(۲) حضرت مولانا شفیع محمد قادری حامدی (م ۲۰۰۵ء)
(۳) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(۴) حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری (صدر نشین ادارہ)

میرا سلطان پور

عبید محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری☆

میرا سلطان پور کاظمی مشہدی سادات کا قدیم قصبہ ہے' یہ حضرات اس گاؤں میں کب آئے؟ یہ گاؤں پہلے سے موجود تھا یا ان حضرات نے اس کو آباد کیا' اس کی کوئی مصدقہ دلیل نہیں' سینہ بہ سینہ تذکروں کے مطابق' اس گاؤں کا بانی سید سلطان شاہ صاحب تھے' جو اُس وقت کے مغل بادشاہوں کے مقرب تھے' دربار میں اُن کا ممتاز مقام تھا اور اس علاقے کے وہ با اختیار منتظم تھے' مغل بادشاہ اکبر اور جہانگیر نے اپنی یادداشتوں میں' (اکبر نامہ' توزک جہانگیری وغیرہ) اس گاؤں کا ذکر کیا ہے' جیسا کہ مشہور تاریخی مقام حسن ابدال کا تذکرہ مغل بادشاہوں کی خودنوشت کتابوں میں موجود ہے۔ اغلباً مغل بادشاہوں نے کبھی کبھی کشمیر جانے کیلئے اور وہاں سے واپسی پر اس راستے کو اختیار کیا جو اب شاہ راہ ریشم کہلاتا ہے جس کا آغاز حسن ابدال سے ہوتا ہے' اور سلطان پور اسی شاہ راہ پر حسن ابدال سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر بڑی سڑک سے ایک میل کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے۔

اس گاؤں کو دائمی شہرت' حضرت مولٰنا سید ضیاء الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو جید عالم دین اور فقیہ جلیل کی حیثیت سے زمانہ بھر میں مشہور ہوئے اور اُن کے لائق وفائق صاحبزادوں حضرت مولٰنا غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) م ۲۰۰۰ء/ ۱۴۲۱ھ مولٰنا سید عبد الرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بے مثال خطیب) م ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۹ھ اور مولٰنا سید حسین الدین شاہ صاحب (مرکزی رہنما جماعت اہل سنت و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان و ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کی دینی خدمات کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

راقم الحروف کے اجداد کرام اس گاؤں میں کب تشریف لائے اس کا تعین مشکل ہے' میرے اندازے کے مطابق ڈیڑھ سو سال قبل میرے پردادا حضرت مولٰنا عبد الرحمٰن یوسف زئی' حالات کے جبر کے تحت اپنی اولاد کے ساتھ اس علاقے میں تشریف لائے اور

☆ محلہ حطاراں حسن ابدال ضلع اٹک (حال مقیم واہ کینٹ) 051-4531732

اس گاؤں کے قدرتی خوبصورت ماحول سے متاثر ہو کر اِسے اپنی سکونت شرف بخشا۔ قبلہ والد صاحب حضرت مولانا عبدالعزیز یوسف زئی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی (مولانا فضل گنج مرادہ آبادی کے پوتے مولانا رحمت اللہ کے فیض یافتہ تھے) اِسی گاؤں میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ۱۹۷۹ء/ ۱۳۹۹ھ میں دار البقا کی طرف سفر کیا۔ ایک درجن کے لگ بھگ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ خاندانی سطوت و وجاہت کے پیکر تھے۔ عشقِ رسول ﷺ اُن کا خاص وصف تھا' عمر کا زیادہ عرصہ تبلیغ دین میں گزارا۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جہاں اُنہوں نے دین کی خدمت کے لیے قیام نہ کیا ہو۔ یہ ناچیز (طارق سلطانپوری) اپنے بارے میں کیا عرض کرے سوائے زمودۂ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

کارواں بگذشت و من سوزم ہنوز   دربیاباں ہمچوں چوبِ نیم سوز

سید صبیح الدین صبیح رحمانی ☆

تخلیقی صلاحیتوں کے حامل کسی شخص کے سلسلے میں یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ وہ ایک سے زائد اصنافِ سخن کو اپنے اظہار کا ذریعہ اور وسیلہ بنانے پر قدرت رکھتا ہو۔ چنانچہ ہمارے سامنے کئی ایسے باکمال اور باصلاحیت افراد موجود ہیں جنہوں نے شاعری کی متعدد اصناف میں طبع آزمائی کی اور اس میں سے ہر ایک میں زندہ رہنے والے نقش قائم کرنے میں کامیاب ہوئے کم و بیش یہی بات میں طارق سلطانپوری کے بارے میں بھی پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں انہوں نے غزل سے سیاسی نظموں تک اور پھر نعت گوئی سے تاریخ گوئی تک جو تخلیقی سفر طے کیا ہے وہ نہایت آبرو مندانہ ہے بالخصوص ان کا نعتیہ کلام ہمیں ان کی صفائی قلب اور طہارت فکر کا احساس دلاتا ہے اور اس میں ان کے اظہار و ابلاغ کے زاویے اپنی سلاست، سادگی اور دل نشینی کے ساتھ ساتھ قدرت کلام کو بھی ظاہر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس حوالے سے ان کی شہرت اور مقبولیت کا دائرہ دن بہ دن وسیع تر ہوتا جارہا ہے اور عصری ادبی اور نعتیہ حلقوں میں ان کے نام، کام اور احترام کی گونج واضح سنائی دیتی ہے۔

☆نامور محقق نعت، نعت گو، نعت خوان اور مدیر اعلیٰ "نعت رنگ" کراچی 0301-8200277

جناب طارق سلطانپوری اور

سلطان پور کی علمی و ادبی تاریخ

راجہ نور محمد نظامی ☆

سلطان پور تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں حسن ابدال سے ہری پور کی طرف جانے والی ہزارہ روڈ پر دس میل کے فاصلے پر دریا ہرو کے کنارے واقع ہے۔ اس کی تاریخ بڑی قدیم ہے قصبہ کے جنوب میں دریا ہرو کے کنارے دو ٹیلوں پر آج بھی قدیم آثار و باقیات موجود ہیں جن کے درمیان میں ایک کنواں آج بھی موجود ہے اور یہاں سے قدیم دور کے سکے، موتی منکے، سل بٹے، چکی کے پاٹ اور برتنوں کے ٹھیکرے ملتے ہیں۔ مقامی روایت کے مطابق اس قصبے کے بانی سید سلطان شاہ بخاری تھے جو کہ مغل بادشاہوں کے مقرب خاص تھے۔ مشہور مغل بادشاہ نور الدین جہانگیر نے اپنی کتاب میں اسی کا ذکر کیا ہے۔ ''موکب اقبال جریدہ باچندے از چندے منظوران بساط قرب و خدمتگاران ضروری روز جمعہ ہفدہم (ربیع الاوّل ۱۰۲۹ھ/ ۱۲ فروری ۱۶۱۹ء) سرونیم کروہ کوچ در موضع سلطان پور منزل گزید...... (تزک جہانگیری ج ۲ ص ۲۹۲ در مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۱۴ء) بادشاہ نے یہاں ایک رات دن قیام کیا اور یہیں اُس کو اودھے پور کے رانا امر سنگھ کی وفات کی خبر ملی اور اُس کے بیٹے بھیم سنگھ اور جگت سنگھ کو خلعت سے سرفراز کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے آخری دور میں ہزارہ میں بڑی بدامنی تھی مختلف اقوام ایک دوسرے پر حملہ آور تھیں اِن دنوں سلطان فاضل خان ترک (حاکم ہزارہ) نے اپنے دو بھتیجوں ملوک خان و شمشیر خان کے ہمراہ سلطان پور کے مقام پر کیمپ لگا کر شاہراہ کشمیر کے دونوں اطراف پر زبردست پہرہ لگا دیا۔

(محمد ارشاد خان، تاریخ ہزارہ، مطبوعہ لاہور ص ۳۱۴)

☆ بھوئی گاڑ براستہ فاروقیہ (ہزارہ) ضلع اٹک 0321-5192854

سکھوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ ۱۸۴۹ء میں میجر جیمس ایبٹ (بانی ایبٹ آباد) نے کچھ دن اپنا فوجی کیمپ موضع سلطان پور میں رکھا۔

(ڈاکٹر شیر بہادر پنی تاریخ ہزارہ، طبع دوم ۱۹۸۰ء ص ۲۰۸)

کتاب روزنامچہ سلطان پور علاقہ سلطان پور کے ایک بزرگ سید احمد شاہ بن سید محمد شاہ کی مکتوبہ کتاب مجموعہ رسائل صرف ونحو (فارسی) کتب خانہ حمیدیہ سلطان پور میں موجود تھی۔ ایک بڑے فاضل عالم اور محقق مدرس تھے۔ ہندوستان کے شہر باٹواہ کاٹھیاواڑ میں مدرس اور مفتی رہے۔

سید نجیب شاہ بخاری سادات کے خانوادے سے تعلق تھا۔ بچپن میں دوران تعلیم نابینا ہو گئے تھے بھوئی گاڑ اور سلطان پور میں تعلیم ظاہری علوم کی حاصل کی۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت خواجہ نور محمد فاروقی تیراہی ساکن چورہ شریف نزد جنڈ (متوفی ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء) کے فیض یافتہ تھے۔ آپ کی منظومہ کتب میں تفسیر سورۃ والضحیٰ اور رسالہ عشق کا نام ملتا ہے۔ انوار تیراہی کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ پر ایک منظوم مکتوب درج کیا ہے۔

نمونہ کلام

عاجز و مسکین و محتاج و گدا ایم اے شہا
برنمی آید ز دستم خدمتے کین جاسزد

بست معزوری دوپایم، مفلسی دستم گرفت
من چہ گویم حال زارم داند آں ذات احد

بردرت افتادہ گویم الغیاث الغیاث
کن نگہ برمن کہ تسکین دلم حاصل شود

پیش تو بے توشہ آمد بندہ سید نجیب
باکرم کن شہر دارش تا براحت میرود

کاتب ایں بیتہاشہ شیخ احمد ہے جناب
باخطا ہے صد ہزاراں ہم گنا ہے بے عدد

طالب عشق الٰہی آمدہ نزدیک تو
قطرہ از بحر کرم برخاک پائے تو چکد

شیخ الحدیث مولانا سید ضیاء الدین شاہ بن مولانا سید حمید شاہ متوفی ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء بڑا عرصہ بھوئی گاڑ میں پڑھتے رہے۔ آپ نامور عالم اور مدرس تھے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء مولانا سید غلام محی الدین شاہ متوفی ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب نے

اس مرکز علم وعرفان کی شان کو برقرار رکھا۔ مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب اور سید غلام محی الدین شاہ صاحب نامور مدرس اور محقق بھی تھے آپ کی ...... مطبوعہ کتب راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ مثلاً

معیار الحق لدعوۃ الحق سید شاہ غلام محی الدین اور ذکر حبیب ﷺ سید حسین الدین شاہ دیگر کی اہل علم میں مولانا سید رفیع الدین شاہ مدرس مدرسہ صدیقیہ مکہ مکرمہ علاقہ ہروئی تحصیل اٹک ضلع راولپنڈی ۱۸۸۰ء راقم المعروف کے کتب خانہ میں قلمی موجود ہے جس میں مختلف اقوام کا موضع سلطان پور میں رہن بیع وغیرہ کا ذکر ہے۔

تیمور شاہ درانی کے عہد حکومت (۱۷۷۳ء تا ۱۷۹۳ء) میں کشمیر سے سادات شہدی کے ایک بزرگ سید سیارت شاہ ابن نور علی شاہ موضع بٹ درہ علاقہ مظفر آباد سے سلطان پور میں آباد ہوئے آپ ایک نامور عالم فاضل تھے آپ کی مکتوبہ چند کتب راحت القلوب (فارسی)، شرح الیاس (عربی) درمسجد سلطان پور، شرح قصیدہ بردہ ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ء) در سلطان پور اور آثار محشر (پنجابی) تھیں۔ آپ کے فرزند سید حمید شاہ بھی اپنے دور کے جید عالم تھے۔ بھوئی گاڑ، میکی ڈھوک اور سلطان پور میں پڑھتے رہے۔ آپ نے شرح مسلم قاضی محمد مبارک مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۶۵ء میں اپنے قلم سے حواشی لکھے اور آپ کی چند مہریں اور دستخط بھی اس پر موجود ہیں۔ مہر کی تحریر میں ''حمید شاہ ۱۲۸۵ھ'' لکھا ہے یہ کتاب راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ آپ کی چند مکتوبہ کتب کتب خانہ حمیدیہ سلطان پور میں محفوظ ہیں۔ مثلاً کتاب یک روزی، مجموعہ متخ العوامل وقوانین اعلال، رسالہ الکاشف الظلام وغیرہ۔ نامور مدرس تھے سلطان پور میں فوت ہو کر وہیں فوت ہوئے سید محمد شاہ بن سید صدر شاہ بن سید نور علی شاہ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ہزارہ اور پنجاب میں تعلیم حاصل کی بھوئی گاڑ میں بھی پڑھتے رہے۔ حرف و نحو کی کتاب مراح الارواح (عربی) کی کتابت مسجد بھوئی میں کی تھی۔ اس کے علاوہ مکتوبہ کتب میں مفید المبتدی جامع التعلیل، رسالہ صرف میر، لباب الاخیار (عربی) التمہید فی بیان التوحید (عربی) وغیرہ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں سے ایک منظوم پنجابی کتاب گلشن معجزات قلمی راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ بھوئی گاڑ مسجد پنڈ مشرقی میں بڑا عرصہ رہے۔ سلطان پور میں فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے۔

نمونہ کلام

جب دل دی نال میں کیتا ایہ ارشاد
ہوئی قبول خدا ٹیلوں ہر دم منگاں دوا
سید النبی کتاب تھیں ہے ایہ سب مذکور
تاں ایہ سیر النبی دے اندر کریں شمار
علاقہ حسن ابدال دا گندگر کول پچھاں
اندر سلطان پور دی ہو یا ایہہ حال
رحیم نام کتاب دا گلشن معجزات
ہی مزکور رسول دی اسدے وچ صفات
برکت تسدی نام دی ربا بخش گناہ
ہاں میں جسدی آل تھیں نام محمد شاہ
بھتاں وچ مسافری کراں خدا نوں یاد
ہاں پردیسی دور دا وطن مظفرآباد

مولانا سید علاء الدین شاہ، مولانا محمد فقیر شاہ، علامہ پوپچھوی استاد اور مولانا احمد دین سلطانپوری وغیرہ۔

اسی سلطان پور میں عصر حاضر کے نامور شاعر جناب طارق سلطانپوری ۵ جون ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد یوسف زئی افغان قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ موضع سلطان پور ہی آپ کے پردادا مولانا عبد الرحمٰن پوپل زئی انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں بمع اپنی اولاد کے آکر آباد ہوئے آپ کے تمام اجداد عالم فاضل اور درویش صفت بزرگ تھے۔

والد گرامی مولانا عبد العزیز خان بن مولانا عبد الجبار خان بھی ایک جید عالم اور مبلغ اسلام تھے آپ نے تبلیغ اسلام کے لیے برصغیر پاکستان و ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے سفر کیے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے نبیرہ مولانا رحمت اللہ کے دست گرفتہ تھے۔ ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء کو فوت سلطان پور میں دفن ہوئے۔ عربی فارسی، پشتو، اردو، پنجابی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور تھا۔

طارق سلطان پوری کا اصل نام محمد عبد القیوم خان ہے لیکن آپ علمی ادبی دنیا میں طارق سلطان پوری کے نام سے مشہور ہیں۔

نعت گو۔ منقبت گو، تضمین نگار، تاریخ گو اور غزل گو شاعر ہیں آپ بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں۔ میری آپ سے شناسائی بڑے لمبے عرصے سے ہے۔ خط و کتابت کے ساتھ

ساتھ اکثر محفل ہوتی رہتی ہے۔ بزرگان دین کے عاشق اور برجستہ تاریخ گو ہیں فروری ۲۰۰۴ء میں میرے والد گرامی راجہ الحاج فضل الٰہی خان نقشبندی مجددی کی تاریخ وفات لوح قبر کے لیے قرآن مجید سے نکال کر دی۔ "اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ" ۲۰۰۴ء ۲۰۰۸/ء ۱۴۲۹/ھ کوگڑھی شریف نزدواہ کینٹ کی مشہور چشتی سلسلہ کے بزرگوں کی خانقاہ پر ایک کتاب "تاریخ و تذکرہ خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں" لکھی تو آپ نے حروف ابجد سے اُس کا نام نکالا "تذکار حق" (۱۴۲۹ھ) آپ کی مطبوعہ منظوم کتاب جو حرمین شریفین کے سفر پر دلکش انداز میں "تجلیات حرمین موسوم اور اسم تاریخی رابطہ بخشش ۱۴۱۹ھ" کے نام سے مکتبہ ضیائیہ بازار نکواڑاں راولپنڈی نے ۲۰۰۲ء میں شائع کی راقم الحروف کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

آپ نے سلام رضا پر تضمین لکھی تو مشاہیر اہل علم علامہ محمد منشاء تابش قصوری سید صابر حسین شاہ بخاری، علامہ شمس بریلوی، سید اسماعیل ذبیح، پروفیسر محمد حسین آسی، سید نور محمد قادری، پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر اور محمد حفیظ نقشبندی وغیرہ کئی حضرات مضامین لکھ کر خراج تحسین پیش کی۔ جس کو سید صابر حسین شاہ بخاری نے "جواہر تضمین" کے نام سے مرتب کر کے ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں رضا اکیڈمی لاہور سے شائع کرایا۔ بندہ ناچیز کو ایک محفل کے دوران عطا کی تو اُس پر درج ذیل عبارت لکھی۔

۷۸۶

۹۲

صاحب ذوق محقق

مکرمی راجہ نور محمد نظامی کی خدمت میں

ہدیہ اخلاص

منجانب

ناچیز

طارق سلطان پوری

۸ مئی ۲۰۰۶ء

کچھ اپنے شہر کے بارے میں

حضرت طارق سلطانپوری کا منظوم تاثر

ابدالوں کا شہر........... حسن ابدال

سبزہ و گل کا دیار دل کشا و دل نشیں
اس کے دیدہ زیب چشمے باغ ہیں اس کے حسیں
اس کا ہے ماحول خوش منظر فضا ہے خوشگوار
اس کا پانی صاف و شیریں ہے ہوا ہے خوشگوار
اس نے دیکھا تاجداروں بادشاہوں کا کمال
طنطنہ اکبر کا اورنگزیب کا جاہ و جلال
تھی جہاں میں چار سو جس کی جہانگیری کی دھاک
تھا پسندیدہ اسے بھی یہ دیار تاب ناک
آنکھ کا تارا مغل فرماں رواوں کا رہا
یہ مقامِ حسن و رعنائی یہ شہر دل رُبا
قدرتی اس کی دل آویزی سے وہ مسحور تھے
بار بار اس کی زیارت کے لئے مجبور تھے
اس کی مٹی میں کئی حاکم بھی آرامیدہ ہیں
لالہ رُخ، ناز آفریں و نازنیں پوشیدہ ہیں
یہ فقیروں، ولیوں، درویشوں کا بھی ہے دل پسند
یہ رہا ہر دور میں مردانِ حق سے ارجمند
اس میں قائم صوفیانِ وقت کے ڈیرے رہے
اس کی جانب مست مجذوبوں کے بھی پھیرے رہے
اس میں جلوہ گر تھے جو اقطاب تھے ابدال تھے

پیکرانِ علم و تقویٰ صاحبانِ حال تھے

بابا نانک کے مریدوں کا یہ دلبر شہر ہے
کوئی اس سے پوچھے یہ کتنا مؤخر شہر ہے
"پنجہ صاحب" اس کے ماتھے پر ہے جھومر کی طرح
سکھ سمجھتے ہیں اسے محبوب پیکر کی طرح
ایک پہلو اور بھی ہے جس سے یہ ممتاز ہے
شاہراہِ ریشمی کا یہ نکتۂ آغاز ہے
صنعت و حرفت کا بھی معروف تر ہے یہ مقام
اس کا ہے عمدہ تریں شیشہ گری کا اہتمام
عسکری تعلیم کی یہ درسگاہ بے مثال
اس سے ہے افواجِ پاکستان کا اوج و کمال
ولولہ آموز شاہینوں کا شہبازوں کا ہے
اس میں کالج کیڈٹوں کا ہے، سرافرازوں کا ہے
اس کے سینے میں کئی اسرار ہیں تاریخ کے
سامنے اس کے کئی ادوار ہیں تاریخ کے
اس کا اک کردار ہے تحریکِ پاکستان میں
صاحبو! کیا کیا کروں تحریر اس کی شان میں
حق پرستوں کا فقیروں کا وفا کیشوں کا شہر
عاشقانِ سرورِ عالم ﷺ کا درویشوں کا شہر
یہ ادیبوں، شاعروں کا، نغمہ پردازوں کا شہر
سرفروشانِ وطن، ملت کے جانبازوں کا شہر
اس کے گھر اس کے چمن اس کی فضا اس کی ہوا
رکھ انہیں اپنی اماں میں اے خدائے مصطفیٰ ﷺ

طارق سلطانپوری...... حسن ابدال

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ☆

کسی شخص نے غالب سے پوچھا کہ آپ کا ایڈریس کیا ہے؟ کہنے لگے: بھئی ہم ایسے بھی گم نام نہیں ہیں کہ لمبا چوڑا پتا لکھنا پڑے' دو لفظ لکھ کر دنیا کے کسی گوشے سے مکتوب بھیج دو' مجھے مل جائے گا' سائل نے پوچھا جناب وہ دو لفظ کونسے ہیں؟ کہنے لگے:

غالب.......... دہلی

کچھ ایسا ہی حال جناب محمد عبدالقیوم خاں طارق سلطانپوری مدظلہٗ العالی کا ہے' آپ دو لفظ لکھ کر پاکستان کے کسی کونے سے مکتوب پوسٹ کر دیں' انہیں پہنچ جائے گا۔ طارق سلطانپوری...... حسن ابدال وہ قادر الکلام شاعر ہیں' یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قلم ہاتھ میں لے کر کہتے ہیں: چل میرے خامے بسم اللہ'' تو اُن کا قلم زقند بھر کر روانہ ہو جاتا ہے اور جب اسے روکتے ہیں تو رک جاتا ہے' راقم کے محترم دوست سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ان سے سلام رضا پر تضمین لکھنے کی فرمائش کی تو انہوں نے لکھی' دوبارہ فرمائش کی تو دوبارہ تضمین لکھ دی' راقم کے علم کے مطابق وہ واحد شاعر ہیں جنہوں نے سلام رضا پر دو تضمین لکھی ہیں۔

نعت' غزل' نظم' تضمین' منظوم تقریظ جس طرف وہ توجہ کرتے ہیں ان کا قلم اسی میدان میں رواں دواں ہو جاتا ہے' تاریخ گوئی میں بھی انہیں قابل قدر مہارت حاصل ہے' میدان شعر و سخن کا شہسوار ہونے کے باوجود ان میں غرور و تکبر نام تو نہیں۔ ان کی تمام گفتگو عاجزی اور انکساری کی...... حاصل ہوتی ہے' یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی اللہ والے کے فیض تربیت سے مستفید ہوتے رہے ہیں' فقیر پر بڑا کرم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔

☆ سابق شیخ الحدیث، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور، جامعہ اسلامیہ لاہور گلشن رحمان لاہور

طارق سلطانپوری، تعمیری فکر کا قادر الکلام شاعر

پیر سید محمد فاروق القادری (ایم۔اے)☆

کسی نے شاہوں کے قصیدے لکھے کوئی عمر بھر سرکار دربار سے وابستہ رہے کچھ لوگ طنز و مزاح اور ہجویات پر زورِ قلم صرف کرتے رہے مگر اسی جماعت میں سے اِلّا الذین آمنوا وعملو الصلحت کے تحت بعض لوگ عمر بھر اللہ تعالیٰ کی مدح سرور عالم ﷺ کی تعریف و توصیف اور بزرگانِ دین کی مبارک زندگیوں کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہے۔ یہ نصیب کی بات ہے سچ ہے۔

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

ہمارے دوست طارق سلطانپوری کی عمر اسی دشت کی سیاحی میں گزری ہے قادر الکلام شاعر ہیں الفاظ محاورے اور عروض و قوافی ان کے سامنے مؤدب کھڑے رہتے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ انہوں نے اپنی یہ صلاحیت کسی بے مقصد مسئلے کے لئے استعمال کی ہو۔

طارق سلطانپوری راست فکر کے حامل ہیں وہ محسوسات، مشاہدات اور تجربات کو خوبصورت انداز کے ساتھ اشعار میں ڈھالتے ہیں وہ کسی مرحلے پر بھی شاعری کو صرف رُخ و کاکل کا اشتہار نہیں بننے دیتے بلکہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار اور اسلام کی حقانیت کے نما ئندہ ہیں، شعرا کی اس صف میں ان کا ہمیشہ اپنا مقام و مرتبہ رہے گا، کاش یہ قوم طارق سلطانپوری اور اس قسم کے دوسرے درویش منش شعراء کی قدر و منزلت اگلی زندگی میں پہچانتی۔

☆ محقق، دانشور، مصنف اور عظیم شیخ طریقت سجادہ نشین خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف (گڑھی اختیار خان) ضلع رحیم یار خان 0685684245, 0300-7827527

اُفقِ علم و فضل کے نیّرِ تاباں

مفتی جمیل احمد نعیمی ☆

میرے مخدوم و محترم ادیبِ شہیر، مصنفِ بے نظیر، اُفقِ علم و فضل کے نیّرِ تاباں، نیز دنیائے فن و شاعری کے مہرِ درخشاں سردار محمد عبدالقیوم (دام اقبالہ) ان چند نفوسِ قدسیہ میں سے ایک ہیں جن پر بجا طور پر اہلسنت فخر و ناز کر سکتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے موصوف کو نظرِ بد سے بچاتے ہوئے تادیر صحت و عافیت اور سلامتیِ ایمان کے ساتھ قائم و دائم رکھے، آمین ثم آمین بجاہ الحبیبہ الامین ﷺ۔

دنیائے شعر و شاعری میں آپ کو "طارق سلطان پوری" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگر اس کو مبالغہ آرائی سے تعبیر نہ کیا جائے تو احقر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ اس وقت موصوف کو مولائے کریم نے تاریخ گوئی اور مادہ ہائے تاریخ کے استخراج میں جو درک و کمال عطا فرمایا ہے، وہ اس دور میں کم لوگوں کو حاصل ہے۔ عام شعر و شاعری سے ہٹ کر جو حمد و نعت اور منقبت و تضمین پر آپ نے کام کیا ہے یا کر رہے ہیں وہ بھی لائقِ صد تحسین ہے۔ بقول سید محمد عبداللہ قادری زید مجدہ کے عصرِ حاضر میں طارق سلطان قادر الکلام و کہنہ مشق شاعر ہی نہیں بلکہ بیک وقت غزل گو، نعت گو، منقبت گو و تضمین نگار بھی ہیں، انہیں اردو، فارسی، نیز دیگر زبانوں پر بھی دسترس حاصل ہے۔ احقر کی نظر میں موصوف کے محاسن اور خوبیوں میں سب سے بڑا وصف، حضور انور نورِ مجسم ﷺ کے ساتھ بے پناہ والہانہ عقیدت و محبت اور صحابۂ کبار، اہلِ بیتِ اطہار اور اولیاءِ ابرار کے ساتھ نسبت و محبت بھی ہے، یہی وہ حسن و خوبی ہے کہ جس نے انہیں علماءِ اہلسنت اور مشائخِ اہلسنت کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنا دیا، اللّٰھم زد فزد۔

حمد و نعت اور تضمین کے بعد فقیر کی نظر سے موصوف کا سفر نامہ بعنوان "تجلیاتِ حرمین شریفین" گزرا ہے، وہ اہلِ عقیدت و محبت و نسبت کے لئے باعثِ تسکین روح و قلب ہے، اس کے ہر ورق اور ہر سطر سے رسول کریم رؤف رّحیم ﷺ کی عقیدت و محبت، ادب و

☆ استاذ الحدیث و ناظمِ تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا، کراچی 0300-3532440

احترام نیز سوز و گداز مترشح اور نمایاں ہے۔ محترم سید محمد عبداللہ قادری (زید مجدہٗ) کی تحریر سے یہ معلوم ہو کر بے حد خوشی ہوئی کہ ہمارے لائقِ صد احترام کرم فرما محترم سلطان پوری پر ایک کتاب زیرِ ترتیب ہے جس کا عنوان ہے "طارق سلطان پوری مشاہیر کی نظر میں" احقر دعا گو ہے کہ یہ کتاب جلد از جلد منظرِ عام پر آئے۔ (اب اس کتاب کے لیے جمع کیے گئے تاثرات و مضامین کو سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کے زیرِ نظر "حضرت طارق سلطان پوری نمبر" میں ضم کر دیا گیا ہے)۔

میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اپنی رحمت اور اپنے محبوب ﷺ کی برکت سے موصوف کو دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے' احقر اپنی اس تحریر کو عاشقِ رسول اکرم ﷺ فدائے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضرت مولانا حسرت موہانی قادری علیہ الرحمۃ کے اس شعر پر ختم کرتا ہے ۔

پھر آنے لگیں' شہرِ محبت کی ہوائیں پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضراء پھر آئے نظر ہم کو' کہ تم کو بھی دکھائیں

قاضی عبدالدائم دائمؔ ☆

ادیب خوشنتو! جناب طارق سلطانپوری صاحب کی شاعری کا آپ نے بہت خوب صورت تعارف پیش کیا ہے' جو...... ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا...... کا مصداق ہے طارق صاحب کے اشعار میں ایک پُر کیف درد اور ایک لذت آمیزی کسک پائی جاتی ہے' جسے ہر پڑھنے والا اور سننے والا بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔

میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں:

دردمنداں دے سخن محمد! دین گواہی حالوں جس پلے پھل بدھے ہوون اوے باس رومالوں

طارق صاحب کے "دردمند" ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور ان کی زبان و قلم سے جھڑنے والے پھولوں کو آپ نے جس عمدہ انداز میں "رزمِ نَو" کے رومال میں باندھا ہے' اس کا بھی جواب نہیں! آپ کی کاوش اور محنت قابلِ داد ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور پذیرائی بخشے۔ آمین۔ (قاضی عبدالدائم دائمؔ ہری پور مکتوب بنام سید محمد عبداللہ قادری مورخہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۲ء)

☆ شیخ طریقت، مصنف، مدرس و محقق، ہری پور ہزارہ 0995-627070

قابلِ قدر یگانۂ روزگار شخصیت

علامہ محمد ظہیر عباس قادری☆

پیکر محبت رسول ﷺ حضرت علامہ محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری زید مجدہٗ کوئی محتاج تعارف شخصیت نہیں ہیں۔ اٹک وہزارہ کی سرزمین نے بڑے بڑے عظیم انسان ملک وملت کو دیئے ہیں جنہوں نے اپنے علم وفن کا لوہا منوایا ہے۔ ان عظیم ہستیوں میں ایک قابلِ قدر شخصیت حضرت طارق سلطانپوری کی ہے آپ کے کلام میں محبت وادب کی چاشنی ہے جو پڑھنے، سننے والے پر کیف وسرور طاری کر دیتی ہے۔ حضرت طارق سلطانپوری وہ عظیم نعت گو، منقبت گو، تضمین نگار اور تاریخ گو شاعر ہیں جنہیں فی البدیع استخراج مادۂ تاریخ کا ملکہ حاصل ہے اور یہ ان پر محبت مصطفیٰ ﷺ ومحبت اہل بیت اور غلامی غوث الثقلین کے طفیل قدرت کا بہت بڑا دان ہے اور جن پر قدرت کا دان ہو جائے تو وہ دانا بن ہی جاتے ہیں۔

ان کی شاعری میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رنگ جھلکتا ہے۔ حضرت طارق سلطانپوری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علم وفن اور شاعری سے فیض یافتہ تو ہیں لیکن ان کے کلام میں رنگ اعلیٰ حضرت کی جھلک کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کا نسبی تعلق بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خاندان "بڑھیچ" سے ہے آپ نے تقریباً ۲۰ ہزار سے زائد مادہ ہائے تاریخ کا استخراج کیا ہے اسلامی دنیا کی تقریباً ہر اردو کتاب میں ان کا مادہ تاریخ ضرور ہوتا ہے اکثر رسائل کے ایڈیٹرز کتاب کے مصنفین، اداروں کے سربراہان ان کے مشکور وممنون ہیں۔ کیونکہ آپ کسی کو بھی فراموش نہیں کرتے اور سب کی دلجوئی فرماتے ہیں۔ فن تاریخ گوئی پر جتنا حضرت طارق سلطانپوری کا کام ہے اس کو دیکھتے ہوئے اگر انہیں فی زمانہ فن کا استاذ اور فن تاریخ گوئی کا امام کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ سلطان پوری ہونے کے ساتھ ساتھ "سلطان الشعراء" بھی ہیں اس تن آسانی کے دور میں اس فن کو سیکھنے کے لئے احباب ذوق کو بیدار ہو جانا چاہیے۔

حضرت طارق سلطانپوری کمال درجہ کے عاجز انسان ہیں اور تکبر ونخوت نام کے کسی شے نے آپ کو چھوا تک نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر کوئی ان کے پاس حصول فن کے لئے حاضر ہوگا تو وہ اسے کبھی محروم نہیں کرینگے۔ بلکہ اپنا فکر وفن خوش دلی کے ساتھ آگے منتقل کریں گے۔

☆ روحانی طبیب، خطیب، دینی اسکالر، سرپرست اعلیٰ: حی القیوم سہارا فاؤنڈیشن سلکھکی ضلع حافظ آباد حال مقیم، سیال کوٹ۔ 0301-4040271, 0321-6148892

جانِ دو عالم ﷺ کے سچے محب

علامہ محمد محبت خان کوہاٹی ☆

"محمد عبد القیوم خان" جنہیں دنیائے علم و ادب اور جہان نظم و نثر میں "طارق سلطان پوری" کے نام سے جانا، پہچانا اور مانا جاتا ہے ان سے براہ راست ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی مگر وہ ہماری محفلوں اور مجلسوں میں، کاغذوں اور کتابوں میں، تذکروں اور تبصروں میں خیر کے کلمات سے یاد کئے جاتے ہیں جو لوگ دینی اور ادبی جرائد و رسائل کے قاری ہیں وہ ان کے نام اور کلام سے آشنا بھی ہیں اور اُن کے فن کے مداح بھی بالخصوص سنی جرائد میں اُن کے کلام عقیدت سے پڑھا جاتا ہے۔

ماہنامہ کاروان قمر کے لئے عام طور پر نعت شریف یا موقع محل کی مناسبت سے منقبت ارسال فرماتے ہیں۔ کسی علمی و ادبی محسن کے سانحہ ارتحال پر قطعات (تاریخ وصال) بروقت عطا فرماتے ہیں ہم شاعر نہیں ہیں کہ ہمیں کسی شعر کے حسن و قبح کا یا اس کے قواعد و ضوابط کا پتہ چلے یا ہم اس پیمانہ پر کسی شاعر کے کلام کو پرکھ سکیں البتہ الفاظ کا زیر و بم اور شعر میں پیش کیا گیا انوکھا تصور شعر کی خوبی و خامی کا اشارہ دے دیتا ہے۔

طارق سلطانپوری صاحب کی نعت شریف پڑھتے وقت یہ یقین پختہ ہوتا ہے کہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ جان دو عالم ﷺ کے سچے اور صحیح العقیدہ محب ہیں۔

اُن کی ایک نعت کے یہ اشعار اُن کے ایمان کی دلیلیں اور ان کے جذبات کے ترجمان ہیں سرور دو جہاں ﷺ کی ذات اقدس کی پر اعتقاد و اعتماد کا یہ والہانہ انداز دیکھیں۔

ہم اپنے دل میں جو آقا کی یاد رکھتے ہیں انہیں خبر ہے یہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں
خدا کے بعد ہم ہر مشکل و معصیت میں رسول ہاشمی پر اعتماد رکھتے ہیں

اور کسی صلہ کی پروا اور کسی طمع کا تصور کئے بغیر اپنے دل کی بات کہہ کر وہ شاد ہوتے ہیں۔

ہمیں نہیں ہے کسی نسخہ طرب کی طلب دل حزیں، غم جاناں سے شاد رکھتے ہیں

☆ دینی اسکالر، عالم، محقق، مصنف اور خطیب، مدیر ماہنامہ "کاروان قمر" کراچی، مدرس: جامعہ سلیمانیہ قمر الاسلام کراچی 0300-2929164, 021-5376884,5376793

کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارق پر　　کریم اپنے فقیروں کو شاد رکھتے ہیں

ربّ تعالیٰ جل وعلا کی اس وسیع وعریض اور حسین وجمیل دھرتی پر ایک سے ایک بڑا آدمی پیدا ہوا اپنے اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دے کر امر ہو گیا البتہ ایسے لوگ خال خال دکھائی دیتے ہیں جو اپنے مشن کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ یہ سدا بہار لوگ اس دھرتی کا حسن اور نکھار ہیں۔

طارق سلطان پوری صاحب بھی انہی خوش نصیبوں میں ایک ہیں۔ جنہوں نے حمد و نعت گوئی کے لئے آپ نے آپ کو وقف کر رکھا ہے میرے پاس ملک کے طول وعرض سے ہر ماہ بے شمار رسائل و جرائد آتے ہیں اور ورق گردانی کے دوران مجھے جا بجا طارق صاحب کا کلام پڑھنے کو ملتا ہے "باران رحمت" اور "تجلیات حرمین" آپ کی یادگار تالیفات ہیں میری دُعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب ﷺ کے اس ثناء خواں و ثنا گو کو اپنی رحمتوں سے مالا مال فرمائے۔ امین۔

☆☆☆

علامہ نور احمد میرٹھی ☆

حضرت طارق سلطانپوری فنِ تاریخ گوئی، زود نویسی اور شعر گوئی میں منفرد مقام کے حامل ہمارے قابلِ فخر رفیق ہیں ان کے قیام کراچی کے زمانے کی بہت ساری یادیں میرے قلب و ذہن اور دل و دماغ میں محفوظ ہیں مگر عجیب اتفاق ہے کہ اس تمام تر مضبوط تعلق کے باوجود ان کی کوئی بھی کتاب میرے پاس محفوظ نہیں بلکہ مجھے ملی ہی نہیں اور یہ محبت آمیز شکوہ بھی میری طرف سے حق بجانب ہے فنِ تاریخ گوئی میں بڑے بڑے لوگوں نے زندگیاں کھپائی ہیں اور بہت کام کیا ہے مگر بہت زیادہ کام اور محنت کی ہنوز ضرورت ہے۔ طارق سلطانپوری نے جس مشنری جذبے اور کمالِ استغنیٰ کے ساتھ اس صنفِ سخن میں مثالی کردار ادا کیا ہے اور شہرتِ دوام حاصل کی ہے وہ بجائے خود ایک زندہ کرامت ہے ذاتی زندگی میں حضرت طارق سلطانپوری ایک درویش خدا مست کی ہستی کے حامل ہے ان کے کام کے جائزے پر مبنی "انوارِ رضا" کی اشاعتِ خاص، علم کی خدمت اور فن کی سرپرستی کی عمدہ مثال ہے۔ کاش ہمارے ذرائع ابلاغ اور اربابِ بصیرت و صاحبانِ خیر اس امر کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور ہم مل جل کر معاشرے میں اپنا سماجی کردار عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

☆ مصنفِ کتبِ کثیرہ، غیر مسلموں کی نعت نگاری کے نامور محقق

ادارہ فکرِ نو 35/B، 78/11، کورنگی کراچی (74900) 0323-2202815, 021-5062898

طارق سلطانپوری...... ہمارا عظیم اثاثہ

پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری☆

جہالت کے خاتمے کے لیے مؤثر ترین کام علم کا فروغ ہے علم کے جس شعبے میں بڑھ سکو آگے سے مزید آگے بڑھتے رہنے چاہیئے۔ علم کا ہر شعبہ حسین سے حسین تر ہے۔ شعر و ادب بھی ہمارا عظیم تر شعبہ ہے موقف کو شعر کے قالب میں ڈھالنا اور پھر شعر کے مصرعے کو ہندسوں کی زبان عطا کرنا تو ادق تر ہے جبکہ ہمارے ممدوح حضرت طارق سلطانپوری کے لئے یہ کام آسان تر ہے.......... اور.......... اس بات کا ثبوت طارق سلطانپوری کے ہزاروں تاریخی مادے ہیں جو انہوں نے مختلف اوقات میں مختلف انداز سے استخراج فرمائے۔

یہ کام علم الاعداد کا ایک شعبہ ہے کاش ہمارے معاشرے میں علم کی قدر رواج پا جائے اب اہل علم کی قدر افزائی کا رواج نہیں رہا اور یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں۔ مگر مایوس ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں اہل حق ہر دور میں اپنے مشن سے لو لگائے اپنے سفر میں محو و مگن رہے ہیں طارق سلطانپوری کا وجود ہمارے ملک و ملت کا عظیم اثاثہ ہے خداوند متعال ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر خضری عطا فرمائے اور ان کے وجود سے اس قوم کو فیض یاب فرمائے۔ نئی نسل کو ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر طارق سلطانپوری سے یہ فن سیکھنا چاہیے تاکہ چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہے اور یہ امانت اگلی نسلوں تک منتقل ہوتی رہے۔ یہ صرف ہماری ضرورت ہی نہیں بلکہ ہماری ذمہ داری بھی ہے۔

☆ سجادہ نشین: بڑی خانقاہ عالیہ بہاری شریف تحصیل ڈڈیال ضلع میرپور آزاد کشمیر بانی: انجمن محبانِ محمد ﷺ

0300-5169745

قافلۂ عشق کے ہراوّل دستے کا مسافر

ریاض حسین چودھری ☆

درود و سلام کے پیکر شعری کو نعت کہتے ہیں' اسم محمد ﷺ خود ایک نعتِ مسلسل ہے' نام حضور ﷺ تشنہ لبوں پر پھول بن کر کھلتا ہے تو وادیٔ تخیل میں بادِ بہاری چلنے لگتی ہے۔ شاداب ساعتیں لوح و قلم کے طواف میں معروف ہو جاتی ہیں اور آنکھیں باوضو ہو کر قریۂ دیدہ دل میں آنسوؤں کے چراغ جلانے لگتی ہیں' شاعر کا قلم ورق پر جھک کر سجدۂ شکر بجا لاتا ہے اور اپنے اس اعزازِ لازوال پر جھوم اٹھتا ہے کہ اس اعزاز کا حصول توفیق خداوندی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کا دامانِ طلب بھی آرزو کے مدینہ کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ حرفِ تمنا میں گنبد خضراء کا منظر دلکش جھلملا رہا ہے۔ شہر قلم کے دریچوں میں نسبت حضور ﷺ کے چراغوں کا منظر دیدنی ہے۔ خوش نصیبی' کاروان عشق کے مسافروں کے قدموں سے لپٹ لپٹ جاتی ہے۔ اس قافلۂ عشق کے ہراوّل دستے میں محمد عبد القیوم خاں طارق سلطانپوری بھی شامل ہیں' ان کی دونوں ہتھیلیوں پر بھی حب رسول کے چراغ روشن ہیں۔ ان کی نعت حاضری اور حضوری کی دلنواز کیفیتوں کا خوبصورت مرقع ہے۔ سوچ اور اظہار کا منفرد اسلوب ان کی نعت کے جداگانہ تشخص کا آئینہ دار ہے۔ اس آئینے کا ہر عکس سرمدی روشنیوں کے ہالے میں ہے۔ محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری کی نعت روایت کے تسلسل سے ابلاغ پاتی ہے انہوں نے زبردستی کی جدیدیت سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیا' تازہ ہواؤں کی آمد پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ جدید و قدیم کے امتزاج سے تخلیقی سطح پر دستک کے رنگوں سے اپنے فن کے منظر نامے کو ترتیب دیا ہے۔ ان کا قلم غیر مشروط وابستگی کے نور میں ڈوبا ہوا ہے۔ خود سپردگی' بے ساختہ پن اور والہانہ انداز ان کی نعت کے ترکیبی عناصر ہیں نہیں' اردو کے علاوہ فارسی میں بھی نعت کہتے ہیں۔

☆ بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت گو شاعر...... پوسٹ بکس نمبر ۶۱۶ شہر اقبال، سیال کوٹ 052-3551700

اے کاش! مرا نیز ردائے شہ بطحا ﷺ ارزانی شود مثل بصیری شبے در خواب

قمری اور شمسی تقویم کے اعتبار سے تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ ہیں' آپ سہل پسندی کے اس دور میں تاریخ گوئی کے نسبتاً مشکل فن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں' فن کی باریکیوں کا بھی مکمل ادراک رکھتے ہیں اور شعر کے نازک آبگینوں کو بھی ٹھیس نہیں لگنے دیتے' آپ نے مشکل گوئی کے کوچے کا سفر اختیار نہیں کیا۔ آپ کے اشعار براہ راست دل کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں اور یہ وصف ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ ان کے قلم کو مزید روانی عطا فرمائے اور ان کے احساس غلامی کو تابندگی بخشے۔

☆☆☆

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالحق بندیالوی ☆

تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ ہر دور میں علم وفن ہی انسان کی عزت و وقار کا باعث بنے ہیں۔ تاریخ نویسی اور تاریخ گوئی کا تعلق بھی قدیم علوم وفنون سے ہے۔ تاریخ گوئی میں ہمارے معاصر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کو اللہ تعالیٰ نے جو ملکہ اور قابلیت ودیعت فرمادی ہے اس نے انہیں ایک منفرد اور قابل رشک ہستی بنادیا ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ان کے استخراج شدہ تاریخی مادے، قطعات، مناقب اور دیگر منظومات ہمارے اڈب اور تاریخ کا خوبصورت حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر خاص مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ جدید دور میں قدیم عقائد و معمولات پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے والے خوش بخت ہیں۔ دینی اقدار اور وطن کی محبت ان کے کلام و افکار سے ظاہر ہوتی ہے۔ گولڑہ شریف سے ان کی نسبت بیعت وارادت میرے لئے یوں بھی مسرت کا باعث ہے کہ جانشین قبلۂ عالم گولڑوی حضرت ثانی صاحب قدس سرہٗ میرے بھی محسن و مربی ہیں۔ میں طارق سلطانپوری کی صحت و سلامتی اور لمبی عمر کی دُعا کرتا ہوں اور فنی و علمی حوالے سے ان کی قدر افزائی پر مسرور ہوں۔

☆ سجادہ نشین: فقیہہ العصر آستانہ عالیہ بندیال شریف ضلع خوشاب و مہتمم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف

تاریخ گوئی کے حوالے سے ایک اہم نام

عبدالقیوم خاں طارق سلطان پوری

طاہر حسین طاہر سلطانی ☆

ممتاز شاعر عبدالقیوم خاں طارق سلطان پوری کو تضمین نگاری اور تاریخ گوئی میں ملکہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تضمین نگاری اور تاریخ گوئی کے حوالے سے طارق سلطان پوری کا کام اور نام ہمیں نمایاں نظر آتا ہے۔ تاریخ گوئی کی جب بات ہوتی ہے تو عصر حاضر میں چند نام ذہن کے دریچے پر دستک دیتے ہیں۔ مثلاً: حضرت راغب مراد آبادی، پروفیسر ڈاکٹر خورشید خاور امروہوی، صابر براری، طارق سلطان پوری، سیّد عارف محجور رضوی اور تنویر پھول۔

طارق سلطان پوری کا تاریخ گوئی میں ایک خاص مقام ہے۔ آپ کی کتاب "بارانِ رحمت" ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔ مذکورہ کتاب "سلام رضا" پر مکمل تضمین ہے۔ اسی برس "برہانِ رحمت" منصۂ شہود پر نمودار ہوئی (تضمین ثانی)۔ ۲۰۰۰ء میں "تجلیاتِ حرمین" کی اشاعت ہوئی، کتاب میں حرمین شریفین کی تجلیات کو منظوم کیا گیا ہے۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ اشاعت کا منتظر ہے۔

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری نے معروف تاریخ گو پر چند مضامین تحریر کر کے کتابی شکل میں لاہور سے شائع کرائے۔ اسی طرح گجرات سے شائع ہونے والا مجلّہ "رزم نو" نے طارق سلطان پوری اور ان کی شاعری کے حوالے سے ایک خاص نمبر شائع کیا۔ مجلے کی ترتیب و تزئین کی سعادت سیّد محمد عبداللہ قادری کو حاصل ہوئی۔

"تجلیاتِ حرمین" کا انتساب علامہ مولانا مفتی قاری حافظ احمد رضا خان قادری بریلوی اور شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال کے نام کیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب کے انتساب کو پڑھ کر

☆ شاعر حمد و نعت: مدیر: "جہانِ حمد" (کتابی سلسلہ)، "ارمغانِ حمد" کراچی 0300-2831089

طارق سلطان پوری کے علمی و مذہبی رجحان کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ موصوف نے راقم کی درخواست پر کئی کتابوں کے تاریخی قطعات کہے۔ اس کے علاوہ "جہانِ حمد" (کتابی سلسلہ...... ۱۷ شمارے) ماہنامہ "ارمغانِ حمد" کراچی (۵۸ شمارے) کو منظوم خراج تحسین بھی پیش کرتے رہے ہیں نیز یہ کہ ان شماروں کی خصوصی اشاعت کے موقع پر بھی آپ نے منظوم نذرانہ اور تاریخی قطعات لکھے ہیں۔ ۱۲ فروری ۱۹۹۸ء کو جب میرا ایکسڈ ینٹ ہوا' آپ میری عیادت کرنے غریب خانے پر تشریف لائے اور میری صحت یابی کے لیے دعا فرمائی۔

۱۹۹۸ء سے ہنوز بالمشافہ ملاقات تو نہ ہو سکی مگر آدھی ملاقات بذریعہ ٹیلی فون ہو جاتی ہے۔ طارق سلطان پوری باکردار اور وضعدار شاعر ہیں' طارق سلطان پوری کا نعتیہ مسودہ مجھے موصول ہوا تو ان کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ضرور لکھوں گا۔

دعا گو ہوں کہ طارق سلطان پوری اپنی ادبی کاوشوں سے تشنگانِ ادب کے ذوق کی آبیاری کرتے رہیں۔ آمین

☆☆☆

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس ☆

طارق رضا سلطانپوری نے اپنے لئے ایک ادق فن کا انتخاب کیا اور اس میں شہرت و کمال حاصل کیا۔ فن تاریخ گوئی کے لئے صرف فن شاعری میں مہارت کا ہونا ضروری نہیں بلکہ علم الاعداد میں دسترس بھی ضروری ہے۔ اس محنت سے یہ شاعری ادب عالیہ کا شاہکار بن جاتی ہے یہ بھی امتیاز جناب طارق سلطانپوری کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے فن میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس کے حوالہ سے بہت سا کام کیا۔ اس وقت آپ کی کئی تخلیقات شاعری اور تاریخ گوئی میں شہرت حاصل کر چکی ہیں۔

جناب طارق سلطان پوری کو بخیلی کے اس دور میں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے اس فن کو مرنے نہیں دیا بلکہ اس کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ عصر حاضر میں یہ ایک ایسی فنی خدمت ہے جس پر فن بھی جس قدر ناز کرے کم ہے۔

☆ صدر: شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور 0300-6659771

”طارق سلطانپوری“ حسن ابدال

حکیم سید اعجاز علی رامپوری☆

استاذی محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب سے میری قربت کا عرصہ تیس سال کے قریب ہے۔ آپ ایک ہی وقت میں نعت گو، غزل گو، منقبت گو، تضمین نگار اور تاریخ گو ہیں۔ آپ بہت اچھے نعت گو ہیں۔ کئی سو قطعہ ہائے وصال تحریر کر چکے ہیں چار سو سے زائد قطعات تاریخ تحریر کئے ہیں آیات قرآنی سے بھی تاریخی مادے اخذ کئے ہیں۔ ایسے باکمال لوگ بہت کم ہوتے ہیں جن پر قدرت مہربان ہوتی ہے۔ یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہوگا کہ تاریخی مادے اُن کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ فی البدیہ تاریخ کہہ دیتے ہیں۔ صرف قلم و کاغذ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آپ ایک درویش صفت انسان ہیں نمود و نمائش اور شہرت کے قائل نہیں ہیں۔ چشتی نظامی سلسلہ میں حضرت سید غلام محی الدین المعروف بابوجی صاحب بن حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ آرادت میں شامل ہیں۔

طارق سلطانپوری صاحب کے والد ماجد مولانا عبدالعزیز خان یوسف زئی کی نسبت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی کے پوتے حضرت مولانا رحمت اللہ سے تھی۔ طارق سلطانپوری، حسن ابدال علمی، ادبی حلقہ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں مجلہ گہرا آشنائی، حسن ابدال سے شروع کیا گیا تو اُس میں اُن کی نعتیں شائع ہوتی ہیں۔ میں نے ماہ نامہ ”چراغ راہ“ شروع کیا تو اُس میں مسلسل اُن کی نعتیں شائع ہو رہی ہیں اُن کی نظر عنایت ہے کہ وہ اپنا کلام شائع کرنے کے لئے فقیر کو دے دیتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے حسن ابدال کی علمی و ادبی محفل میں جان ہے۔ بلکہ جس محفل میں وہ موجود ہوتے ہیں اُس کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ حسن ابدال میں آپ کے ملنے والوں میں پروفیسر ڈاکٹر ارشد صاحب، پروفیسر محمد سرور شفقت صاحب، ہومیو ڈاکٹر عبدالقادر صاحب مرحوم، جناب صدیق ایاز صابر صاحب اور جناب مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری وغیرہ شامل ہیں۔ پندرہ بیس سال سے حسن

☆ مدیر ماہنامہ ”چراغ راہ“ حسن ابدال 0322-5741847

ابدال گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ ان مسائل کو ارباب اقتدار تک پہنچنا ضروری تھا اس غرض سے حسن ابدال میں ایک تنظیم "پاکستان عوامی جمہوری فورم" قائم کی گئی۔ جس کے صدر محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری تھے اور سکریڑی نشر و اشاعت کے فرائض فقیر ادا کرتا رہا۔ میں بھی ٹوٹے پھوٹے شعر کہہ لیتا ہوں۔ جن کی اصلاح طارق سلطانپوری صاحب کرتے ہیں۔ شعروسخن سے دلچسپی مجھے ورثہ میں ملی ہے۔ میرے پیر دادا سید احمد علی رستا رامپوری' دادا سید عابد حسین اوج رامپوری اور سید فدا علی فدا بھی شاعر تھے۔ جن کا کلام "رام پور تاریخ ادب" تذکرہ طور کلیم" احوال ریاست رام پور' انتخاب یادگار ماہنامہ ضیاء وجیہ میں شائع ہوتا رہا ہے۔ حضرت سید احمد علی رستا' سید عابد حسین اوج رامپوری کا قلمی دیوان' طارق سلطانپوری کی نظر سے گذرا تو بہت خوش ہوئے اور خوب داد دی۔

طارق صاحب علمی' ادبی کاموں میں میری خوب حوصلہ افزائی فرماتے ہیں انہی کی ترغیب پر میں نے بہت سے کورس کرئے ہیں۔ پاکستان سوشل سوسائٹی رجسٹرڈ حکومت پاکستان نے مجھے گولڈ میڈل دیا۔ ڈپلومہ اسلامک ایجوکیشن کیا۔ فقہ اسلومی کورس کیا۔

طارق صاحب میری ہر طرح کی معاونت کرتے ہیں' مفید مشوروں سے نوازتے ہیں۔ جب بھی حسن ابدال آئیں تو میرے مطب پر ضرور تشریف لاتے ہیں اور چند گھنٹے بیٹھتے ہیں علمی باتیں کرتے ہیں۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

میں آخر میں حافظ محمد شکیل صاحب کا ایک شعر تحریر کرتا ہوں جس سے میرے جذبات کی عکاسی ہوتی ہے۔

ہے تمہارے نام سے ہی باغ دانش میں بہار جس پر نازاں نکتہ دانی ایسے نکتہ دان ہو

محترم فضل الرحمٰن ☆

بخدا میں تو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ ایسا گوہر اَبدار اب تک میری نظروں سے پوشیدہ رہا۔ کبھی بھی میں نے اُن کے متعلق سنا تک نہ تھا میں تو طارق سلطانپوری صاحب کو شاعری کا "سلطان" کہوں گا شاعری کی ہر ہر صنف پر اُن کو عبور حاصل ہے نظم' غزل' حمد' نعت' منقبت' تاریخ اور نہ جانے کیا کیا اور کس کس چیز پر اُن کو دسترس حاصل ہے۔

☆ راولپنڈی

ایک درخشندہ ستارہ

مولانا قاری بشیر احمد فریدی ☆

یہ مشیتِ ایزدی ہے کہ اس ذات احدیت و صمدیت نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغامِ رشد و ہدایت کو بھٹکتی ہوئی انسانیت تک پہنچانے کے لئے مختلف ادوار میں بے شمار شخصیات کا چناؤ فرمایا اور ان بندگانِ خدا، غلامانِ مصطفےٰ ﷺ نے خداداد صلاحیتوں اور اپنے قلب و جگر کی توانائیوں کو ہمیشہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے وقف کر دیا۔ صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور سے آج تک فرزندانِ توحید اس فریضہ کو نبھاتے آئے اور وقوع قیامت تک نبھاتے جائیں گے۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی نے تقریر و تحریر تو کسی نے نثر و منظوم کا سہارا لیا اور الاماشاء اللہ سبھی اس کوشش و کاوش میں نمایاں رہے عصر حاضر کے ان خادمینِ اسلام میں ایک درخشندہ نام محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کا ہے ایک عرصہ سے راقم ان کی منظوم تحریروں سے اپنے ایمان و ایقان کو سامان جلا دیتا رہا ہے حقیقت میں محترم طارق سلطانپوری کی یہ منظوم سطریں اپنے قارئین کے لیے خوفِ خدا اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی دولتِ لازوال کی ترسیل کا کام دیتی ہیں اور راہِ حق کے سالک کے لئے روشنی کی حیثیت رکھتی ہیں گویا آپ کی شخصیت ملک وملت کے لئے ایک گراں سرمایہ سے کم نہیں۔ میں آپ کی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد کا خصوصی نمبر شائع کرنے پر اپنے محسن و محترم محبوب العلماء ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مکرم طارق سلطانپوری کے لئے دُعا گو ہوں۔ مالکِ ارض و سما اس کاوش و خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

☆ روحانی طبیب، مہتمم: جامعہ فریدیہ۔ کاشانہ فرید۔ ۹۳ جعفر ٹاؤن (کچی کوٹھی سٹاپ) رائے ونڈ روڈ لاہور
0333-4254486

شعراءِ متقدمین کی خوبصورت تصویر

ابو عبد اللہ علامہ محمد ریاض قصوری☆

شفق کی، باد صبا کی، گلوں کی، غنچوں کی   سمیٹ لی ہیں کسی نے لطافتیں سب کی

علم الاعداد کے ماہر قادر الکلام شاعر محترم جناب محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری بلامبالغہ اس دور کے ایسے باکمال شاعر ہیں جن سے متقدمین شعراء کی جامع اور متنوع زندگیوں کی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ میرا مقصود اپنے ان تاثرات، احساسات اور مشاہدات کا اظہار ہے جو میں نے اپنی تیس سالہ زندگی میں محسوس کیے یا میرے علم میں آئے اور میرا احساس یہ ہے کہ آپ ایک اہل دل، اہل نظر، انسان دوست عالم و فاضل، صاحب ہنر انسان ہیں۔

آپ کنارے پر کھڑے ہو کر تماشے دیکھنے والے نہیں بلکہ اپنی منجھی ہوئی شاعری کے ذریعے منجدھار میں آ کر دریاؤں کے رُخ موڑنے کے قائل ہیں۔ آپ کی ثقاہت، علمیت، لگن اور کوشش کا اندازہ ان چند ایک نمونہ جات سے لگایا جا سکتا ہے۔

آپ اپنے خالق و مالک کے حضور یوں گویا ہیں ۔

عطائے صبح و شام خالقِ کل   ہم اور انعامِ عام خالقِ کل
نجوم و ماہ و مہر و آسماں و ارض   نشانِ اہتمامِ خالقِ کل
بنامِ مصطفیٰ حامل ہے طارقؔ   مجھے بھی فیضِ عام خالقِ کل

اور اپنے آقا و مولا سرورِ کونین ﷺ کی بارگاہ میں گل افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جود و بخشش سراپا ہمارا نبی   غم زدا ہر کسی کا ہمارا نبی
جو پریشان ہیں ان کا مونس ہے وہ   درد مندوں کا ملجا ہمارا نبی
روزِ محشر کا طارقؔ ہمیں خوف کیا   جب شفاعت کرے گا ہمارا نبی

☆ ناظم تعلیمات، جامعہ اسلامیہ لاہور 0321-4548940

اور آپ ان کے علمی ذوق اور اہل علم سے تعلق کا اندازہ ان قطعات سے لگا سکتے ہیں جن میں انہوں نے محقق العصر قبلہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی کی شہرہ آفاق تصنیف ''علم نبوی اور امور دنیا'' پر قلمبند کیے ہیں ملاحظہ ہوں۔

دین کے دانائے اسرار و حکم بھی ہیں مگر
کب نہاں ان کی نگاہوں سے ہیں دنیاوی امور
زندگی کا کوئی بھی شعبہ نہیں جس کے لیے
رہنمائی پیش فرماتا نہیں دینِ حضورؐ
قادری صاحب کی خدمت میں بر اخلاص اتم
پیش کرتا ہے ''مبارک'' طارقِ سلطان پور
روح پرور اس کتاب خوب کی تاریخ چاپ
''کامل و اکمل، مکمل وسعت علم حضورؐ''

آپ کے ملفوظات عالیہ دلوں پر ڈائریکٹ اثر کرتے ہیں ہر عالم، شاعر نہیں اور ہر شاعر عالم نہیں ہوتا، بات عمدگی سے کہنا اپنی جگہ خوبی ہے لیکن اس کی اصل خوبی کا مدار اس بات کی صحت سے مشروط ہے لیکن الحمد للہ آپ ایک ہمہ جہت، ہمہ پہلو، ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہیں۔ خالق ارض وسماء نے آپ کو وہ تمام خوبیاں عطا فرمائی ہیں جو ایک موزوں شخصیت میں ہوتی ہیں۔ حضرت میدان شاعری میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں آپ کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک ایک لفظ ذہن کی گرہ کھولتا ہوا محسوس ہوتا ہے آپ جیسی شخصیات ملک وقوم کا ایک عظیم اثاثہ ہوتی ہیں ان کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ ایسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں الحمد للہ آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ کی علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی محبت و شفقت سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہے ہر ملنے والا یہ سمجھتا ہے کہ آپ سب سے زیادہ مجھ پر شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے حضرت عبد القیوم طارق سلطانپوری کے علم وفضل اور عمر میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

طارق سلطانپوری سے پہلی ملاقات

مولانا سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ☆

یہ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی بات ہے موضع سلطانپور تحصیل حسن ابدال میں فقیہہ العصر، استاذ الاساتذہ حضرت قبلہ پیر سید ضیاء الدین شاہ چشتی گولڑوی سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مقدس کی مرکزی دُعائیہ نشست جاری تھی۔ ایک سادہ مزاج، نرم خو شخص حضرت فقیہہ العصر کی بارگاہ ناز میں نظم کی صورت میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کر رہا تھا اور سینکڑوں علماء و اساتذہ پر مشتمل اہل ذوق کا جم غفیر دل کھول کر داد و تحسین دے رہا تھا۔ کلام پیش کرنے والا کر و فر سے منزہ، نمود و ریا سے مبرا، داد و ہدیہ سے بے نیاز پے در پے اشعار کی صورت میں عقیدت صالحہ کے گوہر ہائے تابناک بکھیر رہا تھا۔ سامعین میں شیوخ و علماء و ادبا کے علاوہ حضرت فقیہہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں شہزادے استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب، خطیب العصر علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب، اور حضرت شیخ الحدیث علامہ ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب بھی جلوہ افروز تھے جو اس شاعر کی سبحان اللہ، ماشاء اللہ وغیرہ کے کلمات خیر سے حوصلہ افزائی فرما رہے تھے۔

دفعتاً اس شاعر نے اپنا کلام ختم کیا اور کاغذ تہہ کر کے سادگی سے اپنی جیب میں رکھا اور انکساری سے واپس آ کر سامعین میں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اس شخص کا یہ سادگی و خلوص سے لبریز انداز میری آنکھوں کے راستے دل تک اترتا چلا گیا۔ تقریب کے اختتام پر میں نے جگر گوشہ شیخ الحدیث علامہ صاحبزادہ سید انعام الحق شاہ صاحب سے استفسار کیا کہ وہ صاحب کون تھے جنہوں نے اپنا منظوم کلام پیش کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اہل سنت کے مشہور و معروف شاعر جناب طارق سلطان پوری ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہ یہاں کیسے آئے تو آپ نے فرمایا کہ ایک تو یہ ہمارے علاقے کے رہائشی ہیں دوسرے ان کی ہمارے خاندان کے بزرگوں سے گہری وابستگی، قلبی عقیدت و نیاز مندی حاصل ہے۔ انہوں نے حضرت فقیہہ العصر کا زمانہ دیکھا ہے اور ان کی فیض بارِ محبت سے فیض یاب بھی ہوئے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کرتے ہوئے ان

☆ مدرس: جامعہ رضویہ ضیاالعلوم راولپنڈی

سے مصافحہ کیا جس محبت بھرے لہجے میں انہوں نے جواب دیا اور حال پوچھا میں اس کی شیرینی آج بھی محسوس کر سکتا ہوں۔ یہ میری اپنے وقت کے عظیم شاعر، دانشور اور ادیب سے پہلی ملاقات تھی۔ بعدازاں گاہ بگاہ ان سے ملاقات ہوتی رہی۔ ان کی سادہ طبیعت اور منکسر المزاجی میں کبھی تذبذب دیکھنے میں نہیں نظر آیا۔ اکثر اوقات ان سے ان کے مرشد خانے مرکز رشد و ہدایت، منبع علم و معرفت آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں ملاقات ہوئی۔ ہوتی رہی اور ہوتی رہتی ہے میں نے دیکھا کہ طارق صاحب محض ایک رسمی شاعر نہیں بلکہ اپنے مرشد کی نگاہِ کریمانہ کے ہمہ دم ملتجی رہتے ہیں اور انہوں نے جو کچھ بھی منظوم کلام لکھا ہے اس میں ریا و مبالغہ نہیں بلکہ سوز و گداز کے ساتھ ساتھ حقیقت صادقہ و عقیدت صالحہ کی عکس بندی بھی ہے۔

سلطان پور کی محافل عرس پر عموماً ناظم اسٹیج کی ذمہ داری راقم الحروف کے ناتواں کندھوں پر پڑتی ہے اس لحاظ سے بھی طارق سلطانپوری صاحب سے مراسم بڑھانے کا موقع میسر آیا۔ راقم نے شاعر ہفت زباں قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ فیض بار میں کچھ وقت گزارنے کا شرف حاصل کیا ہے قبلہ پیر صاحب کی خداداد صلاحیتوں سے میں انتہا درجہ متاثر تھا اور اب بھی ہوں۔ یقیناً ایسے لوگ صدیوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فنِ عروض میں مہارت تامہ عطا فرما رکھی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر میں بھی آپ آسمانی بلندیوں کو چھوتے دکھائی دیتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو طارق سلطانپوری صاحب لاہور داتا صاحب کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے سالانہ عرس میں شرکت کے لئے پہنچے تھے۔ آپ خود کہتے ہیں کہ جب میں نے ان کے وصال باکمال کی خبر سنی تو ایسے تھا جیسے میرے پاؤں سے زمین سرک گئی اور سر پر سے آسمان کی چھت گر گئی۔ میں چند لمحوں کے لیے حواس باختہ ہو گیا کہ آہ! آج علم و حکمت، فن عروض، تحریر و تقریر، ادب و سخن کا ایک ماہِ تاباں اور مہرِ درخشاں غروب کی گھاٹیوں میں اتر گیا ہے۔ بقول پیر صاحب: ؎

اک قیامت ڈھائے گا دنیا سے اٹھ جانا میرا　　مدتوں رویا کرینگے یارانِ میخانہ مجھے

طارق سلطانپوری صاحب کہتے ہیں کہ پیر صاحب کے وصال کے بعد اب ان کے بغیر شعر و ادب کی دنیا سونی سونی دکھائی دیتی ہے۔ ہر محفل ویران سی لگتی ہے۔ راقم پیر صاحب کے بعد شعر و ادب کے میدان میں جس کا تہہ دل سے معترف ہے اور جس سے اپنی اصلاح کی

خواہش رکھتا ہے وہ جناب طارق سلطانپوری صاحب ہیں آپ نے راقم کی کافی اصلاح فرمائی اور اپنے قیمتی و مفید مشوروں سے ہمیشہ نوازتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ بخیر و عافیت دراز فرمائے۔ مرزا بیدل کا ایک شعر ہے: ۔

رمز آشنائے معنی ہر خیرہ سر نہ باشد ذوقِ سلیم فضل است ارثِ پدر نہ باشد

طارق سلطانپوری صاحب اس کے مصداق ہیں۔ ان کے کلام میں ریا نہیں بلکہ حقیقت پنہاں ہے ان کی نعتیہ شاعری میں اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی رضی اللہ عنہ اور قبلۂ عالم اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ رضی اللہ عنہ کے سوز و گداز، عشق و ادب کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

یہی ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جو ان کو مقبول بارگاہ بننے میں مدد دے گا۔ افسوس! ہم اس درِ نایاب اور گوہرِ بے بہا کی کماحقہ قدر نہ کر سکے۔ میں ترجمان اہل سنت، ملت کے محبوب محقق جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو طارق سلطانپوری کی اس قدر شناسی اور حوصلہ افزائی پر ہزار ہا خراج عقیدت اور سلام نیاز پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دونوں جہان اچھے فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

علامہ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی ☆

اہل سنت کا شاید ہی کوئی رسالہ ایسا ہوگا جس میں جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے تاریخی قطعات اور فن پارے نہ چھپتے ہوں اس حوالے سے معاصر شعراء میں وہ نہایت خوش نصیب ہیں کہ دینی حلقوں میں بالخصوص اور اردو دان طبقات میں بالعموم انہیں خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ روز بروز ان کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے اور یہ مقبولیت درحقیقت اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پر دلالت کرتی ہے میں نے ان کے بیسوں قطعات اور تاریخی مادے دیکھے ہیں جنہوں نے حیران کر دینے کی حد تک متاثر کیا ہے کسی بھی فن میں کمال اور انتہائی درک کے بغیر ایسی کیفیت حاصل نہیں ہوسکتی میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طارق سلطانپوری کی زندگی اور فن میں مزید زیادہ اپنی خاص برکتیں شامل فرمائے۔

☆ ممتاز ماہر تعلیم، شعلہ نوا خطیب، نکتہ دان قلمکار، ماہر جدید و قدیم علم توقیت
ناظم اعلیٰ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف (خوشاب) 0300-8609413, 0300-8698113

دل میں اُتر جانے والی حب رسول ﷺ سے سرشار عظیم شخصیت

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی ☆

حضرت طارق سلطانپوری ادام اللہ فیوضھم سے آشنائی کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن ان سے جب بھی شرف ملاقات ملا ان کی شخصیت نے دل پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ وہ مجھے رحمت دو عالم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کا مصداق نظر آئے جس میں حضور ﷺ نے مومن کے متعلق ارشاد فرمایا۔ "المومنون الکافا الذین یالفون ویولفون" وہ نرم مزاج اور متواضع ہوتے ہیں، وہ لوگوں سے پیار کرتے ہیں اور جواب میں انہیں بھی محبتوں کے نذرانے ملتے ہیں۔ جناب طارق سلطانپوری کو دیکھیں تو تواضع اور حسنِ اخلاق کا پیکر، ملیں تو دل میں اتر جانے والی شخصیت اور سنیں تو حبّ رسول ﷺ سے سرشار اور امت کے درد میں بے قرار شاعر نغمہ سرا...... جس کے بہار آفریں لب ولہجہ سے من کی دنیا مہکنے لگتی ہے۔ میں شاعر نہیں کہ جب سلطانپوری کی شاعری پر رائے دے سکوں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں جب بھی پڑھا یا سنا، حمد وثنا نعت و مدحت اور منقبت میں ان کی حسن کاری پر دل جھوم اٹھا۔ ان کے کلام میں مضامین کے تنوع سے ان کی وسعت علم ونظر اور فکر رسا کا پتہ چلتا ہے۔ جناب سلطانپوری کے کلام کا ایک اور پہلو جسے دیکھ کر انسان حیرت میں گم ہو جاتا ہے وہ ان کی زود گوئی اور کثیر نویسی کے باوجود کلام کی پختگی اور مہارت ہے ایسا لگتا ہے کہ عمدہ خیالات، خوبصورت تصورات اور نفیس جذبات شعروں میں ڈھل کر ہمہ وقت ان کی نوک قلم پر بے قرار رہتے ہیں دُعا ہے کہ اللہ رب العزت نے جہاں انہیں حسنِ صورت وسیرت کے ساتھ ساتھ حسنِ تکلم سے بھی نواز رکھا ہے وہاں انہیں صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز بھی عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے علم وفن کے ذریعے ملک وملت اسلامیہ کی بیش از بیش خدمت کر سکیں۔

☆ ڈائریکٹر FMRI ادارہ منہاج القرآن، لاہور 0333-4997658

بارگاہِ رسالت ﷺ کا فیض یافتہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد☆

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری ہمارے اُن چند گنے چنے دوستوں میں سے ہیں جنھیں دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور حقیقی روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس مختصر تحریر کا مقصد نہ تو اُن کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالنا ہے اور نہ ان کی شاعری اور نعت گوئی پر کوئی تبصرہ مقصود ہے (جس کا راقم الحروف اہل بھی نہیں) بلکہ محض ان کی شخصیت سے اظہارِ عقیدت مقصود ہے۔ اگر آپ کو حسن ابدال کے بازار یا اس کی پُر پیچ گلیوں میں چلتے ہوئے ایک انتہائی پُر نور وجیہہ اور متبسم چہرے کے ساتھ ایک ایسا شخص ملے جو سراسر پاکیزگی نفس کی تصویر ہو محبت و خلوص اور بے غرضی کا مجسمہ لگے اور انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ آپ سے بغل گیر ہو جائے تو شاید وہ طارق سلطانپوری کے سوا کوئی اور نہیں ہوگا۔

طارق ایک مخلص دوست ہونے کے علاوہ بہت بڑے نعت گو شاعر بھی ہیں۔ گو ان کی شاعرانہ عظمت پر ان کی انکساری اور نام و نمود سے گریز کے دبیز پردے پڑے ہیں مگر پھر بھی سید عبد اللہ قادری اور سید صابر حسین شاہ جیسے جوہر شناسوں کی کوششوں سے اس عظمت کی کچھ جھلکیاں قارئین تک پہنچتی رہی ہیں جن میں ماہنامہ رزم نو گجرات کا خصوصی نمبر: طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری جواہر تضمین اور سلام رضا رحمۃ اللہ علیہ پر طارق رضا کی تضمین ثانی شامل ہیں۔ طارق نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام پر انتہائی خوبصورت تضمین لکھی ہیں۔ پہلی تضمین بارانِ رحمت رضا اکیڈمی لاہور نے ۲۰۰۵ء میں شائع کر دی تھی۔ آپ کا منظوم سفر نامہ حج تجلیاتِ حرمین جو محبت و عقیدت کا شاندار مرقع ہے۔ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی سے شائع ہو چکا ہے۔ تاریخ گوئی میں آپ کی مہارتِ تامہ سے اہلِ علم خوب واقف ہیں۔

اللہ ربّ العزت سے دُعا ہے کہ آپ کا وہ نعتیہ کلام بھی اشاعت پذیر ہو جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے تا کہ اہل ذوق اور اہل محبت اس سے مستفید ہوں۔ نیز عشق رسول اللہ ﷺ کے امین وہ جذبے بھی صفحہ قرطاس کی زینت بنیں جو ابھی تک طارق کے محبت بھرے دل میں تو موجزن ہیں مگر نوکِ قلم سے آشکار نہیں ہو پائے۔

اللہ ربّ العزت آپ کو عمر خضر عطا کرے تا کہ نعت گوئی کا جو فیضان آپ کو بارگاہ رسالت سے ودیعت ہوا ہے اس کی ضیاباریوں سے اہل محبت کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی ہوتی رہیں۔

☆ پروفیسر کیڈٹ کالج حسن ابدال ضلع اٹک

”تجلیاتِ حرمین“
ایک رُوحانی سفرنامہ

طاہر مسعود قاضی ☆

یوں تو سفر کو وسیلۂ ظفر کہا گیا ہے مگر فوز و فلاح کے سارے راستے اس دیارِ نور کی جانب جاتے ہیں جس کا عزمِ سفر کرتے ہی کامرانیاں قدم چومنے لگتی ہیں۔ دین اسلام کی اصطلاح میں حج سے تعبیر کیے جانے والا یہ سفر نہ صرف جسم کا ہوتا ہے بلکہ یہ باطن کا سفر بھی ہوتا ہے گویا یہ ایک رُوحانی سفر ہے۔ ان راہوں کا مسافر خود اپنے مقدر پر نازاں و فرحاں ہو کر ان کیف آور لمحوں کو محفوظ کرنے کی اپنے تئیں کوئی نہ کوئی سبیل ضرور کرتا ہے۔ اسی کوشش کے نتیجہ میں کئی سفرنامے وجود میں آئے۔ یہ سفرنامے نثری صورت میں بھی ہیں اور منظوم بھی۔ تاہم ثانی الذکر کی تعداد منثور سفرناموں کی نسبت کم ملتی ہے۔

”تجلیاتِ حرمین“ ایک منظوم روحانی سفرنامہ ہے جو حج کی سعادت کے تمام حوالے لیے ہوئے ہے یہ سفرنامہ ضلع اٹک کے موضع سلطان پور سے تعلق رکھنے والے نامور اور کہنہ مشق شاعر جناب طارق سلطانپوری کا نتیجۂ فکر ہے۔ انہیں ۱۹۹۹ء میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور سن دو ہزار دو میں ان کا سفرنامہ حج جو کہ مشاہدات و محسوسات کا تذکرۂ دلنواز ہے۔ ”تجلیاتِ حرمین“ کے عنوان سے مکتبۂ ضیائیہ راولپنڈی نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

”تجلیاتِ حرمین“ وہ ارمغانِ نیاز ہے حج کے جسے سفرناموں کی پُرنور کہکشاؤں میں کئی امتیازات حاصل ہیں جن میں سے تین ازحد نمایاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سفرنامہ کے اکثر و بیشتر اشعار حرمین شریفین کی پُرکیف و پُرنور رضاؤں میں کہے گئے ہیں۔ دوسرا جناب طارق سلطانپوری کو تاریخ گوئی میں غیر معمولی ملکہ حاصل ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے کئی مقامات

☆ضلع اٹک کے ممتاز قانون دان اور بیدار مغز قلمکار

مقدسہ کی حاضری کو تاریخی قطعات کی صورت میں بھی منظوم کیا ہے۔ تیسرا بڑا امتیاز یہ ہے کہ ''تجلیاتِ حرمین'' سفر حج اور اس کی کیفیات کا منظوم روزنامچہ ہے۔

ادبی اعتبار سے اس منظوم سفرنامے میں طارق سلطانپوری نے اساتذہ کی بعض معروف زمینوں میں نہایت کامیابی سے اعلیٰ اشعار نکالے ہیں۔ مثلاً غالبؔ کی زمین میں کہتے ہیں:

ایک مدت سے ہے مشتاقِ مدینہ طارقؔ ہر نئے سال پہ کہتا ہے یہ سال اچھا ہے

اور بعض اوقات معروف شعراء کے معروف مصرعوں کو بڑی ہی خوبصورتی سے گرہ کرتے ہیں مثلاً:

اساسِ بزمِ ہستی ہے جو ذات اسکا یہ مرقد ہے ''ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر''

میر انیس کا ایک مصرعہ یوں نبھاتے ہیں:

پُر نور صورتیں حسیں چہرے تھے ہر طرف ''تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہوا''

اسی طرح امیر مینائی کی غزل کا ایک مصرع کچھ یوں گرہ کرتے ہیں:

آج کعبہ ہے مرے پیشِ نظر ''دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے''

''تجلیاتِ حرمین'' میں جابجا قرآن و حدیث کے حوالے ملتے ہیں۔ مثلاً

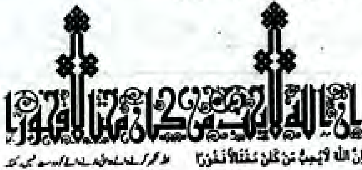
قَدْ نَرٰی سے فَوَلِّ وَجْهَكَ سے آشکارا ہے شانِ مصطفوی ﷺ

حضور میری خطائیں ہیں حدوغد سے سوا شَفَاعَتِیْ لِکَبَائِرِ سے حوصلہ ہے بڑا

جناب طارق سلطانپوری کو حج اکبر کی سعادت میسر آئی ہے۔ یہ سعادت نہ صرف ان کے اپنے حصے میں آئی بلکہ ان کے پورے گھرانے کو یہ شرف ملا ہے۔ خود کہتے ہیں:

شرف پورے گھرانے کو ملا ہے حج اکبر کا یہ توصیف محمد کا صلہ بخشا گیا مجھ کو

اللہ تعالیٰ اس سفرنامے کی صورت میں طارق سلطانپوری کے ارمغان نیاز کو اپنی بارگہ ناز میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)



مبارک باد

افتخار احمد قادری☆

علم وادب کی دُنیا میں محترمی جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں اُن کی علمی وشعری خدمات ارضِ پاکستان کی حدود کو عبور کرتے ہوئے دُنیا میں متعارف ہورہی ہیں آپ اُردو زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی نہایت اعلیٰ طبع آزمائی فرماتے ہیں جس پر آپ ایرانی عظیم شاعر و محقق جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھا سے دادِ تحسین بھی وصول کر چکے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی ایک عظیم شخصیت حضرت سیّدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کے قطعہ ہائے تاریخ وصال فارسی زبان میں تحریر کرکے ایران ارسال فرمائے جو خانقاہ سیّدنا ابوالحسن الخرقانی رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

مطلع رُشد و ہدایت را قمر   آفتابِ مشرقِ فضل و کمال

جن دنوں یہ بندۂ ناچیز فارسی زبان کا ایک ادنیٰ طالب علم تھا تو ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کو کئی بار جناب طارق سلطان پوری صاحب کی مدح سرائی کرتے ہوئے سنا آپ نے ایک بار فرمایا کہ............ ایسے افراد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔............

اس بندۂ ناچیز نے ایک بار طارق سلطان پوری صاحب کو عرض کی کہ گولڑہ شریف کے عظیم درباری قوال عندلیب رُومی حاجی محبوب علی مرحوم کا ابھی تک کسی نے بھی کوئی قطعہ تاریخ تحریر نہیں کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ۔ ؎

حاجی صاحب کے تذکرے کے بغیر ناکمل ہے داستانِ سماع
باغِ مولائے رُوم کا بلبل وہ مغنی نشانِ شانِ سماع
مطربِ خوش نوا کی رحلت کا
سال ہے "اختصاص و آنِ سماع"

۱۴۱۱ ہجری

☆ افتخار احمد حافظ قادری...... صاحب تصانیف "زیاراتِ مقدسہ" افشاں کالونی راولپنڈی 051-5510854

پاکستان میں شاید ہی کوئی مذہبی رسالہ یا کتاب ایسی ہو جس میں طارق سلطان پوری صاحب کے اشعار اُس رسالے یا کتاب کی زینت نہ بنے ہوں۔

یہ امر میرے لیے باعث شرف ہے کہ جناب طارق سلطان پوری صاحب نے اس بندہ کی ۲۰ عدد کتابوں پہ انتہائی ذوق وشوق اور محبت وفراوانی کے ساتھ اشعار تحریر فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ قحط الرجال کے اس دور میں آپ کا وجود ایک نعمت سے کم نہیں اور ہم سب کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور تبارک وتعالیٰ آپ کا سایہ قائم و دائم رکھے۔

تاریخ سخن گوئی مشہور جہان باشد　　طارق کہ بود شہرہ در عالم امکانی

باکمال اور قادر الکلام شاعر

سیدانورعلی انور☆

''محترم طارق سلطان پوری صاحب کا کلام پڑھ کر بے ساختہ غالب کا یہ شعر سطح ذہن پر اُبھر آیا کہ:

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں　　خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

مجھے پتہ نہیں کہ یہ شعر اس موقع ومحل سے مناسبت رکھتا ہے یا نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک دو نہیں سینکڑوں باکمال بڑی خاموشی سے اس دنیا سے کوچ کر گئے لوگ اُن کے نام سے واقف ہیں نہ کمال سے۔

محترم طارق سلطانپوری صاحب کا کلام پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایسا باکمال اور قادر الکلام شاعر ۶۱ سال کی عمر تک گوشہ گمنامی میں رہا آپ نے انہیں متعارف کروا کر دنیائے شعرو ادب پر احسان کیا ہے۔ اُن کے کلام میں بلا کی سادگی، صفائی، روانی اور بیساختگی ہے انہیں حرف و بیان پر پوری قدرت حاصل ہے اُن کا کلام حسرت موہانی کے اس شعر پر پورا اُترتا ہے۔

شعر دراصل وہی ہے حسرت　　سنتے ہی دل میں جو اُتر جائے

☆ مکان نمبر 1/F-5/3 ناظم آباد نمبر 1 کراچی نمبر 18

"الحسن" اور طارق سلطان پوری

سید محمد انور شاہ قادری ☆

مجلہ الحسن کو صوبہ سرحد کا پہلا دینی رسالہ ہونے کا شرف حاصل ہے جو پہلی بار 1955ء میں بطور ماہنامہ منظر عام پر آیا۔ اس کے بانی و مدیر اعلیٰ جامع شریعت و طریقت، استاد کامل، مرشد اکمل قطب عالم، امیر العصر حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف مولوی جی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بعد ازاں یہی رسالہ پندرہ روزہ کی صورت میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال حق 2004ء تک مسلسل شائع ہوتا رہا۔

مدیر اعلیٰ الحسن خود ایک اعلیٰ پائے کے اہل قلم اور محقق تھے اور دوسرے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی بھی نہایت فراخ دلی سے فرمایا کرتے تھے اور ان کی تحریریں اپنے مجلہ الحسن میں شامل کرتے رہتے تھے جس کی بدولت پشاور میں نئے لکھنے والوں کی پوری ایک جماعت وجود میں آئی۔

محترم المقام الحاج محمد عبدالقیوم صاحب المعروف طارق سلطان پوری نے پہلی بار مئی 1999ء مین اپنا منظوم کلام بذریعہ ڈاک مدیر اعلیٰ الحسن کے نام روانہ کیا جو فوراً الحسن کی جلد 14 شمارہ 120 بابت ماہ جون 1999ء میں شائع ہوا اس کے بعد طارق سلطان پوری صاحب کا کلام باقاعدگی سے الحسن میں شائع ہونے لگا اور اس طرح اچھا خاصا کلام الحسن کی زینت بنتا چلا گیا۔

ان کے کلام میں نعت، مناقب، قطعات، رباعیات اور تاریخ گوئی شامل ہیں۔ ان کے ادبی مقام عالی کا تعین تو نقادوں کی ذمہ داری ہے اور وہی اس کا حق ادا کر سکین گے البتہ راقم ایک طالب علم کی حیثیت سے چند معروضات پیش کرتا ہے۔

ا۔ نعتیہ کلام کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شاعر کے قلب میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشعل فروزاں ہے اور وہ اس نور کے ذریعے گمراہی کے اندھیروے دور

☆ (کفش بردار مولوی جی)اتوار (۷) شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

کرنے میں کوشاں ہیں یہاں پر موصوف کی شخصیت کا یہ پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حب نبوی کے ساتھ خلق نبوی ﷺ سے بھی آراستہ ہیں اور ''الفقر وفخری'' کا رنگ نمایاں ہے۔

۲۔ مناقب، قطعات و رباعیات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر کا سینہ اہل بیت اطہار علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی محبت وعقیدت سے بھی لبریز ہے۔ جو عشق رسول ﷺ کے کمال کی دلیل ہے۔

۳۔ مجموعی طور پر طارق سلطان پوری صاحب کے کلام کی ایک غیر معمولی خوبی جوان کو معاصرین میں امتیازی حیثیت عطا کرتی ہے وہ ''تاریخ گوئی'' ہے یہ ایک ادق ترین فن ہے۔ اہل علم اس کی پیچیدگیوں سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مادہ تاریک نکالنا کس قدر محنت طلب کام ہے۔ گھنٹوں بلکہ دنوں تک سوچ بچار کے بعد کوئی مصرع ترہاتھ آتا ہے۔

لیکن جناب طارق سلطان پوری صاحب کو اس پر کمال درجے کی مہارت حاصل ہے منٹوں میں ہجری وعیسوی سن کے مادہ ہائے تاریخ نہایت قادرالکلامی سے موزوں کر لیتے ہیں اور صرف ایک پر اکتفا بھی نہیں کرتے متعدد الگ الگ خوبصورت مادہ ہائے تاریخ نکالنا ان کے لئے چنداں مشکل نہیں نیز یہ صرف تک بندی اور الفاظ کا ہیر پھیر ہی نہیں ہوتے بلکہ فصاحت وبلاغت کے عمدہ نمونے ہوتے ہیں۔

اس آستانہ سے موصوف کی محبت اور وابستگی کا ثبوت ہی تو ہے کہ انہوں نے ہر موقع پر خواہ وہ گیارہویں شریف ہو، یا اعراس مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ ہر موقع پر اظہار عقیدت فرمایا، خصوصاً قبلہ مولوی جی صاحب وصال پر آپ نے 52 مختلف مادہ ہائے تاریخ نکال کر ارسال فرمائے، جن میں قرآن مجید کی آیات مبارکہ بھی شامل ہیں۔

طارق صاحب نے اس فقیر کی کتاب ''حیات حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی'' ملاحظہ کی تو فوراً اس کے پہلے باب میں شامل ''مشائخ قادریہ حسنیہ'' اور چھوتے باب میں شامل ''تحریک پاکستان کے اکابر'' کے ادہ ہائے تاریخ رقم کر کے ارسال کیے۔ احقر نے جن استادی ومرشدی ومولائی قبلہ مولوی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھ کر سنائے تو آپ بڑے خوش ہوئے اور داد دیتے ہوئے فرمایا: ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طارق سلطان پوری صاحب کے دماغ میں تاریخ گوئی کی مشین لگی ہوئی ہے''۔ کیا نفیس خراج تحسین ہے۔

یہ فن تاریخ گوئی موجودہ دور میں معدوم ہوتا جا رہا تھا شعراء نے بھی اس طرف التفات کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن طارق سلطان پوری صاحب نے اپنی خداداد صلاحیتوں انہماک، توجہ اور محنت و ریاضت سے اس کو نیہ زندگی سے ہم کنار کیا اور عوام و خواص کی دلچسپی کا محور بنایا۔ اس ضمن میں آپ نے جو وسیع اور متنوع خدمات انجام دی ہیں ان کے پیش نظر عصر حاضر میں آپ اس فن کے امام کہلانے کے حق دار ہیں۔ نیز آپ کی ان تمام تحریروں کو یکجا کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

عزیزی و محبی جناب محبوب الرسول قادری بھی خصوصی طور پر شکریے کے مستحق ہیں کے انہوں نے ایک جلیل القدر کہنہ مشق شاعر و ادیب اور عاشق رسول ﷺ کی علمی و ادبی خدمات کی قدر و منزلت اور خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اپنے گراں قدر مجلّہ کا یہ خصوصی شمارہ ان کے نام و کام کے لئے مختص فرمایا یقیناً یہ ایک انتہائی قابل قدر جذبہ ہے۔

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

جزاک اللہ فاحسن الجزا۔

☆☆☆

ڈاکٹر وحید قریشی ☆

طارق سلطانپوری نے قومی زبان اردو کے فروغ کے لئے نظم و نثر میں جو گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں ان کے سبب میرے دل میں ان کا بڑا احترام ہے ان کا کلام اور فن تاریخ گوئی میں بلند مقام، ہر علم دوست کے لئے قابل رشک ہے۔

طارق سلطانپوری جیسے لوگ قوموں کے لیے نیک نامی کا استعارہ اور بہترین سرمایہ ہوتے ہیں۔ ہمارے اداروں کو ان کی سرپرستی کرنی چاہیئے تا کہ وہ نئی نسل کی سرپرستی اطمینان، تسلی اور یکسوئی سے جاری رکھ سکیں چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے اور اس وقت چراغ علم روشن کرنے کی تو ازحد ضرورت ہے۔ میری صحت اجازت نہیں دیتی ورنہ میں ان کی خدمات کے اعتراف میں مستقل مضمون لکھتا۔ علالتِ طبع کے سبب کچھ لکھنے سے معذور ہوں۔

☆ سابق صدر نشین (مقتدرہ قومی زبان اُردو اسلام آباد) حال مقیم: ای ایم ای کالونی نزد بحریہ ٹاؤن لاہور

طارق سلطانپوری

کمالِ فن کی بلندیوں پر فائز شاعر

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم☆

"خطہ" حسن ابدال کی خجستہ بختی پر رشک آتا ہے کہ وہاں محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری جیسے قادر الکلام شاعر و ادیب رونق افروز ہیں جن کے سدا بہار اور پُر وقار قلم سے دن رات ایسے ایسے منفرد انوکھے اور بلند پایہ منظوم شہ پارے وجود میں آتے رہتے ہیں جن کی خوشبو سے ایک زمانہ آشنا ہے انہوں نے اپنی شاعری اور طرزِ سخن میں نئے نئے تجربات کر کے شعر و سخن کے حسن میں وہ قابلِ قدر نکھار پیدا کر دیا ہے کہ اہلِ علم و ادب انگشت بدنداں رہ گئے ہیں۔ ان کے قلم کی کی مجلا نوک سے ہر وقت حمد و نعت و منقبت کے اشعار کی آبشاریں رواں دواں رہتی ہیں۔

جس موضوع پر اُن کا قلم اُٹھتا ہے وہ موضوع بھی مسکرانے لگتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لفظ ہاتھ باندھ کر ان کے آگے کھڑے ہیں اور وہ جب چاہتے ہیں آسانی کے ساتھ انہیں اپنے خوب صورت اور پُر تاثیر اشعار کی دیدہ زیب لڑیوں میں پروتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اشعار میں روانی بھی ہے، شستگی اور شگفتگی بھی فن علم العروض پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے ابیات میں علم و ادب کی وہ کہکشاں اور چکا چوند آباد ہے کہ بڑے بڑوں کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ وہ بیک وقت حمد گوئی، نعت گوئی، نظم گوئی، غزل گوئی، منقبت گوئی، تضمین نگاری اور تاریخ گوئی کے گلستانوں کو اپنے فن کے گلہائے رنگا رنگ سے سجاتے رہتے ہیں۔ تاریخ گوئی میں انہیں جو سلیقہ و شعور حاصل ہے۔ وہ انہیں کمالِ فن کی بلندیوں تک لے جاتا ہے الفاظ کو اپنی ذہانت کی گرفت میں لے کر انہیں لعل و جواہر کے روپ میں علم و ادب اور شعر و سخن کے ایوانوں میں سجانا ان کے اندر کے چھپے ہوئے اخلاص کو عیاں کرتا ہے۔ وہ جو بھی لکھتے ہیں اس کی خوشبو بڑی دیرپا بھینی بھینی اور خوش گوار محسوس ہوتی ہے وہ

☆ کاشانہ راجپوت p/2 چوک مسجد عمر۔ مقامِ حیات۔ سرگودھا 048-3717067

پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے ساتھ ساتھ نیک خُو انسان بھی ہیں۔ ان کی طبیعت کی سادگی میں بھی وقار و تمکنت کی خوشبوئیں ہمہ وقت موجزن رہتی ہیں۔ خوب صورت انداز گفتگو نے ان کی شخصیت کو اور خاصا معتبر بنا رکھا ہے۔

اُن کا کلام ملک بھر کے مذہبی و ادبی جرائد کی زینت بنتا ہے میرے خیال کے مطابق پاکستان میں کوئی ایسا حمدیہ و نعتیہ جریدہ نہیں جس میں اُن کا کلام نئے رنگ و ڈھنگ اور دل نشین انداز و اطوار کے ساتھ اپنی تابانیاں بکھر نہ رہا ہو۔ اہل علم و ادب کے حلقوں کے ساتھ ساتھ مذہبی حلقوں میں بھی ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ربّ العزت کے کرم اور اُس کے حبیب مکرم ﷺ کی رحمتِ خاص کی خوشبو ان کی زیست کے لمحات کو معطر رکھتی ہے۔ ان کے لفظ لفظ میں جو ذکر ہے' فکر ہے جو عطر ہے' جو خوشبو ہے' جو ابرو ہے جو محبت کی آب جو ہے جو چہکار ہے جو مہکار ہے جو پیار ہے جو روشنی ہے جو چاندنی ہے جو چاشنی ہے اس میں مقبولیت کے پھول کھل کر دعوت نظارہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل ان کے قلم کی رخشندگی کو اپنی حفاظت کے حصار میں کیے رکھے اور اُن سے محبت کرنے والے ان کی تحریروں' ان کی منظوم کاوشوں کی روشنی سے مستفیض ہوتے رہیں آمین۔

☆☆☆

حضرت پیر سید ڈاکٹر مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی ☆

علامہ طارق سلطانپوری کا نام میرے لئے نیا ہرگز نہیں وہ اہل سنت کی ایک اہم ادبی و علمی شخصیت ہیں۔ فن تاریخ گوئی میں ان کی دسترس قابلِ رشک ہی نہیں بلکہ باعثِ افتخار بھی ہے۔ سنجیدگی و متانت اور سادگی جیسی خوبیاں ان کی شخصیت کو مزید نکھارتی ہیں "حضرت محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس" کے موقع پر ایک مرتبہ وہ جناح ہال لاہور کے پروگرام میں شریک ہوئے۔ شرکاء کو اپنے زریں خیالات اور منظوم کلام سے بھی نوازا۔ ان کی گفتگو کے لفظ لفظ سے ذہانت و فطانت اور اخلاص کے چشمے پھوٹ رہے تھے اور ان کی باتیں ان کی قلبی کیفیات کا پتہ دے رہی تھیں مجھے ان کی خدمات کے اعتراف میں اشاعتِ خاص کی خبر سن کر دلی خوشی ہوئی ہے۔

☆ سجادہ نشین: آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف (انڈیا) خانقاہ عالیہ اشرفیہ (جیل روڈ) لاہور 042-7575405

حکومتی سطح پر پذیرائی کی مستحق ہستی

سید احسان احمد گیلانی ☆

کروڑوں انسانوں کے ہجوم میں چند افراد ایسے ہوتے ہیں جو سب سے نمایاں نظر آتے اور تاریخ کا حصہ بنتے ہیں۔ مذہب میں سیاست میں علم وفن میں۔ شعروادب میں غرض جملہ گوشہ ہائے حیات اپنی لوگوں کے دم سے روشن وآباد ہوتے ہیں۔ پاکستان کی ادبی تاریخ میں ایسا ہی نمایاں نام جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری کا ہے جو شعروادب کے ساتھ ساتھ جہاد زندگی، خوداعتمادی، محنت شاقہ اور خصوصاً درویش منشی کے حوالے سے بھی اہم اور قابل ذکر نام ہے۔

پاکستان کا ہروہ شخص جو شعروادب میں دلچسپی رکھتا ہے وہ یقیناً طارق سلطانپوری کے نام سے واقفیت رکھتا ہوگا جناب طارق سلطانپوری سے میری پہلی ملاقات ۲۰۰۴ء میں فکر رضا کانفرنس میں ہوئی اس میں ایڈیٹر انوار رضا ملک محبوب الرسول قادری، امیر مرکزی جماعت اہل سنت پیر عبدالخالق قادری بھی موجود تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں جناب طارق سلطانپوری کی محبت اور شفقت نے مجھے اپنا اسیر بنالیا۔ ایک خاص بات جو ان میں نظر آئی کہ اتنا بڑا قادر الکلام شاعر مگر غرور وتکبر نام کی کوئی چیز ان میں نہ تھی میرے نزدیک یہ سب سے بڑی خوبی ہے ملک محبوب الرسول کے ساتھ ایک مرتبہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ اس قلیل وقت میں انہوں نے قبلہ سید خورشید احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں چند اشعار تحریر فرمائے جن کا عنوان تھا۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا　　　میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

ان کے انداز تحریر نے مجھے بہت متاثر کیا۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ملک محبوب الرسول قادری نے ان کی شخصیت اور ادبی خدمات پر خصوصی نمبر کا اہتمام کیا ہے ورنہ ہمارے ہاں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں۔ حضرت طارق سلطانپوری اس سے کہیں زیادہ خراج تحسین کے مستحق ہیں بلکہ ایسے عظیم لوگوں کی حکومتی سطح پر پذیرائی ہونی چاہیے یہ لوگ ہمارا اثاثہ ہیں اور ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عمر خضر عطا فرمائے۔

☆ مدیر "تسخیر" لاہور، چیئرمین سید خورشید گیلانی ٹرسٹ لاہور 0300-4265968

نابغۂ روزگار ہستی

جناب محمد حفیظ نقشبندی ☆

نابغۂ روزگار ہستی میدان علم وادب کے شہسوار ممتاز نعت گو اور تاریخ گو شاعر زائر حرمین شریفین استاد مکرم ومحترم حضرت عبدالقیوم خاں المعروف بہ طارق سلطانپوری مدظلہ العالی ایک ہمہ جہت علمی شخصیت ہیں ملک کے اکثر رسائل وجرائد میں آپ کا کلام ان کی زینت بنتا رہتا ہے۔

آپ اپنے اندر بے شمار خوبیاں سمیٹے ہوئے ہیں۔ دور حاضرہ میں ایسے خوباں لوگ خال خال ہی ملتے ہیں اتنی خوبیوں کے باوجود غرور وتکبر سے کوسوں دور عجز وانکساری کا اک حسین وجمیل پیکر نظر آتے ہیں۔ شفقت' مہربانی اور خدا ترسی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ علماء صلحاء اور شعرا کی بے پناہ قدر کرتے ہیں۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔

آپ کا کلام پڑھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے کلام میں جہاں فصاحت کی کمی نہیں وہاں بلاغت کی بھی کمی نہیں!

جذبہ عشق رسول اللہ ﷺ اُن کے کلام میں موجود ہے۔ سوز وگداز سادگی، نغمگی اور جذبے کی سرشاری اُن کے ہر شعر میں موجود ہے۔ اُن کے اُردو الفاظ پر نگاہ کریں تو ایسا لگتا ہے جیسے سلکِ عقیدت میں موتی جھلملا رہے ہیں۔ یہ سب محبت رسول اللہ ﷺ کا ثمرہ ہے کہ اُن کے نطق وبیان میں حلاوتیں بھی ہیں اور لطافتیں بھی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزت ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے ان کے کلام اور ان کو عالمگیر شہرت حاصل ہو۔ بلکہ اُن کے کلام کو بارگاہ سرور عالم ﷺ سے درجہ قبولیت کی سند حاصل ہو۔ آخر میں علمائے کرام' صوفیاء عظام' شعراء سے عاجزانہ گذارش ہے کہ تحریر میں اگر کوئی خامی دیکھیں تو تبدی سمجھ کر درگزر فرمائیں۔ امتنا شیرازی نے شاید ایسے ہی کسی موقع کی مناسبت سے کہا تھا۔

اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

☆ خطیب: مدینہ مسجد، ریلوے کالونی، کیماڑی کراچی

تضمین سلامِ رضا...... بہترین گلہائے عقیدت

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر ☆

ہمارے تضمین نگار جناب محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری نے "باران رحمت" کو منظر عام پر لانے سے پیشتر سعی بلیغ کی کہ وہ حقائق جو "سلام رضا" کی روح ہیں۔ اُن کو دل و دماغ میں کماحقہٗ جذب کرلیں۔ یہ تضمین ان کے لئے ایک بہت بڑا امتحان تھی مگر وہ "سلامِ رضا" کی گہرائی میں اترے اور گہرائی کا بھی احاطہ کرنے کی کوشش کی۔ یوں جناب طارق کی نبی پاک سرور کائنات ﷺ کے شمائل و فضائل اور تعلیمات و برکات کو سمجھنے اور انہیں شعر میں موتیوں کی طرح پیش کرنے کی تگ و دو میں کامرانی سے ہم کنار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی آخر الزمان ﷺ کے صدقے عبد القیوم طارق "باران رحمت" کا تحفہ دے کر کامگار و بامراد ہوئے ہیں جو ان کے لئے توشۂ آخرت بھی ہے۔ جس میں سید صابر حسین شاہ بخاری قادری بھی برابر شریک ہیں۔

"باران رحمت" کو شروع سے آخر تک زیر مطالعہ لائیے یہ اپنے اندر کمال جاذبیت لئے ہوئے ہے یہ پھولوں کے باغ کی مانند ہے جس کا دروازہ کھلتے ہی بھینی بھینی خوشبو نہ صرف دل و دماغ کو طراوت بخشتی ہے بلکہ وہ قاری کو کچھ نہ کچھ مثبت انداز میں کرنے کو آمادہ کرلیتی ہے وہ اس حدیث مبارکہ "جس شخص کے دو دن ایک ہی جیسے گزرے وہ گھاٹے میں رہا کو اپنائے بغیر نہیں رہتا۔ "باران رحمت" سے فکرِ رضا کی روایت جو قرآن و سنت سے پروان چڑھی ہے مزید زندہ، تابندہ اور پائندہ ہوئی ہے۔

☆ تاریخ اسلام اور تاریخ پاکستان کے حوالے سے ایک انصاف پسند اور زود نویس مؤرخ ......
مقیم سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ (بلوچستان) 081-2442289

"جوبنِ فکرِ احمد رضا"

بہترین کلام پر بہترین تضمین

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ☆

حضرت طارق سلطانپوری صاحب ایک بالغ نظر صاحب علم و فضل شاعر ہیں مدتوں سے شعر گوئی کا شغف ہے فارسی ادب سے خاص لگاؤ ہے۔ فارسی شاعری کی رنگینی اس کی لطافت و شیرینی، حسن تراکیب، حسن زبان و بیان سے کماحقہ بہرہ ور ہیں اور حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری سے تو ربط خاص رکھتے ہیں اُردو ادب ان کی فکر کا شعار و دثار ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس دشت کی سیاحی میں ایک عمر گزاری ہے سلامِ رضا پر آپ کی تضمین اس کی آئینہ دار ہے لطافت و سلاست زبان و بیان طرفگی تخیل، معانی آفرینی، تشبیہات و استعارات کا حسین امتزاج اور الفاظ و تراکیب کی نغمگی (زیر و بم) حضرت طارق کی شاعری کے اجزائے ترکیبی یا خصوصیاتِ شاعری ہیں اور یہی خصوصیات سلامِ رضا کی تضمین میں "جلوہ گر ہیں۔

حضرت طارق تاریخ گوئی یعنی مادہ ہائے تاریخ کے استخراج پر بھی بھرپور قدرت رکھتے ہیں اور اس فن میں انہیں یدطولیٰ حاصل ہے تضمین کے آغاز میں سات آٹھ حسین اور جامع مادہ ہائے تاریخ استخراج کیے ہیں تضمین کے اختتام پر ایک قطعہ اختتامیہ بھی پیش کیا ہے۔ جس کے آخری مصرعہ میں مادہ تاریخ "جوبنِ فکر احمد رضا" سے استخراج کیا ہے۔

آخری شعر اس طرح ہے ۔

ہے سال تکمیل تضمین خوب   کہو "جوبن فکر احمد رضا"

۱۴۱۵ھ

اس کے ساتھ ساتھ حدائق بخشش اور کلام حضرت امام احمد رضا پر بھی متعدد تاریخیں استخراج کی ہیں اور اپنی مہارت تامہ کا ثبوت دیا ہے۔

☆ کثیر التصانیف بزرگ مصنف، مترجم......(مدفون کراچی)

............طارق سلطانپوری............

تضمین نگاری میں بلند مقام کی حامل شخصیت

سید نور محمد قادری علیہ الرحمہ☆

شارح اقبال پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی قادری علیہ الرحمہ کے سلامیہ قصیدہ...... مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ......کو بہت مقبولیت ملی ہے جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ابد قرار زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں جو سلام منظوم پیش کیا تھا اسے یقیناً شرف قبول حاصل ہو گیا کیونکہ ہندو پاک میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو گا جس نے اس سلام کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔" (ماہ نامہ ندائے حق لاہور جون ۱۹۶۰ء ص ۳۱)

صاحب دل اور صاحب ذوق شعرائے کرام نے اظہار عقیدت کے طور پر اس مبارک قصیدہ کی تضمین کی ہے یہ قصیدہ ۱۷۱ اشعار پر مشتمل ہے اور ہر شعر بجائے خود ایک نعت ہے۔ تضمین نگار حضرات کی تعداد درجن بھر سے کم نہ ہو گی۔ لیکن جو مقبولیت جناب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ اور سید محفوظ علی صابر القادری رحمۃ اللہ علیہ کی تضمینوں کے حصہ میں آئی ہے وہ اپنی جگہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔

حال ہی میں ایک گوشہ نشین صاحب دل اور وسیع المطالعہ شخصیت نے اس سلام ثریا مقام پر جو تضمین لکھی ہے وہ بجائے خود ایک کارنامہ ہے انہوں نے اعلیٰ حضرت کے سلام کی معنویت اور خوبیوں کو تضمین میں اس طرح سمو دیا ہے کہ پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے یہ تضمین بلا مبالغہ جناب سید محفوظ علی صابر القادری، مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ کی تضمینوں کی صف میں جگہ پانے کی حق دار ہے۔ اس شخصیت سے مراد جناب سردار محمد عبد القیوم خاں طارق سلطانپوری (ایم اے فارسی) ہے جو اس وقت حسن ابدال میں درویشانہ زندگی گزار رہے ہیں: امید ہے کہ یہ تضمین عاشقانِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ ہو گی۔

☆معروف عالم دین، ماہر اقبالیات، مدفون: چک نمبر ۱۵ شمالی ضلع منڈی بہاء الدین (پنجاب)

ایک چھوٹی سی بات

صلاح الدین سعیدی ☆

وہ مشرقی علوم اور فنونِ لطیفہ جو ہماری تہذیب و ثقافت کو یورپ اور امریکہ کے "فنونِ کثیفہ" سے ممتاز کرتے ہیں رفتہ رفتہ اٹھتے جا رہے ہیں۔

ان فنون کی بقا اور تحفظ کے لیے ہماری حکومت اور تعلیمی اداروں کی تمام تر کوششیں ناقص ہیں البتہ بعض وجود اس گئے گزرے دور میں بھی ایسے فنون کی شمعوں کو اپنے خونِ جگر سے جلا اور جلا رہے ہیں۔

ان مبارک و مسعود ہستیوں میں معروف تاریخ گو شاعر حضرت استاذ عبدالقیوم طارق سلطانپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نمایاں طور پر ایشیا کا اثاثہ ہیں۔ مجھے ہمیشہ اس بات کا قلق رہا ہے کہ ایسے عظیم فنکار کے ساتھ ہماری حکومت، قوم اور ثقافتی اداروں کا سلوک سدا کی طرح ناروا ہے اور ہم اُن کے کام کو بین الاقوامی سطح پر اس طرح اُجاگر نہ کر سکے جس کا وہ مستحق تھا۔

............میں ملک محبوب الرسول قادری نے طارق کے فن اور شخصیت پر تحقیقات کا سلسلہ شروع کر کے قلم قبیلہ کے فرضِ کفایہ ادا کیا ہے جس کے لیے تمام اہل قلم اور علمی و ثقافتی اداروں کو ملک صاحب موصوف کا شکر گزار ہونا چاہیے بلکہ ان کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔

طارق کے فنی مقام و مرتبہ کو تو اہل فن ہی بہتر طور پر اُجاگر کر سکتے ہیں البتہ میں اُن کی شخصی اور ذاتی خوبیوں کا بھی بڑا معترف اور قدر دان ہوں۔ وہ اپنی وضع داری میں اسلاف کا نمونہ پنہاں رکھتے ہیں۔ خلوص اور وفا کے پیکر ہیں اور اپنے فکر و عمل سے نئی نسل کو مثبت سرگرمیوں کی طرف مائل کر کے خاموشی کے ساتھ ایک بڑا کام کر رہے ہیں۔ طارق ایک ایسا نیک نام فردِ ملت ہے کہ ملت اس پر ناز کرتی ہے۔

☆ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

طارق سلطانپوری..... ایک طالب علم کی نظر میں

محمد ادریس خان قادری سواتی☆

جامعہ اسلامیہ لاہور سے نکلنے والے ماہنامہ سوئے حجاز میں کچھ عرصہ قبل شعروں اور بعض ناموں کے نیچے ہندسے دیکھ کر مجھے کچھ عجیب سا لگا۔ میں سمجھا کہ شاید یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔ پھر میں نے جناب ملک محبوب الرسول قادری کو وہ ہندسے دکھائے کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ استخراجی مادے ہیں میں نے پوچھا یہ کس طرح نکالتے ہیں اور کیا ہندسے بھی حروف کی طرح بولتے ہیں آواز اور طاقت رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کس طرح؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہر حرف کے برابر ایک نہ ایک ہندسہ ہے یعنی اس کی طاقت ہے مثلاً الف کا عدد ایک ہے ب کا عدد ۲ ہے جیم کا عدد تین ہے ایسے ہی ی کا عدد ۱۰ ہے اسی کو آگے بڑھائیں تو دیکھیں کہ گویا مختلف حروف کے مختلف ہندسے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے عدد ۷۸۶ بنتے ہیں یہ ایک ایک حرف کے علیحدہ علیحدہ ہندسے جمع کئے گئے ہیں جن کا مجموعہ ۷۸۶ بن گیا ہے۔ آج کل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ ۷۸۶ لکھتے تو ہے مگر بعض کو سمجھ نہیں آتی کہ اس کے لکھنے کی کیا وجہ ہے؟ ایسے ہی لفظ اللہ کے عدد ۶۶، لفظ محمد کے عدد ۹۲، علی کے عدد ۱۰۰، پاکستان کے عدد .... ہیں اس طرح تمام نام اور شہروں وغیرہ کو بھی ہندسوں یعنی علم الاعداد میں لکھا جاسکتا ہے پھر تو ایک روز میں نے حضرت طارق سلطانپوری کے استخراج کئے ہوئے تاریخی مادوں کو چیک کرنا شروع کیا۔

الف سے ی تک تمام حروف ابجد اور ان کی طاقت کا شیڈول بنا کر کیلکولیٹر کے ذریعے میں جمع کرتا رہا اور ٹوٹل چیک کرتا رہا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میں نے بیسوں مادے چیک کئے کہیں کسی ایک عدد کی کمی بیشی بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اسی اثناء میں ملک محبوب الرسول قادری صاحب آگئے انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے

☆متعلم سال سوم: جامعہ اسلامیہ لاہور اچی سن سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور...... مستقل قیام: محلہ ڈھنڈا بمقام تھانہ تحصیل بٹ خیلہ ضلع مالاکنڈ ایجنسی (سوات) صوبہ سرحد 0334-9346044, 042-35300353

کاغذات دکھادیئے تو وہ بے ساختہ ہنس رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ سبحان اللہ۔ اللہ کی شان ہے کہ طارق سلطانپوری کے تاریخی مادوں کو خان صاحب چیک کر رہا ہے؟ مجھے اسی تجربہ کے بعد حضرت طارق سلطانپوری صاحب کی لیاقت و قابلیت اور ان کے اسی فن میں گہرائی و دسترس کا بھرپور احساس ہوا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت طارق سلطانپوری تو ذہانت و قابلیت کا استعارہ ہیں۔ میں اس عظیم فن کے عظیم ماہر کی عظمت کو عقیدت و محبت بھرا سلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ مستقبل میں میں بھی اس فن میں انہی کی طرح مہارت و دسترس حاصل کرسکوں اور یہ علم وفن ہمارے معاشرے میں فروغ پکڑے۔ آمین

حافظ محمد عطا الرحمٰن قادری رضوی ☆

حضرت محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری کا جہاں ایک قادر الکلام شاعر ہیں وہیں ایک شفیق اور مخلص انسان ہیں اُن کے حسن اخلاق کے اپنے اور غیر بھی معترف ہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں علم وحکمت کی دولت سے خوب نوازا ہے اُن کا خاص موضوع شاعری ہے۔ کوئی بات سمجھاتے وقت عربی' فارسی شعراء کے حوالے دیتے جاتے ہیں حافظ شیرازی کا تو شاید انہیں سارا کلام ازبر ہے اس کے علاوہ بھی عربی' فارسی کے اکثر اشعار یاد ہیں۔ انہیں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ہے اعلیٰ حضرت سے متعلق کہی گئی اُن کی مناقب کا ایک مجموعہ تیار ہوسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء کے قطعات تاریخی خاص تعداد میں موجود ہیں کتابی شکل دی جائے تو اُس کا عنوان "تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت (منظوم) مناسب رہے گا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہے "من احب شیاء" اللہ ذکرہ کے مصداق آپ کے شب و روز سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واقف ہیں۔ اپنے آپ کو حمد' نعت اور منقبت کے لئے خاص کر لیا ہے۔ قاری آپ کے کلام کو مطلع سے لے کر مقطع تک بغیر پڑھے دم نہیں لیتا۔ طارق سلطانپوری اپنے معاصرین کی عظمت کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔ مولائے کریم اُن کے علم وعمل' جان ومال' صحت وقوت اور جذبہ خدمت دین میں مزید برکت عطا فرمائے۔

☆ عالم دین، مصنف، خطیب اور بے لوث دینی کارکن...... 221۔ جنت ٹاؤن۔ نزد حسین آباد ڈاکخانہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور...... 0333-4731307

............طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری............

ماہنامہ ''رزمِ نو'' گجرات کی اشاعت خاص (خصوصی نمبر)

............اشاعتِ خاص کا تنقیدی جائزہ............

تبصرہ......محمد ادریس خان قادری سواتی ☆

ماہنامہ ''رزمِ نو'' بی ۔65 شادمان کالونی گجرات سے ہائی کورٹ کے وکیل میاں محمد اشرف ایڈووکیٹ اور سید روح الامین کی زیرادارت شائع ہوتا ہے جس نے اپنی اشاعت بابت مئی، جون ۲۰۰۲ء (جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۱۲،۱۱) کو ہمارے عظیم دوست اور قلمی دنیا میں اہل سنت کے معروف قلم کار برادرِ محترم سید محمد عبداللہ قادری مدظلہٗ کا مرتبہ مفصل مقالہ بعنوان ''طارق سلطانپوری اور ان کی شاعری'' شائع کیا۔ یہ ماہنامہ بڑے سائز یعنی ۲۳×۳۶/۸ پر شائع ہوتا ہے جبکہ اس اشاعت کے کل ۱۰۴ صفحات ہیں جس میں حضرت طارق سلطانپوری کے فکر وفن پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے نیز اس کا چوتھائی حصہ اس مراسلت پر مشتمل ہے جو طارق سلطانپوری کی طرف سے مشاہیر کے نام ہے یا مشاہیر کی طرف سے حضرت طارق صاحب سے رجوع کیا گیا ہے۔ اس نمبر میں محترم سید محمد عبداللہ قادری کے پیش لفظ کے علاوہ حضرت طارق سلطانپوری کے ابتدائی حالات، حلقۂ احباب، حج بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ طارق سلطانپوری کی غزل گوئی، نعت گوئی، سیاسی نظمیں، تضمین سلام رضا ''بارانِ رحمت'' پر علامہ سید نور محمد قادری کا پیش لفظ، سلام رضا پر تضمین، طارق سلطانپوری کی تاریخ گوئی، مناقب اور تاریخ ہائے وصال سے ایک انتخاب قابل ذکر ہیں۔ البتہ اس بہت عمدہ ''خصوصی نمبر'' میں کمپوزنگ کی بہت زیادہ غلطیاں قاری کی طبیعت پر گراں گزرتی ہیں اور بعض اوقات تو بیچارہ قاری مصنف کے مفہوم سے بالکل متضاد سمت میں سفر شروع کر دیتا ہے اور مفہوم کی حقیقی تفہیم سے محروم رہتا ہے۔ کاش ان ارمغانِ علم ومحبت کے پروف احتیاط سے پڑھ لئے جاتے تو یہ اہم ''اشاعتِ خاص'' ایک اہم دستاویز کا درجہ اختیار کر جاتی۔

☆ ڈھنڈہ، تھانہ (مالاکنڈ) سوات 0932440613, 0344-4406027

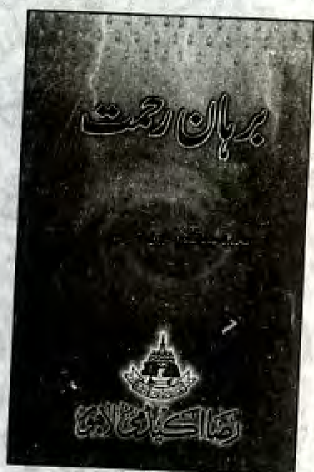
حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

اپنے کلام کے آئینے میں







ملک محبوب الرسول قادری

مرتبین

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نغمہ ہائے حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

پستی کی بلندی کی صدا اللہ ہی اللہ ۔ ہے بربط ہستی کی نوا اللہ ہی اللہ
دنیا میں بھی، محشر میں بھی بے فکر ہے وہ شخص ۔ ہر حال میں جو کہتا رہا اللہ ہی اللہ
تسلیم و رضا کا وہ نہیں چھوڑتے دامن ۔ ہے شیوۂ مردانِ خدا اللہ ہی اللہ
راحت ملی تو شکر کیا رب جلی کا ۔ تکلیف جو پہنچی تو کہا اللہ ہی اللہ
گلشن میں بیابان میں خشکی میں تری میں ۔ سو رنگ میں ہے جلوہ نما اللہ ہی اللہ
اس نام مبارک کے کمالات ہیں بے حد ۔ ہر درد کی ہر غم کی دوا اللہ ہی اللہ
کھل جائے نہ کیوں اس کے نفس سے چمن دہر ۔ چلتی ہے تو کہتی ہے صبا اللہ ہی اللہ
نان و ثمر و آب ہے خوراک بدن کی ۔ انسان کی روحانی غذا اللہ ہی اللہ
سانس اس کی ثنا کے لئے انسان کو ملی ہے ۔ ہے سانس کی نالی پہ لکھا اللہ ہی اللہ
معدوم جب ہو جائے گی ہر چیز، وہ ہوگا ۔ جب کچھ بھی نہیں تھا تو وہ تھا اللہ ہی اللہ
اصنام زمانہ سے نہیں مجھ کو سروکار ۔ میں عبد ہوں، معبود مرا اللہ ہی اللہ

محبوب وظیفہ ہے، محمد ہی محمد
سرکار کے عشاق کا یا اللہ ہی اللہ
طارق کو بنایا شہ بطحا کا ثناگر
کتنا بڑا احسان کیا، اللہ ہی اللہ

محمد عبد القیوم
طارق سلطانپوری

ثناء

حمدِ ربِ جلیل

عطائے صبح و شام خالقِ کل ہم اور انعام عام خالقِ کل
نجوم و ماہ و مہر و آسماں، ارض نشانِ احتشامِ خالقِ کل
نہ فانی مصطفیٰ ﷺ کا دورِ عظمت نہ کوئی اختتام خالقِ کل
سنا ہم نے زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے یقین افزا کلام خالقِ کل
ہمارا حسن دعوات و عبادات نبی ﷺ کا نام و نام خالقِ کل
سرعنوان کتاب ہر عبادت حبیبِ حق کا نام خالقِ کل
کمی، کوتاہی سے عیب و کجی سے مبرا ہے نظام خالقِ کل
وہیں اسم محمد علیہ السلام کا بھی ہے ذکر جہاں ہے ذکر نام خالقِ کل
حبیبِ حق کی تسلیم و تحیت بہ ہر دم ہے بنام خالقِ کل
نبیؐ پر، آخری پیغام بر پر بہ ہر لحظہ سلام خالقِ کل
عزیز از جاں سمجھتے ہیں نبی ﷺ کو محبانِ کرام خالقِ کل
کریں محبوب خالق کا ادب ہم یہی ہے احترام خالقِ کل
محمدؐ کے نہیں ہیں بے ادب جو وہ ہیں اصلی غلام خالقِ کل
جو ہے محبوب اس کا وہ بھی دائم مسلم ہے دوام خالقِ کل

بنام مصطفیٰ علیہ السلام حاصل ہے طارقؔ
مجھے بھی فیضِ عام خالقِ کل

طارق سلطانپوری کے فنِ تاریخ گوئی کا نمونہ

سنِ وصال حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ قرآن حکیم سے استخراج کیا گیا

فاجره على الله

۴۶۵ھ

نغمۂ میلاد النبی ﷺ

قرآنی مادۂ تاریخ (سال ولادت ۵۷۱ء) ﴿وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا﴾ ......(البقرہ)

۵۷۱ء

رسولوں، انبیاء کے پیشوا کی آمد آمد ہے
تھا جس کا انتظار، اس رہنما کی آمد آمد ہے

زمیں کی خوش نصیبی کی نہیں ہے انتہا کوئی
حبیبِ حق کی، محبوبِ خدا کی آمد آمد ہے

بہ ہر سو روشنی ہی روشنی ہے کل جہانوں میں
سراجِ نورِ یزداں، مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

نہیں ہے اب اندھیروں کیلئے کوئی جگہ باقی
سدا چمکے گا، اس مہرِ ہدیٰ کی آمد آمد ہے

خدائے پاک نے جسکو نوازا ہر فضیلت سے
اسی خیر الرسل، خیر الوریٰ کی آمد آمد ہے

جسے پیدا کیا ہے بے عیب، پیدا کرنیوالے نے
مکمل مظہرِ ذاتِ خدا کی آمد آمد ہے

خدا کی دید ہے، دیدار جسکے روئے انور کا
اسی حق آشنا و حق نما کی آمد آمد ہے

زمینوں میں ہے چرچا، آسمانوں میں ہے ذکر اسکا
عزیزِ محفلِ ارض و سما کی آمد آمد ہے

ہمارے محسن و مولیٰ کی ہے تشریف فرمائی
ہمارے غم گسار و غم زدا کی آمد آمد ہے

نچھاور دل کریں، آنکھیں بچھائیں اسکے رستے میں
پڑھیں صَلِّ وَسَلِّمْ، مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

سبھی کی جھولیاں بھر جائیں گی جسکی عنایت سے
مبارک، صاحبِ جود و سخا کی آمد آمد ہے

یہ وہ گھڑیاں ہیں پیاری جو قبولیت کی گھڑیاں ہیں
رسولِ حق، رسولِ مجتبیٰ کی آمد آمد ہے

خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ہر طرف طارقؔ
ولادت ہے نبی کی، مصطفیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے

نعت نذرانہ (بزبان فارسی)

من ز ہر شے عزیز تر دارم آبروئے تو یا رسول اللہ ﷺ
ہیچ کس را خدا نہ کرد عطا حسنِ روئے تو یا رسول اللہ ﷺ
وَالضُّحٰی چیست، چیست مَایَنطِق لب و روئے تو یا رسول اللہ ﷺ
خالقت شد عیاں شب اسریٰ روبہ روئے تو یا رسول اللہ ﷺ
بود قبل از تو بر زبانِ رسُل گفتگوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
قبلہ ات در نماز شد کعبہ آرزوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
سُرمۂ چشمِ اہلِ ایماں است خاکِ کوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
ہست در دو جہاں خراب و خجل ہر عدوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
در بلا و غم و الم، بینیم ما بہ سُوئے تو یا رسول اللہ ﷺ
شیوہ ات بخشش و عطا و کرم جودُ خُوئے تو یا رسول اللہ ﷺ

ریزہ خواہد ز خوانِ تو طارقؔ
سگِ کوئے تو یا رسول اللہ ﷺ

☆☆☆

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''زمین'' میں

(بزبانِ فارسی)

محبوب مرا نیست سوائے شہِ بطحا دارم ز ازل شوقِ لقائے شہِ بطحا
جاہ و حشم شاہی عطائے شہِ بطحا ہر تا جورے است گدائے شہِ بطحا
دارد نہ حدے جُودو نوال مہ طیبہ بے حصر و حساب است عطائے شہِ بطحا
ایں بزمِ گل و آب بہ نیرنگی و ندرت تخلیق خدا کرد برائے شہِ بطحا
مفتاحِ کنوز و نعمِ حق داد بہ دستش انداخت خزائن را بہ پائے شہِ بطحا
کونیں بہ مِلکش مگر اُو داشت نہ رغبت از عقل ورا فقر و غنائے شہِ بطحا

بنیادِ عقیدہ قوی از حُبِ محمد ﷺ ایمان توانا ز ولائے شہِ بطحا
از بندِ غم و رنج اگر مخلصی خواہی کُن تذکرۂ رُوح فزائے شہِ بطحا
از چارہ گراں نیست مرا حاجتِ درماں کافی ست بہ ہر درد دوائے شہِ بطحا
ارزانی شود مثلِ بُصیری شبے در خواب اے کاش مرا نیز ردائے شہِ بطحا
وقف ہست کمالِ سخن و اَوجِ فنِ من با حمدِ خُدا، بہرِ ثنائے شہِ بطحا

ایں فخرِ ثنا مَوہبتِ ربِّ نبی است
طارق ز ازل نعت سرائے شہ بطحا

☆☆☆

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زمین میں

(بزبانِ اُردو)

مہرِ دَنیٰ، مہ فتدلّٰی کہوں تجھے عکسِ جمالِ رُوئے خُدا کا کہوں تجھے
قاسم کنوزِ ملکِ خُدا کا کہوں تجھے "جانِ مُراد و کانِ تمنا کہوں تجھے"
ارض و سما میں اکبر و اعظم خُدا کے بعد سب سے بزرگ اے شہ والا کہوں تجھے
حد ہی نہیں کوئی ترے حُسن و جمال کی ثابتؓ کے بیٹے نے جو کہا تھا کہوں تجھے
نقشِ جمیلِ عظمتِ اخلاق تیری ذات کردار کا نمونۂ زیبا کہوں تجھے
ہر فخر ہر شرف میں یگانہ و منفرد ہر وصف ہر کمال میں یکتا کہوں تجھے
کس کی رضا خُدا کی رضا ہے، لکھوں تری کس کو ملی نوید فترضٰی کہوں تجھے
امروز و دوش کا ہے تُو دانش ورِ عظیم شاہِ جہانِ حکمتِ فردا کہوں تجھے
دُنیا میں بیکسوں کا مددگار و دِلنواز محشر میں عاصیوں کا سہارا کہوں تجھے
ہر کشت آرزوؤ کے لئے ابر گل فشاں ہر دشتِ زیست کا چمن آرا کہوں تجھے
ناقص مرا کلام، میری فکر نارسا کیا اہتمامِ نعت کروں، کیا کہوں تجھے

طارق ہے مجھ پہ بھی بڑا احسان کبریا
میں بھی خُدا کی نعمتِ عظمیٰ کہوں تجھے

مدحت

نعتِ رسول مقبول ﷺ

اُن کی فرقت میں جو پلکوں پہ ستارے ہونگے
ظلمت قبر میں وہ چاند ہمارے ہونگے

تابش رُوئے محمد کے نظارے ہونگے
بخت بیدار لحد میں بھی ہمارے ہونگے

کیا سماں ہوگا وہ جب نقش گر قدرت نے
تیری صورت کے خدوخال سنوارے ہونگے

اس حقیقت کا ہے الطاف لی سے اظہار
جو گنہگار ہیں وہ اُن کو بھی پیارے ہونگے

حشر میں ہوگی فقط اُن کی شفاعت سے نجات
اور جتنے ہیں وہ بیکار سہارے ہونگے

رحمت باری تعالیٰ بھی اُسی سمت ہوگی
جس طرف آپ کی رحمت کے اشارے ہونگے

کوئی عاشق سر محشر نہ رہے گا محروم
اُن کے شیدائی جزا یافتہ سارے ہونگے

اُن کے اخلاق کی عظمت کا تب ہوگا ادراک
جب ترے سامنے قرآن کے پارے ہونگے

آل و اصحاب محمد کی ہے لازم تعظیم
اُن کے پیارے ہیں جو اُمت کے بھی پیارے ہونگے

تجھ کو جنت ملی انعام میں حق سے طارق
تو نے کچھ لمحے مدینے میں گزارے ہونگے

☆☆☆

بن گیا بگڑا مقدر سبز گنبد دیکھ کر
ہو گیا ہے بخت یاور سبز گنبد دیکھ کر

اللہ اللہ یہ سعادت بھی میری قسمت میں تھی
پیش کی تھی نعت سرور سبز گنبد دیکھ کر

روشنی ایمان کی کچھ اور ہو جاتی ہے تیز
نور کا پیکر، مطہر سبز گنبد دیکھ کر

عاصیوں کا اور بڑھ جاتا ہے بخشش کا یقین
اُن کی چوکھٹ پہ پہنچ کر سبز گنبد دیکھ کر

خوش نصیبی سے پہنچ جائے جو ان کے شہر میں
واپسی کا سوچے کیونکر سبز گنبد دیکھ کر

آرزو جنت کی بے شک تھی دلِ مشتاق میں
اب کہاں ہے، رُوح پرور سبز گنبد دیکھ کر

یا الٰہی، ایک لمحہ بھی نہ ہو مجھ کو نصیب
اُن کے کوچے سے نکل کر سبز گنبد دیکھ کر

ایک ہی ارمان ہے، ہو جائے پورا اے خدا
جان آ جائے لبوں پر سبز گنبد دیکھ کر

دو کریموں کے لیے دشوار ہے کیا یہ کرم
نعت لکھوں زندگی بھر سبز گنبد دیکھ کر

کی دُعا طارق یہ چشم تر کہ آؤں بار بار
خوب تر، بہتر، حسیں تر، سبز گنبد دیکھ کر

☆☆☆

جو فرمایا حفیظؔ خوش نوا نے وہ حقیقت ہے — ''یہ دنیا ایک صحرا ہے، مدینہ باغِ جنت ہے''
خوشا قسمت، ہمارا وہ نبی آقائے نعمت ہے — جہانوں کے لئے جس کا وجودِ پاک رحمت ہے
وہ ملبوسِ بشر میں اور عکسِ نورِ وحدت ہے — مدینہ اس کی جلوت ہے تدلّٰی اسکی خلوت ہے
جہانِ حسن و خوبی میں مُسلّم اس کی یکتائی — وہ دیدہ زیب پیکر شاہکارِ دستِ قدرت ہے
کیا ہے اعتراف ہر دور نے اس کی فراست کا — وہ امی ہے بظاہر اور قسیمِ علم و حکمت ہے
مجھے جنت کی خواہش بھی ہے اُن کی دید کی خاطر — نہ میرا مدعا جنت نہ کوئی اور حاجت ہے
ہمارا دل رُبا الحمد للہ، اک حسین اسوہ — ہماری جاں فزا، صل علیٰ اک پاک سیرت ہے
خدا کا بھی ہے نافرمان، نافرمان احمد کا — محمدؐ کی اطاعت، ربِ اکبر کی اطاعت ہے
خدا بخشے حفیظؔ حق آشنا کو، خوب فرمایا — ''یہ دنیا ایک صحرا ہے مدینہ باغ جنت ہے''
ازل سے ہم ہیں دربار محمدؐ کے گدا طارقؔ — اسی دربار سے پوری ہماری ہر ضرورت ہے

☆☆☆

ہم اپنے دل میں جو آقا کی یاد رکھتے ہیں — اُنہیں خبر ہے، یہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں
یہ عاشقانِ نبیؐ پاک دل عفیف نگاہ — دل و نظر کا عجب اتحاد رکھتے ہیں
خدا کے بعد ہم ہر مشکل و مصیبت میں — رسولِ ہاشمی پر اعتماد رکھتے ہیں
وہ دو جہاں میں رہیں مہرباں ہم اس کے سوا — نہ کوئی آس نہ کوئی مراد رکھتے ہیں
عطا سے اُس شہِ والا کی، اپنے دامن میں — ہزار نعمتیں ہم خانہ زاد رکھتے ہیں
نہیں ہے دعویٰ ایمان معتبر اُن کا — عزیز اُن سے جو اپنا مفاد رکھتے ہیں
بشر سمجھتے ہیں خیر البشر کو اپنی طرح — یہ حوصلہ بھی کئی بدنہاد رکھتے ہیں
فقط خدا کی رضا کے لیے غلام اُن کے — کسی سے اُنس کسی سے عناد رکھتے ہیں
ہمیں نہیں ہے کسی نسخہ طرب کی طلب — دلِ حزیں، غمِ جاناں سے شاد رکھتے ہیں
کرم کریں گے سرِ حشر بھی وہ طارقؔ پر — کریم اپنے فقیروں کو شاد رکھتے ہیں

☆☆☆

پہلے بھی یگانہ تھا وہ بے مثل جو اب ہے — ہر دور میں شان اُس شہِ خوباں کی عجب ہے
جب آئے تو دم سادھے ہوئے آتا ہے جبریل — سب کے لیے دربارِ نبی جائے ادب ہے
تہذیب کا سُورج ہے جہاں بھی کوئی روشن — دریوزہ گرِ روشنیء ماہِ عرب ہے
شرمندۂ احسان ہے کالا ہے کہ گورا — ممنونِ کرم اُس کا عجم ہے کہ عرب ہے
کب اپنے غلاموں کی نہ چاہے گا بھلائی — جو دُشمنِ جاں کے لئے بھی خیر طلب ہے
توقیرِ محمد ﷺ میں ہے ہر آن اضافہ — دانشورو، سوچو ذرا کیا اِس کا سبب ہے
حزن و الم و غم میں شعارِ کرم اُن کا — ہر بے سر و سامان کا سامانِ طرب ہے
کچھ مانگنے کہنے کی تو نہیں حاجت — وہ جانتے ہیں اُن کے گدا کی جو طلب ہے
سب ہی نے سراہا میرے اسلوبِ ثنا کو — سرکار بھی تحسین کریں بات تو جب ہے
طارق ہوں غلام ابن غلامِ شہِ ابرار ﷺ — جو کچھ ہے یہی میرا حسب اور نسب ہے

☆☆☆

منفرد ہے وہ مہ لقاؤں میں — وہ یگانہ ہے دل رباؤں میں
عرشی نغمہ گر جمال اُس کے — فرشی اُس کے غزل سراؤں میں
شہر شہر اُس کے چاہنے والے — اُس کے عشاق گاؤں گاؤں میں
عاصیوں کے ہیں محترم محبوب — وہ ہیں مقبول پارساؤں میں
پوچھ قرآن سے کہ حسن ہے کیا — حق کے محبوب کی اداؤں میں
اُن کے در پر پہنچ گئے آخر — کم نہ چھالے تھے گرچہ پاؤں میں
ہم نے دیکھے نظارے جنت کے — شہرِ سرکار کی فضاؤں میں
سانس لی ہم نے بھی کئی ہفتے — طیبہ کی جنتی ہواؤں میں
مجھ کو شامل کیا گیا صد شکر — رومی جامی کے ہم نواؤں میں
اے خوشا آج ہے شمار میرا — نعت کے ذوق آشناؤں میں
میں تو روزِ ازل سے ہوں بخدا — ان کی دہلیز کے گداؤں میں
روزِ محشر بھی گزرے گا طارق — اُن کے لطف و کرم کی چھاؤں میں

مناقب

اعترافِ عظمت

جگر پارۂ رسولِ حق

سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

زجاجِ خوبی......(۶۳۲ء)

باپ اُس کا مصطفیٰ خیر الرسل خیر الوریٰ — بیٹے حسنین اور شوہر ہیں علی المرتضیٰ
مومنوں کی پہلی ماں یعنی خدیجہ اُس کی ماں — اُس کو آں حضرت نے اپنے قلب کا ٹکڑا کہا
اُس کے دو بیٹے وہ دونوں مصطفیٰ کے لاڈلے — حسنِ باغ حق، ریا حینِ ریاضِ مصطفیٰ
وہ سراپا خیر، وہ خیر النساء العالمین — ماں اماموں کی، جو ہیں اصلِ صفا و اجتبا
دخترِ احمد، بہشتی عورتوں کی سربراہ — عظمتوں، اُس کے فضائل کی نہیں ہے انتہا
میرے جیسا ناقص الفکر اور درماندہ خیال — اُس عظیم الشان کی توصیف میں لکھے گا کیا
فاطمہ زہرا کی تاریخِ وصالِ باکمال — یوں کہی طارق نے ''وہ نورِ عیون مصطفیٰ''

۶۳۲ء

☆☆☆

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

بیویوں میں، بیٹیوں میں سب سے بڑھ کر تھیں عزیز — سرورِ عالم کو بے شک عائشہؓ یا فاطمہؓ
مومنوں کی ماں نبی کی اہلیہ بنتِ عتیق — بانوئے حیدر، نبی کے دل کا ٹکڑا فاطمہؓ
ہادیٔ اعظم کی تربیت کا شہکار عظیم — ایک پیکر صاف ستھری زندگی کا فاطمہؓ
اُمِّ حسنین اور خواتینِ جناں کی سربراہ — اس مقامِ خاص پر فائز ہے تنہا فاطمہؓ
عالمِ نسواں کا اعزاز و وقار و افتخار — آمنہ و عائشہؓ مریم، خدیجہؓ، فاطمہؓ

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باعثِ تنزیل نور سورۂ کوثر ہیں آپ
صاحب عز و شرف فرزندِ پیغمبر ہیں آپ

صدرِ ایوانِ فضیلت، بام عظمت کے مکیں
آفتابِ آسمانِ ارجمندی بالیقیں

عاص بن وائل کے قول بد سے تھے اندوہ گیں
حضرتِ محبوبِ باری رحمۃ للعالمین

"آپ کو ہم نے عطا کر دی ہے، جو خیر کثیر
اس کا مل سکتا نہیں اغیار کو عشر عشیر

آپ کا دشمن ہی خوار و ابتر و بے نام ہے
دشمن محبوب یزداں کا بُرا انجام ہے"

ہو تسلی تا کہ حضرت کے دل پُر درد کی
یہ جوابی انتہا ہی بات خود حق نے کہی

اس طرح امت کو کنزِ سورۂ کوثر ملا
اے محمد مصطفیٰ کے پورِ اکبر، مرحبا

نعت مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

جب بھی للکارا کسی بولہبی نے مجھ کو
حوصلہ بخشا ہے شاہِ مدنی نے مجھ کو

جب پریشان کیا دربدری نے مجھ کو
اپنے دامن میں لیا شہر نبی نے مجھ کو

لشکرِ کفر سے ٹکرانے کی جرأت بخشی
فاتحِ بدر کی ثابت قدمی نے مجھ کو

راہِ طیبہ میں سنائیں جو مسلسل نعتیں
داد دل کھول کے دی ہر سفری نے مجھ کو

ان کی دیوار کا سایہ ہوا جب مجھ کو نصیب
پھر نہ للچایا کسی تاجوری نے مجھ کو

شاہِ کوثر کا کرم تھا سرِ محشر ورنہ
مار ہی ڈالا تھا تشنہ لبی نے مجھ کو

مدحتِ شاہ کا دیوان مرے ہاتھ میں تھا
"درِ فردوس پہ روکا نہ کسی نے مجھ کو"

خوانِ صد ذائقۂ غیر پہ جانے نہ دیا
نمک و نانِ ملیحِ عربی نے مجھ کو

ختم ہونے کو ہے یہ سلسلۂ زیست مرا
کاش خوش قسمتی لے جائے مدینے مجھ کو

کسی منعم سے سروکار نہیں اب طارق
ایسا بھرپور نوازا ہے نبی نے مجھ کو

طارق سلطانپوری

محمد ﷺ سے وفا پہچان ہے صدیقِ اکبر کی

یارِ غار، خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین، سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

............وصال: ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری............

ہے ہر ایمان والا مدح خواں صدیق اکبر کا ۔۔۔ جو حق فطرت ہے وہ ہے قدرداں صدیق اکبر کا
صداقت میں، ولائے مصطفیٰ میں استقامت میں ۔۔۔ زمانے میں کوئی ثانی کہاں صدیق اکبر کا
صحابی چار پشتیں، مصطفیٰ کا جانشیں پہلا ۔۔۔ مقام و مرتبہ کیا ہو بیاں صدیق اکبر کا
محمد کا شبِ ہجرت کا غارِ ثور کا ساتھی ۔۔۔ شرف یہ افتخارِ جاوداں صدیق اکبر کا
حبیبِ حق تعالیٰ کا محب، اِس پیاری نسبت سے ۔۔۔ خُدائے پاک بھی ہے مہرباں صدیق اکبر کا
محمد مصطفیٰ محبوب بھی، داماد بھی اُس کے ۔۔۔ زمانہ ہے بجا توصیف خواں صدیق اکبر کا
خُدا کی راہ میں سارا اثاثہ دے دیا گھر کا ۔۔۔ ہوا یوں جذبۂ ایماں عیاں صدیق اکبر کا
کیا جیشِ اُسامہ اُس نے رخصت کس دلیری سے ۔۔۔ ہے جرأت کا مقر سارا جہاں صدیق اکبر کا
پسِ رحلت بھی پائی ہے معیت اپنے آقا کی ۔۔۔ نبی کا آستاں ہے آستاں صدیق اکبر کا

خزاں کا ڈر نہ خوفِ گردشِ دوراں اُسے طارق
قیامت تک چمن ہے گُل فشاں صدیق اکبر کا

☆☆☆

محبت، معرفت کی جان ہے صدیقِ اکبر کی ۔۔۔ عقیدت، عظمتِ ایمان ہے صدیقِ اکبر کی
خلیفہ ہیں بلا فصل آپ، سرکارِ دو عالم ﷺ کے ۔۔۔ خلافت کیا عظیم الشان ہے صدیقِ اکبر کی
وہ بعد از انبیا مخلوق میں ہیں افضل و اعلیٰ ۔۔۔ عطا کس کو ہوئی؟ جو شان ہے صدیقِ اکبر کی
نمازیں کیں ادا سرکار ﷺ نے ان کی امامت میں ۔۔۔ نبی کی ذات رتبہ دان ہے صدیقِ اکبر کی
خدا کی مہربانی سے صحابی چار پشتیں ہیں ۔۔۔ شرف یکتا، نرالی شان ہے صدیقِ اکبر کی
مبادا غار میں تکلیف پہنچے اُن کے آقا کو ۔۔۔ پریشانی یہی ہر آن ہے صدیقِ اکبر کی

متاع و مال و جان، اولاد جو شے بھی ہے ملکیت
رسولِ پاک پر قربان ہے صدیقِ اکبر کی
خدا کی راہ میں سارا اثاثہ دے دیا گھر کا
بھلا کب ہمسری آسان ہے صدیقِ اکبر کی
کیا لشکر اسامہ کا روانہ جانبِ منزل
بڑی مضبوطیِ ایمان ہے صدیقِ اکبر کی
نہ چھوڑا ساتھ جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آیا
محمد ﷺ سے وفا پہچان ہے صدیقِ اکبر کی
جو ہے فرمان والذین معہٗ حق تعالیٰ کا
خصوصی شان کی برہان ہے صدیقِ اکبر کی
مجاہد بھی وہ تھا، اُس پر تعجب ہے زمانے کو
شجاعت جو سرِ میدان ہے صدیقِ اکبر کی
نبی ﷺ کے ساتھ ہے آرام فرما سبز گنبد میں
زمانہ دیکھ لے جو شان ہے صدیقِ اکبر کی
جو ہے صدیق کا منکر، وہ ہے قرآن کا منکر
صداقت شاملِ قرآن ہے صدیقِ اکبر کی
ولی ہے وہ خدا کا بھی خدا کے مصطفیٰ ﷺ کا بھی
عداوت باعثِ نقصان ہے صدیقِ اکبر کی
نہ پہچانیں گے اُس کو مصطفیٰ ﷺ بھی کل قیامت میں
جماعت آج جو انجان ہے صدیقِ اکبر کی
اُسے دُھتکار دیں گے روزِ محشر شافعِ محشر ﷺ
جو ٹولی آج نافرمان ہے صدیقِ اکبر کی

مجھے طارقؔ محبت کیوں نہ ہو صدیقِ اکبر سے
محبت خوبیِ ایمان ہے صدیقِ اکبر کی

☆☆☆

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیرِ جیشِ حرم پیشوائے اہلِ یقیں
دُعائے شاہِ امم مدعائے سرورِ دیں
دوم خلیفہء راشد وہ جانشینِ عتیق
وہ سادگی کا مرقع وہ پیکرِ تمکیں
عمرؓ کی بات کی تائید وحیِ حق نے بھی کی
کہا نبی نے عمر کی زباں کو حق آگیں
دلاوروں میں قد آور وہ کوہِ عزم و ثبات
عمر مجسمۂ جرأت و حمیتِ دیں
وہ جس نے قوتِ ایمان و زورِ بازو سے
کچل دیا سرِ شر و فساد و فتنہ وکیں

اڑان اُس کے فتوحات کے پھریرے کی
عراق و فارس و فلسطین سے تا بہ سرحدِ چین
وہ بے مثال مدبر کہ چشمِ عالم نے
نہ کوئی دیکھا پھر اس جیسا شہ دماغ کہیں
عمر کا عہدِ امارت مبارک و مسعود
عمر کا دورِ خلافت مثالی و زریں
وہ بے کسوں کا طرفدار غمزدوں کا انیس
وہ بے سہاروں کا ہمدرد و غمگسار و معین
مثالِ ابرِ بہاراں زمین سوختہ پر
وہ جس کی ذات ہے صحرا میں چشمۂ شیریں
بلند مرتبہ ہیں سب حضور ﷺ کے خلفا
مگر عتیق و عمر ان میں بزرگ تریں
کرے گا ذکر کہاں تک کوئی ستائشِ گر
ہزار خوبیاں طارقؔ اُس ایک شخص میں تھیں

☆☆☆

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

قوی ہے شاہِ مدینہ سے نسبتِ عثمان
ڈھکی چھپی نہیں اُن سے محبتِ عثمان
میرے نبی کی وہ دو بیٹیوں کے شوہر ہیں
زہے قرابتِ عثمان و قربتِ عثمان
ہمارا تیسرا ہے وہ خلیفۂ راشد
نہیں ہے عام کوئی شان و عظمتِ عثمان
خدا کے دین کی توسیع و ارتقاء کے لئے
رہی ہمیشہ مثالی سخاوتِ عثمان
فروغ دین کے لئے اُس نے وقف کردی تھی
ہر امتحان میں کام آئی دولتِ عثمان
شرف ملا اُسے ترتیب و جمع قرآں کا
بڑا یہ کام، بڑی ہے یہ خدمتِ عثمان
نہ اُس کا سیلِ فتوحات کوئی روک سکا
تھیں دور دور حدودِ خلافتِ عثمان
نہ فکر جان کی، طیبہ میں خوں نہ بہنے دیا
بلند حوصلگی واہ ہمتِ عثمان
وہ جانثارِ محمد ﷺ وہ نائبِ شیخین
بیان کوئی کرے کیا سعادتِ عثمان
نشان یہ مری خوش قسمتی کا ہے طارقؔ
ہے موجزن مرے دل میں محبتِ عثمان

☆☆☆

شیرِ یزداں شاہِ مرداں قوتِ پروردگار

حیدرِ کرار، سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

سالِ شہادت: ۴۰ھ

ابنِ عمِ شافعِ محشر علی المرتضٰی — نسبتی فرزندِ پیغمبر علی المرتضٰی
شہرِ علم و معرفت کا در علی المرتضٰی — شیرِ یزداں ضیغمِ سرور علی المرتضٰی
کاروانِ عشق کے رہبر علی المرتضٰی — فقر کے ہیں منبع و مصدر علی المرتضٰی
بوتراب و تاجدارِ ھل اتی، زوجِ بتول — نورِ چشمِ ساقیِ کوثر علی المرتضٰی
خسروِ اقلیمِ عرفان و امامُ الاولیا — قاسمِ فیضِ شہِ کوثر علی المرتضٰی
نام اس کا لرزہ خیز اعدائے ملت کے لئے — مرد افگن صف شکن صفدر علی المرتضٰی
وہ نگاہِ مصطفٰی کا انتخابِ آخریں — کامیابِ غزوۂ خیبر علی المرتضٰی
قانع و صابر کشادہ ظرف جواد و کریم — مونسِ سائل، گدا پرور علی المرتضٰی
لاکھ مرحب بھی اسے مغلوب کر سکتے نہیں — ڈھال ہیں اسلام کے سر پر علی المرتضٰی
لحمک لحمی سے طارق ان کی عظمت ہے عیاں — مصطفائی شان کے مظہر علی المرتضٰی

☆☆☆

گلابِ گلشنِ تطہیر، نواسۂ رسول ﷺ دوسرا

حضرت امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن مجتبٰی علٰی جدہٖ وعلیہ السلام

سالِ شہادت ۵۰ھ (۶۷۱-۶۷۵ء) ”پرتوِ نبی“ ۶۷۰ھ...... ”سلسبیل نورِ حیدر“ ۶۷۰ھ...... ”نشانِ مجدِ حیدر“ ۶۷۰ھ...... ”شانِ کمالِ مصطفٰی“ ۶۷۱ھ......

وہ شبیہِ مصطفٰی وہ مصطفٰی کا لاڈلا — فاطمہ زہرا علی المرتضٰی کا لاڈلا
نرم فطرت، امّتِ محبوبِ حق کا خیر خواہ — ہاتھ کا دل کا کھلا خیر النساء کا لاڈلا

متحد امت رہے اس نے خلافت چھوڑ دی　کیا وسیع الظرف تھا شیرِ خدا کا لاڈلا
میرا یہ بیٹا ہے سیّد مصطفیٰ کا قول ہے　کتنا باعظمت ہے وہ خیر الوریٰ کا لاڈلا
کل بھی ہوگا کل بھی تھا مقبولِ مردانِ خدا　ہے بدستور آج بھی وہ اولیا کا لاڈلا
عاشقانِ جانِ رحمت ﷺ کا چہیتا حشر تک　وہ قیامت تک عبادِ مصطفیٰ کا لاڈلا
ابنِ زہرا سے مجھے طارقؔ محبت کیوں نہ ہو　وہ رسول اللہ ﷺ کا تھا انتہا کا لاڈلا
پورِ حیدر کا "وجیہ طیبہ" ہے سالِ وصال　وہ ہے بے شک ہر محبِ مصطفیٰ کا لاڈلا

۵۰

☆☆☆

مرا چمن، مرا سرمایۂ بہار درود

پڑھے گا جو بھی بہ توفیق کردگار درود　حیات اس کی بنا دے گا خوشگوار درود
یہ بالیقیں ہے دعا کی قبولیت کی سند　عمل کی خوبی و زینت، صلاح کار درود
کرم سے اس کو کئی مرتبہ نوازے خدا　حبیب حق پہ جو بھیجے گا ایک بار درود
کرے گا دنیا میں بھی کامران و عظمت یاب　رکھے گا حشر میں بھی ہم کو باوقار درود
ہر عہد و وقت میں، ہر دور ہر زمانے میں　رہا حضور کے عشاق کا شعار درود
سلام ان کے محبوں نے لاکھوں بار پڑھا　خجستہ بختوں نے بھیجا کروڑوں بار درود
یہ تھا وظیفۂ اقبال میرے مرشد کا　رکھے ہوئے ہے لحد اس کی مشکبار درود
ارم جمال و فلک احتشام ہے وہ مقام　جہاں پڑھیں گے محمدؐ کے جاں نثار درود
وفورِ حسن نمو بخشے کشتِ ویراں کو　زمین شور کو کرتا ہے لالہ زار درود
یہ ملک ان کی عطا ہے، عظیم تر ہوگا　نہ پڑھنا بھولیں اگر اہل اقتدار درود
مری حیات کا ہر زاویہ حسین اس سے　مرا چمن، مرا سرمایۂ بہار درود
مری طلب کی جبیں کا سلام ہے سہرا　"مری دعا کے گلے کا اثر ہے، ہار درود"
زہے نصیب، ورد زباں لڑکپن سے　خدا، فرشتے جو پڑھتے ہیں بار بار درود
درود پڑھ کے اٹھاتا ہوں بہر نعت قلم　مرے کلام کا معیار و اعتبار درود
درود پڑھتے ہوئے ان کے روضہ کے آگے　اجل نصیب ہو طارقؔ ہو یادگار درود

(محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری)

والیٔ کربلا

سید الشہدا حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام

عکسِ نبی ہے صورت و سیرت حسین کی
اس سے زیادہ کیا ہو فضیلت حسین کی

شبیر کون، راکبِ دوشِ رسولِ پاک
ظاہر تھی نانا جان پہ عظمت حسین کی

سدِّ سکندری بنی باطل کے سامنے
حق کیش مختصر سی جماعت حسین کی

بچے بھی شیر خوار کئے دین پر فدا
کیا منفرد ہے، دین کی خدمت حسین کی

ہے انتہائے ظلم و ستم پر بھی شکرِ حق
حیران کن ہے صبر کی طاقت حسین کی

اس شان سے کوئی سر مقتل نہیں گیا
بے مثل ہے جہاں میں شہادت حسین کی

ہر دور کے یزید سے بے خوف کر دیا
ممنون ہے حضور ﷺ کی امت حسین کی

ہے احترامِ آلِ نبی دین کی اساس
ایمان کا ہے جزو محبت حسین کی

امت کے اتحاد کا اک معتبر نشان
والا صفات ذات ہے، حضرت حسین کی

طارقؔ نہیں یہ دور بھی کچھ کربلا سے کم
ہر روز بڑھ رہی ہے، ضرورت حسین کی

☆☆☆

............سالِ شہادت: ۶۱ ہجری............ بمقام کربلا (عراق)

لوگو حسین مجھ سے ہے میں ہوں حسین سے
تھی قدر داں زبانِ نبوت حسین کی

شاداب اُس کے خون سے اسلام کا چمن
ملت کی زندگی ہے شہادت حسین کی

قرآن کے مقام کے اظہار کے لئے
نیزے پہ ہو رہی ہے تلاوت حسین کی

نانا کے دین کی اُسے درکار تھی بقا
تاجِ شہی نہیں تھی ضرورت حسین کی

کیں دشمنانِ آلِ محمد نے کوشش
کم ہو سکی کسی سے نہ عظمت حسین کی

کوئی یزید وقت اِسے کیا کرے گا ختم
قائم خدا نے کی ہے حکومت حسین کی

☆☆☆

مصطفیٰ کا لاڈلا پیارا حسین ابن علی　　حیدر کرار کا بیٹا حسین ابن علی
سرو رعنا عترت سلطان دیں کے باغ کا　　نور چشم فاطمہ زہرا حسین ابن علی
مصطفیٰ سجدے میں اور ان کا نواسہ پشت پر　　کیا نگاہ مصطفیٰ میں تھا حسین ابن علی
مظہر اجلال حیدر حق گزار ذوالفقار　　حاصل ملت کا رکھوالا حسین ابن علی
ایک ویرانے کو اس نے کر دیا رشک چمن　　ابر گل بار سر صحرا حسین ابن علی
خون سے اُس نے کھلائے عظمت حق کے گلاب　　ریگ زاروں میں چمن آراء حسین ابن علی
اپنے خون سے کھینچ لی اس نے ملوکیت کی جان　　کیا عجوبہ کاردوراں تھا حسین ابن علی
جان دے دی دین کی حرمت پہ آنچ آنے نہ دی　　اک سزا لا معرکہ آرا حسین ابن علی
آمرین کا "تبختر" العیاذ و الاماں　　یہ تبختر توڑنے والا حسین ابن علی
جان بچتی تھی مگر اسلام بچ سکتا نہ تھا　　مصلحت سے کام اگر لیتا حسین ابن علی
کوئی منزل اور تھی اُس کی نظر کے سامنے　　کثرت اعدا سے بے پروا حسین ابن علی
منفرد حجاز اری و جانبازی و ایثار میں　　عظمت کردار میں یکتا حسین ابن علی
راہ حق میں سر کٹا کر بن گیا سردار خلق　　ڈوب کر کچھ اور بھی ابھرا حسین ابن علی
فلسفہ اس نے بدل ڈالا حیات و موت کا　　مرگ فرسا' زندگی افزا حسین ابن علی
درس گاہ عزم و ہمت آج بھی ہے کربلا　　اہل حق کا حوصلہ افزا حسین ابن علی
حق نوائی صدق کیشی کا نمونہ ہے عظیم　　فاطمہ زہرا کی زینب یا حسین ابن علی
شاہ دوش و والی امروز فرزند بتول　　بالیقیں ہے خسرو فردا حسین ابن علی
کل وہ تنہا تھا اگر کوئی خدائی راز تھا　　آج ہر سو انجمن آرا حسین ابن علی
دل فگار ہو کر بہائے ہم نے تیری یاد میں　　آنسوؤں کے خون فشاں دریا حسین ابن علی
اس سب سے بھی دل طارق میں ہے تیری ولا　　تیرا بابا ہے مرا مولی حسین ابن علی

"والۂ عترت رسول بطحا"

۱۴۲۸ھ

سورۃ الضّحیٰ کا منظوم ترجمہ

.........قرآن فہمی کے حوالے سے شعر و سخن کا فن پارہ.........

خدائے مہربان کے نام سے ہے ابتدا اس کی
جہانوں کا وہ پالن ہار، رحمت عام ہے جس کی
ظہورِ صبح روشن کی قسم ہے اے نبی ہم کو
قسم ہے، نیز جب چھائی ہوئی ہو، رات کی ہم کو
تمہیں ناراض ہو کر کب تمہارے ربّ نے چھوڑا ہے؟
گذشتہ سے تمہارا آنے والا دور اچھا ہے
ترا ربّ، انتہا کوئی نہیں ہے جس کی بخشش کی
عطا اتنا کرے گا وہ کہ تم ہو جاؤ گے راضی
یتیمی کی فضاء میں کیا تمہیں ہم نے نہیں پایا
تمہاری پرورش کا اہتمام خاص فرمایا
جب ہم نے الفتِ حق میں تمہیں پایا ز خود رفتہ
تمہیں اپنے تریم حسن کا دکھلا دیا رستہ
تمہاری تنگدستی دیکھ کر انعام فرمایا
بخوبی کر دیا تم کو غنی ، اکرام فرمایا
جو ہو کوئی یتیم، اس کی دل آزادی نہ تم کرنا
جو آئے کوئی سائل اس کا دامانِ طلب بھرنا
سدا کرتے رہو ، اللہ کے انعام کا چرچا
بہ انداز خصوصی اس کے لطف عام کا چرچا

حضرت طارق سلطان پوری کے دو قطعات

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اِس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار قطعۂ تاریخ

"اعلانِ حقیقت اَوجِ خاتم النبیین" "آوازِ انہدام قصرِ کذبِ قادیان"

۱۹۷۴ء ۱۳۹۴ھ

☆☆☆

مقبول مدام ہے شہادت حق کی — مردود تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو — وہ شخص تھا اِک پرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں روئے آئین — انجام ہے رُسوائی برائے باطل
اس مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ — "بر وقت تدارک وبائے باطل"

۱۳۹۴ھ

مسیلمۂ عصر حاضر مرزا قادیانی ۲۷/۲۸ مئی ۱۹۰۸ء (۲۶/۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ) واصل جہنم ہوا اُس رئیس الکاذبین وراس الضالین کی عبرت ناک موت کا قطعۂ تاریخ

"ہلاکت عدوئے پیغمبر حق"

۱۹۰۸ء

میرزا کو نبی بنا ڈالا — ذہن افرنگ ہی کا یہ ہے کمال
عصرِ حاضر کا بدترین کذاب — عہد موجود کا بڑا دجال
اُس کے اقوال قابلِ نفرت — شرمناک اُس خبیث کے اعمال
فتنہ پالا ہے جس کو مغرب نے — ہے گراں جس پہ دینِ حق کا کمال
مصطفیٰ کے غلاموں نے جس کا — دے کے جانیں کیا ہے استیصال
ایسی قربانیاں اُنہوں نے دیں — جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال
مرحبا اُن کا جذبۂ ایثار — واہ واہ اُن کا عزم و استقلال
سر میں تھا قادیانیوں کے جو کبر — حق پرستوں نے کر دیا پامال
ہو گیا ذہن میں جو تھا اُن کے — نقشۂ اِقتدار خواب و خیال
اِس وطن میں یہ فتنۂ انگریز — پھر ہو منہ زور ہے یہ امر محال
مَرا بیٹھے سے وہ رذیل آخر — ہے بُرا دشمن نبی کا مآل
نقش عبرت وفات کا اُس کی — "دوزخی، لعنتی اَلحق" ہے سال

۱۳۲۶ھ

نور کا بہتا ہوا دریا ہے میرے سامنے

حاضریٔ قریۂ پاکِ نبی

۱۴۱۹ھ

کیا بتاؤں کیا بتاؤں کیا ہے میرے سامنے
اللہ اللہ گنبدِ خضرا ہے میرے سامنے
عرش سے جس کی بزرگی جس کی عظمت ہے فزوں!
مصطفےٰ ﷺ کی تُربتِ والا ہے میرے سامنے
میری دیرینہ تمنا آج پوری ہو گئی!
بارگاہِ رحمتِ آقا ہے میرے سامنے
رفعتِ ذکرِ محمد ﷺ کی صدائیں ہیں بلند
روز و شب سرکار ﷺ کا چرچا ہے میرے سامنے
روز جی بھر کر نہاتا ہوں کہ ہُوں ظلمت زدہ
نور کا بہتا ہوا دریا ہے میرے سامنے
اِس سے پہلے کب یہ ممکن تھا کہ میں کہتا یہ بات!
آج کہہ سکتا ہوں سب اچھا ہے میرے سامنے
کر دیا ہے گُنگ طارقؔ کثرتِ انوار نے
کیا بتاؤں کیا سماں رہتا ہے میرے سامنے

(۱۷ مارچ ۱۹۹۹ء کو مدینہ منورہ میں لکھی گئی)

وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین

بغداد کا ہے فیضِ فقر عام

قطعہ تاریخ (سالِ وصال)

حضرت غوث الاعظم الشیخ سیّدنا عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"شانِ سبیلِ حق" ۵۶۱ھ — "وجیہ الوقت" ۵۶۱ھ

"راہ برِ منزلِ طیبہ" ۵۶۱ھ — "شمعِ بزمِ ایمان" ۵۶۱ھ

بہ شرق و غرب، بزمِ رنگ و بُو میں — ہے حضرت غوثِ اعظم کا بڑا نام
فروغِ شمعِ دینِ حق کی خاطر — نہایت معتبر ہے آپ کا نام
مسلسل اور موثر کی جدوجہد — زباں سے بھی قلم سے بھی لیا کام
خطابت، صاف گوئی کا نمونہ — نہ تھا تحریر میں بھی کوئی ابہام
خوش اسلوبی سے مخلوقِ خدا تک — خدا کے دین کے پہنچائے احکام
تدبر سے وہ پھیلایا بہ ہر سو — محمد مصطفیٰ ﷺ کا جو ہے پیغام
نہ تحسین و ستائش کی تمنا — نہ خوف و خدشۂ الزام و دشنام
مہِ گیلاں کی عالمگیر تنویر — شہِ بغداد کا ہے فیضِ فقر عام
عجم میں دُھوم ہے چرچا عرب میں — وہ ممدوحِ ملل، مقبولِ اقوام
خسارے میں رہا ہر دشمن ان کا — رہا ہے ہر مقابل اُن کا ناکام
نہ تھا ایسا کوئی صیادِ دوراں — جو اُس شاہین کو لاتا تہِ دام
گدائے میکدہ ہوں اُس کا میں بھی — وہ ساقی بھرتا رہتا ہے بھرا جام
سحابِ جود و بخششِ ذاتِ پاکش — و جوشِ قلزمِ الطاف و اکرام

کہا اُس شاہ بازِ اَوجِ حق کا
سن ترحیل "بزمِ فقرِ اسلام"

۵۶۱ھ

☆☆☆

بحضور غوثیت مآب محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کلیمِ طورِ عرفاں، شاہبازِ اوجِ روحانی
زعیمِ فقر، مخدومِ جہاں، محبوبِ سبحانی
وجودِ پاک تیرا اے محی الدین جیلانی
وقارِ بزمِ ہستی، افتخارِ نوعِ انسانی
رخِ پُر نور تیرا مطلعِ انوارِ ربانی
دلِ بیدار تیرا مہبطِ اسرارِ رحمانی
فروغِ دینِ احمد کے لئے اے قطبِ ربانی
ترا کردار تاریخی تری خدمات لافانی
ترے نقشِ قدم سے شاہراہِ وقت روشن ہے
مٹا سکتا نہیں اس نقش کو کوئی بہ آسانی
یہ عزت تخت و تاجِ قیصر و جم سے نہیں حاصل
جہانبانی سے اعلیٰ تر ہے تیرے در کی دربانی
مقامِ فقر کی عظمت ہے، ظاہر تیری شوکت ہے
تری چوکھٹ پہ رکھی ہے جہانداروں نے پیشانی
ترے در سے ملی قطرے کو اور ناچیز ذرے کو
سمندر کی ہمہ گیری، مہ و انجم کی تابانی
مثالِ آسماں سایہ فگن تیرے مریدوں پر
تری بیکس نوازی، مہربانی، لطف سامانی
بہ عجز و صدق یہ نذرِ عقیدت پیش خدمت ہے
نہ زعمِ شعر گوئی ہے نہ پندارِ سخن دانی
وہ سلطانِ ولایت، تاجدارِ فقر ہیں طارقؔ
زمانے میں نہیں کوئی شہِ بغداد کا ثانی

☆☆☆

گل ہائے نیاز حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

پَرتوِ حُسنِ رُخِ محبوب داتا گنج بخش
جلوۂ حیدر کا عکسِ خُوب داتا گنج بخش
عِلم و حِکمت کا جہانِ خُوب داتا گنج بخش
معرفت کی کشور مرغوب داتا گنج بخش
جس کو حضرت نے کہا دروازۂ شہرِ علوم
اُس عظیم ہستی سے ہے منسوب داتا گنج بخش
مَرجعِ اربابِ عشق و آرزو مندانِ حق
طالبانِ فقر کا مطلوب داتا گنج بخش
انقلاب آئے کئی فتنے کئی طوفان اُٹھے
کب کسی سے ہو سکا مغلوب داتا گنج بخش
فیضِ عالم ہے شریکِ زمرۂ لایحزنون
جیشِ باطل سے نہیں مرعوب داتا گنج بخش
فاذکرونی اور اذکرکم کا اظہار حسیں
راغبِ حق خلق کا مرغوب داتا گنج بخش
اُس کے خوانِ فیض سے کس کو نہیں حصہ ملا
کون ہے جس کو نہیں مرغوب داتا گنج بخش

اہل حاجت روز و شب در پر قطار اندر قطار
گنج بخشی کر رہا ہے خوب داتا گنج بخش

وہ جگت داتا عوام الناس کا ہر دلعزیز
اہل علم و فقر کا محبوب داتا گنج بخش

کشور صدق و صفا ملک حقیقت کا سفیر
عشق کی اقلیم کا مندوب داتا گنج بخش

کل بھی اس نے کھولے عقدہ ہائے علم و معرفت
آج بھی ہے کاشف محجوب داتا گنج بخش

شہرِ علم و باب شہر علم کے فیضان سے
آشکارا تجھ پہ زشت و خوب داتا گنج بخش

ہو گیا وہ بھی حقیقت آشنا جس نے پیا
تیرے جام عشق کا مشروب داتا گنج بخش

تیرے دیوانوں میں دانش مند ارباب سلوک
تیرے فرزانوں میں ہیں مجذوب داتا گنج بخش

میرا سازِ زندگی میرا ربابِ سوز عشق
ہے تیرے مضراب کا مضروب داتا گنج بخش

ختم ہوتا ہی نہیں میری تہی دستی کا دور
التفات اے شاہِ جود اسلوب داتا گنج بخش

اس سے طارق اس لئے دُہری عقیدت ہے مجھے
ہے میرے محبوب کا محبوب داتا گنج بخش

بہ تقریب سعید، محفل مشاعرہ بہ سلسلۂ عرس شریف، بمقام مسجد دربار شریف حضرت داتا گنج بخش
مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۸ء
زیر اہتمام: سید ہجویر نعت کونسل پاکستان۔ لاہور (عرس شریف ۹۶۴ واں)

☆☆☆

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۔ و ۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سیّد ہجویر کے اقبال بھی تھے بانیاز
معتقد تہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز
محترم ہیں حق نگاہانِ حرم اقبال کے
سیّد ہجویر "مخدوم اُمم" اقبال کے
مرقد داتا کو لکھا پیر سنجر کا حرم
یوں کیا واضح مقامِ سیّد والا حشم
حضرت داتا کا بھی اُن پر تھا غایت التفات
محرمان راز کو معلوم ہیں کچھ واقعات
جو ولی ہے جانتا ہے رتبہ و جاہِ ولی
اولیائے پاک رکھتے ہیں مکمل آگہی

گل ہائے عقیدت

بخدمت فیض درجت عطائے رسول ﷺ، خواجہ خواجگان سُلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

عظمت حق آگہی خواجہ معین الدین کی
منفرد ہے واقعی خواجہ معین الدین کی

بھیک، شانِ خسروی خواجہ معین الدین کی
ہے عطا، شاہنشہی خواجہ معین الدین کی

سطوتِ حق کا نشاں، تصویر اَوجِ معرفت
صاف ستھری زندگی خواجہ معین الدین کی

بَرِّ کوچک میں فروغِ دینِ احمد کے لئے
جاں فشانی ہے بڑی خواجہ معین الدین کی

ہے مبرہن اُن کے فکر انگیز ارشادات سے
دانش و دیدہ وری خواجہ معین الدین کی

آج بھی تسکین بخش اہلِ دِل اُن کا کلام
ذوق پرور شاعری خواجہ معین الدین کی

اِمتیاز و نازِ ارضِ پاک، داتا کا مزار
تھی جہاں چلہ کشی خواجہ معین الدین کی

میں کسی ظلمت سے کیوں خائف ہوں، میرے ساتھ ہے
معرفت کی روشنی خواجہ معین الدین کی

اِنقلابِ وقت سے اِس میں خلل پڑتا نہیں
سلطنت ہے دائمی خواجہ معین الدین کی

میں بھی چشتی ہوں خدائے پاک کے احسان سے
مجھ کو بھی نسبت ملی خواجہ معین الدین کی

کج کُلاہوں کو نہیں خاطر میں لاتا یہ فقیر
ہے یہ بندہ پروری خواجہ معین الدین کی

اِک زمانے سے یہ حسرت ہے کہ میں بھی دیکھ لُوں
موت سے پہلے گلی خواجہ معین الدین کی

میں ہوں طارقؔ کس قدر مسرور اِس اَحساس ہے
منقبت میں نے کہی، خواجہ معین الدین کی

☆☆☆

طارق سلطانپوری کے فنِ تاریخ گوئی کا نمونہ

سنِ وصال حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ قرآن حکیم سے استخراج کیا گیا

ان اکرمکم عند اللہ ۔۔۔ اتقاکم

۵۶۲ھ ۔۔۔ ۵۶۲ھ

رفتید ولے نہ از دلِ ما

قطعۂ تاریخ (سالِ شہادت......۱۲۱۴ھ......۱۷۹۹ء۔۴ مئی)

حضرت سلطان فتح علی المعروف

سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرقد مبارک سرنگا پٹم (میسور) بھارت

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ شہادت)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِیۡنُ.

۷۸۶ + ۱۰۱۳ = ۱۷۹۹ء

ضیغمِ حق تھا وہ، پیشِ دُشمناں دِل پریشاں تھا نہ رنگِ چہرہ فق

اَوجِ دینِ حق کی خاطر جان دی جنت الماویٰ کا وہ ہے مستحق

اُس کی ایمانی جسارت کی گواہ داستانِ حریت کا ہر ورق

آج بھی مردِ جری کا سُن کے نام ہے کلیجہ دُشمنانِ حق کا شق

چھپ گیا وہ نیّرِ جہد و جہاد اُس کی باقی ہے جنوں پرور شفق

دُر فشاں ہر دم ہے اُس کی قبر پر ابرِ لطف و رحمت ربّ الفلق

اُس کی تاریخ شہادت فخر سے کی رقم طارق نے "حفظِ حسنِ حق"

۱۲۱۴ھ

"ذرۂ راہِ رسولِ پاک"......۱۲۳۰ھ

☆☆☆

بطلِ حُریّت، قافلہ سالارِ جہدِ آزادی، رئیس والاحرار، بحر العلوم والفنون

حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات......۱۹ اگست ۱۸۶۱ء......۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ

مزارِ مبارک......انڈمان

ولادت......۱۷۹۷ء......۱۲۱۲ھ

مادہ ہائے تاریخ

سالِ ولادت	سالِ وصال
"جہادِ وفا، تدبّر، ارشاد" ۱۲۱۲ھ	"مجسم غیرتِ حق" ۱۸۶۱ء
"آوازِ جسارت و عزیمت" ۱۲۱۲ھ	"باوفا، نشانِ فضلِ حق، مردِ حق" ۱۸۶۱ء
"مینارِ حرارتِ ایمان" ۱۲۱۲ھ	"پیکرِ تسلیم و رضائے یزداں" ۱۸۶۱ء
"بے بدل جلوۂ شریعت و طریقت" ۱۷۹۷ء	"متاعِ فخرِ ملت" ۱۸۶۱ء
"کمالِ خیر و فیض" ۱۷۹۷ء	"درخشاں تصویر" ۱۸۶۱ء
"پاسبانِ حرمتِ شریعتِ احمد" ۱۷۹۷ء	"آبِ سیاہ کا روشن چراغ" ۱۸۶۱ء
	"خورشید فراست" ۱۸۶۱ء

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

"وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ" (النور)

۱　۶　۸　۱ء

سالِ وصال ۱۲۷۸ھ "چراغِ آنِ حبیب" "جہانِ صداقت و حریت"

"موجِ لطفِ محمد، فضلِ حق"

قطعۂ تاریخ سالِ وصال

وہ سرخیلِ جہادِ حریت تھا　وہ جانبازانِ ملت کا تھا سردار
وہ سرکوبِ جنودِ اہلِ باطل　سپاہ طالبانِ حق کا سالار
خطیب منبرِ حق و صداقت　نقیب کاروانِ جہد و ایثار

جواں مردی میں وہ اپنی مثال آپ　　کھری گفتار بے باکانہ کردار
دلیری اور بے خوفی کا پیکر　　حقیقت کے بیان میں ننگی تلوار
نہ جھکا کلمۂ حق سے وہ پھر بھی　　نظر کے سامنے تھا منظرِ دار
کیا بروقت اہلِ حق کو اُس نے　　نصاریٰ کی خباثت سے خبردار
دیا فتویٰ جہاد ان سے ہے واجب　　یہ ہیں اِسلام کے دُشمن بد اطوار
یہ سچ ہے میں نے وہ فتویٰ دیا تھا　　عدالت میں کیا صاف اُس نے اقرار
مجسم خیر تھا کیا شر سے دبتا　　ہراساں کر سکے اُس کو نہ اشرار
خُدا کی کبریائی کا مبلغ　　ثنا خوانِ جمالِ شاہِ ابرار
ہو سب دینوں پہ غالب دینِ احمد　　اُسے اِس کارِ حق سے تھا سروکار
درخشاں صُورتِ ماہ اُس کی سیرت　　مثالِ مہرِ روشن اُس کا کردار
کلام و فلسفۂ معقول و منقول　　علومِ نادرہ کا بحرِ ذخار
اُسے بخشا خُدائے مہرباں نے　　دماغِ نکتہ زا و قلبِ بیدار
رہا محبوس افسوس انڈماں میں　　نشانِ حُریت وہ مردِ خوددار
اسیری میں بھی جو کچھ اُس نے لکھا　　وہ اُس کی ژرف بینی کا ہے شہکار
ادب کے شاہ پارے ہیں وہ بے شک　　کئے موزوں وہاں اُس نے جو اشعار
ہے کیا روشن مقدر "کالاپانی"　　جہاں اُس کی بنی تربت پُر انوار
ہماری بامِ عظمت کا وہ بانی　　ہمارے قصرِ آزادی کا معمار
رکھیں ہم محفلِ ملت میں روشن　　عظیم اُس مردِ حق کی شمعِ افکار

بہر حالت اُسے ہم یاد رکھیں
ضرورت ہے ہماری اُس کا تذکار
سن وصل اُس کا از رُوئے "ادب" ہے
۱
"امامِ لشکرِ اَحرار و اَخیار"
۱ + ۱۸۶۰ = ۱۸۶۱ء

قطعۂ تاریخ وصال

حکیم الامت، شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سالِ وصال: ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء

"زندہ دل، دانائے رازِ برصغیر"

۱ ۹ ۳ ۸ ۱ء

مقامِ اُمتِ سرکار ہو جہاں میں بلند رہا سدا وہ اِسی فکر میں، بلند خیال
وہ ترجمانِ حقیقت، مفکرِ اسلام انیسِ اُمتِ مرحوم، وہ خجستہ خصال
بلند پایہ مدبر وہ فلسفیٔ جلیل شکوہِ فکر وہ دانش وری کا حسن و جمال
شمارِ راہِ حجاز و قلندر و درویش وہ ایک عاشقِ محبوبِ ایزدِ متعال
عطا کیا اُسے رازی کا پیچ و تاب حق نے گدازِ رُومی و عشقِ اویس و سوزِ بلال
وہ رازدارِ خودی، بے خُودی کا رمز شناس وہ ایک عظیم سخن ور نہیں ہے جسکی مثال
عُروجِ فکر و نظر کے مقر ہیں سب اُسکے ہیں اُس کے معترف فن تمام اہلِ کمال
علومِ تازہ پہ حاصل تھی دست رس کامل مگر نہ سمجھا کبھی بھی اُسے وہ کوئی کمال
وہ ایک نابغہ سر زمینِ مشرق تھا کلامِ پاک پہ مبنی تھا جس کا استدلال
جواب سنت و قرآن سے دیا اُس نے کیا جب اس سے کسی معترض نے کوئی سوال
یہ خاص سرورِ کونین ﷺ کا عطیہ ہے جہاں میں اُسکو جو حاصل ہوا عروج و کمال
تمام عمر رہا فکرِ قوم میں دل ریش رہا زبونیٔ ملت کا ہر دم اُس کو خیال
فغانِ نیم شبی، گریۂ سحرگاہی یہ اُسکی شخصیت دل رُبا کے ہیں خدوخال
نفس سے اُس کے ہوئی اور تیز آتشِ گل وہ بلبلِ چمنِ فکر و گلستانِ خیال
پھر آئے دیدہ ور اُس جیسا بزمِ عالم میں کریں گے اہلِ نظر انتظار سینکڑوں سال
بہ شکلِ مملکتِ پاک جلوہ گر وہ ہوا الٰہ آباد میں اُس نے کیا جو پیش خیال
ہے لوحِ وقت پہ نقشِ شرف جو ثبت اُسکا نہ کر سکے گی اُسے ماند گردشِ مہ و سال

جوارِ دخترِ کعبہ میں اُس کی قبر بنی
محبِ مصطفوی کا ہوا بخیر مآل
بہ فضلِ ایزد و تائیدِ ہاتفِ غیبی
"غروبِ ماہِ زمانہ" ہے اُس کا سال وصال
۱۳۵۷ھ

"فضیلت یابِ محبت محمد اقبال"
۲۰۰۹ء

☆☆☆

قطعہء تاریخ سال ولادت ورحلت

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:............۱۸۷۶ء......۱۲۹۳ھ............رحلت:............۱۹۴۸ء......۱۳۶۷ھ

☆☆☆

............"سلطانِ تدبر وسیاست" ۱۲۹۳ھ............"پیکرِ حُبِ توحید ورسالت" ۱۳۶۷ھ

............"ظفر الدین محمد" ۱۳۶۷ھ............

☆☆☆

شرف اور امتیاز حاصل تھا اُس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی چاکری کا
رکھا دائم خیال اُس مردِ حق نے غلامانِ نبی ﷺ کی بہتری کا
نہ منزل آشنا تھے ہم، خُدا نے اُسے سونپا فریضہ، رہبری کا
صلیبی طنطنے کا خوف اُس کو نہ اہلِ دیر کی غارت گری کا
بخوبی سَدِّباب اُس مردِ حق نے کیا باطل کی فتنہ پروری کا
نہ اپنوں کی جفا سے وہ ہراساں نہ دِل میں ڈر عدُو کی برتری کا
ہوئی پُردم مریض و ناتواں قوم کیا کام اُس نے وہ چارہ گری کا

زمانے کے خرد مندوں نے مانا
کمال اُس شخص کی دیدہ وری کا
نہیں کوئی سیاستدان ایسا
کرے دعویٰ جو اُس کی ہم سری کا
وہ ”بطلِ عظمتِ کردار“ بے شک
۱۹۲۶ء
کہا سالِ ولادت اُس جری کا
”صراطِ عظمت اسلام“ طارق
۱۴۲۴ء
”تملّو“ سے سالِ رحلت عبقری کا
۱۰۶

☆☆☆

قائدِ ملت اسلامیہ حضرت الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال: ۱۴۲۴ ہجری............۲۰۰۳ عیسوی

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَا
۱۴۲۴ھ

قابلِ فخر شخص
(۲۰۰۳ء)

چل بسے دُنیا سے نورانی میاںؒ افتخارِ بزمِ عالم آدمی
آدمی بنتا ہے اُس جیسا محال یوں تو کہنے کو ہیں سب ہم آدمی
اعتبارِ بزمِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ عاشقِ شاہِ دو عالم آدمی
رزم گاہِ خیر و شر میں، حق پرست ہونگے اُس جیسے بہت کم آدمی
پیکرِ ایثار وہ استقلال و جہد بہرِ حق پُر جوش و پُر دم آدمی
دین کا بھی وہ حقیقت آشنا وہ سیاست کا بھی محرم آدمی

اُس سے ہر طوفان ٹکرا کر خجل کوہ کی مانند محکم آدمی
استقامت کا بسالت کا نشاں صاحبِ عزمِ معمم آدمی
وہ ہمارا طنطنہ تھا بالیقیں حشمتِ حق وہ مکرم آدمی

اُس کا طارقؔ نے کہا یوں سالِ وصل
''محتشم اقدس معظم'' آدمی
۲۰۰۳ء

☆☆☆

قطعہ ہائے تاریخ (سالِ وصال)

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

حسیں نقشِ کمالات و محاسن — وہ تصویرِ مجلّیٰ خوبیوں کی
وہ مخلص خادمِ دینِ محمد ﷺ — مسلسل جہد اس کی زندگی تھی
انوکھا اُس کے قامت کا تجمّل — نرالی اُس کے شملے کی بلندی
یکے از بانیانِ گلشنِ پاک — خدا نے یہ سعادت اُس کو بخشی
حصولِ اوجِ آزادی کی خاطر — تگ و دو میں جوانی اُس کی گزری
گراں کوہِ جہاد و استقامت — مثالی بے نیازی و دلیری
رہا ایثار و قربانی وطیرہ — روش اس کی ہمیشہ راستی تھی
محبِ قائدِاعظمؒ وہ مسعود — عقیدت حضرت اقبالؒ سے تھی
حبیبِ کبریا ﷺ کا تھا وہ شیدا — شرف اس کا محمد ﷺ کی غلامی
فقیرِ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ تھا — یہ ہے پہچان اُس مردِ جری کی
خدا معطی ہے وہ قاسم ہیں لاریب — انہی کے در سے ہر شے اُس نے پائی

وہ طالب سطوتِ دینِ نبی ﷺ کا — نہ تھا مقصود اُس کا اور کوئی
وہ ناموسِ حبیبِ حق ﷺ کا حافظ — وہ تھا ختمِ نبوت کا سپاہی
نہ گھبرایا سزائے موت سن کر — نہ اُس نے زندگی کی بھیک مانگی
فقیری میں کیا نام اُس نے پیدا — کبھی اپنی خودی اُس نے نہ بیچی
محرک تھا نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا — وہ تحفظِ شریعت کا تھا داعی
حریف ہر جابر و آمر کا تھا وہ — نہ چلنے دی کسی کی شاہ زوری
ہمیشہ دشمنانِ ملک و دیں پر — رہی بھرپور اس کی نکتہ چینی
جہاد انگیز اسلوبِ خطابت — جنوں آموز اس کی لب کشائی
غلط کار حاکمِ دوراں کا ناقد — دبی ہرگز نہ اُس کی صاف گوئی
زبان سے بھی، عمل سے بھی بہ ہر دور — شہادت حق کی اس حق کیش نے دی
مجاہد، رزم آراء، مردِ میداں — خطیبِ بزمِ درویشاں نہ تھا ہی
نہ یہ الفاظ تھے اس کی لغت میں — زر اندوزی، خوشامد، چاپلوسی
وہ اک درویش تھا شرمندہ جس سے — غرورِ خسر و ی و کج کلاہی
ہوئے اس سانحہ سے خستہ جاں ہم — قیامت سوختہ جانوں پہ گزری
نہیں چارہ بجز صبر و تحمل — یہی باری تعالیٰ کی رضا تھی

وصال بندۂ مومن کی تاریخ
کہی "شمشیر دستِ حق" نیازی

۱۴۲۲ھ

(۲)

افتخار و وقارِ ملت تھا — جس کا عبدالستار خان تھا نام
شیفتۂ محمدِ عربی ﷺ — جاں نثارِ پیمبرِ اسلام
اہلِ بیت و صحابہ کا والہ — وہ ولادارِ اولیائے کرام
پیکرِ استقامت و ایثار — خوگرِ سعی و حرکت و اقدام

آسمانِ عمل کا مہرِ منیر — روح صدق و صفا کا ماہِ تمام
منزلِ حق کے قافلے کا امیر — سرفروشوں، بہادروں کا امام
اک حقیقت ہے اُس کی بے نفسی — اُس کے اخلاص میں نہیں ہے کلام
وہ ہمارا سپاہی تھا بے تیغ — دین کا خادم بلند مقام
باغیانِ نبی سے ٹکرایا — اُس کے بے مثل حوصلے کو سلام
تھا، نہ دار و رسن کا خوف اُسے — تھا وہ دلدادۂ رسولِ انام
جب اقبالؒ سے تھا بااقبال — پَیرو قائدِ عظیم مقام
اس خداداد پاک کشور کے — بانیوں میں ہے، شامل اُس کا نام
اُس کی عظمت کو کر سکیں گے نہ کم — انقلاباتِ گردشِ ایام
عاشقانِ نبی نہیں مرتے — اہلِ حق کو عطا ہوا ہے دوام

اُس کا سالِ وصال ہے طارقؔ
"بیش قیمت اثاثۂ اسلام"

۲۰۰۱ء

☆☆☆

رفتید و لے نہ از دِلِ ما

آں فرید الدھر عالم، عارفِ ممتاز رفت

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال) وصال ۱۳ فروری ۲۰۰۹ء ...... ۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

شہیرِ جہانِ شعر و ادب، نام ورِ دنیائے علم و فقر و تحقیق، شاعرِ ہفت زباں، شہرہ آفاق ادیب و خطیب، فخرِ روزگار شیخِ طریقت

حضرت علامہ مولانا پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی قادری چشتی نظامی نور اللہ مرقدہٗ

سجادہ نشین دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

تو عزمِ سفر کردی و خستی جگرِ ما — بستی کمرِ خویش و شکستی کمرِ ما

قطعۂ تاریخ وصال (بزبانِ فارسی)

ناگہاں آں عندلیب گلستانِ راز رفت — محفل معنی شد افسردہ، نوا پرداز رفت
رخت بر بست از جہانِ آب و گل سیّد نصیر — آں فرید الدھر عالم، عارف ممتاز رفت
ہم صفیر بیدلؔ و اقبالؔ و غالبؔ شُد ز دھر — رُومیؔ، جامیؔ و رضاؔ، حافظؔ را ہم آواز رفت
آں نگارے بے نظیر آں دل رُبائے بے سہیم — آں پری پیکر، طرحدار و کرشمہ ساز رفت
اُو لباسِ نو بپوشانید عروسِ فکر را — طرفگی بخش تغزل، صاحب اعجاز رفت
در سُخن گوئی مثال خویش در دُنیا نہ داشت — بے بدل داعی، خطیب العصر سرافراز رفت
محو غور و فکر بودم بہر سالِ رحلتش — گفت ہاتف ''زیب وجاہ وخوبی واعزاز رفت''

۱۴۳۰ھ

خاندان نبوت پر لٹریچر

رسولِ رحمت ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ سے تعلق داریوں کا احساس و ادراک پیدا ہو۔ خاندانِ نبوت پر کام اس وقت ہماری ترجیح ہے اگر کسی محقق کوئی کاوش موجود ہے تو اطلاع فرمائیں۔

اہل علم اور اربابِ محبت اس موضوع پر کام میں کن کن خطوط اور امور کو لازمی وضروری خیال کرتے ہیں اگر ہماری راہنمائی کریں گے تو ہم ان کے ممنون ہوں گے اور وہ عنداللہ ماجور ہونگے۔

اس موضوع پر منفرد نوعیت کا لٹریچر جہاں کہیں کسی بھی زبان میں موجود ہو تو اطلاع فرمائیں۔

تعاون کا پیشگی شکریہ

''عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب'' کسی کے ہاں کتب خانے میں موجود ہو اطلاع فرمادے۔

محبوب قادری 0300-9429027

قیام پاکستان

باعتبار سنِ ہجری ۱۳۶۶	باعتبار سنِ عیسوی ۱۹۴۷

مادہ ہائے تاریخ سال قیام پاکستان

"نقیب اہل ایمان لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" ۱۳۶۶ھ

"محمد رسول اللّٰہ والذین معہ" ۱۳۶۶ھ	"نشانِ عنایاتِ حضور" ۱۹۴۷ء
"کمال حضور اکرم" ۱۳۶۶ھ	"یہ خصوصی عنایت خدا" ۱۹۴۷ء
"بزم فیض عرفان طیبہ" ۱۳۶۶ھ	"منظرِ رحمتِ مدینہ" ۱۹۴۷ء
"تعلق عشق رسول" ۱۳۶۶ھ	"خوش خبریٔ مصطفیٰ" ۱۹۴۷
"عطائے حب ذات اقدس" ۱۳۶۶ھ	"تراوشِ شبنمِ رحمت" ۱۹۴۷ء
"گل باغ کرم احمد" ۱۳۶۶ھ	"پختگی ذوق جنوں" ۱۹۴۷ء
"باب روضۂ فردوس" ۱۳۶۶ھ	"مرکزِ اوج و احترام حضور" ۱۹۴۷
"چراغ بزم عجم" ۱۳۶۶ھ	"بستانِ خیر و خوبی" ۱۹۴۷ء
"فخر اہل محبت" ۱۳۶۶ھ	"فروغ بزم نعتِ محمد" ۱۹۴۷ء
"محب رسول عظیم" ۱۳۶۶ھ	"خورشید طریقت حق" ۱۹۴۷ء
"پروانہ شمع رسالت" ۱۳۶۶ھ	"قریۂ خیر کثیر محمد" ۱۹۴۷ء

☆☆☆

عیسوی و ہجری تقویم کی رعایت سے

قرآنی مادہ وقطعۂ تاریخِ قیام پاکستان

تاریخ قیام پاکستان

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ............۱۴ اگست ۱۹۴۷ء

سالِ قیام پاکستان قرآنی مادۂ تاریخ

۷۸۶ ۱۶۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اِنَّا لَہٗ لحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر:۹)

۱۹۴۷ء

"آوازِ غلبۂ اربابِ حق"

۱۳۶۶ھ

زمیں کا ایک دیدہ زیب ٹکڑا جو ہے لا ریب حُسنِ بزمِ دوراں
ہمیں بخشا خُدائے مہرباں نے بہ حق مصطفٰی محبوبِ یزداں
ہوئی دیرینہ ختم اپنی غُلامی ہوئی مشکور سعی اہلِ ایماں
نوازا حق نے آزادی سے ہمکو ہوئی شبِ جبر و ظلمت کی گریزاں
ملی جس میں ہمیں یہ خاص نعمت وہ تھا ماہِ مبارک ماہِ رمضاں
ہماری مخلصی کی رات وہ تھی ہوئی جس رات میں تنزیل قرآں
خصوصی رکھتا ہے قرآن سے ربط یہ انعامِ خدائے جن و انساں
دِل و جاں سے کریں ہم قدر اس کی رکھیں اِس کے تخصص کو نمایاں
چلائیں اِس کو ہم اُس راستے پر جو ہے مقصودِ تعلیماتِ قرآں
قیامِ ملکِ اہلِ حق کی تاریخ
کہی طارقؔ نے "شانِ شہرِ رمضاں"

۱۹۴۷ء

پاکستان شب نزول قرآن کا ملک ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی محافظت فرمائے گا۔

☆☆☆

قطعۂ تاریخ (سال قیام پاکستان) ۱۳۶۶ھ

بخششِ کبریا ہے، میرا وطن مصطفٰی کی عطا و رحمت ہے
عام انداز کا نہیں یہ ملک خاص اس کی اساس و ہیئت ہے
ہے کوئی حکمتِ خداوندی اِس کی تقویم راز قدرت ہے
اس کا قرآن سے ہے رشتۂ خاص اِس کی قرآن اک ضرورت ہے
اس کا سال قیام اے طارقؔ "لیلۃ القدر کی عنایت" ہے

۱۳۶۶ھ

ان عظیم المرتبت لوگوں کے ہم ممنون ہیں

(تحریکِ حصولِ پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے علماء و مشائخ کرام کا ذکرِ جمیل)

.... بہ مناسبت یوم آزادی پاکستان ۱۴ اگست ۲۰۰۸ء ....

عزم و ہمت، جرأت و ایقان رکھتے تھے وہ لوگ
جذبۂ حق، قوتِ ایماں رکھتے تھے وہ لوگ

ایک خطے میں کریں قائم نظام مصطفیٰ
اُن کی یہ خواہش تھی یہ ارمان رکھتے تھے وہ لوگ

ذہن میں تھی ایک اسلامی فلاحی مملکت
جب بنائے قصرِ پاکستان رکھتے تھے وہ لوگ

صاف اُن کی نیتیں اُن کے ارادے تھے بلند
شان والوں سے لڑے کیا شان رکھتے تھے وہ لوگ

ان کے سینوں میں تھی یادِ کبریا کی روشنی
دل میں عشقِ صاحبِ قرآن رکھتے تھے وہ لوگ

بتکدے لرزاں تھے اُن کی ہیبت تکبیر سے
ہر نفس میں سینکڑوں طوفان رکھتے تھے وہ لوگ

خانقاہوں، مدرسوں کے رہنے والے تھے مگر
دشمن و ہمدرد کی پہچان رکھتے تھے وہ لوگ

نصرتِ حق پر انھیں ہر وقت کامل تھا یقیں
مسند و منصب نہ کچھ سامان رکھتے تھے وہ لوگ

جو کہا وہ عقل و استدلال سے ثابت کیا
اپنے دعوے کے لیے برہان رکھتے تھے وہ لوگ

ظلمتِ شب، شدتِ طوفان سے آگاہ تھے
اپنی شمعوں کو تہِ دامان رکھتے تھے وہ لوگ

زیرکی سے چال چلتے تھے بساطِ وقت پر
شاطرانِ دہر کو حیران رکھتے تھے وہ لوگ

دین و ملت کی سرافرازی فقط مقصود تھی
کب خیالِ نفع و نقصان رکھتے تھے وہ لوگ

جان کی بازی لگا دی اس کی عظمت کے لیے
اپنی ملت کو عزیز از جان رکھتے تھے وہ لوگ

جو خدا سے اور بندوں سے سرِ میداں کیا
وہ سدا پیشِ نظر پیمان رکھتے تھے وہ لوگ

بے خطر ہر قوتِ باطل سے وہ ٹکرا گئے
راہِ حق پر ہیں یہ اطمینان رکھتے تھے وہ لوگ

دشمنوں کی اکثریت سے نہ گھبرائے ذرا
گرچہ تھوڑے تھے مگر کیا آن رکھتے تھے وہ لوگ

اِس حصارِ عافیت میں آج ہم مامون ہیں
اُن عظیم المرتبت لوگوں کے ہم ممنون ہیں

کتاب مستطاب موسوم بہ علم نبوی ﷺ اور امورِ دنیا

از قلم حقیقت رقم: محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری زید فیوضہ
شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور

عنقریب منصۂ شہود پر آنے والی کتاب کے حوالے سے علم الاعداد کے ماہر اور
قادر الکلام شاعر حضرت طارق سلطان پوری کا منظوم خراج تحسین

قطعۂ تاریخ (سالِ اشاعت)

”ہمہ گیر علم و دانش رسولِ ربِ علیم“

۱۴۲۹ھ

دین کے دانائے اسرار و حکم بھی ہیں مگر   کب نہاں اُن کی نگاہوں سے ہیں دنیاوی امور
زندگی کا کوئی بھی شعبہ نہیں جس کے لئے   رہنمائی پیش فرماتا نہیں دین حضور
کوئی بھی گوشہ نہیں ایسا بشر کی زیست کا   تابش علم محمد کا نہیں جس میں ظہور
خلق میں سب سے زیادہ حق نے بخشا ہے انہیں   حکمت و دانش کا عرفان و حق آگاہی کا نور
اُس سے بڑھ کر تھے تخصص یاب شاہ انبیا   حضرت آدم کو تھا جو علم اشیاء پر عبور
اُنکو خالق نے دیا دینی بھی دنیاوی بھی علم   مانتے ہیں یہ حقیقت آشنا اہل شعور
منکرانِ علم محبوب خدا ہیں بس وہی   جن کے ذہنوں میں کیا شیطان نے پیدا فتور
اُن کے کامل علم کا جن کو نہیں ہے اعتراف   وہ ہیں تجسیم مفاسد وہ ہیں تصویر شرور
وسعت علم محمد کا نہیں ہے جو منکر   وہ ہے ظلمت زادہ و پروردۂ فسق و فجور
نجد کے اک فتنہ پرور نے ہے پھیلائی یہ فکر   عاشقانِ مصطفیٰ جس سے ہیں بیزار و نفور
وہ معارف کا حکم کا بحر ناپیدا کنار   کون جانے اُس کی آگاہی کا دانش کا وفور
وسعت آفاق ہے جس کی نظر کے سامنے   ایک ہے جس کی سماعت کے لئے نزدیک و دور
وہ ہے ”دانائے سُبل“ ”اقبال“ کے الفاظ میں   عصر حاضر میں ہے جس کا بے بدل فہم و شعور
مصطفیٰ کی زندگی بھر جس نے عظمت کی بیاں   پیکر عشق محمد جس کی جان ناصبور
اس محب مصطفیٰ نے اس حکیم شرق نے   یوں کہا ہے ”چشم تو بینندۂ ما فی الصدور“

مصطفیٰ کے حیطۂ دانست سے باہر نہیں کوئی ملک انس و جاں کوئی جہانِ مَلک و حور
اُس کی ذات پاک' نور افشاں وہ خورشید علوم جس سے روشن بے حساب علم وفراست کے بلاد
جو نہ دیکھے دن کو بھی سورج کو شپرہ چشم شخص ہے قصور اُس کا نہیں ہے اس میں سورج کا قصور

○

قادری صاحب' خدا کے فضل سے عالم ہیں وہ تجزیاتی سوچ جن کی' جن کا تحقیقی شعور
اُن کے علمی اُن کے قلمی کارنامے بے شمار حلقہ ہائے علم میں ہے جن کی شہرت دور دور
نکتہ سنج اُن کی طبیعت' عارفانہ ہے مزاج اُن کی تحریروں سے واضح شوکت و شانِ حضور
دیدہ ور' باریک بیں' غائر نظر' جدت طراز اک مفکر اک محقق' پختہ تر جس کا شعور
رائے قائم جو بھی کر لیتے ہیں بعد از غور وفکر کرتے ہیں اظہار بیباکی سے وہ مرد جسور

○

ہے مواد عمدہ و نادر اس کتاب خوب کا تابش علم نبی سے ہے سراسر نور نور
جاں نثاران مہ طیبہ سراہیں گے اسے عاشقان جان رحمت اس کو چاہیں گے ضرور
مجھ کو بھی عنایت ملی اس سے نشاط قلب و روح میں نے بھی حاصل کیا ہے اس سے ایمانی سرور
قادری صاحب کی خدمت میں بہ اخلاص اتم پیش کرتا ہے "مبارک" طارق سلطان پور

روح پرور اس کتاب خوب کی تاریخ چاپ
"کامل و اکمل' مکمل وسعت علم حضور"

۲ ۰ ۰ ۸ ء

نتیجہ فکر

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)
نزیل: اسلامک میڈیا سنٹر
شیخ ہندی سٹریٹ دربار مارکیٹ۔ لاہور
۲۵ فروری ۲۰۰۸ء

"غبارِ راہ بطحا" (۱۴۲۹ھ)
"معترفِ علوم حضور حبیب اللہ" (۲۰۰۸ء)

اے فروغت صبح اعصار و دہور چشم تو بینندۂ ما فی الصدور
(علامہ محمد اقبال ؒ)

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

حضرت طارق سلطانپوری کا اپنے والدِ بزرگوار کے حضور خراجِ عقیدت

قطعۂ تاریخ سالِ وصال مجسمۂ علم و فقر قبلہ گاہی، والد ماجد آن جہانِ نطق و بیاں

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز خان یوسف زئی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

قرآنی مادۂ تاریخ آخری آرام گاہ: سلطان پور (حسن ابدال) ضلع اٹک

"مغفرۃ ورحمۃ" (النساء)

۱۹۷۹ء

"صاحب تربتِ منوّر" ۱۳۹۹ھ......... "پیکر روشنی و صداقت" ۱۳۹۹ھ...... "عظمت علم و فقر والا" ۱۹۷۹ء......... "خوبی حدائق بوستانِ طریقت" ۱۹۷۹ء

ہمیشہ سے پابندِ احکامِ دیں تھا حریصِ مفاداتِ دنیا نہیں تھا
روایاتِ عہدِ سلف کا امیں تھا وہ اس دور کا آدمی ہی نہیں تھا
کمالاتِ طرفہ کا دلکش نمونہ صفاتِ حمیدہ کا نقشِ حسیں تھا
توکل شعار، اُس کا شیوہ قناعت وہ من جملہ صاحبانِ یقیں تھا
وہ اِک مردِ درویش سرمایہ جس کا خدا کی رضا اور اخلاصِ دیں تھا
عمل میں بھی عالی مقام، علم میں بھی وہ اِک شخص تھا اور کیا کچھ نہیں تھا
وہ تنہا بھی اور مرکزِ انجمن بھی وہ خود بزم تھا خود ہی محفل نشیں تھا
برے سازِ ہستی میں تھا سوز اس کا اُسی سے یہ "مٹی کا ڈھیر" آتشیں تھا
اُس اس کی سج دھج نرالی تبسم بہ لب اور خندہ جبیں تھا
برے دوستوں نے بتایا ہے مجھ کو بہت مطمئن وہ دمِ واپسیں تھا
تمام عمر حق کی بزرگی بیاں کی ثنا گستر و واصفِ شاہِ دیں تھا
سنِ وصل بے روئے "انکار" اُس کا کہا، "قاسمِ فیضِ حق الیقیں" تھا

۱۴۰۰-۱=۱۳۹۹ھ

مجاہد اسلام جانثار پاکستان

محترم المقام ملک عبدالرسول قادری قدس سرہٗ

(ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ کے والد ماجد)

............تاریخ وصال ۶ مئی ۲۰۰۸ء............

آخری آرام گاہ: جوہر آباد

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

"رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ" (التوبہ)

۱۴۲۹ھ

"ستار کا مغفور"......۲۰۰۸ء		"بندۂ وحید، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"......۱۴۲۹ھ

"آفتاب ملک خیر و خوبی"......۲۰۰۸ء		عزیز خلق خدا......۱۴۲۹ھ

ہمہ خوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......۲۰۰۸ء		نجم اوج وفضیلت......۱۴۲۹ھ

قطعاتِ تاریخ (سالِ وصال)

"چراغ بابِ بہشتِ محمد"......۲۰۰۸ء

......(۱)......

ہوا رخصت جہانِ آب و گل سے
وہ با اخلاص بندہ، مردِ حق کیش

سدا اوروں سے بڑھ کر اُس نے خود کو
بھلائی کی مساعی میں کیا پیش

محبِ مصطفیٰ تھا اُس کا حصہ
مفادِ دین کے کاموں میں ہے بیش

فلاح و خیر کی آواز سن کر
نہ کی اُس باسعادت نے پس و پیش

کیا ایثار کا اظہار اُس نے
ضرورت اس کی آئی جس گھڑی پیش

وقار و تمکنت کا پیکر خوب
طبیعت کا ملک فطرت کا درویش

ملول افسردہ محزوں ہیں اقارب
الم کی یاس کی تصویر ہیں خویش

جدائی سے اُس عالی مرتبت کی
ہوا ناچیز بھی مغموم و دل ریش

قیامت ڈھا رہا ہے دل پہ طارق غم و اندوہ و درد و رنج کا نیش
وصال بندۂ مومن کی تاریخ
کہی ''مقبول عبد خیر اندیش''

۱۴۲۹ھ

......(۲)......

خوبیاں اُس کو عطا کی تھیں خدا نے وافر
عبد حق والۂ سرکارِ مدینہ تھا خاص
حق جبلت رہا ہر قوت باطل کا حریف
آج کے دور میں اُس جیسے ہیں کم یاب اشخاص
از رہِ لطف و کرم مجھ سے یہ ہاتف نے کہا
اُس کی رحلت کی ہے تاریخ ''بہشت اخلاص''

۱۴۲۹ھ

☆☆☆

پہلے سالانہ عرس مبارک کی مناسبت سے
غازیٔ اسلام جانثار پاکستان

ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ

سالِ وصال ۲۰۰۸ء (۱۴۲۹ھ)

گل ہائے تحسین و عقیدت

☆☆☆

محمد مصطفیٰ کے شیفتہ تھے ملک مرحوم کے آباؤ اجداد
خدا کے نیک بندوں کا تھا شیدا رکھا رنج و حسرت میں انہیں یاد
وہ تھا مسعود بندہ، غوث حق کی اُسے حاصل رہی روحانی امداد

جہاد و جہد میں عمر اس کی گزری غلام مصطفیٰ تھا مردِ آزاد
وہ استقلال و جرأت کا تھا پیکر ہیں نایاب آج کل اُس جیسے افراد
رہا ثابت قدم ہر ابتلا میں نہ گھبرایا جب آئی کوئی افتاد
نہ فرق اُس کی اولوالعزمی میں آیا کڑی ہر آزمائش میں رہا شاد
وہ راہِ حق کا اک پرجوش راہی جہاں کا بے نیاز لطف و بیداد
یہ اُس کی تربیت کا ہے نتیجہ رواں ہے راہِ حق پر اُس کی اولاد
عقیدے اور مسلک میں ہے پختہ کہ مستحکم رکھی تھی اُس نے بنیاد
نواز اُس کو کرم سے مغفرت سے لحد اس کی ہو یا رب خلد آباد
وصالِ عبدِ حق کی میں نے تاریخ کہی ہے "مژدۂ فیضان بغداد"

۲۰۰۸ء

ہے اُس کی پہلی برسی، اس کی تاریخ کہی، "آوازِ فوزِ فیض بغداد"

۲۰۰۹ء

فقیر بابِ غوث حق

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

معارفِ قرآن

طارق سلطانپوری کے فنِ تاریخ گوئی کا نمونہ

سنِ ولادتِ نبوی ﷺ قرآن حکیم سے استخراج کیا گیا

ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا
۵۷۱ء

وسراجاً منیراً
۵۷۱ء

دیگر

سید السادات
۵۷۱ء

تابشِ علم و بقعۂ عرفان

طارق سلطانپوری کا خانوادۂ بیربل شریف سے قلبی ربط

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف نے (۱۴۲۷ھ) میں بفضلہٖ تعالیٰ اپنی دینی خدمات اور تعلیمی سفر کے ۲۵ سال مکمل کیے چنانچہ ۲۰۰۶ء کو ادارہ کی سلور جوبلی کا سال قرار دے کر "یادگار تقریبات منعقد" کی گئیں۔ اس موقعہ پر ملک کے نامور ادیب شاعر جناب محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری نے قطعۂ تاریخ ایک نظم کی صورت میں ارسال فرمایا ہے۔ جسے ان کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

نہیں تخصیص اس میں دین نے کی ہے مرد و زن کو یکساں حاجتِ علم
علیم کل خدا نے، مصطفیٰ کو بہ کثرت مرحمت کی نعمتِ علم
اسی ذی علم آقا کی طرف سے غلاموں پر ہوئی فرضیتِ علم
حبیبِ حق، اصحابِ نبی نے بہ خوبی کی مسلسل قسمتِ علم
محمد مصطفیٰ کی آل نے بھی مساعی کیں، برائے وسعتِ علم
ہمارے عالموں دانش وروں نے بڑے اخلاص سے کی خدمتِ علم
ابھی تک ہے بزرگوں کی ہمارے بہ شرق و غرب عالم شہرتِ علم
معین اسلام مرکز علم و فن کا یہ ہے شہرِ مجلّی صورتِ علم
وہ مردِ حق سرشت اس کا ہے بانی ہے جس کے سر پہ تاجِ عزتِ علم
خدائے پاک نے وافر عطا کی جسے عرفان کی دولت، ثروتِ علم
یہ مرکز، جس کی، اس کی کوششوں سے فزوں ہے لحظہ لحظہ، زینتِ علم
نتائج سے نمایاں ہو گئی ہے عظیم الشان اس کی خدمتِ علم
یہ شہرِ آگہی محبوب و مرغوب بلندی پر ہے اس کا رایتِ علم
خدا اس کو رکھے شاداب دائم بہ گلزارِ ادب یہ خشتِ علم
زمانے میں ہو ممدوح اور مقبول خلوص آمیز اس کی دعوتِ علم
ہوئے پچیس سال اس کے مکمل یہ بے لوث و مثالی خدمتِ علم
سرت سے کہی طارق نے تاریخ یہ زیبا تر نقوشِ عظمتِ علم

۲۰۰۶ء

(بشکریہ سہ ماہی "معین الاسلام" بیربل شریف)

حضرت خواجہ غلام مرتضٰی بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ

"دانائے اسرارِ حقیقت"

جلیل القدر و والا شان عارف مہ افلاک ایمان و فراست
شریعت کے غوامض کا وہ محرم بڑا دانائے اسرار طریقت
وہ نقشِ خوشنما علم و ہدیٰ کا وہ تصویرِ کمالاتِ حقیقت
وہ عکس جلوۂ دائم حضوریؐ یہ اس کا اوج بخت اس کی سعادت
مطاعِ کاملانِ علم و عرفاں وہ صدر بزم ارباب بصیرت
وہ غوث الوقت و قطب العصر لاریب فضیلت ، اس کی ہے بے مثل عظمت
ہویدا اس کے روئے حق نما سے شکوہِ معرفت ، شانِ ولایت
اٹھارہ سال کی عمر اور کامل یہ ہے خاص حق تعالیٰ کی عنایت
ولی حق تعالیٰ ہے وہ بے شک وقار و افتخار دین و ملت
کروں میں ذکر اس کی خوبیوں کا نہیں ہے مجھ میں اتنی قابلیت

خدا کے دوست کی رحلت کی تاریخ
کہی ہے میں نے طارق "افضلیت"

۱۳۲۱ھ

☆☆☆

گلہائے منقبت

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۰ھ سالِ وصال .... "بابِ خیر و ثواب"

شانِ فقر و حشمتِ عرفان خواجہ احمد میروی ملکِ صدق و فقر کے سلطان خواجہ میروی
ایک ممتاز عالم دین و محبِ مصطفیٰ برگزیدہ عارفِ رحمان خواجہ میروی

اولیائے حق تعالیٰ کا تشخص اس کی ذات
کاملانِ عشق کی پہچان خواجہ میروی
اختتامِ بزمِ علم و معرفت اس کا وجود
محفلِ رشد و ہدیٰ کی آن خواجہ میروی
ایک گلستانِ معارف وہ خدا کا عبد خاص
آگہی کا اک بہارستان خواجہ میروی
"ہادیے، نیرے" کئی پرنور اس نے کردیے
آفتابِ دانش و عرفان خواجہ میروی
وقت کا شیخِ معظم ، مقتدائے روزگار
مرشدِ ذی جاہ و والا شان خواجہ میروی
آج بھی طارقؔ دلوں ذہنوں پہ ہے وہ حکمران
سربراہِ دولتِ ایمان خواجہ میروی

☆☆☆

مادہ ہائے تاریخ

درمدح حضرت سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ترمذی جوہر آباد

جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری مدظلہٗ اہل سنت کے مایہ ناز بدیہہ گو شاعر ہیں۔ مادہ ہائے تاریخ نکالنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ کے اعلیٰ شاعرانہ اوصاف حسنِ اخلاق اور تواضع، ملنے والے کا دل موہ لیتے ہیں۔ علمائے ربانیین اور صلحائے امت کی مدح آپ کا معمول اور مسلکِ حق کی ترجمانی آپ کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور فیوضات میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔ (مدیر: سہ ماہی معین الاسلام، بیربل شریف)

مادہ تاریخ سالِ ولادت

۱۹۰۱ء خورشید طریقت نبی...... ☆ ......جلوۂ شانِ غوث

مادہ ہائے تاریخ سالِ وصال

۱۴۲۵ھ کے مطابق تاریخی مادے استخراج کیے...........بابِ جمالِ رسول معظم.......نبراس فیضِ حیدر..........محب و مداح شیر بغداد...............قندیلِ بامِ فقر شرق پور.......جلوۂ چراغ محفل ھدیٰ.........مرکزِ تجلیات اکابر دیں..........تصویر طریقت..........آئینہ ھدیٰ رحمۃ اللہ علیہ..........شمع منہاج فیض طیبہ

جبکہ ۲۰۰۴ء کے مطابق درج ذیل مادہ ہائے استخراج کیے...... حسنِ شبستان شریعت

النبیؐ............چراغ حشمت احمد............جلوۂ شانِ غوثِ زمانہ...... ... حسن و عظمت ملت............جوہر عظمت فقر............عظمت کردار کا مجسمہ............با ادب فرد، باوقار شخصیت ....وفاعِ شانِ ختم نبوت............یگانہ مؤید تحریکِ نظامِ مصطفیٰؐ

فقر کا خورشید تاباں

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

............قطعۂ تاریخ سال وصال............

وقار و افتخارِ بزمِ دوراں بڑا بندہ ، جلیل القدر انساں
وہ ماہِ نور پاشِ مشرق عرفاں وہ اوجِ فقر کا خورشیدِ تاباں
چمن زارِ طہارت کا گل خوب حسیں باغِ سیادت کا وہ ریحاں
بہ اخلاص عابد و عارف خدا کا محبّ و والۂ محبوبِ یزداں
ولادار آل و اصحابِ نبی کا وہ ناموسِ محمد ﷺ کا نگہباں
مدینے کا وہ بیت اللہ کا زائر ہوا اس پر مسلسل فضلِ رحماں
وہ اوصافِ اکابر کا نمونہ وہ عکسِ عظمتِ اسلافِ ذی شاں
فلاح و خیر کے کاموں میں سابق سعادت کی مساعی میں نمایاں
مساجد کا مدارس کا وہ بانی رہا نیکی کے پھیلاؤ میں کوشاں
وہ دینِ حق کا اک پر جوش خادم علم بردار حفظ شانِ قرآں
وفات اس مردِ حق آگاہ کی ہے جنودِ حق کا بے اندازہ نقصاں
الٰہی ، قبر ہو اس کی معنبر خدایا اس کی تربت ہو درخشاں
وصالِ بندۂ حق کیش کا سال
کہا ، ''راہِ ریاضِ فقر و عرفاں''

۲۰۰۴ء

قطعہ ہائے تاریخ (سالِ وصال)

حضرت مولانا محمد سلیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

امیر اعلیٰ: سنی تحریک (پاکستان)

تاریخ شہادت ۱۸ مئی ۲۰۰۱ء............۲۳ صفر ۱۴۲۲ھ

(۱)

وہ محسودِ اشرار تھا خیر فطرت
وہ اک روشنی جس سے خائف تھی ظلمت
تگ و تاز کا اُس کی مقصود یہ تھا
جہانگیر ہو عظمتِ اہلِ سنت
زیادہ ہو جاہ و حشم اہل حق کا
بڑھے اور بھی عزت اہلِ سنت
تڑپ، پیچ و تاب اضطرابِ مسلسل
سراپا وہ تحریک و جہد و جسارت
تلافی بظاہر ہے دشوار اُس کی
ہوا ہے جو افسوس نقصانِ ملت
رکھا جائے گا یاد بزمِ وفا میں
وہ مردِ بلند ہمت و پاک طینت
ز رُوئے "مجاہد" سن وصل اُس کا
کہا "پیکرِ جرأتِ اہلِ سنت"

۴۰ + ۱۳۸۲ : ۱۴۲۲ھ

سن وصل از روئے "طوبیٰ" ہے دیگر
تعالیٰ اللہ یہ "افتخارِ شہادت"

۹ + ۱۹۹۲ : ۲۰۰۱ء

(۲)

اولوالعزمی و جرأت اس کی فطرت
ہے بے باکی سرشتِ قادریت
عزیمت، عاشقانِ غوث کا وصف
جسارت، سر نوشتِ قادریت
شہادت کا سن اُس حق آشنا کا
کہا طارق "بہشتِ قادریت"

۱۴۲۲ھ

رفتید و لے نہ از دلِ ما

شہیدِ اسلام، شہیدِ پاکستان حضرت علامہ مفتی **ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی** نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ شہادت......۱۲ جون ۲۰۰۹ء......۱۸ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ بعد از امامت نماز جمعۃ المبارک

مقامِ شہادت...... مسجد جامعہ نعیمیہ لاہور.......... قطعات تاریخ (سالِ شہادت)

"ابدی مجدہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ"

۶۴ ۵ ۴ ۹ ۱ = ۲۰۰۹ء

(۱)

یہ کس کے نام کی ہے گونج ہر سو — سنی کس کی یہ آوازِ شہادت
نعیمیؒ کے مقدر میں لکھا تھا — کمال و فخر و نازِ شہادت
خدا کے گھر کی پاکیزہ فضا میں — ہوا ہے وہ سرافرازِ شہادت
ملا رتبہ نمازِ جمعہ کے بعد — یہ اُس کا طرفہ اندازِ شہادت
کیا اونچا جو اس نے کلمۂ حق — وہی تھا اس کا آغازِ شہادت
دفاعِ دین و تحفظ وطن میں — یگانہ ہے وہ ممتازِ شہادت
صلہ اس کا حیات جاوداں ہے — وہ ظاہر کر گیا رازِ شہادت
کہی تاریخ، ہو کر "آبدیدہ" — "مقدس تاجِ اعزازِ شہادت"

۲۶ — ۲۶ + ۱۴۰۴ = ۱۴۳۰ھ

(۲)

دریغا کہ اشرار کی ضرب سے — شکستہ ہوا آبگینۂ خیر
قسیمِ ازل نے بروزِ ازل — دیا تھا اُسے ہر قرینۂ خیر
اگرچہ تھا زوروں پہ طوفانِ شر — سنبھالے رکھا وہ سفینۂ خیر
محافظ وہ ناموسِ اسلام کا — وہ تھا پاسبانِ خزینۂ خیر
درِ انگشتریٔ خلوص و وفا — وجودِ نعیمیؒ، نگینۂ خیر
وصالِ نعیمیؒ کا طارق نے سال — کہا ہے "متاعِ مدینۂ خیر"

۱۴۳۰ھ

(۳)

وطن کے دشمنوں، اعدائے دیں سے
جیا، جیتے ہیں جس طرح مجاہد
حق و باطل کی آویزش میں اُس کا
کبھی نیچا علم اس کا نہ ہوگا
جنودِ خیر کا نقصان ہے یہ
کہا سال شہادت اُس کا طارق

دلیرانہ رہا وہ محوِ پیکار
کیا حق کا بڑی جرأت سے اظہار
رہا اک بندۂ مومن کا کردار
وہ تھا حق و صداقت کا علم دار
وفات اُس کی زبانِ حزب احرار
مکرّر ''آہ'' سے ''تصویرِ ایثار''

۱۲ + ۱۴۱۸ = ۱۴۳۰

☆☆☆

قطعۂ تاریخِ رحلت

حضرت الحاج محمد عارف قادری ضیائی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مریدِ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین قادری رضوی نور اللہ مرقدہٗ (مدفون جنت البقیع مدینہ طیبہ)

.... یکے از بانیانِ مرکزی مجلس رضا لاہور ....

تاریخ رحلت: ۲۳ اپریل ۲۰۰۹ء...... ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ (آخری آرام گاہ جنت البقیع مدینہ طابہ)

''چراغِ محبتِ رسولِ جہاں'' ۲۰۰۹ء

ہو گئے اُس کے اسیر حلقۂ دامِ ولا
نام تھا اُس کا ضیاء الدین احمد، مردِ حق
بادۂ عشقِ نبی بانٹا کئی عشروں تلک
اُس کے بابِ جود سے عارفؔ بھی تھا فیضان یاب
راہ فردوسِ بریں کی آہ عارفؔ نے بھی لی
ہو گیا آسودہ جنت میں بقیعِ پاک کی
نشرِ افکارِ رضا میں اُس کا ہے کردار خاص

عاشقانِ سرورِ عالم، محبانِ نبی
لی رضا سے اُس نے بھی خوشبوئے فیضانِ نبی
طیبہ میں تھا مرجعِ عشاقِ ذی شانِ نبی
اُس نے اِس نسبت سے پایا لطف واحسانِ نبی
اُس کی رحلت سے ہیں خستہ دِل غلامانِ نبی
دائمی آرام گاہ جاں نثارانِ نبی
مغفرت پائے بحق واصفِ شانِ نبی

اُس کو فردوسِ بریں میں بخش دے اونچا مقام ذاتِ حق، بہرِ رضا و بہرِ حسانِ نبی
تربتِ عارف ہو اِک گہوارۂ طیب و ضیا اس کو بخشش سے نوازے ربِ رحمانِ نبی
میں نے تائیدِ سروشِ غیب سے تاریخ فوت کی رقم طارق "ضیائے علم و عرفانِ نبی"

۱۴۳۰ھ

☆☆☆

حاجی محبوب علی قوال رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ عالم حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تربیت یافتہ دربار عالیہ
گولڑہ شریف کے شہرۂ آفاق مُطربِ خوش نوا و دانائے رموزِ سماع، قوالِ بے مثال

سال وصال: ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۱ء............"شمع عظمتِ سماع" ۱۹۹۱ء

حاجیؒ صاحب کے تذکرے کے بغیر نا مکمل ہے داستانِ سماع
بابو جیؒ کا وہ فیض پروردہ تھے جو ممتاز رازدانِ سماع
باغِ مولائے رومؒ کا بلبل وہ مُغنی، نشانِ شانِ سماع
محفلِ اہلِ ذوق کا محبوب وہ دل آرامِ عاشقانِ سماع
اس سے آدھی صدی تک ہوتے رہے کیف اندوز عارفانِ سماع
حسنِ نُطق و نوا کا نقشِ جمیل پیکرِ خوبیٔ زبانِ سماع
منفرد اس کی بزم آرائی نادرِ عصر اس کی شانِ سماع
آپ اپنی مثال تھا لاریب مُطربِ بزمِ جاودانِ سماع
آہ ابرِ اجل میں پوشیدہ ہو گیا نیرِ جہانِ سماع
اس کی رحلت سے اہلِ بزم اُداس دل گرفتہ ہیں دوستانِ سماع
نغمہ پرداز ہو گیا خاموش سُونا سُونا ہے گلستانِ سماع
یہ ہے نقصانِ محفلِ عرفان یہ طارقؔ بڑا زیانِ سماع
مُطربِ خوش نوا کی رحلت کا
سال ہے "اختصاص و آنِ سماع"

۱۴۱۱ھ

......اپنی اکلوتی لختِ جگر منیرہ سحر کے لئے......

لوری

تو مری لختِ جگر، نورِ نظر ہے سوجا
رات لمبی ہے، ابھی دور سحر ہے سوجا
تو منیرہ ہے، مری نورِ نظر ہے سوجا

اب تجھے کیوں ہو کسی بات کا غم، خوف و خطر
دستِ شفقت ترے بابا کا ہے تیرے سر پر
حق نگہبان تیرا شام و سحر ہے، سو جا
تو منیرہ ہے، مری نورِ نظر ہے سوجا

میں نہیں سمجھا، ترے رونے کی آواز ہے کیا
کوئی پیغام کوئی مژدہ کوئی راز ہے کیا
ابھی ان باتوں کی کیا تجھ کو خبر ہے، سوجا
تو منیرہ ہے، مری نورِ نظر ہے سوجا

بخشنے والا تجھے کنزِ سعادت بخشے
تیرے ماں باپ کو بھی تیری بدولت بخشے
ماں کی محبوب ہے تُو، جانِ پدر ہے سوجا
تو منیرہ ہے مری نورِ نظر ہے سوجا

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

معاصر شعراء کی نظر میں

مرتبین

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

منفرد منظوم خراج تحسین

حضرت علامہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی ☆

م: مہرِ محبت ماہِ مودّت مصدرِ مہر و مردِ مُروّت
معدنِ معنی منبعِ مدحت مخزنِ مجد و محسنِ ملّت

ح: حامدِ حمدِ حُسنِ حقیقت، حامی حق و حافظِ حکمت
حاملِ حب و حاصلِ حرمت حاجی حج حرمِ حلاوت

م مونسِ مسلک مثبت و محکم، موضعِ مشرب مخلص و مُعظم
منشی منصف، مصلحِ مصنف، مورثِ منصب، منشاءِ منت

د دستِ درخشاں دار دبستاں دیدۂ دانش دیہم دیواں
درفش درک و دلبرِ دانا درد درون و داب دراست

ع علَمِ عقیدت عطرِ عطوفت عینِ عنایت عزمِ عبادت
عنبر عبرت عزّتِ عترت عشوہ عظمت عرصۂ عظمت

ب بذلۂ بزمِ بقعۂ بہجت بادِ بہار باغِ بلاغت
بحرِ بصیرت بدرِ بداہت برقِ براعت بادۂ برکت

د دافعِ درماں داعی دعوت دستِ دُعا وَ دُرِّ درائیت
دَھنِ دقائق، دہن دیانت، داروئے درد و دفنِ دنائیت

ا اخترِ الفت اثرِ اجابت ادب آموزِ اصلِ اصابت
اسماعیل الحسنی احسن آکرۂ اہلِ ادب و اشاعت

ل لُجہ لذّت لکہ لبعت، لُبّ لُباب لغتِ لطافت
لحہ لحہ لولائے لالا لحظہ لحظہ لعلِ لیاقت

☆ شاعر، ادیب، مصنف، خطیب، سجادہ نشین: آستانہ عالیہ شاہ والا شریف (تحصیل قائد آباد) ضلع خوشاب
0300-4730455

ق قافِ قیادت قوسِ قدامت قوتِ قلوب و قوتِ قامت
قصرِ قرابت قلزمِ قربت قرعۂ قدرت قندِ قناعت
ی یادِ کہ یارانِ یگانہ، یاورِ یکتائے یارانہ
یکۂ یثرب یاریٔ یٰسیں یمنِ یقین و یسر یسارت
و وارثِ ورثہ ودِ ودود و واقفِ وادیٔ وصل ورود
وسطِ وساطت وجہ وجاہت ورق وقار و وحید وضاحت
م میں مسکین محبِّ متوالا موجی مستِ محبت
میٹھے میٹھے مورے ماہی من موہنے مُکھ مُورت

☆☆☆

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری

پروفیسر محمد اکرم رضا☆

ماجرا ہیں کیا کہوں محبوب کے فرمان کا
ذکر ہے کرنا جہانِ شعر کے سُلطان کا
نام ہے قیوم طارق، صاحبِ عظمت ہے وہ
نعت گوئی سے بڑھایا سلسلہ ایمان کا
شاعرِ رنگین نوا، عالم ہے وہ فاضل ہے وہ
ذکر کرتا ہے یہ ہر پل سرورِ ذی شان کا
ہر گھڑی معروف ہے مداحِ سرکارؐ میں
ایک اعزازِ حسیں ہے مُلکِ پاکستان کا
حمد خالق، نعتِ احمدؐ کے حسیں جلووں میں گم
وہ تمنائی ہے مدحِ حاملِ قرآن کا
اولیاء کی منقبت اس کا حسیں معمول ہے
اس میں پایا ہے قرینہ درد کے درمان کا
خوب ہے تحریر اس کی خوب تر اس کا کلام
مدعا اس کو ملا ہے اس میں ہر ارمان کا
اس کے دل میں موجزن ہے شہرِ طیبہ کا جمال
ذکر پھر چھیڑے وہ کیونکر قیصر و خاقان کا
آج ہے تاریخ گوئی میں وہ خود اپنی مثال
یہ بھی ایک انعام ہے فکرِ عظیم الشان کا
نازشِ علم و قلم ہو، صاحبِ فکرِ حسیں
اے رضا اس سے ہویدا نور ہو عرفان کا

☆ قادر الکلام شاعر، مصنف، قلمکار اور خلیق انسان: گلی نمبر ۱۰۔ وحدت کالونی کشمیری بازار۔ نزد مسجد سلطان باہو گوجرانوالہ 055-4244459, 0302-6632035

قطعۂ تاریخِ طباعت........تجلیاتِ حرمین

سید شاکر القادری چشتی نظامی☆

السلام اے قصبۂ سلطان پور کی سرزمیں — رشکِ فردوسِ معلیٰ غیرتِ خلدِ بریں
تیری مٹی سے ہوئے پیدا کئی لعل و گہر — اہلِ دل، اہلِ یقیں، اہلِ نظر، اہلِ ہنر
وجہِ افتخار ہے تیرے لیے آلِ نبیؐ — خاندانِ چشت سے تجھ کو بڑی عزت ملی
خالق و قیوم کا لطف و کرم تجھ پر ہوا — اک ثنا خوانِ محمد ﷺ خاک سے تیری اٹھا
آں "مفکرِ آستانِ نعت" شاہِ ذوسخن — خسرو تاریخ گوئی طارقؔ شیریں سخن
خاکیاں را نغمہ اش کیف آور و جاں آفریں — قدسیاں را ذوق پیدا از سرودش بالیقیں
روشن از انوارِ نعتِ سید کون و مکاں — سینۂ مداحِ ممدوحِ خدائے انس و جاں
آں سخنور صاحبِ فکر و نظر اہلِ یقیں — عندلیبِ گلستانِ رحمۃ للعالمینؐ
ضوفشانِ مدحِ خواجہ "صورتِ نجم السحر" — زائرِ ارضِ تمنا "بندۂ خیر البشرؐ"
صاحبِ حسن و صباحت، خوبرو، روشن جبیں — "منظرِ صبحِ مدینہ" کی تجلی کا امیں
یہ سفر، یہ "رابطہ بخشش کا" یہ وارفتگی — ہو مبارک" حاضریٔ قریۂ پاکِ نبیؐ"
اے خوشا! ہے داستانِ عشق و مستی سربسر — "خادمِ خدامِ طیبہ" کی یہ رودادِ سفر
بارک اللھم یہ خوش بوئے شہرِ مصطفیٰؐ — اے خوشا! سبحانک اللھم دل کش تذکرہ
یہ حکایاتِ کرم یہ وارداتِ قلب و جاں — یہ حریمِ کعبہ و بیت النبیؐ کی داستاں
مسجدِ جن، غارِ ثور اور مولدِ پاکِ نبیؐ — جبلِ رحمت، خلعتِ کعبہ، بقیعِ پاک بھی
وادیٔ کوہِ احد گنجِ شہیدانِ وفا — مہبطِ جبریلؑ و وحیِ اولیں، غارِ حرا
صبحِ طیبہ، گنبدِ خضریٰ، مواجہ کا بیاں — لمحہ لمحہ بے خودی وارفتگی کی داستاں
روضۂ جنت، مصلیٰ بابِ جبریلِ امیںؑ — استنِ حنانہ و منبر کا ذکر دل نشیں
صفہ و محرابِ مسجد اور سنہری جالیاں — ہر گھڑی افزوں ہیں جن کے ذکر سے بے تابیاں
نوردیدہ، روح افزا، لذتِ جاں، دل کشا — رنگِ گلشن، نکہتِ گل، موجۂ بادِ صبا
چاندنی، قوسِ قزح، خوشبو، صباحت، روشنی — دلکشی، نکہت، ترنم، کیف، لذت، نغمگی

☆ لائبریرین ضلع کونسل اٹک (پاکستان)

بہ نام خدای بسیار بخشاینده و بخشایشگر و مهربان

دکتر محمد حسین تسبیحی (رہا) ☆

............(۱)..................

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب دربارهٔ ادیب و شاعر بزرگ "طارق سلطان پوری شاہیر کی نظر میں" تصنیف ضیف شخصیت علمی و ادبی جناب آقای سید محمد عبد اللہ قادری پسر ارجمند مرحوم سید نور محمد قادری اهل منڈی بہاء الدین۔ کتابخانه او را و شخص او را در سال ۱۹۷۴م دیدار کردم رحمۃ اللہ علیہ

کوشش سیّد محمد عبد اللہ دل پذیر
گلشن مهر و محبت از وجودش مستنیر
راه حق پیموده این مرد سخن در ملک دل
او بود نور محمد راپسر روشن ضمیر
درویش نور خدا پیوستهٔ راه ادب
شهر واه کینٹ از وجودش آمده راه منیر
سیرت او پاک و صورت روشنی بخش وفا
می رود راه خدا در قلب او صوت صریر
طارق سلطان پوری را خوش نوشته او کتاب
در نوشتن او بود نیک محبت را سفیر
شد قلم در دست او "ن و القلم" نور پدر
آن پدر نور محمد قادری شیخ کبیر
شاعر نیکو سرشت و عالم شیرین زبان
فارسی و اُردو و پنجابی بود اُورا دبیر

☆ مشہور ایرانی سکالر، دانش ورجلیل، شاعرِ نبیل پتہ: شمارہ منزل ۱۰ کوچہ ۲۰ خیابان نعمت کیکاوس ملحق خیابان دولت تہران (ایران) 009821-22587744

دیدم او را من بہ گنج بخش محبت سالھا
درولش نور محمد قادری راسر بہ زیر
آہ و افسوس من شدم دو راز کتب خانہ چراہ
یادِ یاران و عزیزان گشتہ ام ہمچوں اسیر
باغ دل پر گل بود از یاد یاران ادیب
خاصہ سیّد عبد اللہ مرد فقیر
لطف حق سیّد محمد عبد اللہ رابود
قادری باشد بہ نسبت شعر او باشد شہیر
دل ھمی خواھد کہ بیند دوستان پاکدل
قادری، سلطان پوری، ھم افتخار صاحب سریر
افتخار احمد کہ باشد حافظ قرآن حق
طارق سلطان پوری را او بود یاد بصیر
طارق سلطان پوری نزد مشاہیر جہان
آمدہ شعر و ادب، تاریخ گوی بی نظیر
سیّد محمد عبد اللہ قادری کوشش نمود
تا کہ احوالش روذ در شرق و غرب دشت و کوی
در حروف جمل آمد مادہ تاریخ کتاب
این بود تاریخ گوی، ھم بشیر وھم نذیر
"عبد قیوم طارق سلطان پوری نقش جہان"

۱۴۲۹ھ ق

این بود تاریخ ھجری در کتابت مستیز
"عبد قیوم طارق سلطان پوری راہ کرم"

۱۳۸۹ھ ش

او بود صاحب کرم تاریخ گوی پاک و پیر
"عبد قیوم طارق سلطان پوری بخت بلند"

۲۰۰۸ء

شہرت او ہمچو خورشید جہان نور بشیر
"عبد قیوم طارق سلطان پوری مقبول شیخ"

۲۰۰۸ء

نغمہ تاریخ میلادی بود گوہر پذیر
در حسن ابدال و سلطان بود عشق زندہ باد
شعر حمد و نعت تو از مصطفیٰ خیر کثیر
این "رضا" ھمواره یاران را دعا دارد بہ دل
حافظ آناں بود ذات خداوند قدیر

.............(۲).............

"طارق سلطانپوری نامہ"

بہ مناسبت خدمات فرہنگی وادبی و مادہ تاریخ گوئی ادیب وسخنور بزرگ اردو فارسی پنجابی و پوٹھواری جناب آقای الحاج پرفسور محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری ساکن سلطان پور۔ حسن ابدال استان پنجاب پاکستان

محمد عبد قیوم آن کہ باشد گلشن پاکان
بہ سلطان پوری آمد در حسن ابدال پاکستان
شدم پیوستہ اشعار زیبای دل انگیزش
کہ دارد جلوہ عشق و محبت در دل جانان
گلستان حسن ابدال و سلطان پوری زیبای
بود درگاہ قیومی و ابدال بہارستان
محمد عبد قیوم است و سلطان جہان عشق

الٰہی کن نصیب من کہ بینم چہرۂ خوبان
ھمہ جانام اور روشن، ھمہ جاشعر او گلشن
بود در بوستان دل، مثال بوی خوش پنھان
سپاس از افتخار احمد کہ دادہ آشنای ھا
محمد عبد قیوم است و طارق نشان سلطان
حسن ابدال دانای، چو سلطان پور بینای
صفات مومنان دارد، دو شہر گلشن نیکان
رفیقان محبت ھا، بہ درگاہ شریف او
یقین باشد کہ سلطان پوری آنجا بہترین انسان
خدایا رونگھدار آمدہ این عبد قیومی
بود عمرش مثال خضرؑ و پایندہ است جاویدان
گرفتہ دامن شعر و ادب این بلبل ابدال
حسن ابدال و سلطان پور، زطارق گشتہ آبادان
بود استاد دانا، این ھنر مندھو گستر
زبان ریختہ از او، چو گل در باغ و دربستان
ادیب و نکتہ سنج و دانشو مند و سخنی پرور
حروف ابجد و جمل بود در مغز او پیان
بود ھر مادہ تاریخش، یکی صنعت گر الفاظ
بہ ھر درگہ، بہ ھر دریار، از او گردیدہ باغستان
محمد عبد قیوم، طارق سلطان دین و دل
بہ سلطان پوری آمد گوھر دُرج سخن گویان
کمال حضرت طارق بود گویندۂ تاریخ
بہ نظم و نثر اردو آمدہ بابای تاریخ دان
ندیدم بہتر از طارق، سخن دان و سخن پیرا

یقین اشراق و الہام است از او پیانگر عرفان
بہ قرآن و حدیث و قول و فعل اولیا گوید
ہمہ اشعار نیکوی، ہمہ الفاظ او احسان
رسید از افتخار احمدؐ پیام عشق قیومی
کہ طارق در سخن گوی بود چون سعدی دوران
بلیغ است و فصیح است او، یگانہ در سخن گوی
یقین دارم کہ شعر او رسد در کشور ایران
زبان فارسی آمد بہ جان پیوستۂ اردو
بیا شانہ زنیم بر زلف این ھردو زبان یکسان
منم ایرانی و طارق بہ پاکستان زمین باشد
بود اردو پیام او بہ فارسی عہد وھم پیان
الٰھی زندہ و پایندہ، سلطان پوری دانا
چو ماہِ نو بود درخشان، چو خورشید جہان تابان
چرا دیدار ما ناید میسر، ای جہان عشق
دلم خواھد کہ بینم چہرۂ طارق دراین بستان
دعا گویم، ثنا گویم، کہ باشد زندہ و جاوید
محمد عبد قیوم، طارق سلطان پوری جان
حسن ابدال و سلطان پور بود روشنگر دل ھا
کہ باشد طارق خوبی نشان ھل اتی انسان
بہ ایران و بہ پاکستان بین مکھای خوشبوی
معطر کردہ دینار از اشعار سخن گویان
"رضا" خدمت کند ھر دم، ادیب گوھر یکتا
کہ او دریتیم آمد بہ سلطان پور پاکستان

طارق سلطانپوری بنام دکتر محمد حسین تسبیحی رہاؔ ☆

دانشورِ جلیل، شاعرِ نبیل ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا تہران (ایران) بحوالہ مکتوب گرامی بتاریخ۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۹ ہجری / ۲۹ جنوری ۲۰۰۸ء (۹، ۱۱، ۱۳۸۹ ھ ش) کے جواب میں چند قطعات تاریخ اور مادے حضرت طارق سلطانپوری نے استخراج فرمائے۔

''خوبیِ گفتارِ علی'' ۱۴۲۹ھ، ''خورشید منزلِ علم و آگہی'' ۱۴۲۹ھ
''بزم گاہِ خوبیِ تسبیحی رہا'' ۱۳۸۹ ھ ش، ''تنویرِ شمعِ جادۂ فکر'' ۱۳۸۹ ھ ش
''نورِ علم و فضلِ تسبیحی رہا'' ۲۰۰۸ء، ''وجدانِ فضیلت و خوبی'' ۲۰۰۸ء

(۱)

مثلِ اُو بلبلِ خوش لہجہ نہ در باغِ ادب
ہمچوں اُو قلزمِ تحقیق ندیدہ غواص
یافت از بارگہِ خالقِ قرطاس و قلم
علم و ادراک، ز عرفان و ادب بہرۂ خاص
بہرِ تاریخ ز ہاتف چوں مدد طلبیدم
گفت، تسبیحی رہا ہست، ''بہشتِ اخلاص''
۱۴۲۹ھ

(۲)

یافت ہموارہ عنایاتِ فراوانِ رہا
ہست ایں ناچیز طارقؔ زیرِ احسانِ رہا
شہرۂ اوجِ مقامش در زمانہ چار سو
اللہ اللہ افتخار و شوکت و شانِ رہا
تابشِ سیمائے اُو آئینہ دارِ نورِ حق
مظہرِ حسنِ نیاگاں روئے رخشانِ رہا

☆ مکتوب حضرت العلام محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری بنام ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ۱۲ فروری ۲۰۰۸ء

پُر ز گنج دانش و حق آگہی کا شانہ اش
از متاع معرفت معمور دُکانِ رہا
من چہ دانم کم سوا دو بے ہنر تفصیل او
مرد دانش مند باشد رتبہ دانِ رہا
یا الٰہی بادا بے خوف خزاں تا روز حشر
آگہی پرور خرد افروز بستانِ رہا
سر خمیدہ در تشکر من بہ پیش او کریم
جان و قلبم را منور کرد لمعانِ رہا
فیض یاب از بخشش وجودش جہان علم و فضل
کمترینم ہم یکے از فیض خواہانِ رہا
من ندارم ہیچ باک از یورش جہل و عناد
من ببیں بختم کہ دارم ظل دامانِ رہا
بیش قیمت لعل و گوھر سوئے من ارسال کرد
شادماں گویم "ہویدا نور فیضانِ رہا"

۱۴۲۹ھ

ے کند طارقؔ دُعا آمین بگوید کل جہاں
از خزاں محفوظ یا ربّ بادا بستانِ رہا

(۳)

رہا مہتاب دانش است امروز
بہ فضل حق تعالیٰ رَبّ معبود
علوئے حکمتش پایاں ندارد
بلندی ہائے فکرش غیر محدود
مسخر منزل فضل و ہنر کرد
بہ جہد و استقامت راہ پیمود

نظیرش در جہان علم عنقا
بہ دنیائے خرد مثلش نہ موجود
طلب گاران علم و آگہی را
در دانش فزونش باب مقصود
معلمِ عالم و عارف سخن ور
وقار و عزما آں شخص مسعود
بہ پیری چوں جواناں محو درکار
بلند ہمت بہ یک ساعت نیا سُود
زعلم و تجربہ اش یافتم نفع
زفیض خامہ اش اندوختم سُود
بہ حال من کرم بے انتہا کرد
درحق من سرود اشعار محمود
رسانیدم مرا براوج عزت
نوازش کرد خوب آں صاحب وجود
چوں جستم از سروش غیب تاریخ
"فروغ منبع تطہیر" فرمود

۲۰۰۸ء

طارق سلطانپوری کے فنِ تاریخ گوئی کا نمونہ

سنِ وصالِ نبوی ﷺ قرآن حکیم سے استخراج کیا گیا

تکمیل اسلام

۶۳۲ء

تکبیر

۶۳۲ء

استاد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

مادہ تاریخ گوئی بزرگ و تضمین نگار سترگ و نعت گوئی عظیم شاعر بزرگوار اردو و فارسی

افتخار احمد حافظ قادری ☆

مہبط مہرو وناچون گلشن جانان شدہ
یاد طارق گشتہ نقش سینہ و درجان من
او بود اُردو زبان و شاعری خوش رہنما
مھربان و باوفا اندر طریق عاشقی
طارق سلطان پوری تضمین نگاری می کند
خانہ و کا شانہ اش شد خانقاہ عاشقان
عاشقان حمد و نعت مصطفیٰ را دو ستدار
پاک دل این مردانا در طریق مصطفیٰ (ﷺ)
طارق ای دوست عزیز و نازنین افتخار
عبد قیوم محبت آمدی در ھر کتاب
سرو ناز باغ اردو خوش قدو بالا شدہ
شھرہ گشتہ درجھان و ملک پاکستان زمین
آن محمد عبد اللہ قادری سیّد پاک اعتقاد
یاد اوباشد بہ خیر و کار او باشد یقین
ھردو از یاران من سلطان پوری و قادری
ھر کتاب از من شدہ زینت فزا عزت فزا
بسیت و چار آثار من باشد کتاب افتخار
زندہ و پایندہ سلطان پوری عشق و صفا
''افتخار'' اینک سرودہ شعر فارسی بھراو

صدق و راستی دردلم روشنگر ایمان شدہ
طارق سلطان پوری ہم عھدو ہم پیان من
گوھر دُرج محبت پیکر لطف و صفا
شعر او عذرا بوذ ما عاشقان وا مقی
حمد و نعت و منقبت گوھر شماری می کند
عاکفان درگہ حق رابود او دلستان
خلق خوش حسن سلوک اور اشاد است ودثار
صد ہزار از ماسلام بر ذات پاک مصطفیٰ (ﷺ)
افتخار احمد ترا دار دبہ دل باغ و بھار
ھر کتاب افتخار از تو شدہ عھد شباب
مادہ تاریخ ادب محبوبۂ دل ھا شدہ
گل زمین او را شدہ روشنگر علم الیقین
طارق سلطان پوری را دادہ دست اتحاد
درنگارش ھای نیکو او بود حق الیقین
گوبیا شد ضرب سکہ افتخار و قادری
تاکہ سلطان پوری آنجا شعر خود کردہ ادا
ھریکی از شعر طارق آمدہ فضل بھار
شعر اور روشنگر حق و حقیقت ھرکجا
عاشقان ھموادہ ساکن می شوند در شھر او

☆ افشاں کالونی راولپنڈی 051-5510854

تنویر پھول

خراج تحسین برائے طارق سلطانپوری

ط طریق شاعری پر ہے رواں رہوار طارق کا!!
کہ اُن کے فن میں عکس آتا نظر ہے جذب صادق کا!!
ا ادب میں مل گیا بے شبہ ہے اعلیٰ مقام ان کو!!
سبھی واقف ہیں ان سے، جانتے ہیں خاص و عام اُن کو!!
ر ریاضت کی انہوں نے اور پھل بھی اس کا پایا ہے!!
ادب کے باغ میں پودا تناور اک لگایا ہے!!
ق قدم ان کے رواں رہتے ہیں راہ ارتقا پر ہی!!
بڑی محنت یہ کرتے ہیں بڑی ہے شخصیت ان کی!!
س سدا سایہ فگن ان پر سحاب علم و فن بے شک!!
عمل کے ہیں یہ پیکر اور کرتے کام ہیں انتھک!!
ل لیاقت رب نے بخشی ہے انہیں تاریخ گوئی کی!!
ہنر میں اپنے یکتا ہیں یقیناً بات ہے سچی!!
ط طلب ان کو کمال فن کی رہتی ہے ہمیشہ ہی!!
اسی باعث ملی ہر سمت ان کو کامیابی بھی!!
ا اثاثہ ہے ادب اُن کا، سخنور بے بدل ہیں یہ!!
ہمیشہ ہم نے یہ دیکھا ہے معروف عمل ہیں یہ!!
ن نجوم علم و فن کی روشنی اشعار میں ان کے!!
کھلے گلہائے رنگارنگ ہیں گلزار میں اُن کے!!
پ پذیرائی ملی ان کو سخن کی محفلوں میں ہے!!
شمار ان کا یقیناً عالی رتبہ شاعروں میں ہے!!

و وقار اُن کو ملا ہے ان پہ ہے اللہ کی رحمت!!
دعا میری ہے پاتے ہی رہیں یہ عظمت و رفعت!!
ر رموز شاعری سے بے گماں یہ خوب ہیں واقف!!
سخن کی وادیوں میں نت نئے رستوں کے ہیں کاشف!!
ی یدطولیٰ یہ رکھتے ہیں یقیناً پھول ہر فن میں!!
ملی ہے ان کی خوشبو ہم کو علم و فن کے گلشن میں!!

☆☆☆

حبِ رسول ﷺ کے سبب حاصل ہے ان کو یہ مقام

حضرت صابر براری☆

"گنجینۂ سخن تجلیات حرمین" ......۲۰۰۰ء "طربِ آمیز تجلیات حرمین" ۱۴۲۱ھ

"تصنیف افصح الکلام طارق سلطان پوری" ۲۰۰۰ء

مکے مدینے کا سفرنامہ ہے یہ حسین تر رکھیں گے سر پہ بالیقیں اس کو ہر ایک خاص و عام
طارق وہ خوش نصیب ہیں جن پر ہوا ہے فضلِ ربّ حُبِ رسول ﷺ کے سبب حاصل ہے ان کو یہ مقام
آئے ہیں بن کے حاجی و زائر روضۂ نبی سجدے کیے ہیں شکر کے راہِ سفر میں گام گام
آقا کے در کی حاضری ہے مغفرت کی اک سند ان کے سفر کی روئداد دیتی ہے ہم کو یہ پیام
سال طبع کی فکر تھی صابرؔ صدا یہ دل نے دی کہہ دو "تجلیات ہے بے مثل زینت امام"

۲۰۰۰ء

☆ استاد، شاعر، تاریخ گو............ کراچی

پاسِ الفت

بخدمت شاعرِ خوش نوا مادحِ مصطفےٰ ﷺ جناب سردار محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے ☆

ط طریقِ ہدیٰ کا ہے اِک شہ سوار — وہ سردار قیوم عالی وقار
ا اخوت محبت کا ہے وہ نقیب — کلام اُس کا خستہ دلوں کا طبیب
ر رئیسِ جہانِ خلوص و وفا — یگانہ ہے وہ مادحِ مصطفےٰ ﷺ
ق قناعت پسند ہے وہ مردِ غیور — ہر اِک شعبۂ فن پہ اُس کا عبور
س سراپا سعید اور سراپا جمیل — جہاں میں نہیں کوئی اُس کا مثیل
ل لبیق و خلیق و مروّت پناہ — اَدب کا سکندر ہے بے اشتباہ
ط طفیلِ جنابِ رسالت مآبؐ — ملی ہیں اُسے خوبیاں بے حساب
ا اَمیر القلم ہے فصیح البیاں — ہر اِک شعر اُس کا ہے تعویذِ جاں
ن نگہ اُس پہ بابو جی سرکار کی — امامِ زماں وہ خدا کے ولی
پ پرستارِ دیں ہے فدائے وطن — فقیرانہ اوصاف شیریں سخن
و وہ ہے گوہرِ کانِ فضل و کمال — خجستہ لقا دیدہ ور خوش خصال
ر رہے وہ سدا دہر میں سر بلند — ہر اِک معرکہ میں رہے ارجمند
ی یہ دل سے ہے فیض الامیںؔ کی دُعا — کرے اُس کو عمرِ خضر حق عطا

☆☆☆

ہے ایک یکتا اور نادر مادحِ خیر الوریٰ
ہیں خوبیاں اس کو ودیعت ذاتِ حق سے بے بہا
اس کے مراتب ہوں بلند شام و سحر فیض الامیںؔ
ہے طارق سلطانپوری ایک مردِ خوش لقاء

☆ سجادہ نشین: مونیاں شریف (گجرات) 0301-6207716

تقدّس رواں دواں ہے

جناب طارق سلطانپوری کی نذر

تہنیت گذار: ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم سرگودھا ☆

ابیات میں ہیں جلوے سوچوں میں کہکشاں ہے
ان کی سخنوری میں تقدّس رواں دواں ہے
لکھتے ہیں جو بھی اُس سے بکھرتی ہیں نکہتیں
اُن کے قلم پہ ربّ کی عنایت کا بھی نشاں ہے
کرتے ہیں گفتگو تو بکھرتی ہے چاشنی!
اُن کی ہر اک ادا میں محبت کا بھی سماں ہے
کہتے ہیں جو بھی شعر وہ ڈھلتا ہے پھول میں
طرزِ سخنوری میں خوشبو ہے گلستاں ہے
سب لوگ اُن کی قسمت پہ کرتے ہیں رشک بھی
رنگ سخن بھی اُن کی اداؤں پہ شادماں ہے
ماہر بھی ہیں وہ فن تاریخ گوئی میں
اس میں اُن کی الفت اس فن کی ترجماں ہے
ربّ کا کرم ہے اتنا کہ اُن کا کمالِ فن
اہل قلم پہ انجم روشن ہے خود عیاں ہے

☆ کاشانہ راجپوت p/2 چوک مسجد عمر مقامِ حیات سرگودھا

حضرت طارق کی حاضریٔ حرمین پر منظوم تاثر

سرور ابنالوی ☆

عرب کی سر زمین سے چاند ابھرا اور یوں چمکا
کہ قلب و روح کی ایک ایک بستی جگمگائی ہے
دریچے خلد کے واہو گئے اور بخت جاگے ہیں
گھٹا رحمت کی آمڈی اور گنہگاروں پہ چھائی ہے
وہ جن کے در پہ شاہانِ زمانہ سر جھکاتے ہیں
خرد نے دولت خود آگہی اس در سے پائی ہے
اسی در پر مبارک ہو تجھے طارقؔ جبیں سائی
کہ فضل حق سے دل کی آرزو آخر بر آئی ہے
سرور ابنالویؔ باد صبا آئی مدینہ سے
"سرور دل فروغ روح" کا سامان لائی ہے

۲۰۰۰ء

☆☆☆

پیکر صدق وصفا سردار عبدالقیوم طارق سلطانپوری

۲۰۰۹ء

طارق سلطانپوری نعت گوئے باکمال
ہست بر اوٗ مہرباں بے حد خدائے ذوالجلال
حق کند او را عطا عمر خضر فیضؔ الامیںؔ
صاحب عرفان و دانش ہست آں شیریں مقال

(صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے)

☆ تاریخ گو شاعر، راولپنڈی

قطعۂ تاریخِ طباعت

تجلیاتِ حرمین

از

زائرِ ارضِ تمنا جناب محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری مدظلہٗ

سیّد شاکر القادری چشتی نظامی (اٹک)☆

ای شہنشاہِ ﷺ حسن و زیبائی بس کہ در باغ و راغ پیدائی
از رخت گر نقاب بکشائی جان فشانم ز فرطِ شیدائی
شادکن جانم از جمالِ خویش من بہ جان آمدم ز تنہائی
تا بہ کی بی تو زندہ می مانم تا بہ کی دامنِ شکیبائی
مجھ کو بھی اذن ہو حضوری کا میں بھی ہوں دید کا تمنائی
فرق بر خاکِ کوئے محبوبی کاش شاکر زنم ز شیدائی
مرحبا طارقِ خجستہ نصیب! خاتم المرسلین ﷺ کے شیدائی
تونے لکھی ہے داستانِ سفر جس کی ہر دل میں ہے پذیرائی
صورتِ گلشنِ تر و تازہ قلمِ دل کش بہ حسن و رعنائی
ذوق کو نغمگی ملی جس سے جس سے افکار نے جلا پائی
قریۂ جاں مہک اٹھا گلشنِ روح پر بہار آئی
بارک اللہ تجلیاتِ حرم یادِ طیبہ کی بزم آرائی
للہ الحمد بہر تاریخش فکر کردم دمی بہ تنہائی

گفت ہاتف بہ ''انبساط'' بگو
ای خوشا شہرِ حسن و رعنائی

۱۲۳+۱۸۷۹=۲۰۰۲ء

☆معروف قادر الکلام شاعر، اٹک

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

تصنیف وتالیف کی دنیا میں





ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

کتب نما

مطالعہ کی میز سے

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں اور تبصرہ ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے

تبصرہ نگار......ملک محبوب الرسول قادری ☆

تجلیات حرمین ......از ...... طارق سلطانپوری

یوں تو حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لیے کیے جانے والے مبارک اسفار کو اہل محبت نے سینکڑوں کی تعداد میں مرتب کرنے کا شرف پایا ہے ان میں نہایت عمدہ سفر نامے شامل ہیں بلکہ اتنے دلنشیں کہ دوران مطالعہ بعض اوقات قاری اپنے آپ کو حجاز مقدس کا مسافر خیال کرنے لگتا ہے لیکن اس حوالے سے منظوم سفر نامے بہت ہی کم لکھے گئے ہیں غالباً حضرت ضیاء القادری اور حضرت حافظ لدھیانوی کے بعد جناب طارق سلطانپوری اردو زبان کے وہ تیسرے خوش نصیب شاعر ہیں جن کو اپنا منظوم سفرنامۂ حجاز رقم کرنے کا اعزاز نصیب ہوا یہ طے ہے کہ یہ سفر نامہ بہر حال بیسویں صدی عیسوی کا آخری اور اکیسویں صدی عیسوی کا پہلا "منظوم سفرنامہ حرمین" ہے۔ اس خوش بختی پر وہ (حضرت طارق سلطانپوری) بجا طور پر مبارک باد اور ہدیہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ محترم طارق سلطانپوری کو یہ عظیم سعادت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء میں نصیب ہوئی انہوں نے اپنے اس سفرنامے "تجلیات حرمین" کا قمری اعتبار سے تاریخی نام رابطۂ بخشش ۱۴۱۹ھ...... رکھا ہے اس سفرنامے کے متعلق وہ خود رقمطراز ہیں اور حقیقت بھی ہے کہ جو کچھ محسوس کیا اسے کسی تکلف و تصنع کے بغیر حوالۂ قرطاس کر دیا۔ زور بیاں و شکوہ کلام کے اہتمام کو غیر ضروری سمجھا کہ اخلاص و نیاز کی دنیا میں سادگی و بے ساختگی کے مقابلے میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

ویسے تاریخ گوئی کا ملکہ طارق سلطانپوری کو اللہ کریم کی بارگاہ سے خاص طور پر ودیعت کیا گیا ہے خلوص ان کا متاع عزیز ہے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے غلامانہ نسبت ان کا اعزاز ہے شاعری ان کا فن اور الفاظ و تراکیب پر مکمل عبور و کنٹرول ان کا خاصا ہے۔ نہایت مختصر وقت اور الفاظ میں بہت بڑے واقعات و حقائق کو سمو کر نہایت احسن و دل پذیر اور عام

☆ مدیر اعلیٰ 'انوار رضا' جوہر آباد...... مدیر 'ماہنامہ سوئے حجاز' لاہور

فہم انداز میں بیان کر دینا ہمارے ممدوح طارق سلطان پوری کی انفرادی حیثیت کو متعین کرتا ہے اپنی اس عالی شان کاوش، تجلیات حرمین (رابطۂ بخشش) کی تکمیل پر موصوف نے جو قطعہ لکھا' ملاحظہ ہو۔

اللہ کا گھر دیکھا' در سرور دیں بھی حاصل ہوئی سب سے بڑی خوش بختی دارین
جو ہو سکا آثار و مناظر کا کیا ذکر الفاظ میں کھینچ سکتا نہیں نقشۂ حرمین
تکمیل کی تاریخ کی طارق تھی مجھے فکر ہاتف نے کہا "مطلع فیضان کریمین"

المختصر زیرِ نظر کتاب عہد حاضر میں اپنی نوعیت کی منفرد کاوش ہے جسے مکتبہ ضیائیہ۔ ضیاء العلوم ۱۲۸۔ یو۔ بازار تکواڑاں۔ راولپنڈی نے نہایت دیدہ زیب سرورق' عمدہ کاغذ' مضبوط جلد' کمپیوٹرائزڈ' کتابت کے ساتھ شائع کیا ہے صفحات ۲۰۷ (بشکریہ: ماہنامہ سوئے حجاز لاہور)

☆☆☆

جواہر تضمین پر ایک نظر ...... (تبصرہ نگار) سیّد محمد انور شاہ قادری ☆

عنوان: جواہر تضمین

مرتب: سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

صفحات: ۹۴

ناشر: رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) محبوب روڈ رضا چوک مسجد رضا چاہ میراں لاہور۔

جب کوئی شاعر کسی دوسرے کا کوئی مصرعہ' شعر یا اشعار اپنے منظوم کلام میں شامل کرتا ہوا اسی زمین اور وزن میں طبع آزمائی کرے تو اسے تضمین کہتے ہیں۔ تضمین نگاری ایک مشکل اور ادق فن ہے کیونکہ یہاں اس کا تخیل اور قلم آزاد نہیں ہوتا بلکہ اسے اس شاعر کے فکر و تخیل کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور وہ اس میں پوشیدہ نکات و اسرار تک رسائی حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اگر وہ اس مقصد کو پالے تو ایک کامیاب تضمین نگار کہلاتا ہے۔

ہمارے ممدوح جناب محمد عبد القیوم صاحب المعروف طارق سلطان پوری مدظلہ العالی ایک ایسے ہی نعت گو شاعر اور کامیاب تضمین نگار ہیں جن کے قلم سے نکلنے والی "سلامِ رضا" پر دو تضمینیں "بارانِ رحمت" اور "برہانِ رحمت" اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں۔ موصوف

☆ حضرت مولوی جی پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (پشاور) کے معتمدِ خاص، مرید صادق اور تربیت یافتہ

تاریخ گوئی میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ استاذ کامل' مرشد اکمل قطب عالم حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس فن کے بڑے قدر دان تھے۔

جناب طارق سلطانپوری صاحب نے یہ دونوں تضمینیں اپنے ایک مہربان دوست محقق اہل سنت حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری کی تحریک پر لکھیں۔ پہلی تضمین "باران رحمت" آپ نے صرف ایک ہفتہ میں تحریر کی جو آپ کی زود نویسی کی روشن دلیل ہے۔ بخاری صاحب نے اس کی نقول ارباب علم و دانش کو ارسال کر کے انہیں اس پر اظہار خیال کی دعوت دی اور پھر ان کی یہ گراں قدر آراء "جواہر تضمین" کے نام سے مرتب کیں جنہیں رضا اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔

اس میں سات مضمون اور پانچ منظوم قطعات دیئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر "باران رحمت" کے مطالعہ کیلئے دل مچلنے لگتا ہے اگر اسے بھی کتاب ہذا میں شامل کر لیا جاتا تو قارئین یہ شوق پورا کرتے ہوئے اپنی مشامِ جاں اس کی مہک سے معطر کر لیتے۔ یہ خوبصورت کتاب ناشر کے پتہ پر پندرہ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کی جا سکتی ہے۔

☆☆☆

"تجلیاتِ حرمین"......(تبصرہ نگار)......ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھا

تجلیات حرمین (اردو) موسوم بہ اسم تاریخی (رابطۂ بخشش ۱۴۱۹ ھ ق)' مؤلف: عبد القیوم طارق سلطان پوری' ناشر: مکتبۂ ضیائیہ' راولپنڈی' پاکستان ۲۵۷ ص' تاریخ چاپ و نشر ۲۰۰۲ م' شمارگان: ۱۰۰۰ نسخہ' کاغذ خوب و چاپ ممتاز و تجلید زیبا و جلد رنگین' بہا (ندارد)' آقای مولانا عبد القیوم طارق سلطان پوری شاعر و ادیب و سخنور توانا و عالی مقام زبان اردو و فارسی و عربی و پنجابی و پوٹھوھاری و ھندکو می باشد۔ او بہ حجاز (مکۃ المکرمۃ و مدینۃ المنورہ) سفر کردہ و حج نمودہ و زیارت مقامات مقدسہ و مشرفہ کردہ است و دیدنی ھا و شنیدنی ھای خود را بہ صورت نثر و نظم اردوی ادبی برای مردم مسلمان شبہ قارہ بہ ارمغان آوردہ است و ۳۵ روز سفر او طول کشیدہ است۔ آقای سید محمد عبد اللہ قادری' آقای سید صابر حسین شاہ بخاری و مؤلف (طارق سلطان پوری) بر این کتاب (سخن ھای گفتنی) نوشتہ اند۔ مادہ تاریخ ھای سفر' تقریباً ۲۵ بار آمدہ است' خواندن این کتاب بر ھر کسی لازم و واجب است۔ کتاب بسیار خوبی است۔

کتاب: تجلیاتِ حرمین

شاعر: طارق سلطان پوری

ناشر: مکتبۂ ضیائیہ راولپنڈی

مبصر: ارشد محمود ناشاد

عبدالقیوم طارق سلطان پوری کہنہ مشق اور خوش فکر شاعر ہیں' ان کی شناخت کے دو بنیادی حوالے ہیں: اوّل نعت گوئی' دوم تاریخ گوئی۔ ان کی نعتیں عقیدے کی چاشنی' فکر کی رعنائی اور فن کی بلندی کی مظہر ہیں۔ تاریخ گوئی' جیسا کہ اربابِ علم جانتے ہیں نہایت مشکل فن ہے کہ مطلوبہ اعداد کے لیے موزوں لفظ کی تلاش میں شعریت ہاتھ سے نکلتی چلی جاتی ہے۔ طارق سلطان پوری نے تاریخ گوئی جیسے مشکل فن میں بھی اپنی قادر الکلامی کا لوہا منوایا ہے' ان کی تاریخیں برجستگی' آمد اور شعریت کے ذائقے سے محروم نہیں۔

''تجلیاتِ حرمین'' (تاریخی نام: رابطۂ بخشش) طارق سلطان پوری کا تازہ کارنامہ ہے۔ ۱۹۹۹ء میں انہیں حج بیت اللہ اور دیارِ رسول ﷺ کی حاضری کا شرف عطا ہوا: ''تجلیاتِ حرمین'' اسی مقدس سفر کی منظوم روداد ہے۔ ۳۵ دنوں پر محیط اس سفر میں طارق سلطان پوری جذب و شوق کی جن کیفیات سے سرشار ہوئے اور جن مبارک مقامات کی زیارت کا انہیں موقع نصیب ہوا' ان کا سچا اور پاکیزہ بیان ''تجلیاتِ حرمین'' کے صفحات میں نور فگن ہے۔ اس صحیفۂ انیقہ سے عقیدت و محبت کی خوشبو میں بسے ہوئے اور جذب و اشتیاق کی کیفیات میں گندھے ہوئے چند شعر ہدیۂ قارئین ہیں:

آج کعبہ ہے مرے پیشِ نظر ''دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے''
ہے پیشِ نظر روضۂ سلطانِ مدینہ کیا ساعتِ مسعود ہے' کیا خوب گھڑی ہے
تابشِ شامِ مدینہ ہوئی دیدہ افروز صبحِ طیبہ کا دلآویز اجالا دیکھا
کچھ اشکِ ندامت کے' خجالت کے کچھ آنسو دامن میں مرے کچھ بھی نہ تھا اسکے سوا اور
اس مرکزِ طہارت و تقدیس و حسن سے جی چاہتا نہیں ہے مگر جا رہا ہوں میں
لپٹ کر بابِ کعبہ سے جدا کی الٰہی یہ کرم ہو بارِ دیگر
آساں نہیں ہے شہرِ محمد سے واپسی یہ حاضری کے دن بڑی مشکل سے آئے ہیں

حضرت طارق سلطانپوری کی چند کتابوں پر نقد ونظر

سعید بدر ☆

حضرت طارق سلطانپوری کے منظومات اور ان کے حوالے سے مرتب کی گئی
چند کتب پر کہنہ مشق صحافی جناب سعید بدر کا بے لاگ تبصرہ

کتاب کا نام: برہانِ رحمت

شاعر: طارق سلطان پوری

ناشر: رضا اکیڈمی لاہور

سن اشاعت: ۲۰۰۵ء

آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ اقدس وعظمت میں آپ ﷺ کے چاہنے والے اور محبت کرنے والے ہر لحہ درودوں اور سلاموں کے نذرانے بھیجتے رہتے ہیں اور یہ اُن ﷺ کی خدمت میں پہنچائے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ دلکشا بھی تو یہی ہے۔

''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے رہتے ہیں نبی ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی اُس ہستی خاص پر سلام وصلوٰۃ پڑھتے رہو۔''

تو اس ارشاد سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور انور واقدس ﷺ پر سلام و صلوٰۃ ایمان کا حصہ ہے۔ شعراء کرام اپنے اپنے رنگ میں یہ فرض ادا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن طارق سلطانپوری ایک ایسا شاعر ہے کہ جو صلوٰۃ وسلام میں کسی صورت کوتاہی کا روادار نہیں ہوتا۔

''برہانِ رحمت'' حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے سلام پر تضمین ہے۔ اُس سلام کی اہمیت اور بڑائی کا تذکرہ اس لئے نہیں کروں گا کہ لاکھوں مساجد میں اور محافل میں ہر روز اس کا دہرایا جانا اور پڑھا جانا اس دلیل کے لئے کافی ہے۔

طارق سلطانپوری کی اس سلام پر ایک تضمین ''بارانِ رحمت'' کے نام سے بھی شائع

☆ صحافی، شاعر، ادیب۔ 965 نظام بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔
042-35414590, 0321-4872700

ہو چکی ہے اس کے ۱۷۵ بند ہیں اور "برہان رحمت" کے ۱۸۵ بند ہیں۔ دراصل کئی اشعار کی تضمین دو بار کی گئی ہے اور کچھ اشعار شاید اضافی بھی ہیں کیونکہ میرے پاس جو نسخہ موجود ہے اس سے اضافی اشعار یہاں شعر بند کئے گئے ہیں اس لئے یہ 'بندوں' کا فرق موجود ہے۔ جبکہ حضرت امام احمد رضا کے سلام کے کل ۱۶۸ اشعار ہیں بہر حال "برہانِ رحمت" سے تضمین کے دو بند ملاحظہ ہوں جو کہ ایک ہی شعر کے ہیں۔

بے کسوں کے سہارا پہ بے حد درود غم زدوں کے شناسا پہ بے حد درود
قلزمِ فیضِ بطحا پہ بے حد درود ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فخرِ نوح و مسیحا پہ بے حد درود نازِ ادریس و موسیٰ پہ بے حد درود
ابرِ گل کارِ صحرا پہ بے حد درود ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

کتاب کا نام: بارانِ رحمت
شاعر: طارق سلطان پوری
ناشر: رضا اکیڈمی لاہور
سن اشاعت: ۲۰۰۵ء

حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کا مقام اور مرتبہ جو بھی ہو۔ موافقین اور مخالفین اُن کے بارے میں کچھ بھی کہتے رہیں لیکن اُن پر اللہ ربّ العزت کا یہ کرم کیا کم ہے؟ کہ انہوں نے اپنے آقا حضرت محمد ﷺ پر ایک ایسا سلام لکھا جو امام احمد رضا خان کی زندگی سے لے کر آج تک اور تا قیامت پڑھا جاتا رہے گا۔ اس سلام یعنی "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پر کئی شعراء نے تضامین لکھیں۔ "بارانِ رحمت" بھی انہیں میں سے ایک تضمین ہے۔ اس تضمین نگار کو یہ درجہ حاصل ہے کہ اس نے اپنی زندگی کو نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ آپ کی نعتیں اکثر و بیشتر رسائل و جرائد کی رونق کو دوبالا کرتی رہتی ہیں۔ طارق سلطان پوری صرف نعت کہنے کی حد تک ہی عاشقِ رسول ﷺ نہیں اُن کے چہرے بشرے کو دیکھ کر بھی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ شخص عشقِ حقیقی سے بہرہ مند ہے۔

"بارانِ رحمت" مخمس ہے جس میں کل ۱۷۵ بند ہیں لیکن نمبر شمار میں ۱۷۱ بند دیئے گئے ہیں۔ جبکہ ابتدائیہ اور اختتامیہ دو بندوں کو علیحدہ نمبر نہیں دیئے گئے۔ تضمین کا مطالعہ ہی شاعر کی محبت و عقیدت کا اندازہ لگانے میں ممد ہو سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے مودت و الفت ہر شعر سے عیاں ہے۔ اور ہر شعر ایک امتی کے دل کی آواز ہے ہر مصرع درود ہے اور ہر بند سلام ہے۔ دو بند ملاحظہ ہوں:

ان کی ہر عادتِ جانفزا پہ درود اُن کے ہر شیوۂ دلربا پہ درود
شانِ یکتائی مصطفےٰ پہ درود نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

میرِ سامان رحمت پہ لاکھوں سلام شاہِ ذی شان رحمت پہ لاکھوں سلام
قاسمِ خوانِ رحمت پہ لاکھوں سلام مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

بارانِ رحمت

"بارانِ رحمت" محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی "سلام رضا" پر دوسری تضمین ہے۔ اس سے قبل وہ "برہانِ رحمت" کے عنوان سے بھی تضمین لکھ کر شائع کر چکے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ میں بھی امام احمد رضا خان کے سلام کے اشعار کے تتبع میں ۱۷۱ قطعات قلم بند کئے ہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہیں کیونکہ بعض اشعار کے دو، دو اور تین، تین قطعات ہیں۔

طارق سلطانپوری پر گو شاعر ہیں جنہوں نے "سلام رضا" پر مختصر مدت میں دو تضمین اور ان کے بعد ایک مزید یعنی تیسری تضمین لکھ کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تضمینوں کے علاوہ انہوں نے "سلام رضا" کے تاریخی مادوں کا بھی استخراج کر کے اپنا لوہا منوایا ہے۔ نمونہ کلام دیکھیئے:

ماہِ کنعانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مہرِ فارانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مظہرِ شانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مظہر حق تعالیٰ پہ دائم دُرود
کل خدائی سے اعلیٰ پہ دائم دُرود
سائر عرش اعلیٰ پہ دائم دُرود
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

طارق سلطانپوری کے اشعار میں پختگی اور ندرت بھی موجود ہیں وہ قادر الکلام شاعر ہیں، ہر طرز اور ہر ادا سے شعر کہنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ایک جگہ کہتے ہیں:

ماہِ کنعانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مہر فارانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مظہرِ شانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مظہر حق تعالیٰ پہ دائم دُرود
کل خدائی سے اعلیٰ پہ دائم درود
سائر عرشِ اعلیٰ پہ دائم درود
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

طارق سلطان پوری کے اشعار میں پختگی اور ندرت بھی موجود ہے۔ وہ قادر الکلام شاعر ہیں، ہر طرز اور ہر ادا سے شعر کہنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، ایک جگہ کہتے ہیں۔

اپنے محبوب پہ لطفِ احسانِ ربّ
ہے جداگانہ و بے مثال و عجب
ہر عطا ہر کرم ہے طلب بے سبب

منزل من قصب لا نصب لا صخب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

یہ کتابچہ محمد مقبول احمد ضیائی قادری نے رضا اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام شائع کیا ہے اور افادۂ عام کے لئے جاری کیا ہے۔ رضا اکیڈمی اپنے قیام سے 204 تک چھ لاکھ کتابیں چھاپ چکی ہے اور عوام میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ رضا اکیڈمی کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔

امام الوقت احمد رضا بزبان طارق

زیر نظر کتابچہ "امام الوقت" احمد رضا بزبان طارق" سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کا مرتب کردہ ہے جس میں انہوں نے محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری کے اُن تاریخی مادوں کو یکجا کیا ہے جو امام احمد رضا خان کی حیات کے واقعات پیش نظر رکھ کر استخراج کئے گئے۔ ان میں اعلیٰ حضرت کی ولادت، القاب و آداب، ختم قرآن مجید کی تقریب، فتویٰ نویسی کا آغاز، سیدنا آل رسول مارہروی کی طرف سے خلافت، دار العلوم منظر اسلام کا قیام، جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ کی تشکیل و تاسیس، کنز الایمان ترجمۃ القرآن کا آغاز، فتاویٰ رضویہ کی طباعت، اعلیٰ حضرت کا پہلا حج، ۱۹۰۶ء میں کراچی تشریف آوری، اعلیٰ حضرت کے جدامجد اور صاحبزادگان کی ولادت و وفات اور اعلیٰ حضرت کے وصال پر تاریخی مادے نکال کر ان واقعات کو زندۂ جاوید بنا دیا ہے۔

تاریخ گوئی فن علم و ادب کا مشکل ترین حصہ ہے۔ تاریخ گوئی کی صنعت میں کلام کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) منثور (۲) منظوم، طارق سلطان پوری نے دونوں اقسام میں طبع آزمائی کی ہے لیکن زیر نظر مجموعہ میں صرف منثور تاریخیں ہی شامل کی گئی ہیں۔

طارق سلطان پوری کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک جگہ کہتے ہیں ۔

ثبت لوحِ وقت پر اس کی جلالت کے نقوش
آج بھی لاکھوں دلوں پر حکمراں احمد رضا

آداب ثنائے شاہِ اُمم سیکھے ہیں حدائق بخشش سے
جتنا سمجھا جو کچھ جانا طارق فیض رضا جانا

طارق سلطان پوری کو امام احمد رضا خان سے اس قدر عقیدت ہے کہ ان کی نعتوں میں رنگ رضا نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اکثر نعتوں کی زمین، ردیف اور قوافی امام احمد رضا خاں کی نعتوں سے لئے گئے ہیں۔ مزید براں انہوں نے "باران رحمت" اور "برہان رحمت" عنوانات کے تحت سلام رضا پر دو طویل تضمینیں لکھی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ امام احمد رضا خان بہ نفس نفیس بھی تاریخ گوئی میں بلند مقام کے حامل تھے بلکہ یوں کہا جائے تو درست ہوگا کہ اس صنعت میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں۔

"انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے، اعلیٰ حضرت اتنی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے بیان فرمادیا کرتے۔"

حیران کن امر یہ ہے کہ فن تاریخ گوئی اور نعت نگاری ہر دو تین طارق سلطان پوری کسی کے شاگرد نہیں بلکہ سبھی کچھ "فیض رضا" کا نتیجہ ہے انہوں نے دور جدید میں تاریخی مادوں کے انبار لگا کر محدث بریلوی امام احمد رضا کی درخشندہ روایت کو تاباں کردیا ہے۔ طارق سلطان پوری کے علاوہ اس فن میں ابو الطاہر فدا حسین فدا مدیر ماہنامہ مہر و ماہ بلند مقام رکھتے تھے جنہوں "معدن التواریخ" کے نام سے کتاب لکھی، فدا صاحب اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ شوکت الہ آبادی، علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی، علامہ قمر یزدانی، صابر براری، سید عارف محمود مجور رضوی، قابل ذکر ہیں۔

طارق سلطان پوری کے مادی میں سوز و ساز اور خون جگر جھلکتا نظر آتا ہے۔ انہوں نے ان مادوں میں امام احمد رضا کے کسی نہ کسی وصف کو نمایاں کیا ہے۔ یہ ایمان افروز، خیال انگیز اور بے نظیر تاریخی مادے ہیں جن کے بار بار مکالمہ سے قاری کو ایک خاص قسم کا سرور اور کیف ملتا ہے۔

محدث بریلوی کی تاریخ ولادت سن ہجری کے لحاظ سے ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ ہے اور سن عیسوی کے مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ہے۔ پیدائشی نام "محمدؐ" اور تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ) ہے۔ طارق سلطان پوری نے لحساب سن ہجری جو مادے استخراج کئے ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

ندرت تحقیق (۱۲۷۲ھ)	رضا نقیب مدینہ (۱۲۷۲ھ)
اک مسلمہ ریاضی دان (۱۲۷۲ھ)	نسیم باغ مدینہ (۱۲۷۲ھ)
ترجمانِ ملت حق (۱۲۷۲ھ)	رضا کار حبیب پاکؐ (۱۲۷۲ھ)
چراغ بزم حجاز (۱۲۷۲ھ)	پیکر عشق و جانِ مستی (۱۲۷۲ھ)

غرضیکہ حرف پیدائش سے متعلقہ مادوں کی تعداد دو درجن سے بھی زیادہ ہیں انہوں نے سن عیسوی کے اعتبار سے بھی مادّے نکالے ہیں۔

یہ کتابچہ رضا اکیڈیمی لاہور نے خوب صورت اور رنگین ٹائیٹل کے ساتھ نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے۔ بہرحال یہ کتابچہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اُمید ہے کہ اہل ذوق اس کی پذیرائی کریں گے۔

امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں طارق سلطانپوری کا خراج عقیدت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ بیک وقت بلند پایہ عالم دین، ممتاز شاعر بالعموم نعت کے میدان میں ان کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ مفکر اسلام، بہترین نثر نگار، عربی، فارسی اور اُردو میں متعدد کتابوں کے مصنف، مفتی اعظم، ریاضی دان اور مؤثر مقرر تھے۔ ان کی شخصیت اور فن میں ان گنت علماء اور دانش ور حضرات نہ صرف ہزاروں مقالات لکھے ہیں بلکہ متعدد کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں اور بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۔

لکھی جائیں گی کتاب دل کی تفسیریں بہت

یعنی آئندہ دور میں نہ جانے کتنی کتب تصنیف ہوں گی کیونکہ یہ سلسلہ بدستور جاری و ساری ہے۔

ممتاز نعت نگار اور تاریخ گو جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری نے امام احمد رضا

خاں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے انداز نو اختیار کیا ہے اور بقول کسے ۔

ما طرح نوافگندہ ایم کہ جدت پسند افتادہ ایم

طارق سلطان پوری نے فن تاریخ گوئی میں مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی زندگی کے اہم واقعات کے متعلق تقریباً ۳۰۰ کے لگ بھگ ماڈے تیار کر کے تاریخ گوئی میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے بارے میں آج تک کسی اور نے اتنی تعداد میں ماڈے نہیں نکالے۔ واضح رہے فن تاریخ گوئی میں امام احمد رضا کو بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فن میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ بنیادی طور پر وہ مفسر قرآن اور بلند پایہ محدث تھے جن کو عرب وعجم میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

طارق سلطان پوری جو تاریخی ماڈے تیار کئے ہیں، وہ عیسوی اور ہجری دونوں سنین کے مطابق ہیں اور دل افروز ہیں۔ سب سے پہلے ہم طارق سلطان پوری کا ایک دلچسپ مادۂ تاریخ پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنی نعت کے مقطع میں حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف اور امام احمد رضا خان بریلوی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے یہ شعر یوں ہے ۔

اجمل (۱۷) مہر علی، اقبال کے مولائے کل (۱۸)

جانِ ایمان (۱۹) رضا تم ہو محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم یہاں صرف چند تاریخی ماڈے بطور مشتے از خروارے پیش کرتے ہیں۔

کیفیت	سن ہجری/عیسوی	مادہ ہائے رضا
حال ولادت	۱۲۷۲ھ	"مبلغ اقوال نبی" واصف طیب، کلیم طور نعت مصطفیٰ
	۱۸۵۶ء	نابغۂ کشور لوح وقلم، پیک حجاز، مجدد دین اللہ
	۱۲۷۲ھ	احمد رضا خاں، وہ جو پائے رضائے مصطفےٰ
لقب	اعلیٰ حضرت ۱۵۱۹	"نابغۂ امت ہادی"
نعتیہ مجموعہ کلام	حدائق بخشش ۱۳۲۵ھ	"خیر وثواب" "باب فضیلت"

تاریخی نام	المختار ۱۲۷۲ھ	چراغ بزم حجاز
تخلص	رضا ۱۰۰۱	فیض یاب محمود
عمر شریف	۶۸ سال بحساب ہجری	"یاد احمد"، "حب محبوب"، "بزمِ حجاز"
سال وصال	۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء	"شیخ الاسلام والمسلمین" مرکز نور وضیاء" "محب دین محمدی احمد رضا خان" فیض شہ کوثر
مولود مدفن	بریلی شریف ۸۴۲	اعلیٰ حضرت شہ ملک ادب، شیخ اعظم بہارستان حب جانِ جہاں، مرکز ادب و عشق محمد ﷺ

زیر نظر کتابچہ بعنوان "امام احمد رضا خاں بریلوی کی بارگاہ میں طارق رضا سلطان کا خراج عقیدت" میں سید صابر حسین شاہ نے طارق سلطان پوری کے اس کلام کے نمونے بھی پیش کیے ہیں جس میں انہوں نے امام احمد رضا خاں بریلوی کو شعر وسخن کے ذریعے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ انہیں نعت گوئی کا فیض امام احمد رضا خاں ہی سے ملا ہے۔

یہ سب حدائق بخشش کا فیض ہے طارق
حبیبؐ پاک کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

انہوں نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی شان میں منظوم نذرانہ عقیدت بھی پیش کیا ہے، جس کا مطلع یوں ہے۔

عشق و مستی کا امیر کارواں احمد رضا
خادمِ اسلام و مخدوم جہاں احمد رضا

مقطع پر غور فرمایئے۔

اس کے اوصاف و محاسن کا بیاں آساں نہیں
اے سخن فہمو! کہاں طارق، کہاں احمد رضا

طارق سلطان پوری نے اعلیٰ حضرت کی نعتوں کی زمینوں میں اپنی نعتیں لکھی ہیں۔ مثلاً حدائق بخشش کی نعت کا شعر ہے۔

واہ کیا جود و سخا ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

طارق سلطان پوری نے ۳۰ سے زائد اشعار پر مبنی نعت لکھی جس کا مطلع ملاحظہ فرمایئے۔

جا بجا مانگنے والوں میں ہے چرچا تیرا
کوئی سائل نہیں ناکام تمنا تیرا

یہ کتابچہ رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ بہرحال رضا اکیڈمی اور سید صابر حسین شاہ تعریف وتوصیف پر مستحق ہیں کہ وہ فکر رضا کو عام کرنے میں عمدہ لٹریچر شائع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے۔

جواہر تضمین

جواہر تضمین، اُن مضامین پر مشتمل ہے جن میں "سلام رضا" پر طارق سلطان پوری کی طرف سے لکھی گئی پہلی تضمین پر اہل علم و دانش نے خراج تحسین پیش کیا ہے، اس کتابچہ کے مرتب، مفکر عصر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری ہیں جو فکر رضا کے فروغ کے سلسلہ میں سرگرم عمل ہیں۔ اس سلسلہ میں الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی بھی تعریف و تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے "رضا اکیڈمی" کے تحت جواہر تضمین کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے بلکہ وہ اب تک ایسے سینکڑوں کتابچے شائع کر چکے ہیں جن میں "فکر رضا" کو عام کیا گیا ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں کراچی کے علامہ شمس الحسن شمس بریلوی نے "سلام رضا پر کیف اور تضمین" کے عنوان سے عمدہ تحریر پیش کی ہے ان کے علاوہ مولانا سید اسماعیل رضا ذبیح نے "نعت گوئی میں صلوٰۃ وسلام کے نذرانے" کے عنوان کے تحت امام ابوسعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر متعدد اہل قلم کے حوالے دیے ہیں۔ یہ تحریر بہت فکر افروز اور خیال انگیز ہے۔ پروفیسر محمد حسین آسی کی تحریر بعنوان "سلام رضا کی دلکشی و دل آویزی" بھی عمدہ تحریر ہے، اگرچہ بہت مختصر ہے۔ ابو بلال غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجددی نے "سلام رضا کی کی خوب صورت تضمین" کے عنوان سے دلچسپ اور دلکش نگارش پیش کی ہے۔ جس میں طارق سلطان پوری کو خراج تحسین

پیش کیا ہے۔

ماہر اقبالیات سید نور محمد قادری نے "عاشقانِ رسول ﷺ کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ" کے عنوان سے مختصر مگر معلومات انگیز مضمون لکھا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے "روح پرور اور ذہن افروز درود و سلام" کے عنوان کے تحت اپنے دلچسپ خیالات کا اظہار کیا ہے اور طارق سلطان پوری کی تضمین پر معنیٰ خیز تبصرہ کیا ہے۔ اسی طرح "حدیقۂ حفیظ" کے عنوان نے مولانا محمد حفیظ نقشبندی نے مختصر مضمون قلمبند کیا ہے۔

آخر میں منظوم جواہر پارے شامل کئے گئے ہیں جو صابر براری، سید عارف محجور رضوی، ابو الطاہر، فدا حسین فدا (جواب وفات پا چکے ہیں) کے رشحات فکر کا نتیجہ ہیں۔ ان میں تاریخی مادوں کا بھی استخراج کیا گیا ہے۔

سلام رضا پر طارق سلطان پوری کی تضمین

براعظیم پاکستان و ہند میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے "سلام رضا" سے کون واقف ہے نہیں، برسوں سے یہ سلام اہل سنت و جماعت کی مساجد میں اہتمام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اس لئے بچہ بچہ اس سے واقف ہے اور جب یہ سلام ترنم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو اہل محفل جھوم اُٹھتے ہیں۔ بعض کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں اور بعض کے قلوب و اذہان سرشار ہو جاتے ہیں۔

ممتاز نعت نگار محمد عبد القیوم سلطان پوری نے "برہانِ رحمت" کے عنوان سے جس کتابچہ کو منظر عام پر لائے ہیں، اس میں "سلام رضا" پر شاندار تضمینیں لکھی گئی ہیں جو نہ صرف ان کی رسالت مآب ﷺ سے عقیدت و محبت کی مظہر ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت سے رغبت اور عقیدت کی بھی ترجمان ہیں۔

"سلام رضا" پر آج تک سینکڑوں تضامین لکھی جا چکی ہیں۔ علامہ محمد منشا تابش قصوری کی تحقیق کے مطابق پہلی تضمین مولانا ضیاء القادری بدایونی کے شاگرد، علامہ مرغوب احمد اختر الحامدی نے لکھی جس کی سلاست، مضمون آفرینی اور سہل نگاری کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔ اس وقت ہم دیگر تضامین کی تفصیل نہیں دے سکتے۔

عہد حاضر میں محمد عبد القیوم سلطان پوری نے سدا بہار سلام رضا دو تضامین لکھ کر اہل

ذوق وشوق کی فرحت وراحت کا سامان پیدا کر دیا۔ سلطان پوری منظوم تاریخی قطعات کہنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ طارق سلطان پوری نے "سلام رضا" کے تاریخی مادّے بھی آغاز کلام میں دیئے ہیں جن سے کتابچہ کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ مادے عیسوی اور ہجری سنین پر دو کے اعتبار سے ہیں۔ ان میں چند پیشِ خدمت ہیں۔ مثلاً

"ذکر جانِ رحمت، مدح مصطفیٰ" (۱۹۹۵ء) "سوغاتِ عشق حبیب اللہ" (۱۹۹۵ء) "فخر نسبت پاک" (۱۴۱۵ھ) "جاوداں ہالہ ماہِ غارِ ثور" (۱۹۹۵ء) "چمن عظمت و جلالت حبیب" (۱۹۹۵ء)

"سلام رضا" پر تضمین قطعات کی صورت میں ہے۔ امام احمد رضا کے سلام کا پہلا شعر ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اس پر طارق سلطان پوری کا قطعہ ملاحظہ فرمایئے:

(الف)

مشفقِ آدمیت پہ لاکھوں سلام
ابر لطف و عنایت پہ لاکھوں سلام
کانِ احسان و رافت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اسی شعر پر تضمین کا دوسرا شعر دیکھئے اور سر دُھنیے۔

(ب)

انتہائے سخاوت پہ لاکھوں سلام
بخششِ بے نہایت پہ لاکھوں سلام
اُس سراپا کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

تضمین کے ان قطعات کی کل تعداد بظاہر ۱۷۰ ہے لیکن اصل تعداد کچھ زیادہ ہے کیونکہ طارق صاحب نے بعض اشعار کے دو، دو یا تین، تین قطعات لکھے ہیں لیکن نمبر ایک ہی دیا ہے۔

آخری شعر کے تین قطعات ہیں، ان میں ایک پیش خدمت ہے۔

واصفان محمدؐ کا سرخیل تھا
خود کو کہتا تھا وہ بندۂ مصطفیٰؐ
طارقِ زار بھی اس کا ہو ہم نوا
جب سر حشر مدحت سراہو رضا
مصطفیٰؐ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ کتابچہ رضا اکیڈمی لاہور نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے اور مفت تقسیم کیا ہے۔ کتابچہ پر نظر ثانی سید صابر حسین شاہ نے کی ہے جبکہ ''نشان منزل'' کے عنوان سے دیباچہ علامہ محمد منشا تابش قصوری نے تحریر کیا ہے۔ رضا اکیڈمی تحسین کی مستحق ہے جس نے سلام رضا پر طارق سلطان پوری کی تضمین کی اشاعت میں دلچسپی لی ہے اور ''سلام رضا'' کے طالبان علم کے ذوق وشوق کی تسکین قلب کا سامان فراہم کیا ہے۔

انوار الاخیار......از......حضرت طارق سلطانپوری

زیر نظر کتابچہ ''انوار الاخیار'' ممتاز ادیب اور شاعر محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری کے رشحاتِ فکر کا نتیجہ ہے جسے فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے اس کتابچہ میں طارق سلطانپوری نے فقیہ اعظم علامہ مفتی محمد نور اللہ قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ماہ وسال اور اہم واقعات کے تاریخی مادوں کو استخراج کیا ہے اور انہیں قطعات کی صورت میں نظم کیا ہے مثال کے طور پر ان کے شہر بصیر پور اور ان کی ولادت و وصال کی تاریخوں کے نہایت عمدہ مادے تیار کئے ہیں۔ مثلاً بصیر پور کے لئے انہوں نے علم ابجد کے حساب سے ۱۱۰۰ اعداد نکالے ہیں اور یہی اعداد ''گیارہویں والے پیر'' کے لفظوں کے بھی ہیں چنانچہ انہوں نے بصیر پور کو ''شہر صداقت'' (۱۱۰۰) کہا ہے۔ فقیہ اعظم کا سال وفات ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء عیسوی ہے۔ اس کا مادہ ''پروردۂ عشق و مستی'' ہے۔ تاریخ وصال ہی کے دو اور مادے ''چراغ منزل ماہ طیبہ'' اور ''فروغ مطلع علم و فقر'' بھی ہیں۔ اس طرح ولادت کے لئے

''تجلیات جمال محمد نور اللہ'' (۱۴۰۳ھ) ''ثروت عندِ اسلام (۱۴۰۳ھ) رجل عہد عظیم (۱۴۰۳ھ) وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے وصال پر قطعہ تاریخ بھی ہے۔ جس کے ۱۱ اشعار ہیں اور ''مظہر انوار اوج شرع'' سے ۱۹۸۳ء تاریخ وصال نکالی ہے اس کے علاوہ ''زندگی بھر درس عشق مصطفےٰ ﷺ دیتا رہا'' کے عنوان سے فقیہہ اعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ نظم الحمراء ہال میں ۲۰۰۵ء فقیہہ اعظم کانفرنس میں پڑھی گئی۔ غرضیکہ طارق سلطانپوری نے متعدد تاریخی قطعوں کا استخراج کیا ہے جن سے خاصی حیرانی ہوتی ہے۔

فقیہہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی کے تاریخی مادوں کے علاوہ طارق سلطانپوری ان کے اساتذہ کرام کے تاریخی مادے بھی نکالے ہیں جن میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی ان کے دیگر اساتذہ علامہ فتح محمد محدث بہاول نگری، سید ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی مادے بھی استخراج کیے ہیں جو ان کے تبحر علمی کا ثبوت ہیں۔ فقیہہ اعظم کے والد گرامی ابوالنور محمد صدیق کے مادے بھی بڑی محنت سے تیار کیے ہیں مزید براں قطعات بھی لکھے ہیں آخر میں ان کے صاحبزادگان کے بھی تاریخی مادے شامل کتاب کیے ہیں۔ حتیٰ کہ فقیہہ اعظم کی تصانیف بھی طارق سلطانپوری کی نگاہ تیز سے نہیں بچ سکیں۔

انہوں نے ان کتب کے بھی تاریخی مادے استخراج کیے ہیں ان کتابوں میں محبّ اللہ نوری کی کتاب ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا یہ سایہ تجھ پر'' بھی شامل ہے تاریخ طباعت کے مادے بھی موجود ہیں غرضیکہ طارق سلطانپوری نے کوئی پہلو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔

کتابچہ کے آغاز میں راجا رشید محمود، مدیر ماہنامہ ''نعت'' لاہور کا پیش لفظ بھی موجود ہے جو ''اک شخص'' کے عنوان سے ہے۔ راجا رشید محمود نے جو بلند پایہ ادیب اور ممتاز نعت گو بھی ہیں اس پیش لفظ میں فقیہہ اعظم کی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالی ہے بلکہ انہوں نے ان کی ادبی عظمت کا ثبوت بھی پیش کیا ہے یہ تحریر راجا صاحب کا ''ادبی شہکار'' ہے۔ جس کا اسلوب منفرد اور جداگانہ ہے۔ اس پیش لفظ نے کتابچہ مذکور کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

بہرحال فقیہہ اعظم پبلی کیشنز تعریف و توصیف کی مستحق ہے کہ انہوں نے کتاب ''انوار الاخیار'' خوب صورت ٹائٹل کے ساتھ چھاپ کر اہل ذوق وشوق کی تسکین اور طمانیت قلب کا سامان فراہم کر دیا ہے۔

حضرت طارق سلطانپوری نمبر

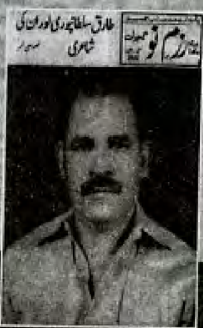




حضرت طارق سلطانپوری









مرتبین

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

امام احمد رضا بڑیچ پٹھان تھے میں بھی بڑیچ ہوں

۵ جون ۱۹۴۲ء کو سلطانپور (اٹک) میں پیدا ہوا۔ یوسف زئی خاندان ہے

۳۰۰ سے زائد تاریخی قطعات موزوں کر چکا ہوں

علامہ اقبال کو اپنا فکری راہنما جبکہ پیر مہر علی شاہ اور امام احمد رضا کو پیشوا تسلیم کرتا ہوں

اعلیٰ حضرت کے سلام پر دو تضمینیں لکھنا اپنی خوش بختی سمجھتا ہوں

فنِ تاریخ گوئی کی عہد ساز شخصیت اور منفرد لہجے کے نامور نعت گو شاعر

طارق سلطانپوری

کی ایمان افروز، دلچسپ اور معلومات افزا باتیں

گفتگو: ملک محبوب الرسول قادری ☆

محترم طارق سلطانپوری کی ذات گرامی اہل علم میں محتاج تعارف نہیں وہ ایک "سلیف میڈ" شخصیت ہیں۔ گذشتہ دنوں ہماری دعوت پر انہوں نے انٹرویو دیا۔ قبل ازاں یہ انٹرویو ماہنامہ 'سوئے حجاز' لاہور بابت ماہ اپریل ۲۰۰۱ء کی زینت بھی بن چکا ہے۔ جو ان کے شکریہ کے ساتھ نذرِ قارئین ہے۔ سادگی، سچائی، اخلاص، ایثار، محبت، شفقت اور پیار ان کی شخصیت کے مختلف پرتو ہیں۔ یہ انٹرویو ان کے تعارف کے حوالے سے بہت کافی ہے۔ ان کے تعارف کے لئے میں فقط اسی پر اکتفا کروں گا کہ

؎ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

(محبوب قادری)

س: اپنا پورا اسم گرامی، ولدیت، خاندانی پس منظر اور تعلیمی مراحل کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے؟

ج: میرا پورا نام محمد عبد القیوم خان ہے طارق تخلص ہے رضا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

☆ mahboobqadri787@gmail.com, 0300/0321-9429027

خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حصول نسبت کے لئے میں نے شامل کر لیا اور سلطان پور ضلع اٹک میرا آبائی گاؤں ہے۔ یوں میرا پورا نام اس طرح سے ہے۔ محمد عبد القیوم خان طارق رضا سلطان پوری۔ لیکن مجھے عوام میں طارق سلطانپوری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اصل نام سے کم کم لوگ ہی واقف ہیں میرے والد گرامی کا نام محمد عبد العزیز خان رحمۃ اللہ علیہ ہے میری تاریخ پیدائش ۵ جون ۱۹۴۲ء ہے ہمارا خاندان افغان پٹھانوں کے مشہور قبیلہ بڑیچ ہے اور میں اس کی مشہور شاخ یوسف زئی کا فرد ہوں جبکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بھی افغانوں کے اسی قبیلہ کے عظیم فرد تھے ان کے ساتھ یہ نسبت مجھے بہت پیاری لگتی ہے میرے والد گرامی محمد عبد العزیز خان رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مکتب سے باقاعدہ تعلیم تو حاصل نہیں کی تھی لیکن کمال یہ ہے کہ وہ ایک درجن زبانوں کے ماہر تھے اور واقعی ماہر تھے ہمارے اجداد دراصل افغانستان سے آئے تھے سوات کے ساتھ سرحدی علاقے سے تعلق تھا میرے والد صاحب کو سنسکرت جیسی مشکل زبان بھی بلا تکلف آتی تھی وہ نہایت وجیہہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے جب وہ کسی سے انگریزی میں گفتگو کرتے تو ایسے لگتا تھا کہ جیسے سی آئی ڈی کا کوئی بڑا آفیسر ان سے مخاطب ہے۔ انہوں نے سارے برصغیر کا سفر کیا تھا فارسی ہمارے گھر کی زبان تھی۔ میرے والد گرامی تھانہ بھون گئے وہ مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہونا چاہتے تھے ایک ہفتہ ان کے ہاں قیام کیا ذرا متاثر نہ ہوئے اور مایوس واپس لوٹے وہ فرماتے تھے کہ مجھے مرشد کامل کی تلاش تھی اسی آرزو میں تھانوی صاحب کے پاس گیا مجھے تو ان کے کسی عمل نے متاثر نہ کیا بعد ازاں حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت مولانا رحمت اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی انہوں نے ۱۹۷۹ء میں تقریباً ۹۲ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔

میں نے ۱۹۵۹ء میں حسن ابدال ضلع اٹک سے میٹرک کیا اور پھر کراچی چلا گیا اور نیشنل بنک آف پاکستان میں بطور کلرک بھرتی ہو گیا بنک میں میرے تمام ساتھی مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے تھے مجھے بھی پڑھنے کا احساس اور شوق ہوا اور میں نے پرائیویٹ تعلیم شروع کر دی حتیٰ کہ ۱۹۷۱ء میں، میں نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے فارسی کا امتحان نہ صرف پاس کیا بلکہ یونیورسٹی کو ٹاپ کیا اور منفرد اعزاز کے ساتھ کامیاب ہوا وہاں ڈاکٹر محمود حسن اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (”صاحب برصغیر کی ملت اسلامیہ“) جیسی عظیم علمی شخصیات میری استاد تھیں اور

یہ میرے لئے بڑا اعزاز ہے ڈاکٹر غلام سرور (چکوال) بھی میرے استاد ہیں جو علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبہ فارسی کے صدر تھے اور پھر کراچی یونیورسٹی میں اس شعبہ کے تاحیات صدر رہے وہ بھی میرے استاد ہیں۔

س: آپ کو شرح سلام رضا پر تضمین لکھنے کا خیال کیسے آیا؟

ج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ سے محبت تو خیر پہلے سے تھی اور پھر ہمارے محترم دوست مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری کا اصرار تھا کہ میں سلام رضا پر تضمین لکھوں کئی مرتبہ انہیں ٹالا مگر وہ مستقل مزاج واقع ہوئے اور بالآخر تضمین مجھ سے لکھوانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ دوسری تضمین میں نے حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری کی شرح سلامِ رضا کے مطالعہ کے بعد لکھی وہ بھی اس طرح کہ مجھے کسی نے وہ کتاب دی میں نے پڑھی اور پھر طبیعت خود بخود اس کی طرف مائل ہو گئی اسی لئے اس دوسری تضمین ''برہان رحمت'' میں شرح سلامِ رضا کا رنگ غالب ہے بلکہ میں اس کو حضرت مفتی صاحب کی اس شرح کا ہی فیض سمجھتا ہوں۔

س: پرانے بڑے لوگوں میں سے کن کن شخصیات کو آپ بھلا نہیں سکے جن سے آپ کی میل ملاقاتیں رہیں؟

ج: نوائے وقت کے بانی حمید نظامی واقعی نہایت اہم شخصیت کے مالک تھے وہ اصولوں کے بندے تھے محبِ وطن تھے دلیر تھے ذہین تھے صاحب علم بھی تھے اور صاحب قلم بھی تھے بلکہ ان کے حوالے سے تو ایک تاثر یہ تھا کہ ان کے قلم سے حکومتیں ٹوٹ جاتی ہیں دوسرے آغا شورش کاشمیری مجھے بہت یاد آتے ہیں اگرچہ وہ مجموعہ اضداد تھے وہ مولانا ظفر علی خان کے شاگرد تھے اور بیک وقت ابوالکلام آزادؔ عطاء اللہ شاہ بخاری اور اقبال کے عقیدت مند تھے ہمارے لوگوں نے صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کو ''ابوالکلام'' کہا تو اس نے مذاق اڑایا کہ دو ابوالکلام کیسے؟ بعد ازاں گولڑہ شریف میں بیعت ہوئے قبلہ بابو جی گولڑوی کے عاشق صادق اور مرید خاص ہوئے ان کی آخرت الحمد للہ سنور گئی وہ کہتے تھے کہ میں نے ساری زندگی متعصب اور تنگ دل لوگوں میں گزاری ہے کوئی ''اللہ والا'' ساری زندگی میں نہیں ملا جب ''اللہ والا'' مل گیا تو گولڑے میں اسی کا غلام ہو گیا ہوں۔ ان کی آخری کتاب ''تحریکِ ختم

نبوت'' ان کی وفات کے بعد چھپی تھی۔

تیسرے مولانا شمس بریلوی نہایت فصیح و بلیغ انسان تھے اس حوالے سے ان کی کتاب مطالعہ کے قابل ہے وہ سخن شناس اور سخن فہم تھے مجھے انہوں نے لکھا کہ سارا زمانہ مجھے بھلا دے تو غم نہیں لیکن اللہ کرے کہ تم ایسا نہ کرسکو...... پھر بابائے اُردو مولوی عبدالحق، حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری، حضرت مولانا مفتی تقدس علی خان رضوی، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حسین شہید سہروردی، سیدنا پیر طاہر علاؤ الدین القادری گیلانی، محترمہ فاطمہ جناح، چوہدری محمد علی سابق وزیراعظم، ان کی شخصیات کے گہرے نقوش میرے قلب و ذہن پر ثبت ہیں۔

س: آپ کے منظوم کام کا سرسری سا جائزہ؟

ج: جائزہ اس طرح تو مشکل ہے کیونکہ میرے کام ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں یعنی باضابطہ طور پر کتابی شکل میں نہیں چھپے ویسے میں نے اپنا سفرنامۂ حجاز منظوم کیا ہے۔ اس کا نام ''تجلیات حرمین'' رکھا ہے اس کے تاریخی ناموں میں سے ایک نام ''بارشِ فیضِ طیبہ'' سال حج اکبر ۱۴۱۹ھ ہے اعلیٰ حضرت کے سلام پر دو تضمینیں لکھیں ان کے نام ''باران رحمت'' اور ''برہان رحمت'' ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاندار دینی وتجدیدی کارناموں کے مظہر ۳۰۰ سے زائد تاریخی مادے موزوں کئے ہیں اس طرح سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زندگیوں اور ان کے تاریخی کارناموں کے عکاس بیسیوں تاریخی مادے اخذ کئے ہیں ان تمام شخصیات کے قطعہ ہائے سال ولادت وسال وصال بھی موزوں کئے ہیں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جو قطعات سال وصال موزوں کئے ہیں وہ رضویات میں ریکارڈ ہے۔

۳۰۰ سے زائد تاریخی قطعات موزوں ہو چکے ہیں جن میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعاتِ وصال بھی شامل ہیں جو اُردو زبان میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں صحابہ کرام، اولیائے امت، صلحا و علمائے ملت، خدامِ قوم کے قطعاتِ وصال و مناقب تحریر کئے ہیں۔ دینی کتابوں، نعتیہ مجموعوں، دینی رسالوں کے خاص نمبروں کے قطعات تاریخ بھی موزوں ہوئے ہیں۔

پاکستان کی گولڈن جوبلی، نیا غلاف کعبہ، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار پاک کی پامالی

کے سانحہ، قیام پاکستان کا قطعہ، تحریک ہجرت و ترک موالات نمبر (ماہنامہ کنز الایمان لاہور) قائد اعظم نمبر (ماہنامہ کنز الایمان لاہور) تحریک ختم نبوت کی کامیابی کا قطعہ، ایٹمی دھماکے کا قطعہ، اُردو زبان میں یہ قطعات بے مثال ہیں، حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر سب سے زیادہ تاریخی مادے اور قطعات تاریخ مشمولہ ماہنامہ کنز الایمان خاص نمبر جنوری ۲۰۰۱ء لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

س: آیات قرآنی سے بھی تاریخی مادے اخذ کیے جا سکتے ہیں؟ آپ نے اس سلسلہ میں کوئی طبع آزمائی فرمائی؟

ج: جی ہاں! میں نے اکابرین و مشاہیر ملت کے سال ہائے ولادت اور وصال کا قرآن کریم سے بھی استخراج کیا ہے کچھ نمونے پیش کرتا ہوں۔

والذین آمنو اشد حبا للہ (البقرہ: ۱۶۵) سال ولادت اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۵ھ ...... وتعز من تشاء (سورہ آل عمران: ۲۶) سال ولادت اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ...... ذالک ھو الفوز العظیم (التوبہ: ۷۲) سال وصال اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ...... ۱۹۳۷ء ...... اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین (سورۃ البقرہ: ۲۲۲) سال وصال حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵۷ھ ...... اولئک سنوتیھم اجراً عظیما (سورہ النساء: ۱۶۲) سال ولادت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ...... ۱۸۵۶ء ...... فلیعلمن اللہ الذین صدقو (العنکبوت: ۳) سال وصال قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ) ۱۳۶۷ھ ...... انھم کانو یسرعون فی الخیرات (الانبیاء: ۹۰) ...... ۱۹۰۰ء ...... (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ کن معرکۂ لاہور کی تاریخ......

فاستبقو الخیرات (المائدہ: ۴۸) (سال ولادت حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف) ۱۸۹۱ء...... الذین صبر و علی ربھم یتو کلون (النحل: ۴۲) (سال وصال حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ) ......۱۹۷۴ء ...... لایخافون لومۃ لائم (المائدہ: ۵۴) (سال وصال حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) ۱۳۲۶ھ ...... "یا ایھا الذی آمنو صلوا علیہ وسلمو" (الاحزاب: ۵۶) (سال وصال حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) ۱۳۰۰ھ

س: پاکستان کے حوالے سے کوئی تاریخی مادہ؟

ج: سال قیام پاکستان کا تاریخی مادہ بھی میں نے قرآن حکیم سے اخذ کیا ہے۔
(۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۶ھ) محمد رسول اللہ والذین معہ (الفتح:۲۹) ۱۳۶۶ھ

یہ ارض پاک حضور پرنور ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کی جلوہ گاہ ہے اس لئے چند مزید تاریخی مادے (قیام پاکستان) پیش کرتا ہوں۔ ''خوشخبری مصطفیٰ'' ۱۹۴۷ء...... ''حضرت محمد ﷺ ۱۹۴۷ء...... ''تراوشِ شبنم رحمت'' ۱۹۴۷ء...... ''منظر رحمت مدینہ'' ۱۹۴۷ء............ ''نشانِ عنایاتِ حضور'' ۱۹۴۷ء............ ''مرکز اوج واحترام حضور'' ۱۹۴۷ء............ ''باب روضہ فردوس'' ۱۳۶۶ھ............ ''نور ارض مدینہ'' ۱۳۶۶ھ...... ''گل باغ کرمِ احمد'' ۱۳۶۶ھ...... ''عطائے حب ذاتِ اقدس'' ۱۳۶۶ھ...... ''بزمِ فیضِ عرفانِ مدینہ'' ۱۳۶۶ھ اور یہ دو مادہ ہائے تاریخ' قیام پاکستان کیلئے دونوں عظیم المرتبت شخصیتوں کے تلامذہ و مریدین کی بے مثال جدوجہد کے عکاس ہیں۔ ''جہانِ شاہ رضا'' ۱۳۶۶ھ............ ''ضیائے مہر منیر'' ۱۳۶۶ھ۔

قطعہ تاریخ (سال قیام پاکستان) ۱۹۴۷ء...... ۱۳۶۶ھ

''خورشید طریقت حق''............ ۱۹۴۷ء

بخشش کبریا ہے میرا وطن — مصطفیٰ ﷺ کی عطا و رحمت ہے
عام انداز کا نہیں یہ ملک — خاص اس کی اساس و ہیت ہے
ہے کوئی حکمت خداوندی — اس کی تقویم راز قدرت ہے
اس کا قرآن سے ہے رشتۂ خاص — اس کی قرآن اک ضرورت ہے
اس کا سالِ قیام اے طارق — ''لیلۃ القدر کی عنایت'' ہے
۱۳۶۶ھ

حضور پرنور، شافع یوم نشور، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے چند چیزیں ملاحظہ ہوں مثلاً ۵۷۱ء سن ولادت ہے اور سن رحلت ۶۳۲ء (۱۱ھ) حیات مبارکہ ۶۳ برس ہے اس تناظر میں دیکھئے۔

سال ولادت:

۵۷۱ء .... بہ الفاظ .... "باپ روشنی" ۵۷۱ء .... "شارع" ۵۷۱ء .... "زیبائی وسعادت" ۵۷۱ء .... "زیب وکمالِ آدمیت" ۵۷۱ء .... "شمسِ آسمانِ وجود" ۵۷۱ء ....

سال وصال:

۶۳۲ء .... بہ الفاظ .... "تکبیر" ۶۳۲ء .... "شانِ جاہ وجلالِ نمونہ" ۶۳۲ء .... "محمد، النبی ﷺ" ۶۳۲ء .... "تکمیلِ اسلام" ۶۳۲ء .... "شانِ جاہ وجلالِ ربّ" ۶۳۲ء ....

عمر شریف:

۶۳ سال .... بہ الفاظ .... "سچ" ۶۳ .... "چمک" ۶۳ ...... "پاکی، زیبائی" ۶۳ .... "اوج ومجد" ۶۳ ....

(۱) قطعات سال وصال ۱۱ھ

کبریا کے آخری پیغام بر کوئی آئے گا نہ بعد ان کے نبی
محفلِ کن کے ہیں وہ روح و رواں ہے "وفات" حضرت کی آنی، ظاہری
آ گیا سرکار کا وقتِ وداع ہو گئی تکمیل جب اسلام کی
انتہائی دل گرفتہ تھے غلام غیر تھی حالت عمر فاروق کی
میں نے محبوبِ خدا کا سال وصل یوں کہا ہے "جان"۔ "دنیا" سے گئی

۶۵ ۵۴

۶۵-۵۴=۱۱ھ

(۲) ۱۱ھ

از وداعِ شاہِ خوبانِ جہاں گشت عنقا از "زمانہ" "زیب و زین"

۱۰۳ ۹۲

ہاتِفم فرمود اے طارقؔ ہمیں ست سال وصلِ مصطفیٰ، جد الحسین

۱۰۳-۹۲=۱۱ ھ

(۳) (۶۳۲ء)

انہیں سونپا تھا جو ان کے خدا نے وہ پورا کر لیا حضرت نے جب کام
خداوندِ محمد ﷺ کی طرف سے کمال دین کا آ پہنچا پیغام
نبی پر اور محبانِ نبی پر خدا نے کر دیا نعمت کا اتمام
اشارہ تھا کہ محبوبِ خدا کی حیات ظاہری کا اب ہے انجام
وصالِ سرورِ کون و مکان کا کہا طارق نے سن، "تکمیل اسلام"
۶۳۲ء

قطعہ تاریخ نیا غلاف کعبہ............۱۹۹۹ء......۱۴۱۹ھ

۱۴۱۹ھ (حج اکبر کی سعادت اس پر تقصیر کو بھی حاصل ہوئی غلاف کعبہ کی تبدیلی کے بعد نئے غلاف کی زیارت سے جو کیفیات حاصل ہوئیں ان کی عکاسی اس قطعہ سے عیاں ہے اُردو زباں میں غالباً یہ پہلا قطعہ و تاریخ ہے۔

عطا ہوتی ہے کعبہ کو خدا سے بہ ہر لحظہ بہ ہر دم عظمتِ نو
غلافِ تازہ کعبہ نے ہے پہنا عجب دل کش ہے اس کی صورتِ نو
نظر ڈالی جب اس پر والہانہ مجھے حاصل ہوئی کیفیتِ نو
طواف اس کا کیا الحمدللہ خدا نے مجھے بخشی ہمتِ نو
نہ تھا پہلے بھی یہ کچھ کم دل آویز تعالیٰ اللہ اس کی حالتِ نو
رقم تاریخ کی اس واقعہ کی یہ میری فکر کی ہے رفعتِ نو
مرے دلبر ہو تیرے حُسن کی خیر مرے جانی "مبارک خلعتِ نو"
۱۴۱۹ھ

س: تحریک ختم نبوت کے حوالے سے کچھ؟

ج: جی ہاں! ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں کے تمام گروپوں کو غیر مسلم قرار دے دیا اس تاریخ ساز واقعہ کا تاریخی قطعہ موزوں کرنے کا لازوال شرف بھی اس ناچیز کو حاصل ہوا۔ الحمد للہ...... "آوازِ انہدامِ قصرِ کذب

قادیاں" ۱۳۹۴ھ .... "اعلانِ ختمِ نبوت شہ حجاز" ۱۹۷۴ء .... "شکست تار دام عنکبوت" ۱۹۷۴ء ....

مردود تمام دعوی ہائے باطل — مقبولِ مدام ہے شہادت حق کی
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل — کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
انجام ہے رسوائی برائے باطل — مرزائی کافر ہیں زروئے آئین
"بروقت تدارک و بائے باطل" — اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ

۱۳۹۴ھ

اسی طرح کشتہ عشق رسول حضرت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا سال شہادت ۱۹۲۹ء ...... ۱۳۴۸ھ ...... ہے .... میں نے ...... "فروغِ نبی" ۱۳۴۸ھ ...... اور ...... "پیکرِ شوقِ شہادت" ۱۳۴۸ھ ...... سے ان کا سنِ شہادت اخذ کیا ہے اور قطعہ شہادت یہ ہے۔

وہ خورشید جہانِ عشقِ حضرت — وہ ماہ آسمان عشقِ حضرت
نشانِ عزو شانِ عشقِ حضرت — دلیل منزل حُبِ محمد
نقیب کاروانِ عشقِ حضرت — حدی خواں اوج حق کے قافلے کا
کڑا تھا امتحانِ عشقِ حضرت — عطا کی اس کو حق نے کامیابی
جو ہیں شوریدگانِ عشقِ حضرت — انہیں دیتا ہے تازہ ولولہ وہ
گل نکہت فشانِ عشقِ حضرت — معطر کر گیا باغِ زمانہ
عزیز صاحبانِ عشقِ حضرت — محبانِ حبیب حق کا ممدوح
جہاں کے داعیانِ عشقِ حضرت — بطور خاص ہیں مداح اس کے
جسے کہیے "زبانِ عشقِ حضرت" — اتارا قبر میں اس مرد حق نے
کہا طارق نے "آنِ عشقِ حضرت" — سنِ وصلِ عاشق خیرالوارا کا

۱۹۲۹ء

"زبانِ عشقِ حضرت" سے مراد علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ قطعہ بھی منفرد ہے آج تک میری نظر سے اُردو زبان میں (حضرت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ) کا قطعہ تاریخ وصال نہیں گذرا حالانکہ اس زمانے میں نامور ماہرینِ فن تاریخ گوئی موجود تھے آپ کھوج

لگائیں ممکن ہے کسی صاحبِ ذوق نے غازی کا قطعہ تاریخ شہادت لکھا بھی ہو۔

قطعہ تاریخ: (سال وصال) اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان القادری

ہجری سال ولادت: ۱۲۷۲ھ...... بہ الفاظ...... ''فردوس معرفت اسلام'' (۱۲۷۲ھ)

عیسوی سال ولادت: ۱۸۵۶ء...... بہ الفاظ...... ''فردوسِ فیوضِ علم و عرفان'' (۱۸۵۶ء)

سال وصال: ۱۹۲۱ء...... بہ الفاظ...... ''فیضانِ شریعت'' ۱۹۲۱ء............

وہ کمالات و محاسن کی شبیہ بے مثال
وقت کے اہل نظر حیران ہیں کیا وہ شخص

شرح و تبیان غواض میں وحیدِ روزگار
کشف و اظہار دقائق میں بھی یکتا ہے وہ شخص

دور کر دیں اس نے قلب و ذہن کی تاریکیاں
بزمِ معنی کا سراج نور افزا ہے وہ شخص

جانِ رحمت سے محبت کا پڑھاتا ہے سبق
مصطفیٰ سے پیار کی تلقین کرتا ہے وہ شخص

تذکرہ احمد رضا خاں کا ہے، لوح وقت پر
علم و عشق و معرفت کا نقشِ زیبا ہے وہ شخص

شہ دماغی، زیرکی، دیدہ وری کا بوقبیس
قلزم سواج فہم و آگہی کا ہے وہ شخص

حال و مستقبل کا شاہ کشور فکر و نظر
صاحبِ امروز ہے، سلطانِ فردا ہے وہ شخص

شرق میں بھی اسکی شہرت، غرب میں بھی اسکی دھوم
ہے جہاں بزم معارف، جلوہ آرا ہے وہ شخص

آشکارا اہل دل پر اب ہوا ہے اسکا حسن
آنکھ والوں کی نظر میں اب سمایا ہے وہ شخص

شخصیت اس پیکر افضال کی ہے یادگاہ
کب زمانے سے فراموش ہونیوالا وہ شخص

اسکے سال وصل کا طالب تھا میں بولا سروش
''پیکر حسن و جمال فیض بطحا'' ہے وہ شخص

۱۳۴۰ھ

حسان العصر حضرت الحاج محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال اخذ کیا ہے......

''صحیفہ فروغ نعت'' ۱۹۹۹ء .... 'ماہ بزمِ ثنائے خیر البشر'' ۱۹۹۹ء ''آواز فضیلتِ بزمِ خواجہ'' ۱۹۹۹ء .... ''جہان عظمتِ سرور دیں'' ۱۹۹۹ء .... ''اوج فیضِ نعت'' ۱۴۲۰ھ .... ''آسمان حشمتِ نعت'' ۱۴۲۰ھ .... ''بے بدل چراغ بزمِ حسان'' ۱۴۲۰ھ .... ''ذوقِ ثنائے احمد'' ۱۴۲۰ھ............

قطعہ تاریخ وصال: بلبل چمنستان نعت حضرت محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ ....

ازل میں نعمتیں بانٹیں گئیں جب ملا اس کو زرِ نعتِ محمد ﷺ
ثنائے خواجہ کی تصویرِ رعنا مجلی پیکرِ نعتِ محمد ﷺ
ظہوری دورِ حاضر کا تھا بے شک بڑا دانش ور نعتِ محمد ﷺ
رہا وہ خود مقدر زندگی بھر قسیمِ کوثرِ نعتِ محمد ﷺ
ہوا اس کے کمالِ فن سے طارق حسین تر منظرِ نعتِ محمد ﷺ
کہا ہے "آہ" سے اس کا سنِ وصل "ظہوری، فیر نعت محمد ﷺ"
٦ ٦+١٩٩٣=١٩٩٩ء

قطعہ تاریخ: (سال وصال) حضرت قبلہ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قادری چشتی نظامی نور اللہ مرقدہ سال وصال ١٩٣٧ء .... ١٣٥٦ھ .... "پیکر شریعت و طریقت" ١٩٣٧ء............

نورِ نگاہ غوث وہ دلبند مرتضیٰ مخدوم اہل حق، شہ مردانِ معرفت
جس کے کمال فقر کو دنیا نے دیکھ کر تسلیم کی ہے تمکنت و شانِ معرفت
وہ تاجدار کشور تحقیق و آگہی فرماں روائے علم و جہانبانِ معرفت
سیلِ رواں دانش و دریائے ذوقِ فقر وہ قلزم حقیقت و عمان معرفت
ہے "آہ فخر و شان عجم" اسکا سال وصل وہ ایک آفتاب درخشان معرفت
١٣٥٦ھ

قطعہ تاریخ: وصال حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، بانی مملکت خداداد پاکستان .... ١٣٦٧ھ .... ١٩٤٨ء .... "کمالِ ذوقِ عشق" ١٣٦٧ھ .... "مظہرِ حیدر" ١٣٦٧ھ

تدبر میں وہ یکتائے زمانہ ہے مشہور جہاں اس کی بصیرت
اسے معلوم تھیں دشمن کی چالیں سمجھتا تھا وہ اسرار سیاست
نہ خائف کر سکا اس کو فرنگی تمام عالم میں تھی جس کی حکومت
نہ ہندو کر سکا اس کو مسخر جو رکھتا تھا ذہانت اور دولت
کئی اپنے بھی تھے اس کے مخالف جنھیں حاصل تھی غیروں کی حمایت

نہ گھبرایا نہ وہ جھجکا کسی سے وہ تھا لاریب کوہِ استقامت
بظاہر وہ نحیف و ناتواں تھا مگر ایمان کی رکھتا تھا طاقت
اسے اس بات کا کامل یقیں تھا کہ ہے اس کا مقدر فتح و نصرت
وہ محبوبِ خدا کا شیفتہ تھا انہی کی اس پہ تھی چشمِ عنایت
غلام خواجہء کون و مکاں تھا اسے بخشی خدا نے یہ سعادت
رکھی بنیاد پاکستان اس نے دلائی ہم کو آزادی کی نعمت
ہمیں دام غلامی سے چھڑایا بہ تائید خدا و جانِ رحمت
جبیں وقت خم ہے اس کے آگے بہت اونچا ہے اس کا تختِ عظمت
منور اس کا ہو خاکی شبستاں بنے فردوس منظر اس کی تربت
کہا ہاتف نے طارق مجھ سے اس کا "وقارِ ارضِ مشرق" سال رحلت

۱۹۴۸ء

پاکستان کے حوالے سے چند تاریخی مادے ملاحظہ فرمائیں۔...... مادۂ تاریخ سال قیام مملکت خداداد پاکستان ...... ۱۹۴۷ء ...... ۱۳۶۶ھ ...... "چراغ بام مسرت" ۱۹۴۷ء ...... "تذکرہ روح پرور" ۱۹۴۷ء ...... "عظمت الوقت" ۱۹۴۷ء ...... محمد رسول اللہ والذین معہ (الفتح:۲۹) ۱۳۶۶ھ

گولڈن جوبلی کے موقع ۱۹۹۷ء کی مناسبت سے پچاس اشعار پر مشتمل نظم لکھی جس کا مقطع یہ ہے۔

اس ارض خوشنما و دلکشا کا ...... ہے پیدائش کا سن "ماہ فضیلت"

۱۳۶۶ھ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ میرے راہنما اور پیشوا ہیں مجھے ان کے ساتھ بے حد محبت ہے اور میں ان کو پڑھ کر ان سے بہت مانوس ہوا ہوں ان کے قطعہ سال وصال کو میں نے قرآن کی اس آیت ...... "الذین یرثون الفردوس" (سورہ المومنون:۱۱) ۱۹۳۸ء ...... سے اخذ کیا ہے۔

قطعہ تاریخ سال وصال: حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ...... ۱۹۳۸ء ...... ۱۳۵۷ھ ...... مادہ ہائے سال وصال ﴿۱۹۳۸ عیسوی﴾ ...... "معروف اسلامی شخصیت" ......

''کوکبِ کمالِ فیضِ رحمتہ للعالمین'' ...... ''گلزارِ فیضِ معرفت'' ...... ''شمعِ ادب وطریقت و معرفت'' ...... ''باعزت غلامِ رسولِ امین'' ...... ''مظہرِ احتشامِ اہلِ ادب'' ...... ''اوجِ نعتِ حضرت'' ...... ''چراغ شاہراہِ حیدر''..وغیرہ

مادہ ہائے سالِ وصال (۱۳۵۷ہجری) ...... ''سلکِ تعلیماتِ رسول'' ...... ''صاحبِ ذوقِ محبت'' ...... ''وسیع الظرف'' ...... ''خیر و سلامتی'' ...... ''سراپا صدق و بافیض'' ...... ''چراغِ بزمِ جناں'' ...... ''فروغِ بزمِ حبیب'' ...... ''چراغ منزلِ طیبہ'' ......اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہء وصال یہ ہے۔

وہ دیدہ ور تجلی یاب حق ہے ثنا خوان و محبِ شاہِ لولاک
وہ زیب محفل ارباب حق ہے فروغ شمع بزمِ علم و عرفاں
حریص احتشام و داب حق ہے وہ طالب سطوت دین نبی کا
سپہر صدق ہے، مہتاب حق ہے حکیم الامتِ مرحوم ہے وہ
''نشان عظمت احزاب حق'' ہے وصالِ شاعرِ مشرق کی تاریخ
۱۹۳۸ء

جامعہ منظرِ اسلام ہمارا ''مرکزِ علم وعرفان'' ہے اس کے حوالے سے بھی تھوڑی سی کاوش کا شرف حاصل کیا۔ مثلاً سال تاسیس ''منظر اسلام'' ۱۹۰۴ء ...... بہ الفاظ ...... ''فیضِ حضور'' ...... ''بابِ ذکرِ رفعتِ مصطفیٰ'' ...... ''راہِ احترامِ خیر الوریٰ'' ...... ''درسِ عظمتِ مصطفائی'' ...... ''اقبالِ طریقت و اجلالِ شریعت'' ...... اب صد سالہ جشن منظر اسلام کے حوالے سے چند مادہ ہائے تاریخ یوں مرتب کیے ہیں۔ (۱۴۲۲ھ ...... ۲۰۰۱ء) سن ہجری ۱۴۲۲ھ ...... ''حسنِ چمنِ تاریخ'' ...... ''مظہرِ یمنِ اسلام'' ...... ''خوبی گلشن ابرار'' ...... ''جہان علوم و خیرات'' ...... جبکہ سن عیسوی ۲۰۰۱ء ...... ''نشانِ شرف عظیم'' ...... ''جمیل وارفع نظریات'' ...... ''حسین اقدار و نظریات'' ...... ''بہار باغ معرفت'' ......

اعلیٰ حضرت کے شہرہ آفاق مجموعہ نعت ''حدائق بخشش'' ۱۳۲۵ھ کا ''سال طباعت'' ۱۳۲۵ء مندرجہ ذیل الفاظ میں اخذ کیا ہے ...... ''خوشبوئے عرفان'' ...... ''بابِ فضیلت'' ...... ''شیفتگی و وابستگی'' ...... ''تحفہء عرش بریں'' ...... ''چراغِ بزمِ یزداں'' ...... ''جلوہ رُخِ سرکار''

......"انوارِ توصیفِ سرکار"...... "فکر، جوش، جذبہ"......

اعلیٰ حضرت کا سال ولادت ۱۲۷۲ ہجری ...... بہ الفاظ دیگر ...... "نبراسِ بزمِ فضل" ...... "چراغ بزم حجاز" ...... "نگینہ تقویٰ و طہارت" ...... "پیکر لطافت نعت" ...... "نیر اوج استقامت" ...... جبکہ سن عیسوی ۱۸۵۶ھ کا مادہ ان الفاظ میں اخذ کیا ہے ...... "خورشید ادب مصطفیٰ" ...... "افتخار محفل اہل فقر" ...... "نیر ذوق معرفت" ...... "اوج خورشید تابان عرب" ...... "نور و نکہت ریاض حق" ...... اور آپ کا سال وصال ۱۳۴۰ھ "نفیس محفلِ ذکرِ نبی" ...... "تجلیاتِ فیوض" ...... "زیب جہانِ ذوق و محبت" ...... "زیب چراغ جاہ حق" ...... "چراغ جمالِ نبی" ...... اور باعتبار سن عیسوی ۱۹۲۱ء مادے ملاحظہ ہوں .... "ہمہ تن ادب شاہ ارض وسما" ...... "چراغ اوجِ بہشت" ...... "شیخ الشیوخ دین" ...... "عاشقِ مرتضیٰ" ...... "گلشنِ غوثیہ" ......

ابوالحسن واحد رضوی
مدیر ماہنامہ ریاض الحق
آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، محمد نگر، اٹک۔

تاریخ

(سال طباعت)

تضمین سلام رضا

فیضِ حمد نعت (۱۴۲۲ھ)

تضمین بہترین سلام رضا کی ہے
واحد نے کام واقعی یہ منفرد کیا
تحقیق کے، ادب کے جو اسرار فہم ہیں
تحسین کا خراج کریں گے اسے ادا
تاریخ یوں طباعتِ تضمین کی کہی
عونِ خدائے لوح و قلم سے "رضا رضا"
۲۰۰۲ء

معروف نعت گو شاعر و تاریخ گو طارق سلطانپوری سے فن تاریخ گوئی کے حوالے سے دلچسپ گفتگو

فن تاریخ گوئی مسلمانوں ہی کا ورثہ ہے

پینل: خواجہ شہزاد، صدیق صابر، ظفر اقبال اعوان ☆

ایشین نیوز: جناب طارق سلطانپوری صاحب! فن تاریخ گوئی کے حوالے سے ہمارے قارئین کو آگاہ فرمایئے؟

طارق سلطانپوری: فن تاریخ گوئی کی تاریخ بڑی طویل ہے۔ اس فن کا مرکز برصغیر ہندو پاک رہا ہے۔ خصوصاً لکھنو، دھلی، حیدر آباد دکن، بہار، پٹنہ میں اسے فروغ حاصل ہوا۔ اس فن نے ارتقائی مراحل برصغیر میں ہی طے کئے' یہ فن فارسی ادب کی ایجاد ہے۔ عربی زبان میں اس فن کا کوئی وجود نہیں ہے۔ البتہ اردو اور فارسی زبان میں اس فن کی ان گنت مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

علم الاعداد کے حوالے سے کسی بھی واقعہ کو یا جملہ اس طرح بیان کرنا کہ تاریخی اعتبار سے اس کی جزئیات کا ہر جانب سے احاطہ کر لیا جائے اور اگر اس کے اعداد کو جمع کر لیا جائے تو جس سال میں وہ واقعہ رونپذیر ہوا ہو وہ سال برآمد ہو۔

پروفیسر براؤن نے اس فن کے بارے میں کہا ہے کہ CHRONOGRAM اسے کہتے ہیں جس میں حروف کا مجموعہ جمل (ابجد) کے قاعدے سے ایک مصرعہ جملے یا کلمے میں کسی واقعہ کی یاد دلائے۔ فنِ تاریخ لغت میں کسی چیز کا وقت ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور مؤرخین (تاریخ گووؤں) کی اصطلاح میں کسی امر عظیم اور واقعہ قدیم و مشہور مانند کسی بادشاہ' سلطنت' فتنہ فساد' جنگ و کارزار و شادی و مرگ' یا بنائے عمارت اور باغ وغیرہ کی ابتداء کی مدت متعین کرنے کو کہتے ہیں۔

ایشین نیوز: برصغیر میں اس فن کے اساتذہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

طارق سلطانپوری: برصغیر میں مغلیہ ادوار میں اس فن کو سرکاری سرپرستی حاصل رہی ہے۔

☆ ہفت روزہ ''ایشین نیوز'' رحمت پلازہ، ون ڈی، جناح ایونیو، بلیو ایریا نزد پریڈ ایونیو چوک، اسلام آباد
051-2877534

مغل بادشاہ چونکہ خود صاحبانِ علم اور شعر فہمی کا ادراک رکھتے تھے۔ اس لئے دیگر ممالک سے اہل علم و فضل کشاں کشاں یہاں چلے آئے۔ برصغیر میں اس فن کے ماہرین میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد فاضل اکبر آبادی، شرافت نوشاہی، حفیظ ہوشیار پوری، سرور انبالوی، مولانا حامد حسن قادری، پیر دستگیر نامی، رئیس امروہوی، مفتی صدر الدین آزردہ جیسی قد آور شخصیات شامل ہیں۔ مغل بادشاہ شاہجہان کے عہد میں اس فن پر ایک کتاب ''مخبر الواصلین'' لکھی گئی جواب ناپید ہے۔

ایشین نیوز: اس فن کی اصناف کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟

طارق سلطانپوری: اس کے دو اصناف مقبول ہیں۔ ایک سالم الاعداد کہلاتی ہے۔ دوسری ناقص الاعداد اسے سالم التاریخ اور ناقص التاریخ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ شعر کی صورت میں کوئی مصرعہ ایسا آئے کہ اس کے اعداد کا مجموعہ مطلوبہ تاریخ کو پورا کرے۔ وہ سالم التواریخ اور جب مطلوبہ تاریخ جملہ یا مصرعہ سے جمع اعداد کی صورت میں برآمد نہ ہو تو ناقص التواریخ کہلاتی ہے۔ دیگر ایک صنف، صنعت تفاصف اور صنعت تصاعف کہلاتی ہے۔ اس کی مزید ایک صنف منقوط اور غیر منقوط بھی کہلاتی ہے۔ تناصف اور تضاعف میں اعداد میں کمی بیشی کر کے مصرعہ بولا جاتا ہے اور بغیر کسی نقطہ کے جملہ کہا جائے تو غیر منقوط کہلاتی ہے۔

ایشین نیوز: جناب سلطانپوری صاحب! آپ کی اس فن سے کافی حد تک دلچسپی ہے کیا اس وقت پاکستان میں دیگر کوئی حضرات بھی اس فن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں؟

طارق سلطانپوری: جی ہاں! الحمد للہ پاکستان میں اس مشکل فن کی ترویج میں ابو طاہر فدا حسین فدا' عارف مجور رضوی' صابر براری' صاحبزادہ فیض الامین فاروقی' شوکت اللہ آبادی' سرور انبالوی' پیرزادہ عاشق کیرانوی' حسن میرآنی جیسے چیدہ افراد شامل ہیں۔ یہ فن چونکہ محنت طلب ہے اسلئے اسے عمومی طور پر فروغ حاصل نہیں ہو سکا۔

ایشین نیوز: سلطانپوری صاحب! ابھی آپ نے اس فن کے حوالے سے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر کیا۔ جبکہ عام طور پر وہ اس سلسلہ میں شہرت نہیں رکھتے؟

طارق سلطانپوری: جی ہاں ڈاکٹر صاحب کی شہرت اس حوالے سے نہیں ہے لیکن انہوں نے اپنی والدہ محترمہ اور اپنے والد گرامی میاں نور محمد قادری اور اپنے استاد گرامی میر حسن قادری

رحمۃ اللہ علیہ سرسید احمد خان کی وفات پر اس فن کا اظہار اپنے قطعات کی صورت میں کیا ہے۔

ایشین نیوز: اس فن کے بارے میں ہمارے مشاہیر کی کیا خدمات رہی ہیں' ہمارے قارئین کی دلچسپی کے لئے تاریخی حوالے سے بیان فرمائیں؟

طارق سلطانپوری: فن تاریخ گوئی مسلمانوں کا ہی ورثہ ہے اور ہمارے مشاہیر کی اس سلسلہ میں گرانقدر خدمات رہی ہیں۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مرحوم کی وفات پر تاریخ وصال ان الفاظ میں کہی "آغوش لحد"......۱۳۳۹ھ......سرسید احمد خان کی تاریخ وصال کا استخراج آیات قرآنی سے کیا۔

انی متوفیك و رافعك الی و مطهرك ...... ۱۳۱۵ھ ......

مولانا حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ معروف مذہبی اسکالر گزرے ہیں۔ آپ نے قیامِ پاکستان کے موقع پر کیا خوب کہا "کنتم خیر اُمتہ" ...... ۱۳۶۶ھ ...... اور وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کی شہادت کے موقع پر حفیظ ہوشیار پوری کا یہ مصرعہ تو زبان زد عام ہے۔ "صلہ شہید کیا ہے تب و تابِ جاودانہ" ...... ۱۳۷۱ھ ...... اس شعر سے ان کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔

رئیس امروہوی ہمہ صفت شخصیت تھے۔ مزار قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر قطعہ سنگ بنیاد رکھا۔ لیکن حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر کسی شاعر نے قطعہ تاریخ نہیں لکھا۔ اس عاجز نے یہ قطعہ لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے جو میرے پاس محفوظ ہے۔ شوکت الہٰ آبادی نے حال ہی میں اس فن پر ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام "معاون التاریخ" ہے جس سے اس فن کے شائقین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایشین نیوز: فن تاریخ گوئی کے حوالے سے بعض شخصیات کے تاریخی ناموں کی روایت بھی موجود رہی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

طارق سلطانپوری: جی ہاں! علمی گھرانوں کی اس حوالے سے یہ روایت موجود ہے کہ اپنے بچوں کے تاریخی نام بھی رکھتے ہیں۔ جن سے ان کے سال پیدائش کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً ماہر القادری مشہور علمی شخصیت ہیں۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ان کا تاریخی نام ...... منظور حسین ...... ہے۔ اس نام سے ...... سن ۱۳۲۴ ہجری ...... برآمد ہوتا ہے۔ معروف نعت خواں

منظور الکونین کا نام بھی تاریخی ہے اس سے سن ہجری ۱۳۶۳ برآمد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی کتابوں کے نام تاریخ رکھے جاتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بے شمار تصانیف کی تاریخی نام ہیں بلکہ ان کی خاندانی روایت کے حوالے سے ان کا اپنا نام بھی تاریخی تھا۔ جو "المختار" ۱۲۷۲ ہجری بنتا ہے۔ مولانا ضیاء القادری مشہور عالم دین نے بھی اس فن پر عبور رکھنے کی وجہ سے اپنی کتابوں کو تاریخی نام دیئے ہیں۔

ایشین نیوز: آپ کی اس فن کے حوالے سے کیا خدمات ہیں ہم اس کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ نیز آپ نے کس سے رہنمائی لی؟

طارق سلطانپوری: میں نے ۱۹۶۳ء میں راولپنڈی کے جامعہ رضویہ کے قیام کے موقع پر پہلا تاریخی قطعہ کہا تھا۔ اس کا سن ہجری کے حوالے سے...... "وخمخانہء وفا" ۱۳۸۳ھ...... کا عدد آتا ہے۔ میں نے اس فن کو باقاعدہ کسی استاد سے نہیں سیکھا۔ میرا فطری میلان اور شاعری کا ذوق ہی میرا استاد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے ربّ کریم کی عطا ہے۔ میری کتاب "تجلیات حرمین" چند سال پیشتر شائع ہوئی ہے۔ اس کا تاریخی نام "رابطہ بخشش" ہے۔ جس سے اس کی طباعت کی تاریخ ۱۴۱۹ھ سامنے آتی ہے۔ میں نے قومی رہنماؤں، مذہبی شخصیات کے قطعات وصال بھی لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ مجموعہ "رباب تاریخ" چھپنے کا منتظر ہے۔ لاہور اور کراچی کے کئی اداروں نے اسے چھاپنے کی پیش کش کی ہے۔ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ قارئین کی دلچسپی کے لئے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

تدبر میں وہ یکتائے زمانہ ۔۔۔ تھی مشہور جہاں اس کی بصیرت
اسے معلوم تھیں دشمن کی چالیں ۔۔۔ سمجھتا تھا وہ اسرار سیاست
نہ خائف کر سکا اس کو فرنگی ۔۔۔ تمام عالم میں تھی جس کی حکومت
نہ ہندو کر سکا اس کو مسخر ۔۔۔ جو رکھتا تھا ذہانت اور دولت
نہ گھبرایا نہ جھجکا وہ کسی سے ۔۔۔ وہ تھا لاریب کوہِ استقامت
ہمیں دامِ غلامی سے چھڑایا ۔۔۔ یہ تائید خدا و جانِ رحمت ﷺ
جبیں وقت خم ہے اس کے آگے ۔۔۔ بہت اونچا ہے اس کا تختِ عظمت
منور اس کا ہو خاکی شبستاں ۔۔۔ بنے فردوس منظر اس کی تربت

کہا ہاتف نے طارق مجھ سے اس کا "وقار ارضِ مشرق" سال رحلت

۸ ۴ ۸ ۱ ء

(ایشین نیوز نے غلطی سے ۱۸۴۸ء چھاپ دیا ہے)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ان الفاظ میں کہی "وصالِ دانائے راز"

......"زمزمۂ خودی و بے خودی" ......جسٹس شریعت کورٹ پیر کرم شاہ الازہری کی وفات پر کہا۔

الٰہی لحد ان کی پر نور کر دے بہ حق سراج منیرِ ہدایت

سن وصل ہاتف نے فرمایا طارق ہیں "وہ نیر خورشیدِ علم و بصیرت"

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے تاریخی موقع پر کہا۔

"آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان"

قیام پاکستان کے حوالے سے بھی تاریخی قطعہ میں نے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"خورشید طریقت حق"......۱۹۴۷ء......

بخشش کبریا ہے میرا وطن مصطفیٰ کی عطاء و رحمت ہے

عام انداز کا نہیں یہ ملک خاص اس کی اساس و ہیت ہے

ہے کوئی حکمتِ خداوندی اس کی تقویم رازِ قدرت ہے

اس کا قرآن سے ہے رشتہ خاص اس کی قرآن اک ضرورت ہے

اس کا سالِ قیام اے طارق "لیلۃ القدر" کی عنایت ہے

(۱۳۶۶ھ)

خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ وصال یوں کہا:

خواجہ سیال فخرِ عارفاں جادہ پیما ہو گئے سوئے بہشت

سال رحلت، اس خدا اندیش کا بجھ گیا ہے "کہہ چراغ بزم چشت"

("کہہ چراغ بزم چشت" ۱۹۸۱ء)

ماہر اقبالیات مرزا محمد منور احمد کی وفات پر قطعہ کا ایک شعر۔

عاشق حضرت اقبال کا طارق میں نے سال رحلت کہا وہ "شخصِ منور اقبال"

(۱۴۲۰ھ)

ایشین نیوز: آپ کے اشعار کی تعداد؟

طارق سلطانپوری: جو قطعات موزوں ہوئے ہیں ان کی تعداد ۳۰۰ سے اوپر ہے۔ پاکستان کی گولڈن جوبلی، ایٹمی دھماکے، تحریک ہجرت و ترک جوالات، تحریک ختم نبوت کی کامیابی، حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ و دیگر دینی و مذہبی رہنماؤں کی زندگی کے بے شمار گوشوں پر میرے تاریخی قطعات ریکارڈ پر ہیں۔ حضرت ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو تو میں اپنا رہنما تسلیم کرتا ہوں۔ یہ قطعہ اس حوالے سے میرے دل کی آواز ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ محترمہ سردار بیگم رحمۃ اللہ علیہا کی وفات پر کیا خوب تاریخ کہی "سرمۂ مازاغ" کے الفاظ تاریخ وفات آشکار کر رہے ہیں۔

ہے موت سے مومن کی نگاہ روشن و بیدار
اقبال نے تاریخ کہی "سرمۂ مازاغ"
(۱۳۵۴ھ)

ایشین نیوز: فنِ تاریخ گوئی کے حوالے سے کوئی تاریخی واقعہ ہو تو ہمارے قارئین کے لئے بیان فرمائیں؟

طارق سلطانپوری: مفتی صدر الدین آزردہ فن تاریخ گوئی کے امام تھے۔ کہنہ مشق زمانہ ساز شاعر و تاریخ گو۔ انکے دور میں ایک مشہور طوائف ججو (ساجدہ) نے ایک عالی شاہ مسجد تعمیر کی۔ تاریخی کتبے کی روایت کے مطابق اس نے مفتی صدر الدین آزردہ سے درخواست کی کہ آپ اس مسجد کی تعمیر کا قطعہ تاریخ لکھیں۔ جو اس مسجد کی زینت بنے اور میرا نام بھی زندہ رہے۔ مفتی صدر الدین آزردہ کیلئے یہ ایک کڑا امتحان تھا۔ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" والی بات تھی۔ نہ اقرار ممکن تھا نہ انکار' آپ نے کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک لاجواب تاریخی قطعہ موزوں کیا۔ جسے پڑھ کر ارباب فکر و نظر دریائے حیرت میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

از کسب خاص ججو ساخت مسجد — بہ محراش دخولِ خاص و عام است
چوں جستم مادہء تاریخِ تعمیر — ندا آمد کہ "ایں بیت الحرام است"
(۱۲۱۴ھ)

اور یہ قطعہ آج بھی اس مسجد کی دیوار پر کتبہ تاریخ کی شکل میں تاریخی حقائق بیان کر رہا ہے۔

ایشین نیوز: اپنے خاندانی پس منظر اور تعلیمی مراحل کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے؟

طارق سلطانپوری: میرا نام محمد عبد القیوم خان اور طارق تخلص ہے۔ سلطانپوری اپنے آبائی گاؤں سلطان پور کے حوالے سے کہلاتا ہوں۔ حسن ابدال کے نواحی گاؤں سلطان پور میں پیدا ہوا۔ والد گرامی کا نام عبد العزیز خان ہے۔ پانچ جون ۱۹۴۲ء کو پیدا ہوا۔ میں پٹھانوں کے قبیلہ بڑیچ کی مشہور شاخ یوسف زئی کا فرد ہوں۔ میرے والد نے کسی باقاعدہ مکتب سے تو تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود انہیں بارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ہمارے آباؤ اجداد افغانستان سے سوات کے سرحدی علاقے میں آ کر بس گئے تھے۔ وہاں سے کچھ افراد حسن ابدال کے گاؤں سلطان پور آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔ میں نے ۱۹۵۹ء میں میٹرک پاس کیا اور نیشنل بینک میں ملازمت کر لی۔ زیادہ عرصہ کراچی میں گزرا۔ وہیں میں نے پرائیویٹ طور پر کراچی یونیورسٹی سے ایم اے فارسی کیا اور منفرد اعزاز کے ساتھ یہ امتحان پاس کیا۔ میرے اساتذہ میں ڈاکٹر محمود حسن اور ڈاکٹر اشتیاق حسین اور چکوال کے ڈاکٹر غلام سرور شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام سرور علی گڑھ کے شعبہ فارسی کے صدر بھی رہے۔

شاعری سے لگاؤ سکول کے زمانے سے ہی ہے۔ میرے اساتذہ میری اس صلاحیت سے آگاہ ہوئے تو کئی قومی تہواروں پر انہوں نے مجھے نظمیں لکھنے کی ذمہ داری تفویض کی۔ میرے اس ذوق کو دیکھتے ہوئے نوعمری ہی میں حسن ابدال کی سیمنٹ فیکٹری کے ماہانہ مشاعرے میں مشاعرے کی صدارت کا اعزاز بھی بخشا گیا۔ ابتدائی دور میں غزل بھی لکھی لیکن آخری دور میں الحمد للہ نعت ہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ تاریخ گوئی اس کے ساتھ میرا اضافی شوق سمجھ لیں۔ کراچی قیام کے دوران کراچی کے اہل علم حضرات جناب شمس بریلوی، جناب ادیب رائے پوری اور جناب سرور کیفی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر احباب سے بھرپور رابطہ رہا بلکہ پورے ملک کے دیگر اہل علم حضرات سے اب بھی تسلسل کے ساتھ رابطہ قائم رہتا ہے۔

رسائل و جرائد میں

فنِ تاریخ گوئی پر مقالات کا اشاریہ

سید انتخاب علی کمال ☆

فنِ تاریخ گوئی پر کتابوں کے علاوہ مختلف رسائل و اخبارات اور جرائد میں مضامین و مقالات بھی لکھے گئے ہیں ان مقالات اور مضامین کا اشاریہ پیشِ خدمت ہے۔

(ا) غالب کی تاریخ گوئی:

مضمون از مختار الدین احمد آرزو۔ مطبوعہ "ادبی دنیا" مارچ ۱۹۴۰ء (غالب لائبریری ناظم آباد۔ کراچی...... ادبی دنیا کا نیا شمارہ موجود ہے)

اشاریہ نمبر ا

متذکرہ مضمون میں ہر بکنل (HER BEKNEL) کی انگریزی زبان میں حافظ شیرازی کی تاریخ وفات، ملکہ الزبتھ کے فوت ہونے کی تاریخ، ناسخ لکھنوی کی کئی تاریخیں، حکیم مومن خان مومن کی کہی ہوئی تاریخیں اور مضمون کے حاشیہ میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی کے کہے ہوئے تین مادہ ہائے تاریخ ہیں۔ آخر میں صاحب عنوان کی آٹھ دس تاریخیں لکھی ہیں جبکہ مضمون ہذا کا ماخذ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر براؤن، آبِ حیات، کلیاتِ غالب اور اردوئے معلیٰ جیسی مستند کتب ہیں یہاں یہ سوال یقیناً پیدا ہوتا ہے کہ جب مضمون "غالب کی تاریخ گوئی" پر لکھا گیا ہو تو وہاں ہرمن بکنل، ناسخ لکھنوی، مومن خان مومن اور اعلیٰ حضرت کی تاریخوں کا بلاوجہ ذکر کیوں کیا گیا ہے۔

اشاریہ نمبر ۲

ماہنامہ "قومی زبان" اکتوبر ۲۰۰۷ء کے مطابق عربی اور اردو زبان و ادب کے ممتاز اسکالر اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے سابق صدر پروفیسر مختار الدین آرزو کو علی گڑھ ایلومنائی ایسوسی ایشن نیویارک (امریکہ) کی جانب سے ان کی خدمات کے اعتراف

☆ فن تاریخ گوئی کے بزرگ استاد: مکان نمبر 8 گلی نمبر 1 ایریا 36/B۔ نزد خورشید اسکول لانڈھی نمبر 4 کراچی (پوسٹ کوڈ 75160)۔
021-8203969, 0364-5013593

میں لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ ۳ نومبر ۲۰۰۷ء کو پیش کیا گیا۔ سبحان اللہ

(۲) سیماب اکبر آبادی کی وفات پر قطعاتِ تاریخ:

مطبوعہ ماہ نامہ "پرچم" کراچی ۱۹۵۱ء مطابق ۱۳۷۱ ہجری شمارہ ہذا میں ۶۷ معروف شعرائے پاک و ہند کے کہے ہوئے قطعاتِ تاریخ وفاتِ سیماب شامل کیے گئے ہیں۔

(۳) اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی:

مضمون از علامہ عبدالحکیم اخترؔ شاہ جہاں پوری مطبوعہ "دوام العیش فی الائمۃ من قریش" مکتبۂ رضویہ اچنٹ گڑھ لاہور، اس مقالے میں علامہ اختر شاہ جہاں پوری نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چالیس کتابوں کے چالیس نثری نام لکھے ہیں ان کے علاوہ قرآنی آیتوں سے نکالی ہوئی گئی تاریخیں، چند قطعاتِ تاریخ اور صعنتِ مربع میں ایک نہایت فنکارانہ اور عمدہ تاریخ بھی ہے۔ کاش! اعلیٰ حضرت کے مریدین و معتقدین اُن اس فن پر بھی تحقیقی کام کریں اور یوں بہت ساری تاریخیں منظرِ عام پر آسکتی ہیں۔

(۴) فنِ تاریخ گوئی:

مقالہ از پروفیسر ناصر حسین زیدی، مطبوعہ روزنامہ "امروز" کراچی ۲۵ اگست ۱۹۵۸ء۔

(۵) ماہنامہ مہر نیمروز۔ کراچی:

ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں سید لطف الرحمٰن بی اے نے فنِ تاریخ گوئی کی کتاب "گنج تواریخ" اور صاحب گنج تواریخ (محمد عبدالغفور خاں، نساخ خالدی) پر ایک طویل مضمون تحریر کیا ہے۔ (بحوالہ تذکرۂ درخشاں ص ۹۹۸)

(۶) مہر نقوی بے پوری تاریخ گو شاعر کی حیثیت میں:

مضمون از انتظار احمد، شمیم صبائی متھراوی۔ ایم اے مطبوعہ روزنامہ "انجام" کراچی۔ مجریہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۳ء اس مضمون میں تاریخ گو شاعر کے کہے ہوئے تیرہ قطعات تاریخ ہیں۔ اس میں کئی فی البدیہ تاریخیں بھی ہیں نیز ایک قطعہ تاریخ صعنتِ ترصیع (جس میں ہر مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے) اور ایک تاریخ صعنتِ متلون میں ہے صعنتِ متلون (م۔ ت۔ لو۔ ون) میں مصرع کی بحریں ذرا سی تبدیل ہو کر پڑھی جاتی ہیں۔

اشاریہ:

صنعتِ متلوّن میں ایک مصرعہ جناب قانع تتوی نے ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۱۷۵۶ عیسوی میں کہا تھا۔

(۷) ''تواریخ محبوب حق'' (۱۳۸۳ہجری):-

مضمون از سید خورشید علی مہر تقوی جے پوری۔ مطبوعہ ''رسول نمبر'' ماہنامہ ''خاتون پاکستان'' کراچی مطبوعہ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء۔

(۸) چند تاریخ گوشعرا:

مضمون از سید خورشید علی، مہر تقوی جے پوری، مطبوعہ ماہنامہ ''فیض الاسلام'' راولپنڈی۔ جنوری تا مارچ ۱۹۶۴ء

(۹) مہرِ تقوی۔ (ایک تعارف):

مضمون از صابر جعفری۔ مطبوعہ روزنامہ جنگ کراچی۔ ۱۹۶۶ء۔ زیرِ نظر مضمون مہر تقوی جے پوری کے انتقال (۷ مئی ۱۹۶۶ عیسوی) کے فوراً بعد کسی تاریخ کو شائع ہوا۔

(۱۰) مہرِ تقوی جے پوری:

مضمون از سید انتخاب علی کمال۔ مطبوعہ ''ماہنامہ قومی زبان'' کراچی۔ جولائی ۱۹۶۶ء۔

(۱۱) لغاتِ تاریخ نگاری:

مقالہ از غلام حسین کسری مہناس۔ مطبوعہ ''صحیفہ'' لاہور شمارہ نمبر ۴۵ بابت اکتوبر ۱۹۶۸ء۔

(۱۲) فنِ تاریخ گوئی:

مقالہ از ڈاکٹر ابراہیم خلیل، مطبوعہ سہ ماہی رسالہ ''اردو نامہ'' کراچی جنوری ۱۹۷۰ء نیز محترم سید محمد عبداللہ قادری نے اپنے مقالے ''فنِ تاریخ گوئی میں سالم تاریخیں'' مطبوعہ سہ ماہی ''پیغامِ آشنا'' شمارہ نمبر ۵۔۶ جون ۲۰۰۱ء میں ابراہیم خلیل کے اس مضمون کے حوالے سے انگریزی پروفیسر ٹامس ولیم بیل کی کہی ہوئی تاریخ حضرت پنجتن پاک نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رفتم بباغِ فکر و دیدم بہ ہر چمن — در شوق چیدن گل تاریخ پنج تن
ہر غنچہ را کشودم و جستم زہر گلے — تا گہ ندا ز بلبلے آمد بہ گوش من

احمد و فاطمہ و حسین و علی، حسن　　تاریخ فوت شاں بحوالا ز "یامن" (۱)
اول دو حرف بہر محمدؐ و فاطمہ　　باقی سہ حرف بہر حسین و علی، حسن

اشاریہ نمبرا:

مورخ پروفیسر تامس ولیم نے "یامن" کے پہلے دو حروف یعنی "یا" کے ۱۱ اعداد سے سال رحلت احمد (ﷺ) و فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ س (۲۰) سے حسین رضی اللہ عنہ۔ م (۴۰) سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ن (۵۰) سے حسن رضی اللہ عنہ نکالا ہے۔ ماخوذ از اردو ادب میں تاریخ گوئی (مقالہ پی ایچ ڈی) پروفیسر ابراہیم خلیل۔ مخطوطہ غالب لائبریری نیز مقالہ "فن تاریخ گوئی" از ڈاکٹر ابراہیم خلیل۔ مطبوعہ سہ ماہی "اردو نامہ" کراچی جنوری ۱۹۷۰ء

(۱۳) مقالہ سید نور محمد قادری:

مطبوعہ سہ ماہی "صحیفہ" لاہور۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۷ء مقالہ بذات ذکر سید محمد عبداللہ قادری (ساکن واہ کینٹ) نے اپنے مضمون "فنِ تاریخ گوئی میں سالم تاریخیں" مطبوعہ سہ ماہی پیغام آشنا شمارہ نمبر ۵۔ ۶ جون ۲۰۰۱ء خانہ فرہنگ ایران۔ اسلام آباد میں فرمایا۔

(۱۴) گذشتہ سال جدا ہم سے ہو گئے یہ لوگ:

از انتظار احمد ایم اے۔ شمیم صبائی متھراوی (اسلام آباد) اس عنوان سے ماہنامہ "قومی زبان" کراچی میں گذشتہ تیس یا پینتیس سال سے مرحومین کی وفات پر قطعات تاریخ ہائے وفات شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن کی تعداد لگ بھگ چھ سات سو ہوگی۔

(۱۵) احسن مارہروی اور تاریخ گوئی:

مقالہ از ابراہیم خلیل۔ مطبوعہ ماہنامہ "قومی زبان" کراچی۔ قسط وار اشاعت بابت ماہ اکتوبر۔ ماہ نومبر اور ماہ دسمبر ۱۹۷۲ء

(۱۶) کلام التواریخ:

مقالہ از پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم خلیل مطبوعہ "سیپ" کراچی بابت ماہ جون اور جولائی ۱۹۷۴ء

(۱۷) مجلہ ریاض خلیل:

مطبوعہ نامی پریس کانپور مولانا احسن مارہروی نے ۱۸۹۶ء میں "گلدستہ ریاض سخن"

جاری کیا۔ بعد میں اس کا نام "مجلّہ ریاضِ خلیل" رکھ دیا۔ اس مجلّہ میں لکھا ہے "حیات الندیر" کے مصنف جناب سید افتخار عالم صاحب، آزاد مارہروی نے میر محبوب علی والیٔ حیدر آباد دکن کے جلوس ۱۸۸۴ء کی حسب ذیل تاریخ بزبان انگریزی کہی جو مجلّہ "ریاضِ خلیل" کانپور میں طبع ہوئی۔

"H. H. MR MAHBOOB ALI KHAN OF

HYDERABAD ENTHRONED." (1884 AD.)

اس ذیل میں آزاد نے انگریزی زبان کے موجدِ تاریخ ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے فرماتے ہیں۔

قدرداں تیرے سوا ہو کون اس ایجاد کا تحفۂ ناچیز ہے یہ بندۂ آزاد کا

(ماخوذ فنِ تاریخ گوئی از ابراہیم خلیل نقوی)

(۱۸) سہ ماہی "اردو" کراچی

مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۹۸ء جلد ۷۴ شمارہ ۱۔۲ (جنوری تا جون) ایک ہزار تاریخ گو شعراء کا تذکرہ "تذکرہ درفشاں" مرتبہ سید خورشید علی مہر تقوی بے پوری قسط وار اشاعت کا آغاز ہوا اور ۲۰۰۷ عیسوی جلد نمبر ۸۳ تک مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

(۱۹) سہ ماہی "پیغام آشنا" اسلام آباد:

مقالہ از سید محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ) بعنوان "فنِ تاریخ گوئی میں سالم تاریخیں" شمارہ نمبر ۵۔۶ جون ۲۰۰۱ء مطبوعہ خانہ فرہنگ ایران۔ اسلام آباد

موصوف نے جلال لکھنوی اور پروفیسر براؤن کے حوالے سے "تاریخ" کی تعریف بیان کی ہے اس کے بعد مختلف شعراء کی مختلف حوالہ جات سے "سالم تاریخیں" لکھی ہیں۔

(۲۰) ماہنامہ "قومی زبان" کراچی: (ماہوار مجلّہ انجمن ترقی اردو۔ پاکستان):

مقالہ از قلم پروفیسر ڈاکٹر ساجد (کراچی) بعنوان "مری تلاش یقیناً تلاشِ عنقا ہے" مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۳ عیسوی۔

(۲۱) سہ ماہی "الاقرباء" اسلام آباد:

مقالہ "فنِ تاریخ گوئی...... ایک تحقیقی مطالعہ" از قمر رعینی راولپنڈی مطبوعہ جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۴ ماہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ عیسوی

(۲۲) سہ ماہی "پیغام آشنا" اسلام آباد (مجلہ ثقافتی قونصلیٹ اسلامی جمہوریہ ایران)

مقالہ از نیساں اکبر آبادی۔ راولپنڈی۔ بعنوان "فنِ تاریخ گوئی" شمارہ نمبر ۱۷ اپریل تا جون ۲۰۰۳ء زیر نظر مقالے میں مقالہ نگار نے تاریخ کی اقسام، تاریخ معنوی، تاریخ صوری و معنوی، تاریخ منثور، تاریخ منظوم کے علاوہ صنعت تعمیہ، صنعت تخرجہ، صنعت منقوط، صنعت غیر منقوط اور صنعت توشیح وغیرہ کا ذکر کیا ہے ان کی مثالیں بھی دی ہیں۔

(۲۳) سہ ماہی "دانش نامہ" اسلام آباد۔ (فارسی مجلہ ثقافتی قونصلیٹ اسلامی جمہوریہ ایران)

مقالہ از ڈکتر محمد حسین تسبیحی بعنوان "قطعات مادّہ تاریخ وصنعتِ مادۂ تاریخ گوئی و اہمیت آں در بخشہ پیوند حالی فرہنگ شبہ قارہ" مقالہ ہذا فارسی زبان میں ہی ہے۔ جس میں تاریخ گوئی سے متعلق چند صنعتوں کا ذکر ہے۔ بعض کتب کا بھی حوالہ مقالہ بعنوان "صنادید تاریخ" اور "موادالتواریخ" اسی مقالے میں ملتا ہے۔

(۲۴) صنادید تاریخ گوئی...... (مقالہ):

از ڈکتر غلام سرور۔ مطبوعہ مجلہ دانش۔ اسلام آباد۔ اس مقالہ کا ذکر ڈکتر محمد حسین تسبیحی نے اپنے مقالے میں کیا ہے۔

(۲۵) بلتستان میں فنِ تاریخ گوئی:

از ڈاکٹر محمد حسین عماچہ۔ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ صحت۔ شمالی علاقہ جات۔ گلگت۔ مطبوعہ سہ ماہی "پیغام آشنا" اسلام آباد۔ اس مقالے میں ڈاکٹر عماچہ نے پہلے بلتستان کے جغرافیہ اور تاریخی پس منظر میں مفید معلومات تحریر فرمائی ہیں اس کے بعد بلتستان کے پہلے تاریخ گو شاعر میر نجم الدین ثاقب کی ۷۸۳ھ میں کہی ہوئی تاریخ لکھی ہے جو امیر کبیر سید علی ہمدانی کی بلتستان میں تشریف آوری سے متعلق ہے ڈاکٹر صاحب موصوف نے مختلف بلتستانی شعراء کی فارسی اور بلتستانی زبان کی تاریخیں ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء تک کہی ہوئی مقالے میں شامل کی ہیں۔

مقالہ ہذا کی مندرجہ بالا سطور سہ ماہی "الاقرباء" اسلام آباد ۲۰۰۸ء میں شائع شدہ ہیں۔ ان سطور کی اشاعت کے بعد سہ ماہی "الاقرباء" اسلام آباد میں فنِ تاریخ گوئی سے متعلق جو مقالات شائع ہوئے ان کے اشارات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۲۶) فنِ تاریخ گوئی...... آغاز و ارتقاء کے مباحث:

مقالہ از سید انتخاب علی کمال مطبوعہ سہ ماہی ''الاقرباء'' اسلام آباد شمارہ جنوری مارچ ۲۰۰۵ء۔

(۲۷) فنِ تاریخ گوئی............ تحقیق و جستجو کے تناظر میں:

مقالہ از قمر رعینی۔ مطبوعہ سہ ماہی ''الاقرباء'' اسلام آباد شمارہ جنوری مارچ ۲۰۰۶ء

(۲۸) فنِ تاریخ گوئی پر مطبوعات و مخطوطات کا جائزہ:

مقالہ از سید انتخاب علی کمال مطبوعہ سہ ماہی ''الاقرباء'' اسلام آباد۔ اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۰۶ء

(۲۹) صنعتِ ترصیع (یعنی ہر مصرعے سے تاریخ) میں تاریخ گوشعراء کے کمالات:

یہ مقالہ راقم الحروف ہی کا تحریر کردہ ہے جو سہ ماہی ''الاقرباء'' اسلام آباد کے شمارہ جولائی ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ ترتیب کے لحاظ سے اسے ستاویں نمبر پر ہونا چاہیے۔

(۳۰) نابغۂ روزگار تاریخ:

عظیم تاریخ گو شاعر حضرت انور علی شاد جے پوری علیہ الرحمہ کے نمونہ ہائے تاریخ پر مشتمل مقالہ راقم الحروف نے تحریر کیا۔ جس کو سہ ماہی الاقرباء نے اکتوبر دسمبر ۲۰۰۷ء کو شائع کیا۔

۳۱۔ ناسخ لکھنوی کی تاریخ:

اردو اور فارسی کے عظیم شاعر شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی کی تاریخوں پر مشتمل مقالہ راقم الحروف کا لکھا ہوا سہ ماہی ''الاقرباء'' کی زینت بنا۔ جنوری مارچ ۲۰۰۸ء کے شمارے میں۔ سہ ماہی الاقرباء نے شمارۂ ہذا کے سرورق پر ''نقشِ کمال'' کے عنوان سے راقم الحروف کا مرتبہ (۵ ذر ۵) پچیس خانوں کا نقش جس کے ہر خانے سے نئے سال ۲۰۰۸ء سے متعلق ایک مادہ تاریخ لکھا ہے ہر مادے کے نیچے اس مادے کے ابجدی اعداد دیئے گئے ہیں۔ ان اعداد کو جمع کرنے سے ۲۰۰۸ء برآمد ہوتا ہے۔ یعنی مربع ہذا کی ہر سطر کے پانچ خانوں کے اعداد (دائیں سے بائیں) شمار کیجئے تو ۲۰۰۸ء برآمد ہوگا۔ اسی طرح طولاً (اوپر سے نیچے) جمع کیجئے تو بھی ۲۰۰۸ء ہی برآمد ہوگا۔ بعینہٖ (بزاویہ حادہ) کے خانوں کو یا زاویہ منفرجہ بنانے والے خانوں کو جمع کیجئے تو حاصل جمع ہر طرف سے ۲۰۰۸ء آئے گا۔

اس قسم کا پہلا نقش میر شیر علی، قانع تتوی نے ۱۱۶۸ ہجری مطابق ۱۷۵۴ء میں ترتیب دیا تھا دوسرا امداح تتوی نے بھی ۱۱۶۸ء ہجری میں۔ تیسرا جویا مراد آبادی (صاحب سرود غیبی) نے ۱۲۸۸ء میں چوتھا اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے مرشد کی وفات ۱۲۹۷ھ

میں۔ پانچویں سید ابوالحسن حافظیاں مشہدی نے ۱۳۹۵ھ میں اور چھٹا نقش سید خورشید علی مہر تقوی بے پوری (صاحب تذکرہ درخشاں نے ۱۳۷۷ ہجری میں ترتیب دیا تھا) ان محترم بزرگ اساتذہ کرام کے فیض اور اللہ کے فضل و کرم سے ہیچ مداں راقم الحروف نے ۱۴۲۸ ہجری مطابق ۲۰۰۸ء میں نئے سال کی آمد پر ترتیب دیا۔ جس کو الاقرباء اسلام آباد نے سرورق پر شائع فرمایا جو راقم الحروف کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔

(۳۲) رسائل و جرائد میں فنِ تاریخ پر مقالات کا اشاریہ:

زیرِ نظر مقالہ اشاعت اپریل جون ۲۰۰۸ء الاقرباء اسلام آباد۔

(۳۳) فنِ تاریخ گوئی میں ہمزہ کے اعداد کی حیثیت:

از راقم الحروف مطبوعہ الاقرباء اسلام آباد شمارہ جولائی ستمبر ۲۰۰۷ء

(۳۴) غالب دہلوی کی تاریخ گوئی پر ایک نظر:

از راقم الحروف مطبوعہ الاقرباء اسلام آباد جولائی ستمبر ۲۰۰۸ء

(۳۵) حکیم مومن کا فنِ تاریخ گوئی:

از راقم الحروف مطبوعہ الاقرباء اسلام آباد جنوری مارچ ۲۰۰۹ء۔

(۳۶) حفیظ ہوشیار پوری۔ رنگ و اندازِ تاریخ گوئی:

از راقم الحروف مطبوعہ شمارہ اپریل جون ۲۰۰۹ء۔ سہ ماہی الاقرباء اسلام آباد

(۳۷) نغمۂ الاقرباء ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء

از راقم الحروف سہ ماہی الاقرباء اسلام آباد کی اشاعت کے گیارہ سال مکمل ہونے پر ایک ایسی تاریخ تخلیق کی جس میں انیس تاریخی مادے ہیں جس سے سنہ ۲۰۰۹ء برآمد ہوتا ہے اور گیارہ مادّوں کے پہلے اور آخری حروف کو جمع کرنے سے لفظ "نغمۂ الاقرباء" حاصل ہوتا ہے اس طرح بھی ۱۴۳۰ھ برآمد ہوتا ہے یعنی پہلے حروف کو جمع کرنے سے بھی اور مادۂ تاریخ کے آخری حروف کو جمع کرنے سے بھی ۱۴۳۰ھ آئے گا۔

(۳۸) قدیم سندھ میں فنِ تاریخ گوئی صدی بہ صدی:

از راقم الحروف مطبوعہ جولائی ستمبر ۲۰۰۹ء سہ ماہی الاقرباء کا تازہ شمارہ۔ مندرجہ بالا مقالات مختلف رسائل و جرائد میں شائع شدہ ہیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ پہلی بار جب یہ مقالہ الاقرباء میں شائع ہوا اس وقت ۲۵ مقالات تھے جو آج بڑھ کر ۳۸ تک پہنچ گئے۔

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



سلام رضا پر تضمین طارق رضا سلطانپوری

بارانِ رحمت

مرتبین

ملک محبوب الرسول قادری

سید محمد عبداللہ شاہ قادری

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

......سلامِ رضا بر تضمینِ طارق............بعنوان......

بارانِ رحمت

(1)
ماہِ کنعانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مہرِ فارانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مظہرِ شان رحمت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(ب)
میرِ سامانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شاہِ ذی شان رحمت پہ لاکھوں سلام
قاسمِ خوانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(2)
شہرِ علم و بصیرت پہ روشن دُرود
بحرِ فہم و فراست پہ روشن دُرود
ماہِ اوجِ فضیلت پہ روشن دُرود
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن دُرود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(3) بے مثال و شہِ نامدارِ حرم
پر تو حسن پروردگارِ حرم
مایۂ نازِ دین افتخارِ حرم
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(4) مظہرِ حق تعالیٰ پہ دائم دُرود
کل خدائی سے اعلیٰ پہ دائم دُرود
سایۂ عرشِ اعلیٰ پہ دائم دُرود
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(5) ظاہری زیب و زینت پہ عرشی دُرود
باطنی زیب و زینت پہ عرشی دُرود
دائمی زیب و زینت پہ عرشی دُرود
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی دُرود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(6) گنج بخشِ سعادت پہ الطف دُرود
محسنِ آدمیت پہ الطف دُرود
بدرِ طیبہ کی طلعت پہ الفت دُرود
نورِ عینِ لطافت پہ الطفِ دُرود
زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(7) رودبارِ نعم آبشارِ کرم
جس پہ عظمت کا ہر سلسلہ مختتم
دلنوازِ عرب، فیضِ بخشِ عجم
سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(8) محرمِ سرِّ قدرت پہ یکتا دُرود
رازدانِ حقیقت پہ یکتا دُرود
رمز آگاہ فطرت پہ یکتا دُرود
نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا دُرود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(9) وہ بلائیں تو آئیں شتاباں شجر
وہ تقاضا کریں لب کشا ہوں حجر
نائب کبریا ہیں وہ المختصر
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(10) خواجۂ انس و جاں سرورِ انبیاء
باعثِ بزمِ کُن مرحبا مرحبا
احتشامِ محمدؐ کا ہو ذکر کیا
جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(11) ہے فقط خالقِ آسمان و زمیں
ان کا پایہ شناس اور کوئی نہیں
وہ بشر جو ہے مہمانِ عرشِ بریں
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(12) ان کی مرہونِ منت ہے بزمِ وجود
ان کی خاطر سجا ہے ریاضِ شہود
ارض ہوتی نہ ہوتا یہ چرخ کبود
اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(13) جان و ایمان امت پہ بے حد دُرود
ناز و اعزاز ملت پہ بے حد دُرود
حرف آموزِ حکمت پہ بے حد دُرود
فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد دُرود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(14) مہرِ ضوبارِ قدرت پہ نوری دُرود
خاص شہکارِ قدرت پہ نوری دُرود
وجہِ اظہارِ قدرت پہ نوری دُرود
شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری دُرود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(15) مظہرِ حق وجودِ خدا کی دلیل
پیکرِ و تمکیں جلیل و جمیل
وہ نویدِ مسیحا دُعائے خلیل
بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(16) تاجدارِ شفاعت پہ غیبی دُرود
لطف فرمائے امت پہ غیبی دُرود
خسروِ ملک حکمت پہ غیبی دُرود
سرِ غیب ہدایت پہ غیبی دُرود
عطرِ جَیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(17) انتہائے جلالت پہ لاکھوں دُرود
اس کمالِ فضیلت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ قوسین رفعت پہ لاکھوں دُرود
ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ ناسوتِ جَلوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(18) شافعِ عاصیاں مصطفیٰ پر دُرود
جانِ رحمت حبیبِ خدا پر دُرود
باعثِ خلقِ ارض و سما پر دُرود
کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر دُرود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(19) برگزیدہ حبیب صمد پر دُرود
شاہِ خوباں شمشاد قد پر دُرود
آپ پر آپ کے اب و جد پر دُرود
پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر دُرود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(20) مجدِ ممدوحِ یزداں پہ امجد دُرود
ان کے اکرام بے حد پہ بے حد دُرود
شاہِ رشد و ہدایت پہ ارشد دُرود
مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد دُرود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(21) پست و بالا یسار و یمیں پیش و پس
ان کا محتاجِ رحمت ہے ہر ذی نفس
بیکسوں کو سر حشر ہیں آپ بس
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(22) ابرِ جود و کرامت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ ملکِ سخاوت پہ لاکھوں دُرود
بخششِ بے نہایت پہ لاکھوں دُرود
مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں دُرود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(23) مجتبیٰ مصطفیٰ اشرف الانبیاء
ظلِّ ذاتِ خدا جن کا سایہ نہ تھا
وہ تَــدَلّٰــی مقام ودنیٰ مرتبہ
شمعِ بزمِ دنیٰ ہو میں گم کُــن اَنَــا
شرحِ متنِ ہویّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(24) اپنی آمد میں گو آخری ہیں نبی
ان کی تخلیق ہر شے سے پہلے ہوئی
آب و گل میں تھے آدم تو وہ تھے نبی
انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(25) غمگسارانِ امت پہ اکثر دُرود
جاں نثارانِ حضرت پہ اکثر دُرود
جمع اہلِ محبت پہ اکثر دُرود
کثرتِ بعد قلتِ پہ اکثر دُرود
عزتِ بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(26) کبریا کی عنایت پہ اعلیٰ دُرود
ذاتِ باری کی رحمت پہ اعلیٰ دُرود
شاہِ بطحا کی بعثت پہ اعلیٰ دُرود
ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ دُرود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(27) ہم غلاموں کے مولا پہ بے حد دُرود
ہم فقیروں کے داتا پہ بے حد دُرود
ہم گداؤں کے ملجا پہ بے حد دُرود
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد دُرود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(28) بیکسوں کے معاون پہ بے حد دُرود
بے سہاروں کے محسن پہ بے حد دُرود
آمد شاہ کے دن پہ بے حد دُرود
فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد دُرود
غیظِ قلب ضلالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(39) باعثِ بزمِ تکوینِ محبوبِ رب
حکمت آموزِ دوراں و امی لقب
اصل ایمان و دیں جس کا پاس و ادب
سبب ہر سبب منتہائے طلب
علّت جملہ علّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(30) دین کی کاملیت پہ اظہر دُرود
خوش نصیبی امت پہ اظہر دُرود
ارجمندیٔ فطرت پہ اظہر دُرود
مصدرِ مظہریّت پہ اظہر دُرود
مظہرِ مصدریّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(31) رنگ و بو ہے جو کونین کے باغ میں
زلف و روئے نبی کا تصدق کہیں
وہ نقیبِ بہاراں ہیں سب مان لیں
جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(32) پیکرِ رحمت و رافت و عافیت
آسمانِ مرتبت لامکاں منزلت
حق کا عرفان ہے آپ کی معرفت
قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِ ممدُود رافت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(33) دیکھ ڈالا ریاضِ زمین و زماں
دوسرا ایسا شمشادِ قامت کہاں
جان و دل سے فدامہ و شانِ جناں
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(33ب) قامتِ شاہ رشکِ صنوبر قداں
جس کے مشتاق دیدہ ورانِ جہاں
یہ علو قسمت نخلِ طوبیٰ کہاں
طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(34) محترم میہماں بزمِ قوسین کا
وہ بجز مصطفیٰ اور کوئی نہ تھا
جس کا دیدار ہے رویت کبریا
وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(35) فرقِ ہائے شہانِ جہاں خم رہیں
پیشِ اجلال جانِ جہاں خم رہیں
یہ زمین چیز کیا آسماں خم رہیں
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(35ب) دست بستہ کئی قیصر و جم رہیں
صدقہ خواہِ درِ شاہِ عالم رہیں
بن کے ناچیز و عجزِ مجسم رہیں
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(36) ہے بلاشبہ والـلـیـل جس کی ثنا
عنبریں باغِ عالم کی جس سے فضا
جس پہ مہکا رہے جنتوں کی فدا
وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(37) دیکھ کر خوبیٔ صنع ربّ الفلق
رنگ صنعت گراں جہاں کا ہے فق
اس نظارے پہ قربان چودہ طبق
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(38) بے خبر ہوں کسی قلبِ غم ناک سے
دُور ہے رحمتِ شاہِ لولاک سے
ہم بھی مربوط ہیں گیسوئے پاک سے
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(39) اپنے حالات سے ان کو غافل نہ جان
ان کی دانست میں ہے تیری داستان
ان کا ہر دم ہے امت کی جانب دھیان
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(40) سرورِ دین کی سادگی بے مثال
منفرد شاہ کون و مکاں کا جلال
حق کی خاطر ہے ان کا جلال و جمال
چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(41) نفسی نفسی کا جب شور ہو گا بپا
ہو گا کوئی کسی کا نہ غم آشنا
کام آئیں گے اس دن فقط مصطفیٰ
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(42) اللہ اللہ تعظیم سرکار کی
آتشِ فارس وہ آئے تو بجھ گئی
مچ گئی بزمِ اصنام میں تھرتھری
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(43) لطف و بخشش کا ہے دائمی سلسلہ
ہے تہی دامنوں کا مزہ ہی مزہ
وہ بہشتِ نظر ہے کہ خلدِ نگہ
ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(44) مشفقِ اہلِ عصیاں پہ برسے دُرود
ہم بدوں کے نگہبان پہ برسے دُرود
ان کے دیدۂ گریاں پہ برسے دُرود
اشک باریٔ مژگاں پہ برسے دُرود
سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(45) چشمۂ نورِ رب دیدۂ مصطفیٰ
کوئی عالم نہ پوشیدہ اُن سے رہا
ایسا ذوقِ نظر ان کو حق نے دیا
معنیِ قدرائی مقصدِ ماطغیٰ
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(46) غمزدہ لحہ بھر میں سکوں پا گیا
آیا روتا ہوا مسکراتا گیا
اس نگاہِ عنایت کا مذکور کیا
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(47) ان کی ہر عادتِ جاں فزا پہ دُرود
ان کے ہر شیوۂ دل ربا پہ دُرود
شانِ یکتائی مصطفیٰ پہ دُرود
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر دُرود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(48) دیکھ کر ان کو اپنی ضیا بھول جائے
سامنے ان کے سورج چمکنے نہ پائے
کہکشاں شرمسار و خجل سر جھکائے
جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(49) اعلیٰ معیارِ صنعت پہ بے حد دُرود
خوبیِ دستِ قدرت پہ بے حد دُرود
بے مثال حسن صورت پہ بے حد دُرود
ان کے قد کی سہولت پہ بے حد دُرود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(50) غمزدہ دیکھ کر مسکرانے لگے
ان کی خدمت میں چاہت سے آنے لگے
ان کے قدموں میں آنکھیں بچھانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(51) مایۂ رستگاری و رضواں دُرود
فعلِ کرویاں کارِ یزداں دُرود
وجہِ خوشنودیٔ جانِ ایماں دُرود
چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں دُرود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(52) بات سچی کہوں ہے تقاضائے حق
رنگِ عارض ہے حورانِ جنت کا فق
اس کی تابش کا چرچا افق تا افق
شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(53) سامنے اس کے ناچیز حُسنِ چمن
جس کا ہر مُو ہے پروردگارِ ختن
اک عطائے خصوصی ہے یہ بانکپن
خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
☆☆☆

(54) خوب و پُر نور اجزاء پہ ہے مشتمل
مایۂ نازشِ محفل آب و گل
اس کے جلووں سے شاد ہر دلِ مضمحل
ریش خوش معتدل مرہم ریشِ دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
☆☆☆

(55) خلد کی ان سے محجوب رنگینیاں
باغ فردوس کی دنگ رعنائیاں
آبروئے چمن زارِ کون و مکاں
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
☆☆☆

(56) وہ دہن جس کی ہر بات حکمت فزا
وہ دہن جس کی ہر بات عقدہ کشا
وہ دہن جس کی ہر بات حق کی صدا
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
☆☆☆

(57) چشمۂ فیض سرکار ہر سو رواں
درد مند و انیسِ دل آزردگاں
خار زاروں پہ گل پاش ان کی زباں
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(58) اک سخن سے عدو مونسِ جاں بنے
ہرزہ گو نعت گو و ثنا خواں بنے
دشتِ ابرِ کرم سے گلستاں بنے
جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(59) اک جہانِ معارف ہے ہر لفظ میں
سن کے ثقہ فصیح اللسان سر دھنیں
ہو وہی آپ جس کی تمنا کریں
وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(60) گفتگو کی حلاوت پہ بے حد دُرود
لب کشائی کی لذّت پہ بے حد دُرود
قولِ فیصل کی حکمت پہ بے حد دُرود
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد دُرود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(61) ان سخن ہائے حکمت پہ لاکھوں دُرود
کلمہ ہائے ہدایت پہ لاکھوں دُرود
نکتہ ہائے حقیقت پہ لاکھوں دُرود
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں دُرود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(62) رحمتِ کبریا کا معاً ہو نزول
ہاتھ پیشِ خدا جب اٹھائیں رسول
گوہرِ آرزو کا ہو فوراً حصول
وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(63) ابر کے ٹکڑے چھائے رہیں نور کے
جب وہ برسیں تو گلشن کھلیں نور کے
ظلمت شب میں دھارے چلیں نور کے
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(64) بھول جائے غم و حزن اک آن میں
غمزدہ دیکھ کر آپ کی شفقتیں
ہاتھوں ہاتھ ہر ستم کش کو سرکار لیں
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(65) شیریں گفتگوئے شہ انس و جاں
ایسا شیریں بیاں دوسرا ہے کہاں
ہر سخن سننے والوں کو آرامِ جاں
جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(66) ذکرِ اجلال کیا کیا بیانِ شرف
ہیں زمان و مکاں قصہ خوان شرف
ان کی تملیک ہے ہر مکانِ شرف
دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(67) جس کی عظمت سے اوجِ فلک منفعل
مہر و مہ جس کی تابانیوں سے خجل
اختصاص و شرف کا نشاں مُستقلِ
حجرِ اسود کعبہء جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(68) جن حوادث کا ہے تاقیامت ظہور
جانتے ہیں خدا کی عطا سے حضور
ان پہ ظاہر ہیں قدرت کے مخفی امور
روئے آئینہ علمِ پشتِ حضور
پشتیء قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(69) تو نے کیا کیا نہ اے شاہِ کوثر دیا
دامنِ سائلانِ جہاں بھر دیا
ایک ہی بار کب زندگی بھر دیا
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(70) کارسازِ امم محسنِ عالمیں
ایسا باحوصلہ کوئی دیکھا نہیں
یہ خداداد ہے اعتماد و یقیں
جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(71) دین و دنیا کے ایواں کے دونوں ستوں
بامِ ایقان و ایماں کے دونوں ستوں
بالیقیں قصرِ امکاں کے دونوں ستوں
کعبۂ دین و ایمان کے دونوں ستوں
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(72) خویش پر ہی نہیں کچھ وفورِ کرم
غیر پر بھی نہیں ہے قصورِ کرم
ہر تہی دست پر ہے ظہورِ کرم
جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(73) ہو وہی بات وہ جو زباں سے کہیں
دوڑتے آئیں پیڑ اُن کی سرکار میں
مہ ہو دو نیم جب وہ اشارہ کریں
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(74) سینکڑوں وصف ان میں ہزاروں کمال
ایک اعجاز ہے ان کا حال اور قال
جسمِ اطہر ز سر تا قدم بے مثال
عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(75) ان کے جلووں سے معمور بزمِ وجود
رشکِ فردوس یہ محفل ہست و بود
ان کے تذکار کو ہے دوام و خلود
رفعِ ذکرِ جلالت پہ اَرفع دُرود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(76) ماجرائے حبیبِ خدا کیا کہوں
حالتِ فہم و ادراک ہے واژگوں
طائرِ فکر ناکام و زار و زبوں
دل، سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(77) وہ جو ہیں وجہ تخلیقِ ارض و سما
وہ جو قاسم ہیں مختارِ مُلکِ خدا
ان کے دستِ تصرف میں کیا کچھ نہ تھا
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(78) حشر میں بھی ہے یکتائی سرکار کی
نعمتِ خاص یہ کس کو بخشی گئی
بخشوائیں گے ہم عاصیوں کو نبی
جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھینچ کر بندھی
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(79) درسِ حکمت میں مشہور نزدیک و دُور
صاحبِ علم و عرفان و فہم و شعور
حاصل ہر علم پر ان کو کامل عبور
انبیاء تہہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(80) آسمان و زمیں عرش و لوح و قلم
محفلِ رنگ و بُو انبیاء و امم
آپ کے واسطے شاہِ والا ہم
ساقِ نِلِ قدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(81) وہ حمیدہ صفات و ستودہ شیم
اس کا اجلال و اکرام ہو گا نہ کم
از ازل محترم تا ابد محتشم
کھائی قرآں نے خاکِ گذر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(82) آسمانِ دنیٰ و تدلّیٰ کا چاند
رشکِ خورشید چرخِ فَاَوْحٰی کا چاند
وہ شبِ سعد و پُرنُور اسریٰ کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(83) وہ سحاب کرم ابرِ فیضان و جود
رحمتِ عالمیں حسنِ بزمِ وجود
بہرِ غفران امت ہیں وقفِ سجود
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے دُرود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(84) غم مٹے دور سارے دلدّر ہوئے
ابرِ رحمت سے صحرا کے بھی دن پھرے
ان کا فیضِ قدم ہے یہ دنیا کہے
زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(85)
بچپنے ہی سے اظہار احساں کریں
اپنی شانِ کریمی نمایاں کریں
شیر نوشی وہ جب شاہِ خوباں کریں
بھائیوں کے لئے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(86)
روز و شب تجھ پہ اے شاہِ والا دُرود
کبریا اور خلقِ خدا کا دُرود
تیری ہر شے پہ سلطانِ بطحا دُرود
مہد والا کی قسمت پہ صد ہا دُرود
بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(87)
جس کے آگے خجل مہ و شانِ زمن
ہیچ خوبانِ فردوس کا بانکپن
خاکِ پا جس کی رعنائی صد چمن
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(88)
حسن افروز آب و ہوا پہ دُرود
ہاشمی باغ کے ارتقاء پہ دُرود
اس کی رنگینیِ دلکشا پہ دُرود
اٹھتے بوٹوں کی نشوونما پہ دُرود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(89) منضبط زندگی پر ہمیشہ دُرود
فطری پاکیزگی پر ہمیشہ دُرود
ہر ادائے نبی پر ہمیشہ دُرود
فعلِ پیدائشی پر ہمیشہ دُرود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(90) اجملِ دوجہاں پر جمالی دُرود
اکملِ بزمِ حُسن پر کمالی دُرود
جو ہیں بے مثل ان پر مثالی دُرود
اعتلائے جبلّت پہ عالی دُرود
اعتدالِ طویت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(91) مظہرِ کبریا پر ہزاروں دُرود
حق نوا حق نُما پر ہزاروں دُرود
خاص عبدِ خُدا پر ہزاروں دُرود
بے بناوٹ ادا پر ہزاروں دُرود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(92) جذبۂ عشق و اخلاص والی دُرود
بہرِ دربارِ شاہِ تہامی دُرود
انتہائے محبت پہ مبنی دُرود
بھینی بھینی مہک پر مہکتی دُرود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(93) نطق کی جامعیت پہ شیریں دُرود
ان کی لہجے کی لذّت پہ شیریں دُرود
گفتگو کی فصاحت پہ شیریں دُرود
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں دُرود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(94) دلدہی کی روش پر کروڑوں دُرود
پیار والی روش پر کروڑوں دُرود
سب سے اچھی روش پہ کروڑوں دُرود
سیدھی سیدھی روش پر کروڑوں دُرود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(95) دشت و صحرا میں، وادی میں، کہسار میں
شاہِ لولاکِ غور و تفکر کریں
سازِ قدرت کے نغماتِ شیریں سنیں
روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(96) ختم ان پر نبوت ہے کیا اس میں شک
میرے آقا ہیں پیغامبر حشر تک
کیا زمین و زماں کیا ورائے فلک
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(97) بادِ عرفاں سے غنچے چٹکنے لگے
آگہی کے گلستاں مہکنے لگے
نورِ قرآں سے سینے چمکنے لگے
اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے
جلوہ ریزئ دعوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(98) خواب و بیدارئ شاہِ اکرام و جود
منفرد ہیں بہ احسانِ ربّ دُرود
وہ اور ہر حال میں ذاتِ حق کا شہود
لطفِ بیدارئ شب پہ بے حد دُرود
عالم خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(99) لمحہ ہائے مسرت پہ نوری دُرود
ان کے اوقاتِ فرحت پہ نوری دُرود
جلوۂ شام بہجت پہ نوری دُرود
خندۂ صبح عشرت پہ نوری دُرود
گریۂ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(100) دلنوازی و رافت پہ دائم دُرود
غمگساری و رحمت پہ دائم دُرود
بندہ پرور طبیعت پہ دائم دُرود
نرمی خوئے لینت پہ دائم دُرود
گرمیء شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(101) جس کی عظمت کا شاہد ہے روح الامیں
مقتدائے جہاں، شاہِ دنیا و دیں
ہر بڑے سے بڑا ہر حسیں سے حسیں
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(102) گر کرے غور، گہری نظر سے کوئی
کس قدر ہے تفاوت یہ دیکھے کوئی
طور و قوسین کا فرق سمجھے کوئی
کس کو دیکھا؟ یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(103) رزم آرا ہیں وہ شاہِ گردوں جلال
ساتھ ہیں جاں نثارانِ والا خصال
کتنی عمدہ رضاؔ نے یہ دی ہے مثال
گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(104) سرفروشانِ اسلام، عہد آفریں
ان سے لرزاں تھا ہر لشکرِ کفر و کیں
ان کی تیغ آزمائی فقط بہر دیں
شورِ تکبیر سے تھرتھرائی زمیں
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(105) معرکے سر جو اس جیشِ حق نے کیے
سینہ افروز تمغے ہیں تاریخ کے
دشمنانِ حرم کے چھکے چھوٹتے
نعرہائے دلیراں سے بن گونجتے
غزشِ کوس جرأت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(106) جیشِ نصرت کا وہ جذبہ و ولولہ
بچ نکل جائے دشمن یہ ممکن نہ تھا
جب علَم میرِ لشکر نے اونچا کیا
وہ چھنا قاقِ خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ! تیری صولت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(107) شیرِ حق دین کا ضیغمِ سخت جاں
عظمتِ شاہِ کونین کا پاسباں
دشمنانِ نبی کا مٹایا نشاں
ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(108) فیض شیوہ، عطا خو پہ لاکھوں دُرود
شاہِ خوبانِ مہ رُو پہ لاکھوں دُرود
دستگیرِ مَن و تُو پہ لاکھوں دُرود
الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں دُرود
ان کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(109) جاں نثارانِ حضرت پہ نامی دُرود
ان کی دلدادہ امت پہ نامی دُرود
اہل بیتِ نبوت پہ نامی دُرود
ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی دُرود
ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(110) ساری دنیا کے ان پر کروڑوں دُرود
کل زمانہ کے ان پر کروڑوں دُرود
سب سے بھجوا کے ان پر کروڑوں دُرود
ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں دُرود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(111) ان کی جاگیر سب خطہ ہائے قدس
ان کی تملیک سب گوشہ ہائے قدس
نور یاب ان سے آئینہ ہائے قدس
پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(112) باغِ فیضِ نبوت کی تاثیر سے
رشکِ جنت ہزاروں گلستاں کھلے
ہم نے پایا سکوں ان کی چھاؤں تلے
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(113) نوجوانانِ جنت کے جو ہیں امیر
جن کی ماں نورِ چشمِ حبیبِ قدیر
خاندانِ نبی بے مثال و نظیر
خون خیر الرّسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(114) راحتِ جاں جگر گوشۂ مصطفیٰ
بنتِ معصومۂ خانۂ مصطفیٰ
پرِ تو کاملِ جلوۂ مصطفیٰ
اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(115) امہات و بنات جہاں کے لئے
اسوہ ہیں روز و شب امِ حسنین کے
چکی پیسے تو قرآں بھی پڑھتی رہے
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(116) صالحہ صادقہ صائمہ صابرہ
فاطمہ کاملہ زاہدہ ذاکرہ
نورِ چشمِ نبی عابدہ شاکرہ
سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(117) نورِ چشمانِ زہراؑ و شیرِ خدا
وہ حَسَن وہ شبیہِ حبیبِ خدا
وہ حَسَن راکبِ شانۂ مصطفیٰ
حَسَن مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(118) جس نے امت کو یکجان و یکجا کیا
ہو گیا سچا فرمودۂ مصطفیٰ
پیکرِ حلم و تصویرِ صلح و صفا
اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندی
رَوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(119) مایۂ خوبیِ گلستانِ نبی
مظہرِ عظمتِ خاندانِ نبی
نجمِ پیشانیٔ دُودمانِ نبی
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(120) آسماں صبر و تسلیم و ایثار کا
اصل دینِ محمد کا رمز آشنا
سر گروہ شہیدانِ راہِ خدا
اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکس دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(121) عظمتِ دینِ حق کے لئے سربکف
اس کے کردار کی دھوم ہے ہر طرف
پورِ شاہ مدینہ و مہرِ نجف
دُرِّ دُرجِ نجف مہرِ بُرجِ شرف
رنگِ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(122) قلزمِ حُبِّ خیر الوریٰ میں غریق
صدق دل سے حبیبِ خدا کی رفیق
دخترِ ابن خطاب و بنتِ عتیق
اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(123) پاک بازانِ بیت الشرف پر دُرود
حق شعارانِ بیت الشرف پر دُرود
اہل ذی شانِ بیت الشرف پر دُرود
جلوگیانِ بیت الشرف پر دُرود
پردگیانِ عفت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(124) غمگسار و انیسِ شہِ مرسلاں
حسنِ کردار و پاکیزگی کا نشاں
دردمند و مددگار جانِ جہاں
سیما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(125) زیب و تجمیل کاشانۂ احمدی
مصطفیٰ کے شبستان کی روشنی
مجمعِ خوبی و جانِ پاکیزگی
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(126) اپنے محبوب پہ لطفِ احسانِ رب
ہے جداگانہ و بے مثال و عجب
ہر عطا ہر کرم بے طلب بے سبب
منزل مِن قَصَب لَانَصَب لَاصَخَب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(127) محرمِ بخشش و راحت رسانِ نبی
عزت و زینتِ آستانِ نبی
قدردانِ نبی رازدانِ نبی
بنت صدیق آرامِ جانِ نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(128) ان کا کردار بے داغ بے اشتباہ
پیکرِ نور رشکِ صد مہر و ماہ
بانوئے پاک دامانِ عالم پناہ
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(129) جن کی تقدیس کے گیت قدسی بھی گائیں
جن کی عظمت کے نغمے ملائک سنائیں
جن میں تشریف فرما ہیں امت کی مائیں
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
ان سُرادق کی عِصمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(130) ساقیانِ قدح خانہء اجتہاد
معتبر جن کا پیمانہ اجتہاد
حق ہی حق جن کا افسانہ اجتہاد
شمعِ تابانِ کاشانہ اجتہاد
مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(131) شیر مردانِ بدر و اُحد پر دُرود
تیغ بازانِ بدر و اُحد پر دُرود
سرفروشانِ بدر و اُحد پر دُرود
جاں نثارانِ بدر و اُحد پر دُرود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں دُرود

☆☆☆

(132) صاحبانِ یقین و خلوص و وفا
معترف ہے جہاں جن کے کردار کا
وہ مقرب رفیقانِ شاہِ ہدا
وہ دَسوں جن کو جنّت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(133)
جس پہ نازاں رہے گی ہمیشہ وفا
ہم دمِ ہجرت و ہم نشیں غار کا
افضل الخلق بعد از تمام انبیاء
خاص اُس سابق سیرِ قُربِ خدا
اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(134)
کوہسارِ عمل پختہ کردار کا
لمحہ بھر بھی نہ وہ راہِ حق سے ہٹا
جانشینِ وجیہہ شہِ دوسرا
سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(135)
اولیں وہ ریاضِ خلافت کا گُل
حافظ حرم دین ختم الرسل
دین و دنیا میں محبوبِ مولائے کل
یعنی اس افضل الخلق بعد الرُسل
ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(136)
وہ امامِ نمازِ شہِ مرسلیں
صاحبِ نامیء رحمتِ عالمیں
درجِ حق و صداقت کا روشن نگیں
اصدق الصادقیں سیدّ المتقیں
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(137) سخت کفار پر عادل و دادگر
دنگ تاریخ ہے جس کے اوصاف پر
جس کے اخلاص مندوں کا جنت ہے گھر
وہ عمرؓ جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(138) محتسب منتظم اعلیٰ معیار کا
جو کہی بات اس پر عمل بھی کیا
پارسا و خدا ترس و بارعب تھا
فارقِ حق و باطل امام الہدیٰ
تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(139) بے مثال اس کی درویشی و سادگی
تھا وہ تصویر تمکین و اجلال بھی
آج بھی اس کی حکمت کی ہے پیروی
ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(140) بندۂ حق کی حق دوستی پر دُرود
اس سخی کی کشادہ دلی پر دُرود
اس قریبی عزیزِ نبی پر دُرود
زاہدِ مسجدِ احمدی پر دُرود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(141) داستاں ہائے ایثار عثمان کی
جذبۂ عشق و ایمان کی تازگی
وقف تھی دینِ حق کے لئے زندگی
دُرِّ منثور قرآں کی سلک بہی
زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(142) جس کو حضرت نے دو بیٹیاں کیں عطا
یہ خصوصی شرف اور کس کو ملا
پیکرِ صبر تصویرِ شرم و حیا
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(143) خاتم عزم و جرأت کا روشن نگیں
وہ تعارف کا محتاج بالکل نہیں
اس کی مردانگی شہرۂ عالمیں
مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعیں
ساقیءِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(144) وہ جو دروازہ ہے علم کے شہر کا
جو محمد سے قربت میں سب سے سوا
زوجِ بنتِ نبی بازوئے مصطفیٰ
اصل نسلِ صفا وجہ وصلِ خدا
بابِ فصل ولایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(145) حق گزیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
دور بیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
بالیقیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
چار می رکن ملّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(146) مردِ میدان دلیر و جری صف شکن
دشمنوں کے دل و جاں پہ لرزہ فگن
اس کی تیغ ازمائی سے کانپے ہے رن
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پر توِ دست قدرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(147) ماہِ چرخِ ہدا آبروئے بُروج
گوہرِ معرفت آب و تاب دروج
مہرِ اجلال عہدِ ثریا عروج
ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیء دین و سنت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(148) جن کا کرتے ہیں ارض و سما بھی ادب
جن پہ ہے خاص اکرام و احسانِ رب
خوب کردار باطل شکن حق طلب
مومنیں پیش فتح و پسِ فتح سب
اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(149) ہے خجستہ مقدر وہی دیدہ ور
وہ رخِ خوب ہے جس کے پیشِ نظر
شاہکارِ فنِ خالقِ بحر و بر
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(150) جن کا اعزاز قربت ہے اللہ کی
جن کے دل میں محبت ہے اللہ کی
جن پہ ہر وقت رحمت ہے اللہ کی
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(151) ذی شرف مقبلانِ خدائے غفور
حافظانِ وقار و مقامِ حضور
ان کی ممنون ہر بزمِ نزدیک و دور
باقیء ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(152) آج بھی شوق انگیز ہیں تذکرے
خاندانِ محمد کے افراد کے
ان کی تطہیر ثابت ہے قرآن سے
اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے
ان سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(153) ان کی کامل قیادت پہ اعلیٰ دُرود
ان کی اطہر سیادت پہ اعلیٰ دُرود
ان کی انور نجابت پہ اعلیٰ دُرود
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ دُرود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(154) وہ تھے خدمت گزارانِ دینِ حنیف
نکتہ دانانِ آئینِ شرع شریف
عارفانِ امور لطیف و کثیف
شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(155) رہنمایانِ اُمت پہ کامل دُرود
ان شموسِ ہدایت پہ کامل دُرود
اہلِ حق کی جماعت پہ کامل دُرود
کاملانِ طریقت پہ کامل دُرود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(156) نازشِ خاندانِ شہ ھل اتیٰ
صدرِ بزم ہدا بدرِ چرخِ صفا
سرورِ اولیاء خلق کا پیشوا
غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(157)
اس کی دہلیز مقصودِ اہلِ مراد
منزلِ معرفت مرکزِ اعتقاد
اس کے دامن سے وابستہ لاکھوں عباد
قطب و ابدال ارشاد و رشد الرّشاد
محیء دین و ملّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(158)
عظمتِ قادریت پہ بے حد دُرود
اس کی شانِ ولایت پہ بے حد دُرود
عبدِ قادر کی صولت پہ بے حد دُرود
مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد دُرود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(159)
جس کے خواہان لطف و کرم اغنیا
جس کے محتاج اکرام ہیں اصفیاء
سر جھکائے در پاک پر اتقیاء
جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(160)
برگزیدۂ آفاق و فخرِ جہاں
بالیقیں قطبِ دوراں و غوثِ زماں
جانشینِ بزرگان و روشن دلاں
شاہِ برکات و برکاتِ پیشیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(161) وارثِ مسند عزتِ ابّ و جدّ
مرکزِ بزمِ اربابِ فہم و خرد
جس سے نسبت فلاح و ظفر کی سند
سیّد آلِ محمد امام الرّشد
گُلِ ارضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(162) پیشوائے غلامانِ آلِ رسول
نازشِ خاندانِ علی و بتول
کحلِ اہلِ نظر اس کے قدموں کی دھول
حضرت حمزہ شیرِ خدا و رسول
زینتِ قادریّت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(163) ہے یگانۂ آفاق و خوش خصال
قلزمِ معرفت کا دُرِ بے مثال
آسمانِ طریقت کا بدرِ کمال
نام و کام و تن و جان و حال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(164) زینتِ گلشنِ اہلِ بیتِ رسول
باغِ عرفاں کا ممتاز و خوش رنگ پھول
اس کی صہبا سے سرشار اہلِ عقول
نُورِ جاں عطرِ مجموعہ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(165) احتشام و جلال اس کے ہیں خانہ زاد
اس کا دربار جائے حصولِ مراد
اس کا میخانۂ فقر آباد باد
زیب سجادہ سجاد نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(166) ذلہ خوارانِ سلطانِ کیواں جناب
جملہ وابستگانِ درِ بوتراب
نسبتِ اولیاء سے فضیلت مآب
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(167) دین کے خادموں کے طفیل اے خدا
سربکف غازیوں کے طفیل اے خدا
عارفوں عاشقوں کے طفیل اے خدا
تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(168) جو اعزہ ہیں میری بہارِ چمن
دوست ہیں جو میری رونقِ انجمن
لطف فرما میرے قدر دانانِ فن
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(169) طالب مرحمت میں ہی تنہا نہیں
ان کی تسنیم کا کون پیاسا نہیں
کون محتاج ان کے کرم کا نہیں
ایک میرا ہی رحمت میں دعوئی نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(170) آفتابِ قیامت بھی ہے سینہ زور
داورِ حشر کے بھی غضبناک طور
اپنی اپنی مصیبت پہ سب محوِ غور
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(171) بارگاہِ نبی کا ادب داں رضاؔ
منفرد واصفِ شاہِ خوباں رضاؔ
مرشدِ عصر احمد رضا خاں رضاؔ
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

(172) آشکار ہو گئی عظمتِ مصطفیٰ
ان کے سر پر ہی تاجِ شفاعت سجا
ہو یہ ناچیز طارقؔ بھی نغمہ سرا
جب رضاؔ سے فرشتے کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

الحمد للہ رب العلمین ○ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

............یکے از مرتبین............

سیّد محمد عبداللہ قادری کا خودنوشت سوانحی خاکہ

نام: سیّد محمد عبداللہ قادری بن سیّد نور محمد قادری

تاریخ پیدائش: ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء

مقام پیدائش: چک ۱۵ شمالی ڈاک خانہ چک ۵ ضلع گجرات / حال منڈی بہاء الدین

ابتدائی تعلیم: والد ماجد سیّد نور محمد قادری ولد حافظ سیّد محمد عبد اللہ شاہ قادری ولد مولوی سیّد محمد چراغ شاہ سیالکوٹی سے حاصل کی

میٹرک: ۱۹۷۳ء

ایف اے: ۱۹۷۶ء

تعلیمی ادارے: گورنمنٹ پرائمری اسکول چک ۵ ضلع گجرات: سیّد بشیر حسین شاہ (ہیڈ ماسٹر)

گورنمنٹ پرائمری اسکول چک ۱۵ شمالی ضلع گجرات: محمد شریف چک ۱۴

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی اسکول واڑہ عالم شاہ گجرات: چوہدری سردار محمد (۷ چک ہیراں)

گورنمنٹ پبلک ہائی اسکول پنڈی کالو کلاں گجرات: سیّد خلیل احمد (عم محترم)

گورنمنٹ اقبال ہائی اسکول چک ۱۴ گجرات: چوہدری محمد یعقوب رانجھہ

گورنمنٹ سر سیّد کالج ریلوے روڈ گجرات شہر: شیخ عظمت اللہ

ملازمت: ۲۹ مئی ۱۹۷۶ء پاکستان ملٹری اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ (PMAD)

بیعت: سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمۃ آوان شریف ضلع گجرات (م: مئی ۱۹۱۹ء) کے سجادہ نشین و برادرزادہ حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادری علیہ الرحمۃ بن حضرت میاں محمد مسعود علیہ الرحمۃ (م: دسمبر ۱۹۸۲ء) مدفون گجرات شہر کے دست حق پرست پر ۵

☆ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی 0301-5031096

ستمبر ۱۹۸۱ء میں بیعت ہوا۔ میرے والد ماجد سیّد نور محمد قادری علیہ الرحمۃ (مئی ۱۹۲۵ء۔ نومبر ۱۹۹۶ء) اور چچا سیّد گلزار محمد قادری مئی ۱۹۴۵ء میں حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادری کے دست مبارک بیعت ہوئے انہیں اُن کے حقیقی چچا مولوی سیّد محمد انور اللہ شاہ نور سیالکوٹی نے مرید کروایا تھا۔ جو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدین میں شامل تھے اُن کے سفر و حضر کے ساتھی تھے مولوی صاحب چشمہ نور، تحفہ شیعہ کے مصنف تھے۔

اولاد: سیّد محمد مسعود عبد اللہ قادری، سیّدہ فرخندہ ماہتاب، سیّدہ ماریہ منور اور سیّد محمد نور عبد اللہ قادری

تصانیف:
- حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ایک ادارہ۔ ایک تحریک
ناشر: داتا گنج بخش اکیڈمی بلال گنج لاہور ۱۹۹۱ء صفحات ۸۰
- طارق سلطانپوری اور اُن کی شاعری
ناشر: خصوصی نمبر رزم نو گجرات جون جولائی ۲۰۰۲ء صفحات ۱۰۳
- مبلغ تحریک پاکستان مولانا محمد بخش مسلم بی اے
ناشر: رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۳ء صفحات ۱۲۶
- ادیب گوہر افشاں سیّد نور محمد قادری (کتابیات)
ناشر: کتاب خانہ ابن عبد اللہ، چک ۱۵ شمالی، ڈاک خانہ چک ۵ ضلع منڈی بہاء الدین ۲۰۰۶ء صفحات ۴۴

زیر ترتیب: احوال و آثار سیّد نور محمد قادری
تذکرہ مولوی سیّد محمد چراغ شاہ اور اُن کا خاندان حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادری

شعبہ تحریر: تحقیق، ادب، سوانح نگاری، تبصرہ نگاری

زبان دانی: اُردو، پنجابی


چند علمی جواہر پارے
خطبات نورانی
خطبات نورانی



حضرت طارق سلطانپوری

کیمرے کی آنکھ میں

تصویری البم

مرتبین
ملک محبوب الرسول قادری
سید محمد عبداللہ شاہ قادری



حضرت پیر سید محمد فاروق القادری، محمد یوسف خٹک، علامہ خان محمد قادری
اور محبوب قادری...... مصطفےٰ لائبریری والٹن میں (2004ء)



جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں علامہ پیر عبد القادر، پیر سید صابر حسین بخاری،
پروفیسر غلام عابد خان اور ملک محبوب الرسول قادری کے ہمراہ (جنوری 2005ء)



مدیر سوئے حجاز ملک محبوب الرسول قادری کیساتھ جامعہ اسلامیہ لاہور میں اظہارِ خیال



حضرت طارق سلطانپوری لاہور میں استاذ الشعراء فدا حسین فدا کی سالانہ برسی میں......
شعراء، ادیب، اسکالرز یکجا......(فوٹو: مخزونہ ظہور الدین خان امرتسری)



سالانہ محفل مشاعرہ کے موقع پر عرس مبارک حضرت داتا گنج بخش لاہور میں
راجا رشید محمود، شاکر کنڈان، جسٹس میاں نذیر اختر اور دیگر کے ہمراہ شرکت



حضرت طارق سلطانپوری نمبر...... کے مرتبین ایک ساتھ (سیّد محمد عبداللہ شاہ قادری اور ملک محبوب الرسول قادری)



حضرت طارق سلطانپوری، ملک محبوب الرسول قادری اور ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی



ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے سالانہ کنونیشن میں (29 اپریل 2007ء)
خالد معینی، طارق سلطانپوری، حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی، محبوب قادری اور پروفیسر نصر اللہ معینی



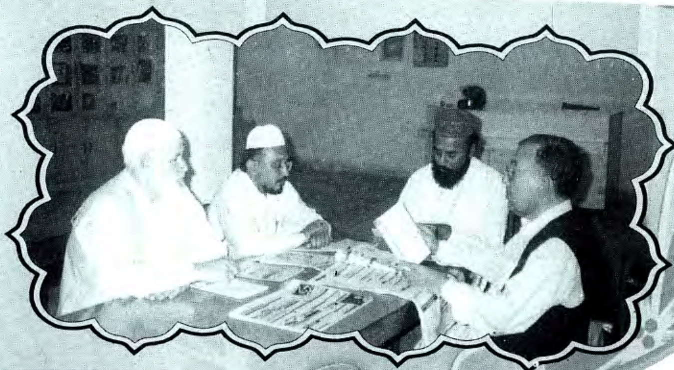
استاذ الشعراء ابوالطاہر فدا حسین فدآ کی برسی کے موقع پر طارق سلطانپوری کے ہمراہ......
شاعر نعت راجا رشید محمود، سید عارف محمود مہجور رضوی اور دیگر اساتذۂ فن، لاہور میں



حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری کے ساتھ جامعہ اسلامیہ لاہور میں پہلی یادگار ملاقات (مارچ 2001ء)



ماہر اقبالیات ڈاکٹر سلیم اختر سے ایمبیڈر ہوٹل لاہور میں تحفہ حاصل کرتے ہوئے (25 جون 2006ء)



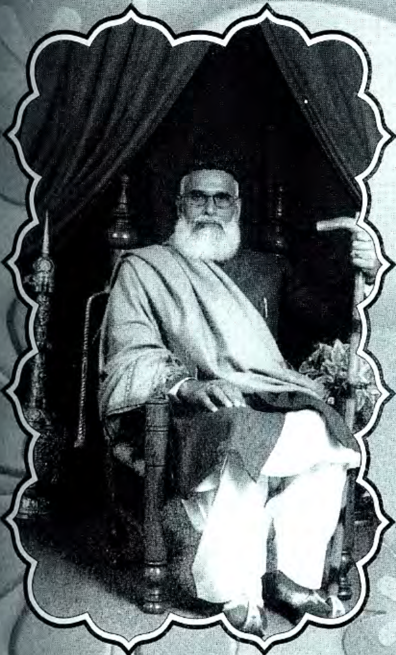
مصطفےٰ لائبریری لاہور میں حضرت پیر سیّد محمد فاروق القادری، محمد یوسف خٹک اور محبوب قادری کے ہمراہ



لاہور ریلوے اسٹیشن پر حضرت طارق سلطانپوری کی آمد
(محمد تاج قادری اور محبوب الرسول قادری)



اسلامک میڈیا سنٹر کے افتتاح کے موقع پر
طارق سلطانپوری لاہور میں (مارچ 2005ء)



سیّد عبداللہ شاہ قادری ابن حضرت سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
چک نمبر 15 شمالی منڈی بہاؤالدین



ملک محبوب الرسول قادری سے محوِ گفتگو (مارچ 2001ء)



حضرت طارق سلطانپوری انٹرویو کی نشست میں (مارچ 2001ء)



مدیر ''اہلسنت'' گجرات علامہ محمد جمیل اعظمی، حضرت طارق سلطانپوری کے ہمراہ اسلامک میڈیا سنٹر لاہور میں......(2005ء)



پیر آف چورہ شریف صاحبزادہ آفتاب احمد چوراہی اور دیگر شعراء کرام کے ہمراہ



دربار داتا گنج بخش لاہور کا مشاعرہ



شاکر کنڈان مشاعرہ میں اپنا کلام پیش کررہے ہیں، شاعرِ نعت راجا رشید محمود، نمایاں ہیں

حضرت طارق سلطانپوری نمبر



حضرت طارق سلطانپوری

اپنے کلام کے آئینے میں

ضمیمہ

از قبیلِ شعر و سخن

مرتبین
ملک محبوب الرسول قادری
سید محمد عبداللہ شاہ قادری

1965 کی جنگ میں فتح پاکستان کی بشارت

روایت: سیاح حرمین حضرت میاں باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ جوہر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

سید طاہر حسین صاحب نین پوری (ضلع شیخوپورہ) جو حضرت شیر محمد شرقپوری کے مرید اور خاندان نقشبندیہ کے ایک مقبول درویش ہونے کے علاوہ حضرت قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کی ذات سے غایت درجہ ارادت رکھتے ہیں ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ اگست ۱۹۶۵ میں عرس شریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے موقع پر گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور خواب میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہونے کا واقعہ بدیں تفصیل بیان کیا کہ "دیکھتا ہوں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہیں اور وعظ فرما رہے ہیں۔ آپ کے سٹیج پر پانچ اور حضرات بھی کرسیوں پر رونق افروز ہیں۔ سامنے میدان میں بے شمار مسلمان حاضر ہیں۔ اور وعظ سن رہے ہیں میں بھی ان میں شامل ہوں۔ حضرت آیت سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (الخ) کی تفسیر بیان کر کے خاتمہ سخن پر فرماتے ہیں کہ ان شاء اللہ العزیز اللہ سبحانہ تعالیٰ پاکستان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اس وقت ایک شخص پاس سے مجھے ان پانچ کرسی نشین حضرات کی نشان دہی کر کے بتاتا ہے کہ وہ صدر نشین حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اردگرد حضرت خواجہ غریب نواز، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمہم اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں۔

اس خواب کے چند روز بعد یکم ستمبر کو پاکستان کے ساتھ کشمیر کے محاذ پر ہندوستان کی جنگ چھڑ گئی اور ۶ ستمبر کو بھارت نے پاکستان پر بھرپور حملہ کر دیا۔ ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے پاکستانی افواج کو حیرت انگیز فتوحات عطا فرمائیں حالانکہ تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے ہندوستانیوں کو کم از کم پانچ گنا اکثریت حاصل تھی۔ غیر ملکی مبصرین کی نظر میں بھی ہندوستان کو دس گنا زیادہ جانی، مالی اور ملکی نقصان اٹھانا پڑا (مہر منیر ص ۵۸۰)

حضرت باباجی کا سالانہ عرس مبارک 23,24 جمادی الثانی

صوفی محمد ثناء اللہ طاہری۔ (خادم) دربار عالیہ حضرت سیاح الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ
0300-4287419

............پیغام............

مجاہد اسلام حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر ☆

بد قسمتی سے ہم عہد زوال سے گزر رہے ہیں سنجیدگی اور متانت مفقود ہوتی جارہی ہے۔ علوم وفنون، اہل علم وفن کے ساتھ ساتھ اٹھتے جارہے ہیں۔ ایسے میں نئی نسل کو جدید وقدیم علوم و فنون میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ معاشرہ ترقی کی منازل طے کرے ملک وقوم زمانے میں باوقار مقام حاصل کرے...... فن تاریخ گوئی، قدیم علوم میں نہایت اہمیت کا حامل فن رہا ہے یہ بھی اس وقت مفقود ہوتا جارہا ہے حالانکہ اس وقت ہمارے ہاں طارق سلطانپوری جیسی زیرک اور اس فن میں سند کا درجہ رکھنے والی مسلمہ شخصیت موجود ہے۔ اس حوالے سے تو حضرت علامہ طارق سلطانپوری کی زیر نگرانی کوئی بڑا ادارہ قائم ہونا چاہیئے تھا تا کہ اس فن کو "مرتے" سے بچایا جاسکے مگر ہمارے حکمرانوں کے پاس ایسے کاموں کے لئے وقت، سوچ اور سرمایہ کہاں؟

طارق سلطانپوری اس ملت کے وہ محسنِ کبیر ہیں کہ جنہوں نے علم وادب کے شعبوں میں کسی صلے اور ستائش سے بے نیاز ہو کر ریکارڈ خدمات سرانجام دی ہیں۔ فنِ تاریخ گوئی میں ان کا مرتبہ و مقام ساری دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے انہوں نے اسلام، عالمِ اسلام، اہل اسلام اور پاکستان کی تاریخ کو فنی حوالوں سے محفوظ کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے نظم ونثر میں ثناو مدحت اور مناقب و تضامین کے گلشن آباد کیے ہیں سرکار ابد قرار ﷺ کے دین کی خدمت کی ہے اہل سنت کو ان کے دم قدم سے عزت و وقار نصیب ہوا ہے۔ حضرت سلطانپوری صاحب کو میں مدت مدید سے رسائل وجرائد میں پڑھ رہا تھا اور متعدد نئی کتابوں میں ان کے سالِ طباعت کے حوالے سے قطعات کی صورت میں دیکھ رہا تھا۔ مگر گذشتہ سال ۱۴ جون ۲۰۰۸ء کو جوہر آباد میں ہماری جماعت کے ممتاز رہنما اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ برادرم ملک محبوب الرسول قادری کے والد گرا غازئ اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے موقع پر منعقد ہو والی "فکر آخرت کانفرنس" میں انہیں ملنے، دیکھنے اور بالمشافہ سننے کا موقع ملا۔ وہ ہفت رنگ ا

☆ مرکزی سیکرٹری جنرل، جمعیت علماء پاکستان، جامعہ محمدیہ رضویہ فردوس مارکیٹ، لاہور
00-9466975

ہشت پہلو شخصیت کے مالک بزرگ ہیں۔ میرے لئے یہ امر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہے کہ "انوار رضا" نے ...... حضرت طارق سلطانپوری نمبر ...... کے ذریعے پوری قوم کی طرف سے یہ فرض کفایہ ادا کرنے کی کامیاب اور خوبصورت کوشش کی ہے۔ میں برادرم ملک صاحب سے مبارکباد کے ساتھ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جناب طارق سلطانپوری صاحب کو صحت، عمر اور فن میں برکتیں عطا فرما کر ان کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی دینی وملی، قومی وسیاسی زندگی پر بھرپور اثر انداز ہونے والی

چار تاریخ ساز وعہد آفرین شخصیات

رشحاتِ قلم: علامہ محمد عبدالقیوم طارق رضا سلطانپوری

محمد احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء
مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء
محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء
محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء

ان چاروں عظیم المرتبت شخصیات کے نام کا پہلا حرف "میم" ہے۔ بلحاظ ابجد جس کے اعداد ۹۰ ہیں۔ ۹۰ کو ۴ سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب ۳۶۰ ہوگا۔ جو لفظ "عصر" کا مجموعۂ اعداد ہے (بحساب ابجد) گذشتہ صدیوں یعنی ۱۹ویں صدی سے آج تک ملت اسلامیہ پاک و ہند کے علمی وفکری، دینی وسیاسی مزاج ونظام پر ان بزرگوں کے گہرے اثرات موجود ہیں جو آئندہ صدیوں میں بھی پوری طرح موجود رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ محترم المقام حضرات "مردانِ عصر" ہیں، انہیں "لسان العصر" بھی کہا جا سکتا ہے۔

"مستند ہے جن کا فرمایا ہوا" ...... مبارک لفظ "محمد" کے پہلے حرف "میم" کی برکات، ان بزرگوں کے روشن کردار کے ذریعے جس عالمگیر انداز سے ظہور پذیر ہوئیں۔ ایک دنیا اس کی معترف ہے۔ پاکستان ان عاشقانِ رسول ﷺ کی توجہات کے حصار میں ہے اور رہے گا انشاء اللہ۔

آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

............پیغام............

پیر سیّد غلام قطب الحق شاہ گیلانی ☆

محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری اپنے اجداد کے زمانے سے گولڑہ شریف اور ہمارے اجداد کے ساتھ عقیدت ومحبت اور روحانی نسبت کے حامل ہیں۔ وہ چشتی نظامی قادری اور گولڑوی نسبتوں کے حامل ہی نہیں بلکہ ان باوقار اور قابل احترام نسبتوں کے پاسبان بھی ہیں۔ میں نے ان کے کلام اور تاریخی مادوں کو اکثر دیکھا ہے وہ دربار شریف میں اکثر حاضری کے لئے آتے ہیں۔ ان کا کلام ہمارے ماہنامہ "مہر منیر" کی زینت بھی بنتا رہتا ہے اس عہد زوال میں ان کا وجود غنیمت ہے وہ ایک شعوری مسلمان ہیں ان کا کلام ان کی فکری پاکیزگی، قلبی لطافت، ذہنی استحکام، خدا ترسی، جذبۂ حب رسول ﷺ اور محبتِ اولیاء اللہ کا آئینہ دار ہے ان سے جتنی بھی ملاقاتیں میرے حافظے میں محفوظ ہیں وہ نہایت قابل قدر اور خوشگوار ملاقاتیں ہیں۔

علم دوستی، لیاقت وقابلیت کے ساتھ عقیدت وانکساری ان کی شخصیت کے وقار کو دوبالا کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے والد گرامی مولانا عبدالعزیز خان مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی گولڑہ شریف نسبت وارادت اور ہمارے لئے مزید زیادہ خوشی اور مسرت کا باعث ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کے علم وفن میں اپنی خاص برکات شامل فرمائے۔

☆ پیر آف گولڑہ شریف، شاعر، ادیب، مصنف 0336-6665554

حمدِ ربِّ ذوالجلال والاکرام

فرح و کیف و طرب ہے، ذکر ترا ۔ آگہی ہے، ادب ہے ذکر ترا
ہر خوشی تیری یاد کا حاصل ۔ سببِ ہر طرب ہے ذکر ترا
طرفہ تسکین بخش تیرا خیال ۔ روح پرور عجب ہے ذکر ترا
میری تابانیٔ سحر ہے یہ ۔ میری تنویرِ شب ہے ذکر ترا
حسنِ فکر و خیال ہے لاریب ۔ زینتِ نُطق و لب ہے ذکر ترا
جسم و جاں کے لئے سعادت ہے ۔ دل میں یا زیرِ لب ہے ذکر ترا
روح کی، دل کی زندگی کے لئے ۔ دائمی اک طلب ہے ذکر ترا
ہر مصیبت کا ہر بلا کا علاج ۔ مہرباں، میرے رب ہے ذکر ترا
ہیں ترے بے حساب حمد سرا ۔ دل بہ دل لب بہ لب ہے ذکر ترا
میرے آبا بھی تھے ترے ذاکر ۔ میرا فخرِ نسب ہے ذکر ترا
اس لئے اُن کا ذکر کرتا ہوں ۔ ذکرِ شاہِ عرب ہے ذکر ترا
ہے ازل سے یہ میرا جاں پرور ۔ دل کشا کوئی اب ہے ذکر ترا
کیوں نہ دہراؤں بار بار اسے ۔ دل کی تسکین جب ہے ذکر ترا

مطمئن ہے بہت دلِ طارق
اور اس کا سبب ہے ذکر ترا

○

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

اُمّ رسُول، حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا

(۱)

مجھ کو بھی ہے اعتراف عظمت اُمِّ رسُول
مجھ کو بھی بخشی خدا نے اُلفتِ اُمِّ رسُول

آنکھ کھولی ہے حبیب حق نے اُن کی گود میں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو حشمتِ اُمِّ رسُول

اُن کی ماں ہیں وہ جو ہیں سردار معصومین کے
اللہ اللہ شانِ معصومیت اُمِّ رسُول

اُن کے بیٹے کا مقام اب تک نہیں سمجھا کوئی
کوئی کیا سمجھے گا آن ورفعتِ اُمِّ رسُول

انقلابِ وقت سے اِس میں کمی آئیگی کیا
ہے قلوب اہلِ حق میں عزتِ اُمِّ رسُول

جو شفاعت خواہ ہیں شاہِ مدینہ کے، وہ ہیں
آرزوَ مندِ نگاہِ رحمتِ اُمِّ رسُول

ظالموں نے کر دیا معدوم ابوا کا نشاں
وہ فلک پایہ مقامِ رحلتِ اُمِّ رسُول

اب مٹا کر دیکھ لو اس کو بھی اے شاہانِ عصر
وقت کے لب پر ہے ذکرِ عظمتِ اُمِّ رسُول

اُن کا بھی اُن کے جگر پارہ کا بھی واصف ہوں میں
سرخ رُو مجھ کو کرے گی نسبتِ اُمِّ رسُول

اُن کے بیٹے کی شفاعت اب میرا طارقؔ ہے حق
میں نے بھی تحریر کی ہے مدحتِ اُمِّ رسُول

☆☆☆

(۲)

ہیچ اُس کے آگے رفعتِ ہفت آسمان ہے
وہ اُمِّ مصطفیٰ ہے بڑی اُس کی شان ہے

مخدومہ و معظمہٗ ہر جہان ہے
ماں ہے حبیب حق کی بڑی اُس کی شان ہے

اُس کا وجود نازشِ کون و مکان ہے
وہ مادرِ نبی ہے بڑی اُس کی شان ہے

☆☆☆

ہر پرچم عظمت سے بلند اُس کا علَم ہے
دہلیز پہ اُس کی سر ہر سروری خم ہے
اظہار کرے مرتبت و شان کا اُس کی
یارائے تکلم ہے نہ توفیقِ قلم ہے
ہر اَوج ہر اجلال سے بیش اُس کا حشم ہے
وہ مادرِ سلطانِ حرم ہے

خاتم ہے رُسُل کا جو، ہے نورِ نظر اُس کا
قائد ہے جو نبیوں کا ہے لختِ جگر اُس کا
اُس سے بشریت کو ملی عظمت و توقیر
کرتی ہے ادا شکریہ نوعِ بشر اُس کا
بیٹا ہے جو اُس کا وہ شہنشاہِ اُمم ہے
وہ مادرِ سلطانِ حرم ہے

یہ بزمِ گل و آب تھی ظلمات سراسر
فرزند نے اُس کے، اسے روشن کیا آ کر
انسان کو حق فہم و خود آگاہ بنایا
کیا اس سے ہو احسان بڑا نوعِ بشر پر
انسان کرے جو بھی صفت اُس کی وہ کم ہے
وہ مادرِ سلطانِ حرم ہے

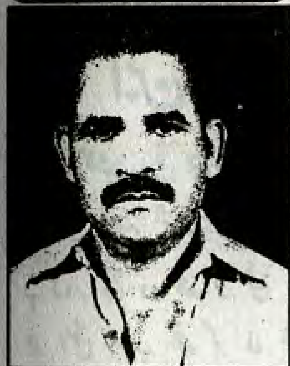
☆☆☆

بمناسبت یوم عاشور

ابنِ رسول، سیّدنا امام حسین علیہ السلام

حسین گلشنِ زہرا کا پھول ابنِ رسول ۔ حسین جانِ علی و بتول ابنِ رسول
کہا بہ سایۂ شمشیر قولِ حق تُو نے ۔ ہے دیں پناہ یہ تیرا اصول ابنِ رسول
بہ زورِ تیغ وہ تجھ کو مطیع کرے گی ۔ یزیدیت کی یہ تھی سخت بھول ابنِ رسول
جو اعلیٰ مرتبہ تجھ کو ملا شہادت کا ۔ تمہیں یہ مرتبہ سہل الحصول ابنِ رسول
تری بلندیٔ کردار پر ہیں ہم نازاں ۔ اگرچہ دل ہیں ہمارے ملول ابنِ رسول
ہوئے جو تجھ پہ ترے سامنے فدا اے کاش ۔ انہی میں میرا بھی ہوتا شمول ابنِ رسول
وہی زمانے میں روشن نگاہ کہلائے ۔ جنہیں ملی ترے قدموں کی دھول ابنِ رسول
مثال شاذ ہے تاریخِ عشق میں جس کی ۔ وہ کام کر گیا پورِ بتول ابنِ رسول
نہ اُس نے بیعتِ فاسق کی جاں بچانے کو ۔ عظیم مرد، بڑا بااصول ابنِ رسول
حق آشناؤں سے تحسین کا ستائش کا ۔ خراج تو نے کیا ہے وصول ابنِ رسول
ترے علو کی نہیں حد و انتہا کوئی ۔ ترے شرف کا نہیں عرض وطول ابنِ رسول
تری حیات کا جس میں نہیں ہے، رنگ کوئی ۔ وہ زندگی ہے مکمل فضول ابنِ رسول
میں تیرے راستے پر گامزن نہیں ہوں اگر ۔ مرے تمام عمل ہیں فضول ابنِ رسول
کیا مجال تیری مدح میں زبان کھولے ۔ یہ نابکار ظلوم و جہول ابنِ رسول
جو تیری منقبت و مدح سے مزین ہو ۔ ہو ایسے شعر کا مجھ پر نزول ابنِ رسول
نظر میں رکھنا بروزِ حساب طارقؔ کو ۔ بہ حقِ دختر و اُمِّ رسولؐ ابنِ رسول

خود نگارش



طارق سلطان پوری

عافیت کا میں بھی طالب ہوں پر اس کا کیا کروں
اک لہو کی بوند جو ہنگامہ آرا دل میں ہے
طارق سلطانپوری

عافیت کا میں بھی طالب ہوں پر اس کا کیا کروں
اک لہو کی بوند جو ہنگامہ آرا دل میں ہے

نعلین پاک

شاہوں کے تجمل سے فزوں حرمتِ نعلین
ہے عظمتِ دوراں سے سوا عظمتِ نعلین

سرمایۂ عزت تھی جو صدیوں سے ہماری
افسوس چھنی ہم سے وہ اب نعمتِ نعلین

کم تر ہے اگر پیش کریں سر بھی ہم اپنے
ہم جانتے ہیں مرتبت و حشمتِ نعلین

امت کے دلوں سے کبھی ہو سکتی نہیں محو
ایمان کا ہے جزو جو ہے الفتِ نعلین

ان کرسی نشینوں سے ہے بیکار امیدیں
ہرگز انہیں محبوب نہیں نسبتِ نعلین

برجستہ

بمقام مسجد شریف حزب الاحناف لاہور، بسلسلہ عظمتِ نعلین کانفرنس ۲۲ اپریل ۲۰۰۹ء

طارق سلطانپوری

ادبی ایڈیشن 7 جولائی 2009ء......روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی

زہے جزو کمال فضل رحمان
کہا سال وصال فضل رحمان

وہ مدفون بہشت شہر طیبہ
"ستمبر ہمہ جا علم و فضل" طارق
۱۴۲۳ھ

طارق سلطانپوری

۳۔ تاثیر حرف نگاراں، سرگروہ عاشقاں — وہ امام نسبت گریان جہاں احمد رضا

احمد رضا ۶

"محبّت محبوب حق" احمد رضا خان"

۱ ۳ ۹ ۱ ۲

۱۔ عشق و مستی کا امیر کارواں احمد رضا — خادم اسلام و مخدوم جہاں احمد رضا
۲۔ صاف گو، شستہ و زباں کی نکہت سے ناآشنا — غیرت و سعدم کا کوہ گراں احمد رضا
نقد: ملت حلیم و سپہر عشق کا مہر منیر — طرز معنی کا حکیم نکتہ داں احمد رضا
تلازم عرفاں، یم حق آگہی، بحر علوم — ایک سیل بے کنار و بیکراں احمد رضا
صاحب اسرار، باغ معرفت کا نخل بند — اک بلندی، تیرہ شب کے درمیاں احمد رضا
مسلک عشق محمد کو فروغ اس نے دیا — عبد آزاد و مشہ کون و مکاں احمد رضا
حافظ ناموس مقام و احترام مصطفیٰ — منزلت خیر الورٰی کا پاسباں احمد رضا
سرکشان مصطفیٰ کو سرنگوں کرتا رہا — رزم آرا، مرد میداں، کامراں احمد رضا
عمر بھر پیر دشمن احمد پہ شدت اس نے کی — زلزلہ انداز نجد و تا دیاں احمد رضا
نکتہ چیں اس کے قلم نے لطف سے دم بخود — ترجمۂ قرآں کا حقیقی ترجماں احمد رضا
اس کے استدلال سے عاجز تنک مایہ حریف — خسرو تحریر و سلطان بیاں احمد رضا
لرزہ بر اندام ہیں منکر و نظام کے سرغنان — نعرۂ تکبیر و آوازِ اذاں احمد رضا
ثبت لوح وقت پر اس کی جلالت کے نقوش — آج بھی لاکھوں دلوں پر حکمراں احمد رضا

اس کے اوصاف و محاسن کا بیاں آساں نہیں
ہے سخن فہم و کیاں طارق تپاں احمد رضا

•

عمل کی تحسین — قیامِ اسلامک میڈیا سنٹر

•

جہدِ مستقل کا پیکر ہے محبوب الرسول
سہل انگاری تن آسانی سے ہے ناآشنا
وہ نہیں آسودۂ منزل کسی بھی حال میں
اس کا شیوہ آگے بڑھنا اور آگے دیکھنا
اس نے سر کی، ذکر دوں کو تھی جو مشکل ترمہم
کام جو دشوار تھا اوروں کو، وہ اس نے کیا
وہ سمجھتا ہے صحافت کے بھی اسرار و رموز
اس کو ہے ادراک، ابلاغ کی وقعت کیا

اس حقیقت کو نظر کے سامنے رکھتے ہوئے
اک ابلاغی ادارے کی رکھی اس نے بِنا
قربِ داتا کے طفیل اس کو الٰہی ہو نصیب
وسعت و وقعت، مثالی اعتلاء و ارتقا

۲۵
۱۳۲
۲۱۵
۱۵۱
۱۴۲۵

از روئے "بہجت" سے طارق نے تاریخ قیام
"میڈیا اسلامی سنٹر، مرحبا و مرحبا"

۲ + ۱۴۲۵ = ۱۴۲۷ھ تہنیت گزار
طارق سلطانپوری
لاہور۔ ۲۰-۳-۲۰۰۵

حق نگہبان تیرا شام و سحر ہے، سو جا
تو میسرہ ہے، مری نور نظر ہے سوجا
میں نہیں سمجھا، ترے رونے کی آواز ہے کیا
کوئی پیغام کوئی مژدہ کوئی راز ہے کیا
ابھی ان باتوں کی کیا تجھ کو خبر ہے، سوجا
تو میسرہ ہے، مری نور نظر ہے سوجا
بخشنے والا تجھے کنز سعادت بخشے
تیرے ماں باپ کو بھی تیری بدولت بخشے
ماں کی محبوب ہے تُو، جانِ پدر ہے سوجا
تو میسرہ ہے مری نور نظر ہے سوجا

Baba you are honoured in your generation and your poetry is still and will inshahall be the glory of Times.

A tribute of a "Dukhtar" to her "Pidar"

حضرت طارق سلطانپوری کے قلمی شاہکار

............تین تضامین سلامِ رضا............

بارانِ رحمت (مطبوعہ) — نُمہانِ رحمت (مطبوعہ)

بُستانِ رحمت (مطبوعہ) — تجلیاتِ حرمین (مطبوعہ)

منظوم سفرنامۂ حرمین الشریفین (مطبوعہ) — انوار الاخیار (مطبوعہ)

مذہبی و سیاسی، قومی و ملی، علمی و عرفانی شخصیات ملت اسلامیہ کے اہم ترین واقعات، حوادث و سوانح تاریخ ساز تحریکوں کے آئینہ دار و عکاس سیکڑوں مادہ ہائے تاریخ، جن میں قرآنِ پاک کی آیاتِ کریمہ سے مستخرج مادہ ہائے تاریخ بھی شامل ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

apassion.

In this life some people are born great, some achieve greatness and some have greatness thrust upon them but I believe baba that you are Absolutely the one who has born great.

A great child in the lap of a great father. (Dada Jee) A renowned multilingual Religious Scholar of his time.

Besides a poet or writer, he is a spiritually blassed human being, very loving father and a caring husband. He has always did justice to his relations wheter relatvies or friends has guided me conscious by in all walks of my life.

Since I am born he has seen the life through my eyes, has cheered on my laughter, cherish on my gains and displased on my regrets. Whatever I said, I did, I demanded of him he has fulfilled his commitment wholeheartidly.

I am dam sure that he being the only father in this world who in this age of feebleness and oldness stell gets standly even during sleep at night when I sneez even a little. Its no one else, its only you father.

In the end I would like to share a "lori" of mine that my father wrote for me. I believe all mothers have used to give lories to their children but no father would have done like this for his daughter ever.

تو مری لختِ جگر، نورِ نظر ہے سوجا
رات لمبی ہے، ابھی دور سحر ہے سوجا
تو منیرہ ہے، مری نورِ نظر ہے سوجا
اب تجھے کیوں ہو کسی بات کا غم، خوف و خطر
دستِ شفقت ترے بابا کا ہے تیرے سر پہ

poets who mix too much water with their ink.

Poetry which is the eldest sister of all arts and the parent of most, is depicted most beautifully and efficiently through the pen of my great father.

His poetry is flowers and flowers actually symbolize "words" and the words used in his poetry are "Gems" that have been gathered on the string of great talent, callibre and standard.

He evokes a revolutionary spirit and specially the Love for Prophet (P.B.U.H) through his Naat writings. He has compelled the reader to be Stunned by his standarized and greatly heighted version and the reader cannot spare himself to get inspired from the novelity of his heart touching writings i.e. (Naat, Manqabat, Ghazal, Tazmeen) etc.

He wrote a book namely "تجلیات حرمین" in verses in which he produced a picture of what he observed in both sacred places Makkah and Madina during performance of Hajj. It is perhaps the rare book of this subject in the literary history of the subcontuent written in verses which is its uniqueness. Manqabat and Tazmeen are his marked specialitics. He has already written 3 Tazameens on Salam-e-Rza which is his examplary good deed in the world of Rizwiat.

I want to mention that my father has ennobled by the vast study that's why his thoughts are the thoughts that breadth and his words are the words that burn.

His poetry is rational. It is mad with its own loveliness only because;

To him poetry has not been a purpose but not

A Tribute of a "DUKHTAR" to her PIDAR"

THE PUREST FORM OF LOVE, MY FATHER

Munira Sahar

My very cute "PIDAR" I just want to say that; U are the precious treasure of my life and it is said that,

"Where your treasure is there will your heart be also."

So, you are my heart, my soul, my heaven, my paradise, my cheer, my laughter, my affection, my contentment and the greatest cause of my living in this bitter life.

Baba you are my sun and I am just a single ray out of it. The candle of my life is burning at both the ends only because of you.

If I am a little successful in this life its just because you have carried me and still carrying me on your shoulders, if you had thrown me off I would have sprawled on the ground twoo earlier.

I think I have always found it impossible to carry the heavy burden of responsibility and to discharge my duties as daughter as I would wish to do without the help and support of you baba.

I belive, The hours I spent with you dear are as a string of Pearls to me, I could them over every one apart,

My Baba, My Baba!

I know, My father is a poet at heart. He has taken all knowledge to be his province. He is not like the modern

Quarterly

ANWAR-E-REZA

JAUHAR ABAD

HAZRAT TARIQ SULTANPURI NUMBER

Chief Editor

M. Mahboob-ur-Rasool Qadri

Editor

Muhammad Qamar-ul-Islam

International Ghausia Forum

ANWAR-E-RAZA LIBRARY

Block # 4 Jauhar Abad, Post Code 41200 Pakistan.

Mob: 0300-9429027, 0321-9429027

Mahboobqadri787@gmail.com

Quarterly
Anwar-e-Reza
Jauhar Abad
Vol. 3 - No. 3 - 2009

